فتنہ قادیانیت کیلئے مجاہدین ختم نبوت کی
کاوشوں پر مبنی

تاریخی دستاویز

پسند فرمودہ
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

مُرتّب
حضرۃ مولانا عبدالقیوم مدظلہ العالی مُہاجر مدنی

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
4540513-4519240

فتنہ قادیانیت کیلئے مجاہدین ختم نبوت کی
کاوشوں پر مبنی

تاریخی دستاویز

از افادات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
مناظر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

ودیگر اکابر امت

مرتب
حضرۃ مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ العالی

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان فون:4540513-4519240



مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب)

قال النبي صلى الله عليه وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ

اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ

عرض ناشر

میرے والد محترم حضرت الحاج مولانا عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم کو شروع ہی سے ختم نبوت کے اکابرین سے تعلق ومعیت کا شرف حاصل رہا ہے۔اس صحبت نے انہیں بھی مجاہدین ختم نبوت کی مبارک صف میں لاکھڑا کیا ہے۔فتنہ قادیانیت کی سرکوبی اور تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی صلاحیات عوام وخواص سے مخفی نہیں۔

کچھ عرصہ قبل آپ نے پوری قادیانی تاریخ اور اس سلسلہ میں اکابرامت کی جملہ کاوشوں کو مختصر پمفلٹ کی شکل میں ترتیب دیا تاکہ مصروف ترین حضرات بھی اس مسئلہ سے اجمالی طور پر متعارف ہوسکیں۔یہ کتابچہ ''ختم نبوت کے ڈاکو'' کے نام سے شائع کر کے تقسیم کیا جاچکا ہے۔

زیر نظر کتاب '' فتنہ قادیانیت کیلئے مجاہدین ختم نبوت کی کاوشوں پر مبنی تاریخی دستاویز'' اسی سلسلہ میں ایک تفصیلی کتاب ہے جو اپنے نام سے واضح ہے۔اس کتاب کی ترتیب کے دوران والد محترم کی مساعی جمیلہ اور شب وروز کی اعصاب شکن محنت کو دیکھ کر یہ یقین ہوجاتا ہے کہ اللہ پاک نے خود اس کتاب کی تیاری کا داعیہ پیدا فرمایا اور اس سلسلہ کے تمام مراحل میں منجانب اللہ نصرت شامل حال رہی۔مسئلہ ختم نبوت کیلئے والد محترم پر وہی عشق ومحبت کی گہرائی چھائی ہوئی ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے۔ان شاء اللہ ہر قاری کو دوران مطالعہ والد محترم کی یہ پر کیف کیفیت جگہ جگہ ملے گی۔اپنے اکابر کی تحریرات کو عصر حاضر کی ضرورت کے مطابق ترتیب دینے کی خداداد صلاحیت سے سرشار حضرت والد صاحب مدظلہم کا یہ جدید مجموعہ بھی ان شاء اللہ کافی حد تک عصر حاضر کی ضروریات سے ہم آہنگ ثابت ہوگا۔

اللہ پاک اس مجموعہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور روز محشر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حضرت مؤلف، ناشر اور جملہ قارئین کو مشرف فرمائیں۔آمین۔

اراکین ادارہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اکابرین کا مشکور ہے جنہوں نے کتاب ہذا کے لئے قدم قدم پر رہنمائی فرمائی بالخصوص حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم اگر شفقت وسرپرستی کا معاملہ نہ فرماتے تو یہ مجموعہ تشنہ تکمیل رہتا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ صفر ۱۴۲۷ ہجری بمطابق مارچ 2006

کلمات مبارکہ

شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ. اما بعد

محترم حاجی عبدالقیوم صاحب (نزیل مدینہ منورہ) نے قادیانی فتنہ کے خلاف مختلف اکابر علمائے دیوبند کی تحریرات کو نئی ترتیب سے جمع کیا ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ ان کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائیں۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و احسان سے اس کتاب کو قادیانیوں کے لئے ہدایت اور مسلمانوں کے ایمان میں زیادتی کا باعث فرماویں۔ مولائے پاک ہم سب کو اپنی رضا وخوشنودی نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمتک یا ارحم الرحمین.

فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

حال مقیم

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، اوائل صفر ۱۴۲۷ھ

تأثرات

ہمارے مخدوم حضرت جناب الحاج عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کو اللہ رب العزت نے خاص ذوق بخشا ہے۔ وہ مختلف عنوانات پر اکابر امت کے رشحات قلم کو یکجا کر کے نئی جمع و ترتیب سے بہت عمدہ گلدستے تیار کر کے مسلم امہ کے دل و دماغ کو معطر کرتے رہتے ہیں۔ اب تک حضرت حاجی صاحب کی مندرجہ ذیل کاوشیں سامنے آ چکی ہیں۔

۱۔ گلدستہ تفاسیر.......... اردو کی چھ مستند تفاسیر کے عام فہم اقتباسات کا مجموعہ

۲۔ دینی دستر خوان....... اسلامی تعلیمات کا مکمل انسائیکلو پیڈیا

۳۔ تعمیر انسانیت....... متفرق موضوعات پر انسانی تعمیر سے متعلق تحریرات کا مجموعہ

۴۔ ختم نبوت کے ڈاکو.... مصروف ترین حضرات کیلئے قادیانیت کا مختصر تعارف

۵۔ وصیت نامہ.......... وصیت سے متعلق مکمل مختصر گوشوارہ

اس وقت زیر نظر حضرت مخدوم کی نئی کتاب ''فتنہ قادیانیت کیلئے امت مسلمہ کی کاوشوں پر مبنی تاریخی دستاویز'' ہے۔ اس میں حضرت حاجی صاحب نے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنے کے لئے اکابرین علماء اسلام کے رشحات قلم کو یکجا کر کے خوبصورت و جامع کتاب ترتیب دی ہے۔

فتنہ قادیانیت کے استیصال کیلئے جن اکابر امت نے جو خدمات سرانجام دیں ان کا بھی جستہ جستہ تذکرہ ہے۔ غرض قادیانی عقائد و نظریات اور اس کے خلاف کام کرنے والے حضرات کی جامع تاریخ مرتب کر کے آپ نے شاندار اور تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس عنوان پر یہ کتاب ''انسائیکلو پیڈیا'' ہے حضرت حاجی صاحب نے مدینہ منورہ سے صرف اس کام کے لیے سفر کیا۔ اور مختلف حضرات سے مل کر مشورہ کر کے اسے مرتب کیا۔ حضرت حاجی صاحب نے اکابر امت کی محنتوں کو جس خوبصورت و حسین جدید اسلوب سے مرتب کیا ہے اس پر وہ بہت ہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت سے نواز کر صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

حضرت مولانا اللہ وسایا

دفتر ختم نبوت ملتان ۳۰ محرم ۱۴۲۷ھ بمطابق یکم مارچ 2006

فہرست عنوانات

ختم نبوت زندہ باد

مقالہ

ختم نبوت کا معنی
اور
خاتم النبیین کی تفسیر

از

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

ختم نبوت کا معنیٰ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد

سرورِ دو عالم فخرِ بنی آدم آقائے دوجہاں نبی عالمین امام النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ومولانا وشفیعنا محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم محض نبی ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین ہیں۔ اور ختم کے معنی انتہا کر دینے اور کسی چیز کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہیں۔ اس لیے خاتم النبیین کے معنی نبوت کو انتہا تک پہنچا دینے کے ہوئے اور کسی چیز کے انتہا تک پہنچ جانے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخری حد پر آجائے کہ اس کے بعد کوئی اور درجہ اور حد باقی نہ رہے جس تک وہ پہنچے۔ اس لیے ختم نبوت کے معنی یہ ہوئے کہ نبوت اپنے تمام درجات ومراتب کی آخری حد تک آگئی اور نبوت کا کوئی درجہ اور مرتبہ باقی نہیں رہا کہ جس تک وہ آئے اور اس کے لیے حرکت کر کے آگے بڑھے۔ اس لیے ''خاتم النبیین'' کے حقیقی معنی یہ نکلے کہ خاتم پر نبوت اور کمالات نبوت کے تمام مراتب پورے ہوگئے اور نبوتی اپنے علمی واخلاقی کمالات کے ایک ایسے انتہائی مقام پر آگئی کہ بشریت کے دائرہ میں نہ علمی کمال کا کوئی درجہ باقی رہا نہ اخلاقی قدروں کا کوئی مرتبہ کہ جس کے لیے نبوت خاتم سے گزر کر آگے بڑھے اور اس درجہ یا قدر تک پہنچے۔

خاتم النبیین وہ ہے جس پر کمالات کی انتہاء ہوگئی

اِس سے واضح ہوگیا کہ ختم نبوت کے معنی قطع نبوت یا انقطاع رسالت کے نہیں کہ نبوت کی نعمت باقی نہ رہی یا اِس کا نور عالم سے زائل ہوگیا بلکہ تکمیل نبوت کے ہیں جس کا حاصل

یہ ہوا۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تمام کمالاتِ نبوت اپنی انتہا کو پہنچ کر مکمل ہو گئے جو اب تک نہ ہوئے تھے اور اب جو نبوت دنیا میں قائم ہے وہ خاتم کی ہے۔ اور اس کامل نبوت کے بعد کسی نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی، نہ یہ کہ نبوت دنیا سے منقطع ہو گئی اور چھین لی گئی، معاذ اللہ۔ اس کا قدرتی ثمرہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت جب سے شروع ہوئی اور جن کمالات کو لے کر شروع ہوئی اور آخر کار جس حد پر آ کر رکی اور ختم ہوئی اِس کے اوّل سے لے کر آخر تک جس قدر بھی کمالاتِ نبوت دنیا میں وقتاً فوقتاً آئے اور طبقہ انبیاء میں سے کسی کو ملے وہ سب کے سب خاتم النبیین میں آ کر جمع ہو گئے۔ جو خاتم سے پہلے اِس کمال جامعیت کے ساتھ کسی میں جمع نہیں ہوئے تھے ورنہ جہاں بھی یہ اجتماع ہوتا وہیں پر نبوت ختم ہو جاتی اور آگے بڑھ کر یہاں تک نہ پہنچتی۔ اسلیے ''خاتم النبیین'' کا جامع علومِ نبوت جامع اخلاقِ نبوت جامع احوالِ نبوت اور جامع جمیع شئونِ نبوت ہونا ضروری ٹھہرا جو غیر خاتم کے لیے نہیں ہو سکتا تھا ورنہ وہی خاتم بن جاتا۔

خاتم النبیین کی شریعت

اور ظاہر ہے کہ جب ان ہی کمالات علم وعمل پر شریعتوں کی بنیاد ہے جو اپنی انتہائی حدود کے ساتھ خاتم النبیین میں جمع ہو کر اپنے آخری کنارہ پر پہنچ گئے جن کا کوئی درجہ باقی نہ رہا کہ اسے پہنچانے کے لیے خدا کا کوئی اور نبی آئے تو اِس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ شریعت اور دین بھی آ کر خاتم پر ختم یعنی مکمل ہو گیا اور شریعت و دین کا بھی کوئی تکمیل طلب حصہ باقی نہیں رہا کہ اسے پہنچاتے اور مکمل کرنے کے لیے کسی اور نبی کو دنیا میں بھیجا جائے۔ اِس لیے خاتم النبیین کے لیے خاتم الشرائع خاتم الادیان اور خاتم الکتب یا بالفاظ دیگر کامل الشریعت کامل الدین اور کامل الکتاب ہونا بھی ضروری اور قدرتی نکلا۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکے تھے اور ظاہر ہے کہ کامل ہی ناقص کے لیے ناسخ بن سکتا ہے نہ کہ برعکس۔ اسلیے شریعت محمدی بوجہ اپنے انتہائی کمال اور ناقابل تغیر ہونے کے سابقہ شرائع کو منسوخ کرنے کی حقدار ٹھہرتی ہے اور ظاہر ہے کہ ناسخ آخر میں آتا ہے اور منسوخ اِس سے مقدم ہوتا ہے۔ اسلیے اس شریعت کا آخر میں آنا اور اِس کے لانے والے کا سب کے آخر میں مبعوث ہونا

بھی ضروری تھا۔ اِس لیے خاتم النبیین ہونے کے ساتھ آخرالنبیین بھی ثابت ہوئے کہ آپ کا زمانہ سارے انبیاء کے زمانوں کے بعد میں ہو۔ کیونکہ آخری عدالت جو ابتدائی عدالت کے فیصلوں کو منسوخ کرتی ہے آخر ہی میں رکھی جاتی ہے۔

آپ ﷺ کمالاتِ بشری کے منتہا بھی ہیں اور مبداء بھی

پھر ساتھ ہی جب کہ خاتم النبیین کے معنی منتہائے کمالات نبوت کے ہوئے کہ آپ ہی پر آ کر ہر کمال ختم ہو جاتا ہے تو یہ ایک طبعی اصول ہے کہ جو وصف کسی پر ختم ہوتا ہے اسی سے شروع بھی ہوتا ہے جو کسی چیز کا منتہا ہوتا ہے وہی اِس کا مبدا بھی ہوتا ہے اور جو کسی شے کے حق میں خاتم یعنی مکمل ہوتا ہے۔ وہی اِس کے حق میں فاتح اور سرچشمہ بھی ہوتا ہے ہم سورج کو کہیں کہ وہ خاتم الانوار ہے جس پر نور کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں تو قدرتاً اسی کو سرچشمہ انوار بھی ماننا پڑیگا کہ نور کا آغاز اور پھیلاؤ بھی اسی سے ہوا ہے اور جہاں بھی نور اور روشنی کی کوئی جھلک ہے وہ اسی کی ہے اور اسی کے فیض سے ہے اِس لیے روشنی کے حق میں سورج کو خاتم کہہ کر فاتح بھی کہنا پڑے گا یا جیسے کسی بستی کے واٹر ورکس کو ہم خاتم المیاہ (پانیوں کی آخری حد) کہیں جس پر شہر کے سارے نلوں اور ٹینکیوں کے پانی کی انتہا ہو جاتی ہے تو اسی کو ان پانیوں کا سرچشمہ بھی ماننا پڑے گا کہ پانی چلا بھی یہیں سے ہے جو نلوں اور ٹینکیوں میں پانی آیا اور جس براسکاگ کو بھی پانی ملا وہ اسی کے فیض سے ملا جیسے ہم حضرت آدم علیہ السلام کو خاتم الآبا کہیں کہ باپ ہونے کا وصف ان پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ ان کے بعد کوئی اور باپ نہیں نکلتا بلکہ سب باپوں کے باپ ہونے کی آخری حد سلسلہ وار پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام پر ختم ہو جاتی ہے تو قدرتی طور پر وہی فاتح الآبا بھی ثابت ہوتے ہیں کہ باپ ہونے کی ابتدا بھی ان ہی سے ہو۔ اگر وہ باپ نہ بنتے تو کسی کو بھی باپ بننا نہ آتا۔ یا جیسے ہم حق تعالیٰ شانہ کو خاتم الوجود جانتے ہیں کہ ہر موجود کے وجود کی انتہا اسی پر ہوتی ہے تو اصول مذکورہ کی رو سے وہی ذات واجب الوجود ان وجودوں کا سرچشمہ اور مبدا بھی ثابت ہوتی ہے کہ جسے بھی وجود کا کوئی حصہ ملا وہ اسی ذات اقدس کا فیض اور طفیل ہے۔ پس وجود کے حق میں ذاتِ خداوندی ہی اوّل و آخر اور مبدا و منتہا ثابت ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح

جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''خاتم النبیین'' ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہوا۔ اور اس کے معنی بھی واضح ہوگئے کہ نبوت اور کمالاتِ نبوت آپ پر پہنچ کر ختم ہوگئے اور آپ ہی کمالاتِ علم و عمل کے منتہا ہوتے تو اصولِ مذکورہ کی رو سے آپ ہی کو ان کمالاتِ بشری کا مبداء اور سرچشمہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ ہی سے ان کمالات کا افتتاح اور آغاز بھی ہوا اور جسے بھی نبوت یا کمالاتِ نبوت کا کوئی کرشمہ ملا وہ آپ ہی کے واسطہ اور فیض سے ملا ہے۔

آپ علیہ وسلم کی نبوت اصلی ہے اور باقی انبیاءؑ کی بالواسطہ ہے

پس جیسے آدم کی ابوت اوّل بھی تھی اور وہی لوٹ پھر کر آخری بھی ثابت ہوتی تھی۔ ساتھ ہی اصلی اور بلاواسطہ بھی تھی۔ بقیہ سب باپوں کی ابوت ان کے واسطہ اور فیض سے تھی۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اوّل بھی ہوئی اور لوٹ کر پھر آخری بھی اور ساتھ ہی اصلی اور بلاواسطہ بھی ہے کہ بقیہ سب انبیاء کی نبوتیں آپ کے واسطہ اور فیض سے ہیں۔ پس جیسے فلاسفہ کے یہاں ہر نوع کا ایک رب النوع مانا گیا ہے جو اس نوع کے لیے نقطہ فیض ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کی مقدس نوع کا نقطہ فیض اور جو ہر فرد حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ اِس لیے آپ کی نبوت اصلی ہے اور دوسرے انبیاء کی نبوت بواسطہ خاتم النبیین ہے۔ پس ہر کمالِ نبوت خواہ علمی ہو یا عملی۔ اخلاقی ہو یا اجتماعی حال کا ہو یا مقام کا، وہ اوّلاً آپ میں ہوگا اور آپ کے واسطہ سے دوسروں کو پہنچے گا۔ اِس لیے اصولِ مذکورہ کی رو سے دائرہ نبوت میں جب آپ خاتم نبوت ہوئے تو آپ ہی فاتح نبوت بھی ہوئے۔ اگر نبوت آپ پر رکی اور منتہی ہوئی تو آپ ہی سے یقیناً چلی بھی اور شروع بھی ہوئی، اسلیے آپ نبوت کے خاتم بھی ہیں اور فاتح بھی ہیں، آخیر بھی ہیں اور اوّل بھی ہیں۔ مبدا بھی ہیں اور منتہا بھی ہیں۔ چنانچہ جہاں آپ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا کہ:۔

انی عبد اللّٰہ و خاتم النبیین

میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں۔ (البیہقی والحاکم عن عرباض بن ساریہ)

اور جہاں آپ نے نبوت کو ایک قصر سے تشبیہ دے کر اپنے کو اس کی آخری اینٹ بتایا جس پر اس عظیم الشان قصر کی تکمیل ہوگئی۔

فانا سددت موضع اللبنة و ختم بی البنیات و ختم بی الرسل (کنزالعمال)

پس میں نے ہی (قصرِ نبوت کی آخری) اینٹ کی جگہ کو پر کیا اور مجھ ہی پر یہ قصر مکمل کر دیا گیا اور مجھ ہی پر رسول ختم کر دیئے گئے کہ میرے بعد اب کوئی رسول آنے والا نہیں۔

وہیں آپ نے اپنے کو قصرِ نبوت کی اولین خشت اور سب سے پہلی اینٹ بھی بتایا۔ فرمایا:

کنت نبیا والادم بین الروح و الجسد

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم ابھی روح و بدن ہی درمیان ہی میں تھے۔

یعنی ان میں ابھی روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی کہ میں نبی بنا دیا گیا تھا۔ جس سے واضح ہے کہ آپ خاتم ہونے کے ساتھ ساتھ فاتح بھی تھے۔ اوّل بھی تھے اور آخر بھی۔ چنانچہ ایک روایت میں اِس فاتحیت اور خاتمیت کو ایک جگہ جمع فرماتے ہوئے ارشاد ہوا (جو حدیث قتادہ کا ایک ٹکڑہ ہے) کہ:۔

جعلنی فاتحاً و خاتماً

اور مجھے اللہ نے فاتح بھی بنایا اور خاتم بھی۔ (خصائص کبریٰ ۱۹۷/۳۴۰)

پھر چونکہ خاتم ہونے کے لیے اوّل و آخر ہونا بھی لازم تھا تو حدیثِ ذیل میں اسے بھی واضح فرما دیا گیا اور آدم علیہ السلام کو حضورؐ کا نور دکھلاتے ہوئے بطور تعارف کہا گیا کہ:۔

ھذا ابنک احمد ھو الاول و الاخر (کنزالعمال)

یہ تمہارا بیٹا احمد ہے جو (نبوت میں) اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے۔

پھر حدیث ابی ہریرہ میں اِس اولیت و آخریت جیسی اضداد کے جمع ہونے کی نوعیت پر روشنی ڈالی گئی کہ:۔

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث (ابونعیم فی الدلائل)

میں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں بلحاظ پیدائش کے اور سب سے پچھلا ہوں بلحاظ بعثت کے۔

اِس لیے حقیقی طور پر آپ کی امتیازی شان محض نبوت نہیں۔ بلکہ "ختم نبوت" ثابت ہوتی ہے جس سے آپ کے لیے یہ فاتح و خاتم اور اول و آخر ہونا ثابت ہوا اور آپ سارے

طبقہ انبیاء میں ممتاز اور فائق نمایاں ہوئے اور ظاہر ہے کہ جب نبوت ہی سارے بشری کمالات کا سرچشمہ ہے اور اسی لیے سارے انبیاء علیہم السلام سارے ہی کمالاتِ بشری کے جامع ہوئے ہیں تو قدرتی طور پر ''خاتم نبوت'' کے لیے صرف جامع کمالات ہونا کافی نہیں بلکہ خاتم کمالات ہونا بھی ضروری ہے یعنی آپ کا ہر کمال انتہائی کمال کا نقطہ ہونا چاہیے۔ ورنہ ختم نبوت کے کوئی معنی ظاہر نہیں ہو سکتے۔

تمام انبیاء کے کمالات آپ ﷺ میں علی وجہ الاتم موجود تھے

اندریں صورت جہاں یہ ماننا پڑے گا کہ جو کمال بھی کسی نبی میں تھا۔ وہ بلاشبہ آپ میں بھی تھا وہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ میں وہ کمال سب سے پہلے تھا اور سب سے بڑھ چڑھ کر تھا اور امتیاز و فضیلت کی انتہائی شان لیے ہوئے تھا اور یہ کہ وہ کمال آپ میں اصلی تھا اور اوروں میں آپ کے واسطہ سے تھا۔ پس آپ جامع کمالات ہی نہیں بلکہ خاتم کمالات اور خاتم کمالات ہی نہیں فاتح کمالات ...... اور سرچشمہ کمالات اور فاتح کمالات ہی نہیں بلکہ منتہائے کمالات اور منتہائے کمالات ہی نہیں بلکہ اعلیٰ الکمالات اور افضل الکمالات ثابت ہوئے کہ آپ میں کمال ہی نہیں بلکہ کمال کا آخری اور انتہائی نقطہ ہے جس کے فیض سے اگلے اور پچھلے باکمال بنے۔

عقلی طور پر اس کی وجہ یہ ہے کہ جس پر عنایت ازلی سب سے پہلے اور بلاواسطہ متوجہ ہوئی۔ وہ جس درجہ کا اثر اِس سے قبول کریگا یقیناً ثانوی درجہ میں اور بالواسطہ فیض پانے والے اس درجہ کا اثر نہیں لے سکتے۔ پس اوّل مخلوق یعنی اوّل ما خلق اللّٰہ نوری کا مصداق، نور الٰہی کا جو نقشِ کامل اپنی اِستعداد کامل سے قبول کر سکتا ہے۔ اِس کی توقع بالواسطہ اور ثانوی نقوش سے اثر لینے والوں سے نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ آپ کی سیرت مبارکہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ جو کمالات انبیاء سابقین کو الگ الگ دیئے گئے وہ سب کے سب اکٹھے کر کے اور ساتھ ہی اپنے انتہائی اور فائق مقام کے ساتھ آپ کو عطا کیے گئے اور جو آپ میں مخصوص کمالات ہیں وہ الگ ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چنانچہ ذیل کی چند مثالوں سے جو شانِ خاتمیت کی ہزاروں امتیازی خصوصیات میں سے چند کی ایک اجمالی فہرست اور سیرت خاتم الانبیاء کے بے شمار ممتاز اور خصوصی مقامات میں سے چند کی موٹی موٹی سرخیاں ہیں۔ اِس حقیقت کا اندازہ لگایا جا سکے گا کہ اولین و آخرین میں سے جس باکمال کو جو کمال دیا گیا اِس کمال کا انتہائی نقطہ حضور کو عطا فرمایا گیا، اپنی ہر جہتی حیثیت سے ممتاز و فائق اور افضل تو ہے۔ مثلاً

باقی انبیاء ہیں، آپ خاتم الانبیاء ہیں

(۱) اگر اور انبیاء نبی ہیں تو آپ خاتم النبیین ہیں"۔ **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ نہیں تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین تھے۔

اور حدیث سلمان کا حصہ ذیل کہ **ان کنت اصطفیت آدم فقد خمت بک الانبیاء وما خلقت خلقا اکرم منک علی**۔ (خصائص کبری ۲/۱۹۳)

ترجمہ:۔ اور ارشاد حدیث کہ جبریل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ (اگر میں نے آدم کو صفی اللہ کا خطاب دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کو خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے) اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کہ جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو۔

باقی اقوام کے نبی ہیں آپ نبی الانبیاء ہیں

(۲) اگر اور انبیاء کی نبوتیں مرجع اقوام و ملل ہیں تو آپ کی نبوت اس کی ساتھ ساتھ مرجع انبیاء و رسل بھی ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتو منن بہ و لتنصر نہ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو کہ جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا۔ کتاب

ہو یا حکمت، پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہاری پاس والی کتاب کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے یہ مدد بلا واسطہ ہوگی اگر کوئی رسول دورۂ محمدی کو پا جائیں جیسے عیسےٰ علیہ السلام آپ ہی کی نبوت کے دورہ میں آسمان سے اتریں گے اور اتباع محمدی کریں گے) یا بواسطہ امم واقوام ہوگی اگر خود رسول دورۂ محمدی نہ پائیں جیسے تمام انبیاء سابقین جو دورہ محمد سے پہلے گزر گئے اور آپ کا دورہ شریعت انہوں نے نہیں پایا۔

باقی عابد ہیں آپ امام العابدین ہیں

(۳) اگر اور انبیاء عابد ہیں تو آپ کو ان عابدین کا امام بنایا گیا۔ **ثم دخلت بيت المقدس فجمع لي الانبياء فقدمني جبريل حتىٰ امتهم** (نسائی عن انس)

ترجمہ:۔ شب معراج کے واقعہ کا ٹکڑا ہے کہ پھر میں داخل ہوا بیت المقدس میں اور میرے لیے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا۔ تو مجھے جبرائیل نے آگے بڑھایا یہاں تک میں نے تمام انبیاء کی امامت کی۔

باقی ظہور کے بعد نبی ہیں آپؐ وجود سے پہلے نبی ہیں

(۴) اگر اور انبیاء اپنے ظہور کے وقت نبی ہوئی تو آپ اپنے وجود ہی کے وقت سے نبی تھے جو تخلیق آدم کی تکمیل سے بھی قبل کا زمانہ ہے۔ **كنت نبيا و ادم بين الروح و الجسد** (مسند احمد)

ترجمہ:۔ میں نبی تھا اور آدم ابھی تک روح اور بدن کے درمیان ہی تھے (یعنی ان کی تخلیق ابھی مکمل نہ ہوئی تھی۔)

باقیوں کی نبوت حادث تھی آپ کی قدیم ہے

(۵) اگر اوروں کی نبوت حادث تھی تو حضور کی نبوت عالم خلق میں قدیم تھی۔

قال ابوهريرة متى وجبت لك النبوة؟ قال بين خلق آدم و نفخ الروح فيه. (مستدرک حاکم و بیهقی و ابو نعیم)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا۔ آدم کی پیدائش اور ان میں روح آنے کے درمیان میں۔

باقی انبیاء کائنات تھے آپ سببِ تخلیقِ کائنات ہیں

(۶) اگراور انبیاء اور ساری کائنات مخلوق ہیں تو آپ مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ سببِ تخلیقِ کائنات بھی ہیں۔

فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار (مستدرک)

ترجمہ:۔اگر محمدؐ نہ ہوں (یعنی میں انہیں پیدا نہ کروں) تو نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت ونار کو۔

باقی مُقرّب تھے تو آپؐ اولُ المقربین ہیں

(۷) اگر عہدِ الست میں اور انبیاء مع تمام اولاد کے بلیٰ کے ساتھ مقرب تھے تو حضور اول المقربین تھے جنہوں نے سب سے پہلے بلیٰ کہا اور بلیٰ کہنے کی سب کو راہ دکھلائی۔ **کان محمد صلی الله علیه وسلم اول من قال بلی و لذلک صار یتقدم الانبیاء وهو آخر من بعث** (خصائص کبریٰ)

ترجمہ:۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے (عہدِ الست کے وقت) بلیٰ فرمایا۔اسی لیے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہو گئے درحالیکہ آپ سب کے آخر میں بھیجے گئے ہیں۔

آپؐ اول المبعوثین ہوں گے

(۸) اگر روزِ قیامت اور انبیاء قبروں سے مبعوث ہونگے تو آپ اول المبعوثین ہوں گے۔

انا اول من تنشق عنه الارض (مسند احمد عن ابن عباس)

ترجمہ:۔میں سب سے پہلا ہوں گا کہ زمین اِس کے لیے شق ہو گی یعنی قبر سے سب سے پہلے میں اٹھونگا۔

آپؐ کو سب سے پہلے بلایا جائے گا

(۹) اگر اور انبیاء ابھی عرصاتِ قیامت ہی میں ہونگے تو آپ کو سب سے پہلے پکار بھی لیا جائے گا۔ کہ مقامِ محمود پر پہنچ کر اللہ کی منتخب حمد وثنا کریں۔ **فیکون اول من یدعیٰ محمد صلی الله علیه وسلم فذا لک قوله تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا** (مسند بزار و بیہقی)

ترجمہ:۔پس جنہیں (میدانِ محشر میں) سب سے پہلے پکارا جائے گا۔ (کہ مقام محمود پر آجائیں اور حمد وثنا کریں۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہی معنی ہیں اللہ کے اس قول کے کہ قریب ہے بھیجے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر۔

آپؐ قیامت میں سب سے پہلے ساجد ہوں گے

(۱۰) اگر اور انبیاء کو روز قیامت ہنوز سجدہ کی جرات نہ ہوگی تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جنہیں سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔ انا اوّل من یوذن له بالسجود یوم القیمة (مسند احمد عن ابی الدرداء)

ترجمہ:۔میں سب سے پہلا ہونگا۔ جسے قیامت کے دن سجدہ کی اجازت دیجائیگی۔

آپؐ سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھائیں گے

(۱۱) اگر اور انبیاء اجازتِ عامہ کے بعد ہنوز سجدہ ہی میں ہوں گے تو آپ کو سب سے اول سجدہ سے سر اٹھانے کی اجازت دے دی جائیگی انا اول من یرفع رأسه فانظر الی بین یدی . (مسند احمد عن ابی الدرداء)

وفی مسلم: فیقال یا محمد ارفع راسک سل تعط واشفع تشفع

ترجمہ:۔میں سب سے پہلے سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے نظر کروں گا۔ (جب کہ سب کی نگاہیں نیچی ہوں گی) کہا جائے گا۔ محمد! سر اٹھاؤ جو مانگو گے دیا جائے گا (جس کی شفاعت کرو گے قبول کی جائیگی۔

آپؐ اول الشافعین واول المشفعین ہوں گے

(۱۲) اگر اور انبیاء روز قیامت شافع اور مشفع ہوں گے تو آپ اوّل شافع اور اول مشفع ہوں گے۔ انا اوّل شافع و اول مشفع (ابونعیم فی الحلیہ عن جابر)

ترجمہ:۔میں سب سے پہلا شافع اور سب سے پہلا مشفع ہونگا (جس کی شفاعت قبول کی جائیگی)

آپؐ کو شفاعت کبریٰ ملے گی

(۱۳) اگر اور انبیاء کو شفاعت صغریٰ یعنی اپنی اپنی قوموں کی شفاعت دی جائے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ یعنی تمام اقوام دنیا کی شفاعت دی جائے گی۔

اذھبوا الیٰ محمد فیاتون فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم النبیین غفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فاشفع لنا الیٰ ربک الحدیث (مسند احمد عن ابی ھریرہ)

ترجمہ:۔ شفاعت کے سلسلہ میں اس حدیث طویل میں ہے کہ جب اولین و آخرین کی سرگردانی پر اور طلبِ شفاعت پر سارے انبیاء جواب دیں گے کہ ہم اِس میدان میں نہیں بڑھ سکتے اور لوگ آدم سے لے کر تمام انبیاء و رسل تک سلسلہ وار شفاعت سے عذر سنتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچیں گے اور طالب شفاعت ہونگے تو فرمائیں گے کہ) جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آدم کی ساری اولاد آپکے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی کہ اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں (گویا آج سارے عالم کو رسالت محمدی اور ختمِ نبوت کا اقرار کرنا پڑیگا) آپکی اگلی اور پچھلی لغزشیں سب پہلے ہی معاف کردی گئی ہیں (یعنی آپکے لیے اِس عذر کا موقع نہیں جو ہر نبی نے کیا کہ میرے اوپر فلاں لغزش کا بوجھ ہے میں شفاعت نہیں کر سکتا کہیں مجھ سے ہی باز پرس نہ ہونے لگے اِس لیے آپ پروردگار سے ہماری شفاعت فرمائیں تو آپ اسے بلا جھجک اور بلا معذرت کے قبول فرمالیں گے اور شفاعت کبریٰ کریں گے۔

آپؐ شفاعتِ عامہ کا مقام سنبھالیں گے

(۱۴ الف) اگر انبیاء قیامت کی ہولناکی کے سبب شفاعت سے بچنے کی کوشش کریں گے اور لست لھا میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں) کہہ کر پیچھے ہٹ جائیں گے تو حضور کے دعوے کے ساتھ انا لھا انا لھا (میں اس کا اہل ہوں) کہہ کر آگے بڑھیں گے اور شفاعت عامہ کا مقام سنبھال لیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ عن سلمان)

ترجمہ:۔ اِس روایت کی بھی وہی تفصیل ہے جو ۱۳ میں گزری۔

آپؐ سب سے پہلے پل صراط عبور کریں گے

(۱۴ ب) اگر اور انبیاء ابھی میدان حشر میں ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہونگے جو پل صراط کو عبور بھی کر جائیں گے

يضرب جسر جهنم فاكون اول من يجيز (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہ)

ترجمہ:۔ جہنم پر پل تان دیا جائے گا تو سب سے پہلے اسے عبور کرنے والا میں ہوں گا۔

آپؐ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے

(۱۵) اگر اور انبیاء اور اولین و آخرین ہنوز پیش دروازۂ جنت ہی ہوں گے تو آپ سب سے پہلے ہوں گے جو دروازہ جنت کھٹکھٹائیں گے۔ انا اوّل من يقرع باب الجنه (ابو نعیم عن ابو ہریرہ)

ترجمہ:۔ میں سب سے پہلے دروازہ جنت کھٹکھٹاؤں گا۔

آپؐ کے لئے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلے گا

(۱۶) اگر اور انبیاء اور اقوام انبیاء ہنوز داخلہ جنت کی اجازت ہی کے مرحلہ پر ہوں گے تو آپ کے لیے سب سے پہلے دروازہ جنت کھول بھی دیا جائے گا۔ انا اول من تفتح له ابواب الجنه (ابونعیم وابن عساکہ عن حذیفہ)

ترجمہ:۔ میرے لئے سب سے پہلے دروازہ جنت کھولا جائے گا۔

آپؐ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

(۱۷) اگر اور انبیاء باب جنت کھلنے پر ابھی داخلہ کے آرزومند ہی ہوں گے تو آپ سب سے پہلے اول جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ وانا اول من يدخل الجنه يوم القيمه ولا فخر (بیہقی وابونعیم عن انس)

ترجمہ:۔ روزِ قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ مگر فخر سے نہیں کہتا۔

آپؐ کو اولین و آخرین کے علوم عطا ہوئے

(۱۸) اگر اور انبیاء کو علوم خاصہ عطا ہوئے تو آپ کو علم اولین و آخرین دیا گیا۔

اوتيت علم الاولين والآخرين (خصائص کبریٰ ۲/۸۷)

ترجمہ:۔ مجھے علم اولین و آخرین دیا گیا ہے جو الگ الگ انبیاء کو دیا گیا تھا جیسے آدمؑ کو علم اسماء، یوسفؑ کو علم تعبیر خواب، سلیمانؑ کو علم منطق الطیر خضرؑ کو علم لدنی، عیسیٰؑ کو حکمت وغیرہ۔

آپ کو خلقِ عظیم عطا ہوا

(۱۹) اگر اور انبیاء کو خلق حسن عطا ہوا۔ حسن کے معنی معاملات میں حدود سے نہ گزرنے کے ہیں اور خلق کریم عطاء جس کے معنی عفو مسامحہ کے ہیں تو آپ کو خلق عظیم دیا گیا جس کے معنی دوسروں کی تعدی پر نہ صرف ان سے درگزر کرنے اور معاف کر دینے کے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنے اور حسنِ سلوک سے پیش آنے کے ہیں جو تمام محاسن اخلاق اور مکارم اخلاق دونوں کا جامع ہے۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم (القران الحکیم)

ترجمہ:۔ خلق حسن یہ ہے کہ ظلم کرنے والے سے اپنا حق پورا پورا لیا جائے۔ چھوڑا نہ جائے مگر عدل و انصاف جس میں کوئی تعدّی اور زیادتی نہ ہو۔ یہ مساوات ہے اور خلافِ رحمت نہیں۔ خلقِ کریم یہ ہے کہ ظالم کے ظلم سے درگزر کر کے اپنا حق معاف کر دیا جائے یہ کریم النفس ہے اور فی الجملہ رحمت بھی ہے کہ اگر دیا نہیں تو لیا بھی نہیں اور خلق عظیم یہ ہے کہ ظالم سے نہ صرف اپنے حق کی ادائیگی معاف کر دی جائے بلکہ اوپر سے اس کے ساتھ سلوک و احسان بھی کیا جائے جب کہ وہ حق تلفی کر رہا ہو۔ اس خلق کی روح غلبہ رحمت و شفقت اور کمال ایثار ہے اسی کو فرمایا کہ اے نبی! آپ خلقِ عظیم پر ہیں۔

آپ متبوع الانبیاء ہیں

(۲۰) اگر اور انبیاء متبوع امم اقوام تھے تو حضور متبوع انبیاء و رسل تھے۔ لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الاتباعی (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ اگر موسیٰ آج زندہ ہوتے تو انہیں بھی میرے اتباع کے سوا چارہ کار نہ تھا۔

آپؐ کو ناسخ کتاب ملی

(۲۱) اگر اور انبیاء کو قابل نسخ کتابیں ملیں تو آپ کو ناسخ کتاب عطا ہوئی۔

ان عمراتی النبی صلی الله علیه وسلم بنسخة من التوارة فقال یا رسول هذه نسخة من التوراة. فسکت. فجعل یقرأو وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجه رسول

الله صلى الله عليه وسلم؟ فنظر عمرا لیٰ وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضينا بالله ربا و بالاسلام دينا وبمحمد نبيًا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفس محمد بيده لو بدالكم موسیٰ فاتبعتموه و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حيًا و ادرک نبوتی لاتبعنی (دارمی عن جابر)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ تورات کا ایک نسخہ حضور کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ یہ تورات ہے۔ آپ خاموش رہے تو انہوں نے اسے پڑھنا شروع کر دیا اور آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے متغیر ہونا شروع ہو گیا تو صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تجھے گم کر دیں گم کرنے والیاں کیا چہرہ نبوی کا اثر تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے؟ تب حضرت عمرؓ نے چہرہ اقدس کو دیکھا اور دہل گئے، فوراً زبان پر جاری ہو گیا) میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے ہم راضی ہوئے اللہ سے بلحاظ رب ہونے کے اور راضی ہوئے اسلام سے بلحاظ دین ہونے کے اور راضی ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بلحاظ نبی ہونے کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر آج تمہارے پاس موسیٰ آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرنے لگو تم بلاشبہ سیدھے راستہ سے بھٹک جاؤ گے اور اگر آج موسیٰ زندہ ہو کر آ جائیں اور میری نبوت کو پالیں تو وہ یقیناً میرا ہی اتباع کریں گے۔

آپؐ کو کمال دین عطا ہوا

(۲۲) اگر اور انبیاء کو دین عطا کیا گیا تو آپ کو کمال دین دیا گیا جس میں نہ کمی کی گنجائش ہے نہ زیادتی کی۔

اليوم اكملت لكم دينكم (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا (جس میں نہ اب کمی کی گنجائش ہے، نہ زیادتی کی)۔

(۲۳) اگر اور انبیاء کو ہنگامی دین دیئے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوامی دین عطا کیا گیا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتی و رضيت لكم

الاسلام دینا (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔آج کے دن میں نے دین کو کامل کر دیا (جس میں کوئی کمی نہیں رہی تو کسی نئے دین کی ضرورت نہیں رہی پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اِس دین کا دوامی ہونا ظاہر ہے اور پہلے ادیان میں کمی تھی جس کی اِس دین سے تکمیل ہوئی تو پچھلے کسی ناتمام دین کی اب حاجت نہیں رہی پس وہ منسوخ ہو گیا جس سے اس کا ہنگامی ہونا ظاہر ہے۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ دین عطا ہوا

(۲۴) اگر اور انبیاء کو دین عطا ہوا تو آپ کو غلبہ دین عطا کیا گیا۔

هو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔وہی ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت و دین دے کر تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

آپؐ کے دین میں تجدید رکھی گئی

(۲۵) اگر اور انبیاء کے دین میں تحریف وتبدیل راہ پا گئی جس سے وہ ختم ہو گئے تو آپ کے دین میں تجدید رکھی گئی جس سے وہ قیامت تک تازہ بہ تازہ ہو کر دواماً باقی رہے گا۔

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی راس کل ماۃ سنہ من یجد لھا دینھا (مشکوۃ)

ترجمہ:۔بلاشبہ اللہ تعالےٰ اٹھاتا رہے گا اِس امت کیلئے وہ لوگ جو ہر صدی کے سرے پر دین کو تازہ بہ تازہ کرتے رہیں گے۔

شریعت محمدی میں جلال و جمال کا کمال غالب ہے

(۲۶) اگر شریعت موسوی میں جلال اور شریعت عیسوی میں جمال غالب تھا۔یعنی حکم کی صرف ایک ایک جانب کی رعایت تھی۔تو شریعت محمدی میں جلال و جمال کا مجموعی کمال غالب ہے۔جس کا نام اعتدال ہے۔جس میں حکم کی دونوں جانبوں کے ساتھ درمیانی جہت کی رعایت ہے جسے توسط کہتے ہیں۔وجعلنکم امۃ وسطاً.

ترجمہ:۔اور بنایا ہم نے تم کو (بحیثیت دین) کے امت اعتدال۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں تنگی ختم کردی گئی

(۲۷) اگر دینوں میں تشدد اور تنگی اور شاق شاق ریاضتیں تھیں، جسے تشدد کہا جاتا ہے تو اس دین میں نرمی اور توافق طبائع رکھ کر تنگ گیری ختم کردی گئی ہے۔

لا تشدد وعلیٰ انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوماً شددو علیٰ انفسھم فشدد اللہ علیھم فتلک بقایا ھم فی الصوامع والدیار (ابو داؤد عن انس)

ترجمہ:۔ اپنے اوپر سختی مت کرو (ریاضت شاقہ اور ترکِ لذات میں مبالغے مت کرو) کہ اللہ بھی تم پر سختی فرمانے لگے اس لیے کہ جنہوں نے اپنے اوپر تشدد کیا۔ رہبانیت سے یعنی یہود و نصاریٰ تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی سو یہ مندروں اور خانقاہوں میں کچھ انہی کے بچے بچائے لوگ پڑے ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں اعتدال ہے

(۲۸) اگر بسلسلہ خصومات شریعت موسوی میں تشدد ہے یعنی انتقام فرض ہے۔ عفو و درگذر جائز نہیں۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین الآیة.

ترجمہ:۔ اور ہم نے ان بنی اسرائیل پر فرض کردیا تھا تورات میں نفس کا بدلہ نفس، آنکھ کا بدلہ آنکھ۔

اور شریعت عیسوی میں تساہل ہے یعنی عفو و درگذر فرض ہے انتقام جائز نہیں۔ نص انجیل گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال بھی پیش کردو انجیل میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے تو تم دایاں گال بھی پیش کہ بھائی ایک اور مارتا چل۔ خدا تیرا بھلا کرے گا۔

تو شریعتِ محمدی میں توسط و اعتدال فرض ہے کہ انتقام جائز اور عفو و درگذر افضل ہے جسمیں یہ دونوں شریعتیں جمع ہو جاتی ہیں۔

وجزاء سیئة مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہٗ علی اللہ انہ لا یحب الظّٰلمین (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اور برائی کا بدلہ اسی جیسی اور اتنی ہی برائی ہے یہ خلق حسن ہے اور جو معاف کرے اور درگزر کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ اور اللہ ظالموں کو جو حدود (سے گزر جانے والے ہوں) پسند نہیں کرتا۔

شریعت محمدی میں ظاہر کی طہارت بھی ہے باطن کی بھی

(۲۹) اگر شریعت عیسوی میں صرف باطنی صفائی پر زور دیا گیا ہے، خواہ ظاہر گندہ ہی کیوں نہ رہ جائے نہ غسلِ جنابت ہے نہ تطہیر اعضاء، دوسری ملتوں میں صرف ظواہر کی صفائی پر زور دیا گیا ہے کہ غسل بدن روزانہ ضروری ہے خواہ میں باطن میں خطرات کفر و شرک کچھ بھی بھرے پڑے رہیں تو شریعت محمدی میں طہارت ظاہر و باطن دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔ وثیابک فطھر (القرآن الحکیم) حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا۔ فتیٰ ارفع ازارک فانه انقی لثوبک واتقی لربک ارشاد حدیث ہے۔ السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب۔

ترجمہ:۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب ایک نوجوان مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوا جس کی ازار ٹخنوں سے نیچی زمین پر گھسٹتی ہوئی آ رہی تھی۔ تو فرمایا کہ اے جوان لنگی ٹخنوں سے اوپر اٹھا کہ یہ کپڑے کے حق میں صفائی اور پاکی اور پروردگار کی نسبت سے تقویٰ (باطنی پاکی) کا سبب ہوگی جس سے ظاہری و باطنی دونوں پاکیوں کا مطلوب ہونا واضح ہے اور حدیث میں ہے کہ مسواک کرنا منہ کی تو پاکی ہے اور پروردگار کی رضا ہے۔ یعنی مسواک ظاہری اور باطنی دونوں پاکیاں پیدا کرتی ہے جس سے ظاہر و باطن کی صفائی اور پاکی کا مطلوب ہونا نمایاں ہے۔

دین محمدی میں پوری انسانیت کی آزادی ہے

(۳۰) اگر اور ادیان میں اپنی اپنی قومیتوں اور ان ہی کے چھٹکارے کی رعایت ہے۔ مقولہ موسوی ہے۔

ان ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم

ترجمہ:۔ بھیج میرے ساتھ بنی اسرائیل کو اور نہیں ستا مت۔

مقولہ عیسوی ہے کہ میں اسرائیلی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں'' وغیرہ تو دین محمدی میں نفس انسانیت کی رعایت اور پورے عالم بشریت پر شفقت سکھلائی گئی ہے۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من یحسن الیٰ عیاله (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان سے پیش آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت وحقیقت دونوں عطا ہوئیں

(۳۱) اگر اور انبیاء نے صرف ظاہر شریعت یا صرف باطن پر حکم کیا تو آپ نے ظاہر و باطن دونوں پر حکم کیا اور آپ کو شریعت وحقیقت دونوں کی عطا کی گئیں۔

عن الحارث بن حاطب ان رجلا سرق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتی به فقال اقتلوه فقالوا انما سرق قال فاقطعوه (فقطع) ثم سرق ایضا فقطع ثم سرق علی عهد ابی بکر فقطع ثم سرق فقطع حتی قطعت قوائمه ثم سرق الخامسه فقال ابوبکر کان رسول الله علیه وسلم اعلم بهذا حیث امر بقتله اذهبوا به فاقتلوه (مستدرک، حاکم و صححہ)

ترجمہ:۔ خضر علیہ السلام نے صرف باطن شریعت یعنی حقیقت پر حکم کیا جیسے کشتی توڑ دی۔ ناکردہ گناہ لڑکے کو قتل کر دیا یا بخیل گاؤں کی دیوار سیدھی کر دی اور موسےٰ علیہ السلام نے صرف ظاہر شریعت پر حکم کیا کہ ان تینوں امور میں حضرت خضر علیہ السلام سے مواخذہ کیا۔ جب انہوں نے حقیقت حال ظاہر کی تب مطمئن ہوئے۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر شریعت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ عام احکام شرعیہ ظاہر ہی پر ہیں اور کبھی کبھی باطن اور حقیقت پر بھی حکم فرمایا جیسا کہ حدیث میں اس کی نظیر یہ ہے کہ حارث بن حاطب ایک چور کو لائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو حالانکہ چوری کی ابتدائی سزا قتل نہیں تو صحابہؓ نے موسیٰ صفت بن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے (کسی کو قتل نہیں کیا جو قتل کا حکم فرمایا جاوے) فرمایا اچھا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔اس نے پھر چوری کی تو اس کا (بایاں پیر) کاٹ دیا گیا۔پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا چوتھی بار اس نے پھر چوری کی تو دایاں پیر بھی کاٹ دیا گیا۔لیکن چاروں ہاتھ پیر کاٹ دیئے جانے کے باوجود جب اس نے پانچویں دفعہ پھر چوری کی تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اسکے بارہ میں علم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا کہ آپ نے پہلی ہی بار ابتدا ہی میں

جان لیا تھا کہ چوری اس کا جزءِ نفس ہے یہ چوری کی سزاؤں سے باز آنے والا نہیں اور ابتدا ہی میں اس کے باطن پر حکم لگا کر قتل کا حکم دیدیا تھا۔ ہمیں اب خبر ہوئی جب کہ وہ ظاہر میں ضابطہ سے قتل کے قابل بنا۔ لہٰذا اسے قتل کر دو۔ تب وہ قتل کیا گیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں جابجا ملتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اجتہادی مذاہب عطا کیے گئے

(۳۲ الف) اگر انبیاء سابقین کو شرائع اصلیہ دی گئیں تو آپ کو آپ کی امت کے راسخین فی العلم کو شرائع وضعیہ یعنی اجتہادی مذاہب عطا کیے گئے جن میں تشریع کی شان رکھی گئی کہ آئمہ اجتہاد اصل شریعت کے احکام وعلل واوصاف اور اسرار وحکم میں شرعی ذوق سے غور وتدبیر کر کے نئے نئے حوادث کے احکام کا استخراج کریں اور باطن شریعت کھول کر نمایاں کر دیں۔

لعلمه الذين يستنبطونه منهم (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اور جب ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی پہنچتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر اسے وہ پیغمبر کی طرف یا راسخین فی العلم تک پہنچا دیتے تو جو لوگ اس میں سے استنباط کرتے ہیں وہ اسے جان لیتے (جس سے استنباطی اور اجتہادی شرائع ثابت ہوتی ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے

(۳۲ ب) اگر اور انبیاء کے ادیان میں ایک نیکی کا اجر ایک ہی ہے تو آپ کے دین میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ہے اور ایک نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے۔ **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ جس نے ایک نیکی کی تو اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں ملیں

(۳۳) اگر اور انبیاء کو ایک ایک نماز ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں عطاء ہوئیں۔

عن محمد بن عائشه ان آدم لما تیب علیه عند الفجر صلی رکعتین فصارت الصبح وفدی اسحق عند الظهر فصلی ابراهیم اربعا فصارت الظهر وبعث عزیر فقیل له کم لبثت قال یوما فرای الشمس فقال اوبعض یوم فصلی اربع رکعات فصارت العصر و غفر لداؤد عند المغرب فقام فصلی اربع رکعات فجهد فجلس فی الثالثة فصارت المغرب ثلثا و اول من صلی العشاء الاخرة نبینا محمدؐ صلی الله علیه وسلم (طحاوی بحواله خصائص کبریٰ ۲/۲۰۴)

ترجمہ:۔محمد بن عائشہؓ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی توبہ جس دن فجر کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں تو صبح کی نماز کا وجود ہوا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کا جب ظہر کے وقت فدیہ دیا گیا اور انہیں ذبح سے محفوظ رکھا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں بطورِ شکر نعمت پڑھیں تو ظہر ہوگئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو جب زندہ کیا گیا اور کہا گیا کہ تم کتنے وقت مردہ رہے؟ کہا، ایک دن، پھر جو سورج دیکھا تو کہا یا کچھ حصہ دن (جو عصر کا وقت ہوتا ہے) اور چار رکعت پڑھی تو عصر ہوگئی اور مغفرت کی گئی۔حضرت داؤد علیہ السلام کی غروب کے وقت تو وہ کھڑے ہوئے چار رکعت پڑھنے کے لیے تین پڑھی تھیں کہ تھک گئے تو تیسری ہی میں بیٹھ گئے تو مغرب ہوگئی اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی۔وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مذکورہ چاروں نمازیں بھی آپ کو دی گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہیں

(۳۴) اگر اور انبیاء کی ایک نماز ایک ہی رہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ نمازیں پچاس کے برابر رکھی گئیں۔

ھی خمس بخمسین (نسائی عن انس)

ترجمہ:۔شب معراج میں آپ کو پچاس نمازیں دی گئیں جن میں موسیٰ علیہ السلامؑ کے مشورہ سے آپ کمی کی درخواستیں کرتے رہے اور پانچ پانچ ہر دفعہ کم ہوتی رہیں جب پانچ رہ گئیں اور آپ نے حیاءً ان میں کمی کی درخواست نہیں فرمائی۔تو ارشاد ہوا بس یہ پانچ نمازیں ہی آپ پر اور آپ کی امت پر فرض ہیں مگر یہ پانچ پچاس کے برابر رہیں گی اجر و ثواب میں۔

(۳۵) اگراور انبیاء نے بطور شکر نعمت خود سے اپنی اپنی نمازیں متعین کی تو آپ کو آسمان پر بلا کر اپنی تعیین سے نمازیں خود حق تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائیں۔ (کما فی حدیث المعراج المشہور)

ترجمہ:۔ جیسا کہ حدیث معراج میں تفصیلاً مذکور ہے اور حاشیہ ۲۸ میں اس کا مختصر تذکرہ آچکا ہے۔

آپ ﷺ کیلئے پوری زمین مسجد ہے

(۳۶) اگراور انبیاء کی نمازیں مخصوص مواقع کے ساتھ مقید تھیں جیسے محراب یا صومعہ یا کنیسہ وغیرہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے لیے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا۔

جعلت لی الارض مسجدا وطهورا (بخاری و مسلم) وحدیث جابر ولم یکن احد من الانبیاء یصلی حتی یبلغ محرابه (خصائص کبریٰ ۲/۱۸۷)

ترجمہ:۔ انبیاء میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا کہ اپنی محراب (مسجد) میں آئے بغیر نماز ادا کرتا ہو یعنی بغیر مسجد کے دوسری جگہ نماز ہی ادا نہ ہوتی تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئیں ہیں جو سابقہ انبیاء کو نہیں دی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور ذریعہ پاکی بنا دیا گیا ہے کہ اس سے تیمم کرلوں جو حکم میں وضو کے ہو جائے یا تیمم جنابت کرلوں جو حکم میں غسل جنابت کے ہو جائے جب کہ پانی موجود نہ ہو یا اس پر قدرت نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام کی طرف بھیجے گئے

(۳۷) اگراور انبیاء اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تو آپ تمام اقوام اور تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔

کان النبی یبعث الی قومه خاصه و بعثت الی الناس کافة (بخاری و مسلم عن جابر)

وفی التنزیل وما ارسلنٰک الا کافةً للناس۔

ترجمہ:۔ ہر نبی خصوصیت سے اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور قرآن شریف میں ہے اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے پیغمبر مگر سارے انسانوں کے لیے۔

آپ کی دعوت عام ہے

(۳۸) اگر اور انبیاء کی دعوت خصوصی تھی تو آپ کو دعوتِ عامہ دی گئی۔

یایھا الناس اعبدوا ربکم وقال اللہ تعالیٰ یایھا الناس اتقوا ربکم (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں

(۳۹) اگر اور انبیاء محدود حلقوں کے لیے رحمت تھے تو آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت تھے۔

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

(۴۰) اگر اور انبیاء اپنے اپنے حلقوں کو ڈرانے والے تھے۔ تو حضورؐ جہانوں کیلئے نذیر تھے۔

وان من امة الا خلافیھا نذیر اور حضورؐ کے لیے ہے۔ لیکون للعلمین نذیراً (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اور کوئی امت نہیں گزری جس میں ڈرانے والا نہ آیا ہو اور حضور کے لیے فرمایا گیا تاکہ ہوں آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے ہادی ہیں

(۴۱) اگر اور انبیاء اپنی اپنی قوموں کے لیے مبعوث اور ہادی تھے ولکل قوم ھاد (ہر ہر قوم کے لیے ایک ایک ہادی ضرور آیا) تو حضورؐ سارے انسانوں کے لیے ہادی تھے۔

وما ارسلناک الا کافة للناس (القرآن الحکیم)

وبعثت انا الی الجن والانس (بخاری ومسلم حسن جابر)

ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سارے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اور ارشاد حدیث ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں، جنوں اور انسانوں سب کی طرف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعتِ ذکر عطا ہوا

(۴۲) اگر اور انبیاء کو ذکر دیا گیا کہ مخلوق انہیں یاد رکھے تو آپ کو رفعتِ ذکر دی گئی کہ

زمینوں اور آسمانوں، دریاؤں اور پہاڑوں، میدانوں اور غاروں میں آپ کا نام علی الاعلان پکارا جائے۔ اذانوں اور تکبیروں، خطبوں اور خاتموں، وضو ونماز اور اوراد واشغال اور دعاؤں کے افتتاح واختتام میں آپ کے نام اور منصب نبوت کی شہادت دی جائے۔

ورفعنا لک ذکرک (القرآن الحکیم)

وحدیث ابوسعید خدری۔

قال لی جبریل قال الله اذا ذکرت ذکرت معی (ابن حریر وابن حبان)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اپنے پیغمبر تمہارا ذکر اونچا کیا۔ حدیث میں ہے کہ مجھے جبرائیل نے کہا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (اے پیغمبر) جب آپ کا ذکر کیا جائے گا۔ تو میرے ساتھ کیا جائے گا اور جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا جیسا کہ اذانوں، تکبیروں، خطبوں اور دعاؤں کے افتتاح واختتام کے درود شریف سے واضح ہے اور امت میں معمول بہ ہے جیسا فرمایا گیا۔

اطیعوا الله واطیعوا الرسول. واطیعوا الله ورسوله ان کنتم مومنین. ویطیعون الله ورسوله. انما المومنین الذین آمنوا بالله ورسوله. براءة من الله ورسوله. واذان من الله ورسوله. استجیبوا لله والرسول. ومن یعص الله ورسوله. اذا قضیٰ الله ورسوله امرًا. وشاقوا الله ورسوله. ومن یشاقق الله ورسوله. ومن یحادد الله ورسوله. ولم یتخذوا من دون الله ولا رسوله. یحاربون الله ورسوله. ما حرم الله ورسوله قل الانفال لله والرسول. فان لله خمسه وللرسول. فردوه الی الله والرسول. ما اتاهم الله ورسوله. سیؤتینا الله من فضله ورسوله. اغناهم الله ورسوله. کذبوا الله و رسوله. انعم الله علیه و انعمت علیه. الذین یومنون بالله و رسوله. لا تقدموا بین یدی الله رسوله.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ ہے

(۴۳) اگر اور انبیاء کا محض ذکر حق تعالےٰ نے فرمایا تو آپ کا ذکر اپنے نام کے ساتھ ملا کر فرمایا۔ دیکھو سابقہ حاشیہ کی دو درجن سے زائد آیتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت اور جلوت میں کمال دیا

(۴۴) اگر اور انبیاء نے روحانیت کے کمال کو خلوت وانقطاع اور رہبانیت کا پابند ہو کر دکھلایا۔ تو آپ نے اسے جلوتوں کے ہجوم جہاد، جماعت، سیاحت وسفر، شہری زندگی، معاشرت اور حکومت وسیاست کے سارے اجتماعی گوشوں میں سمو کر دکھلایا۔ لا رھبانیة فی الاسلام (الحدیث) وسیاحة امتی الجھاد (الحدیث) قل سیروا فی الارض (القرآن الحکیم) لا اسلام الا بجماعة ..... (مقولۂ عمر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:۔ اسلام میں رہبانیت (گوشہ گیری، انقطاع) نہیں اور میری امت کی سیاحت وسیر جہاد ہے۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر! کہ چلو پھرو زمین میں۔ اور اسلام جماعتی اور اجتماعی چیز ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی معجزات بھی دیئے اور علمی بھی

(۴۵) اگر اور انبیاء کو عملی معجزات (عصاء موسیٰ، ید بیضا، احیاء عیسیٰ، نار خلیل ناقہ صالح، ظلہ شعیب، قمیص یوسف وغیرہ) دیئے گئے جو آنکھوں کو مطمئن کر سکے تو آپ کو ایسے سینکڑوں معجزات کے ساتھ علمی معجزہ (قرآن) بھی دیا گیا، جس نے عقل، قلب اور ضمیر کو مطمئن کیا۔ انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ ہم نے قرآن اتارا تاکہ عقل سے سمجھو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوامی معجزات ملے

(۴۶) اگر اور انبیاء کو ہنگامی معجزات ملے جو ان کی ذوات کے ساتھ ختم ہو گئے کیونکہ وہ ان ہی کے اوصاف تھے تو حضور کو دوامی معجزہ قرآن کا دیا گیا۔ جو تا قیامت اور بعد القیامت باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کا وصف ہے جو لازوال ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔

ترجمہ:۔ ہم نے ہی یہ قرآن اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب محفوظ ہے

(۴۷) اگر اور حضرات کو وہ کتابیں ملیں جن کی حفاظت کا کوئی وعدہ نہیں تھا۔ اسلیے وہ بدل سدل گئیں

تو آپ کو وہ کتاب دی گئی جس کے وعدۂ حفاظت کا اعلان کیا گیا جس سے وہ کبھی نہیں بدل سکتی۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ ہم ہی نے یہ ذکر قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اور فرمایا نہیں اس کے پاس پھٹک سکتا باطل، نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کتاب ملی

(۴۸) اگر اور انبیاء سابقین کی کتابیں ایک ہی مضمون مثلاً صرف تہذیب نفس یا صرف معاشرت یا صرف سیاست مدن یا وعظ وغیرہ اور ایک ہی لغت پر نازل شدہ دی گئیں تو حضورؐ کو سات اصولی مضامین پر مشتمل کتاب دی گئی جو سات لغات پر اتری۔

کان الکتاب الاول ینزل من باب واحد علی حرف واحد و نزل القرآن من سبعة ابواب علی سبعة احرف زاجر و آمر و حلال حرام و محکم ومتشابه و امثال. (مستدرک حاکم و بیهقی عن ابن مسعود)

ترجمہ:۔ پہلی کتابیں ایک ایک خاص مضمون اور ایک ایک لغت میں اترتی تھیں اور قرآن سات مضامین میں سات لغت کے ساتھ اترا ہے۔ زجر امر حلال، حرام، محکم متشابہ اور امثال۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع کلم عطا ہوئے

(۴۹) اگر اور حضرات کو صرف ادا مطلب کے کلمات دیئے گئے تو آپ کو جوامع الکلم و جامع اور فصیح و بلیغ ترین تعبیرات دی گئیں جس سے اوروں کی پوری پوری کتابیں آپ کی کتاب کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں ادا گئیں اور ان میں سما گئیں۔

اعطیت جوامع الکلم (مسند احمد عن جابر) خصائص ۲/۱۹۳)

اعطیت مکان التوراة السبع الطوال ومکان الزبور المئین و مکان الانجیل المثانی و فضلت بالمفصل (بیهقی و اثلة ابن الاسقع)

ترجمہ:۔ مجھے جوامع کلم دیئے گئے ہیں یعنی مختصر اور جامع ترین جملے جن میں بہت کی بات کہہ دی گئی ہو اور ارشاد حدیث ہے مجھے دیئے گئے ہیں توراۃ کی جگہ سبع طوال (ابتداء کی

سات سورتیں آل عمران، مائدہ، نساء، انعام، انفعال، توبہ) اور زبور کی جگہ مئین (سو سو آیتوں والی سورتیں اور انجیل کی جگہ مثانی سورہ فاتحہ) اور صرف مجھے ہی جو فضیلت دی گئی ہے وہ مفصل کی جس میں طوال مفصل وساط مفصل اور قصار مفصل سب شامل ہیں اور سورہ ق یا سورہ فتح یا سورہ محمدؐ سے علی اختلاف الروایات شروع ہو کر ختم قرآن تک چلی گئیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء کا ذکر فرمایا

(۵۰) اگر قرآن میں حق تعالےٰ نے اور انبیاء کی ذوات کا ذکر فرمایا۔ تو حضورؐ کے ایک ایک عضو اور ایک ایک اداء کا پیار و محبت سے ذکر کیا ہے۔ چہرہ کا ذکر فرمایا، **قد نریٰ تقلب وجهک فی السماء** ۔ آنکھ کا ذکر فرمایا، **ولا تمدن عینیک** ۔ زبان کا ذکر فرمایا، **فانما یسرناہ بلسانک** ۔ ہاتھ اور گردن کا ذکر فرمایا، **ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک** ۔ سینہ کا ذکر فرمایا، **الم نشرح لک صدرک** ۔ پیٹھ کا ذکر فرمایا، **ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک** ۔ قلب کا ذکر فرمایا، **نزلہ علیٰ قلبک** ۔ آپ کی پوری زندگی اور عمر کا ذکر فرمایا جس میں تمام ادائیں اور احوال بھی آجاتے ہیں۔ **لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون** ۔

آیات اعضاء کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں تیرا چہرہ گھما گھما کر آسمان کو دیکھنا۔

اور آنکھیں اٹھا کر مت دیکھ۔

بلاشبہ ہم نے (قرآن کو) آسان کر دیا ہے تیری زبان پر۔

اور مت کر اپنے ہاتھ کو سکڑا ہوا اپنی گردن تک۔

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟

اور ہم نے اتار دیا تجھ سے بوجھ تیرا جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی۔

اتارا اللہ نے قرآن تیرے دل پر۔

تیری زندگی کی قسم! یہ (کفار) اپنی (بے عقلی کی) مدہوشیوں میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اجتماعی عبادت ملی

(۵۱) اگر اوروں کو انفرادی عبادتیں ملیں تو آپ کو ملائکہ کی طرف صف بندی کی اجتماعی

عبادت دی گئی جس سے یہ دین اجتماعی ثابت ہوا۔ فضلت علی الناس بثلاث الٰی قوله وجعلت صفوفنا کصفوف الملئکة (بیہقی عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:۔ (مجھے فضیلت دی گئی ہے لوگوں پر تین باتوں میں) جن میں سے ایک یہ ہے کہ کی گئی ہیں ہماری صفیں (نماز میں) مثل صفوف ملائکہ کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ نے عالم کو جھکا دیا

(۵۲) اگر اور انبیاء کے عملی معجزات اپنی اپنی قوموں کی اقلیتوں کو جھکا کر رام کر سکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہا ایک ہی علمی معجزے قرآن حکیم نے عالم کی اکثریت کو جھکا کر مطیع بنا لیا۔ کروڑوں ایمان لے آئے اور جو نہیں لائے وہ اس کے اصول ماننے پر مجبور ہو گئے پھر بعض نے انہیں اسلامی اصول کہہ کر تسلیم کیا اور بعض نے عملاً قبول کر لیا تو ان کی زبانیں ساکت رہیں۔

ما من الانبیاء نبی الا اعطی ما مثله آمن علیه البشر و انما کان الذی اوتیته وحیاه او حاه الله الی فارجو ان اکون اکثرهم تابعاً
(بخاری عن هریره)

ترجمہ:۔ کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ اسے کوئی ایسا اعجازی نشان نہ دیا گیا ہو جس پر آدمی ایمان لا سکے اور مجھے خدا نے وہ اعجازی نشان وحی کا دیا ہے (یعنی قرآن حکیم) جس سے مجھے امید ہے کہ میرے ماننے والے اکثریت میں ہوں گے (خصائص کبریٰ ۲/۱۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کے دوران مخاطب بنایا گیا

(۵۳الف) اگر اور انبیاء کو عبادت الٰہی میں اس جہت سے بھی مخاطب نہیں بنایا گیا تو حضور کو عین نماز میں تحیت و سلام میں مخاطب بنایا گیا۔ السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته۔

ترجمہ:۔ (الف) سلامتی ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لواء الحمد ملے گا

(۵۳ب) اگر محشر میں اور انبیاء کے محدود جھنڈے ہوں گے جن کے نیچے صرف انہی کی قومیں اور قبیلے ہوں گے تو آپ کے عالمگیر جھنڈے کے نیچے جس کا نام لواء الحمد ہو

گا۔ آدم اوران کی ساری ذریت ہوگی۔

آدم ومن دونه تحت لوائی یوم القیٰمة ولا فخر (مسند احمد)

ترجمہ:۔(ب) آدم اوران کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے تلے ہوں گے قیامت کے دن۔ مگر فخر سے نہیں کہتا بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اولین وآخرین کے خطیب ہونگے

(۵۴) اگر انبیاء وامم سب کے سب قیامت کے دن سامع ہوں گے۔ تو آپ اس دن اولین وآخرین کے خطیب ہوں گے۔ فلیراجع (خصائص کبریٰ)

ترجمہ:۔ خصائص کبریٰ کی ایک طویل حدیث کا یہ ٹکڑا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اپنی ذاتی پہچان عطاء ہوئی

(۵۵) اگر قیامت کے دن تمام انبیاء کی امتیں اپنے انبیاء کے نام اور انتساب سے پہچانی جاویں گی تو آپ کی امت مستقلاً خود اپنی ذاتی علامت اعضاء وضو کی چمک اور نورانیت سے پہچانی جائے گی۔ قالوا یارسول الله اتعرفنا یومئذ ؟ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الامم تردون علی غراً محجلین من اثر الوضوء (مسلم عن ابی ہریرہ)

ترجمہ:۔ صحابہ نے عرض کیا جبکہ آپ حوض کوثر کا ذکر فرمار ہے تھے) یارسول کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟ (جبکہ اولین وآخرین کا ہجوم ہوگا) فرمایا ہاں تمہاری ایک علامت ہوگی جو امتوں میں سے کسی اور میں نہ ہوگی اور وہ یہ کہ تم میرے پاس (حوض کوثر پر) اس شان سے آؤ گے کہ تمہارے چہرے روشن اور پاؤں نورانی اور چمکدار ہوں گے وضو کے اثر سے (یعنی اعضاء وضو کی چمک دمک سے میں تمہیں پہچان لوں گا۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے خطاب فرمایا

(۵۶) اگر اور انبیاء کو حق تعالیٰ نے نام لے لے کر خطاب فرمایا کہ یآدم اسکن انت وزوجک الجنة. ینوح اهبط بسلم منا و برکت. یا ابراهیم اعرض عن هذا. یموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسلتی. یداؤد انا جعلنک

خلیفة فی الارض ..... یزکریا انا نبشرک بغلٰم اسمه یحییٰ. یٰحیٰی خذ الکتاب بقوة. یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیَّ.

ترجمہ:۔ اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں ٹھیرو۔
اے نوح (کشتی سے) اُتر ہماری ہوئی سلامتی اور برکات کے ساتھ۔
اے ابراہیم! اِس سے درگزر کر۔
اے موسیٰ! میں نے تجھے لوگوں میں منتخب کیا اپنی پیغامبری کے ساتھ۔
اے داؤد! میں نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا۔
اے زکریا! ہم تجھے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔
اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط تھام۔
اے عیسیٰ! مجھے تجھے پورا پورا لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

تو حضورؐ کو تکریماً نام کے بجائے آپکے منصبی القاب سے خطاب فرمایا جس سے آپ کی کامل محبوبیت عنداللہ نمایاں ہوتی ہے۔

یایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک. یایها النبی انا ارسلنٰک شاهدا. یایها المزمل قم اللیل الا قلیلا. یایها المدثر. قم فانذر.

(القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پہنچا دے اس چیز کو جو میں نے تیری طرف اتاری۔
اے نبی! میں نے تجھے گواہ بنا کر بھیجا ہے۔
اے کملی والے! قیام کر رات بھر۔ مگر کچھ کم۔
اے چادر والے! کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارنے سے روکا گیا

(۵۷) اگر اور انبیاء کو ان کی امتیں اور ملائکہ نام لے لے کر پکارتے تھے۔ کہ **یموسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم الهه. یعیسی ابن مریم هل یستطیع ربک؟ یلوط انا رسل ربک۔** تو اس امت کو ادباً حضورؐ کا نام لے کر مخاطب بنانے سے روکا گیا۔ **لا تجعلوا دعاء**

الرسول بینکم کدعا بعضکم بعضا۔

ترجمہ:۔اے موسیٰ! ہمیں بھی ویسے ہی خدا بنا دے جیسے ان (صنعا والوں) کے ہیں۔

اے عیسیٰ! ابن مریم! کیا تیرا رب اِس کی قوت کرلیتا ہے۔

اے لوط! ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں۔

مت پکارو رسول کو اپنے درمیان مثل آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کے کہ بے تکلف نام لے لے کر خطاب کرنے لگو، بلکہ ادب و تعظیم کے ساتھ منصبی خطابات یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ وغیرہ کہہ کر پکارو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اعلیٰ معراج کرایا گیا

(۵۸) اگر اور انبیاء کو معراج روحانی یا منامی یا جسمانی مگر درمیانی آسمانوں تک دی گئی۔ جیسے حضرت مسیحؑ کو چرخِ چہارم تک، حضرت ادریسؑ کو پنجم تک تو حضورؐ کو روحانی معراجوں کے ساتھ جسمانی معراج کے ذریعہ ساتوں آسمانوں سے گزار کر سدرۃ المنتہیٰ اور مستویٰ تک پہنچا دیا گیا۔ ثم صعد بی فوق سبع السمٰوٰت واتیت سدرۃ المنتھی (نسائی عن انس)

ترجمہ:۔پھر مجھے چڑھایا گیا ساتوں آسمان سے بھی اوپر اور میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع خود اللہ نے کیا

(۵۹) اگر اور انبیاء نے اپنی مدافعت خود کی اور دشمنانِ حق کو خود ہی جواب دے کر اپنی برات بیان کی۔ جیسے نوح علیہ السلام پر قوم نے ضلالت کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا۔ یقوم لیس بی ضلالۃ۔ قوم ھاد نے حضرت ہودؑ پر کم عقلی کا الزام لگایا تو خود ہی فرمایا۔ یقوم لیس بی سفاھۃ۔ ابراہیم علیہ السلام پر قوم نے شکست اصنام کا الزام لگا کر ایذا دینی چاہی تو خود ہی توریہ کے ساتھ مدافعت فرمائی۔ بل فعلہ کبیرھم ھذا۔ حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان صورت فرشتوں کو قوم نے قبھانے کی کوشش کی تو خود ہی اپنے لیے قوت مدافعت کی آرزو ظاہر فرمائی۔ لو ان لی بکم قوۃ اور اوی الیٰ رکن شدید۔ تو حضورؐ کی طرف سے ایسے مواقع پر مدافعت خود حق تعالیٰ نے فرمائی اور کفار کے طعنوں کی جواب دہی

خود ہی کر کے آپ کی برات بیان فرمائی۔ کفار مکہ نے آپ پر ضلالت وگمراہی کا الزام لگایا تو فرمایا۔ ماضل صاحبکم وما غویٰ۔ کفار نے آپ کو بے عقل اور مجنوں کہا تو فرمایا۔ ما انت بنعمته ربک بمجنون. اور وما صاحبکم بمجنون۔ کفار نے آپ کی پاکیزہ باتوں کو ہوائے نفسانی کی باتیں بتلایا تو فرمایا۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۔کفار نے آپ کی وحی کو شاعری کہا تو فرمایا۔ وما ھو بقول شاعر اور فرمایا وما علمنٰه الشعر وما ینبغی له۔ کفار نے آپ کی ہدایتوں کو کہانت کہا فرمایا۔ وما ھو بقول کاھن ۔کفار نے آپ کو مشقت زدہ اور معاذ اللہ شقاوت زدہ کہا تو فرمایا۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔

ترجمہ:۔ اے قوم مجھ میں گمراہی نہیں ہے۔ میں رب العٰلمین کا رسول ہوں۔

اے قوم! مجھ میں سفاہت (کم عقلی) نہیں ہے۔ میں تو رب العٰلمین کا فرستادہ ہوں۔

بلکہ یہ بت شکنی تو ان میں کے بڑے کا کام ہے (یعنی میرا) مگر بلحاظ بڑے بت کا۔

اے کاش! مجھے تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی مضبوط پناہ میں نہ تمہارا ساتھی گمراہ نہ کج راہ۔

تم اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے مجنون نہیں اور تمہارا ساتھی جنونی نہیں ہے۔

اور پیغمبر ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ تو وحی ہوتی ہے۔ جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

اور وہ قول شاعر کا نہیں اور ہم نے انہیں (حضور کو) شاعری کی تعلیم نہیں دی اور نہ یہ ان کی شان کے مناسب تھا۔

اور وہ قول کاہن کا نہیں ہے۔

ہم نے قرآن تم پر اس لیے نہیں اتارا کہ تم تعب اور محنت میں پڑ جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحیت خود اللہ نے کی

(۶۰) اگر حضرت آدم کی تحیت کے لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو حضورؐ کی تحیت بصورت درود وسلام خود حق تعالےٰ نے کی جس میں ملائکہ بھی شامل رہے اور قیامت تک

امت کو اس کے کرتے رہنے کا حکم دیا اور اسے عبادت بنا دیا۔

ان اللہ وملئکته، یصلون علی النبی یایها الذین آمنو اصلّوا علیه وسلموا تسلیما (القرآن الحکیم) اور السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام اس نبی پاک پر بھیجو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان ہوگیا

(۶۱) اگر حضرت آدمؑ کا شیطان کافر تھا اور کافر ہی رہا تو حضورؐ کا شیطان آپ کی قوت تاثیر سے کافر سے مسلم ہوگیا۔

کما فی الروایة الاتیة۔

ترجمہ:۔ جیسا کہ اگلی روایت میں آرہا ہے۔

ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معین بنیں

(۶۲) اگر حضرت آدمؑ کی زوجہ پاک (حواء) ان کی خطا میں معین ہوئیں تو حضورؐ کی ازواج مطہرات آپ کے کارِ نبوت میں معین ہوئیں۔

فضلت علیٰ آدم بخصلتین کان شیطانی کافر افا عاننی اللہ علیه حتیٰ اسلم وکن ازواجی عونالی۔ وکان شیطان آدم کافر۔ وزوجته عونا علی خطیئته (بیهقی عن ابن عمر)

ترجمہ:۔ مجھے دو باتوں میں آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے میرا شیطان کافر تھا جس کے مقابلہ میں اللہ نے میری مدد فرمائی یہاںتک کہ وہ اسلام لے آیا اور میری بیویاں میرے (دین کے) لیے مددگار بنیں (حضرت خدیجہؓ نے احوالِ نبوت میں حضورؐ کو سہارا دیا۔ ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وقتاً فوقتاً آپ کی تسلی تشفی کی۔ حضرت عائشہؓ نصف نبوت کی حامل ہوئیں اور دوسری ازواج مطہرات قرآن کی حافظہ اور حدیث کی راوی ہوئیں) درحالیکہ آدم کا شیطان کافر ہی تھا۔ اور کافر ہی رہا اور ان کی زوجہ ان کی خطیہ میں ان کی معین ہوئیں کہ شجرہ ممنوعہ کھانے کی ترغیب دی جس کو خطاءِ آدم کہا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ جنت عطاء ہوا

(۶۳) اگر حضرت آدمؑ کو حجرِ جنت (حجرِ اسود) دیا گیا جو بیت المقدس میں لگا دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ جنت عطاء ہوا جو آپ کی قبر مبارک اور ممبر شریف کے درمیان رکھا گیا۔ما بین قبری و منبری روضه ریاض الجنة (بخاری ومسلم)

ترجمہ:۔میری قبر اور ممبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۶۰ بت نکلوائے

(۶۴) اگر حضرت نوح علیہ السلام نے مساجد اللہ میں پانچ بت نکلوانے چاہے مگر نہ نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں سے تین سو ساٹھ بت نکالے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکل گئے اور نہ صرف بیت اللہ سے بلکہ اس کے حوالی اور مضافات سے بھی نکال پھینکے گئے۔

وقالو لا تذرن الهتكم ولا تذرن وذا ولا سواعا ولا يغوث و يعوق ونسرا (القرآن الحکیم)

ان الشيطٰن قديئس ان يعبده المصلون فى جزيرة العرب (مشکوۃ)

يايها الذين آمنوا انما الخمر و الميسر والانصاب والازلام رجس من عَمَلِ الشيطٰن فاجتنبوه. (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔اور (قوم نوح نے) کہا کہ دیکھو اپنے خداؤں (یعنی پانچ بتوں) وہ سواع یغوث یعوق اور نسر کو نوح کے کہنے سے ہرگز مت چھوڑنا (چنانچہ نہیں چھوڑا تا آنکہ طوفان میں غرق ہو گئے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں کی ناپاکی کو ہمیشہ کے لیے نکال پھینکا (جیسا کہ سیر میں مرقوم ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا ہوا

(۶۵) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام ابراہیم دیا گیا جس سے بیت اللہ کی دیواریں اونچی ہوئیں تو حضور کو مقام محمود عطا ہوا۔ جس سے ربّ البیت کی اونچائی نمایاں ہوئی اور عسٰی ان يبعثک ربک مقاماً محموداً (القرآن الحکیم)۔اور ساتھ ہی مقام ابراہیم کی تمام برکات سے پوری امت کو مستفید کیا گیا۔ واتخذو امن مقام ابراهيم مصلیٰ۔

ترجمہ:۔قریب ہے کہ اللہ آپ کو (اے نبی کریم) مقام محمود پر بھیجے گا۔ جس پر پہنچ کر حضور حق تعالےٰ کی عظیم ترین حمد وثنا کریں گے اور اس کی رفعت و بلندی بیان فرمائیں گے اور مقام ابراہیم کے بارہ میں قرآن نے فرمایا۔ فیہ آیات بینات مقام ابراھیم (بیت اللہ میں مقام ابراہیم ہے جو جنت سے لایا ہوا ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ بیت اللہ کی تعمیر کرتے تھے اور جوں جوں تعمیر اونچی ہوتی جاتی وہ پتھر اتنا ہی اونچا ہو جاتا اور جب حضرت کا اترنے کا وقت ہوتا تو پھر اصلی حالت پر آجاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقائق الٰہیہ دکھلائیں

(۶۶) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقائق ارض وسما دکھلائی گئیں۔ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض. تو حضور کو ان آیات کے ساتھ حقائق الٰہیہ دکھلائی گئیں۔ لنریهٗ من ایتنا۔ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔اور ایسے ہی دکھلائیں ہم ابراہیمؑ کو آسمان وزمین کی حقیقتیں اور تا کہ ہم دکھلائیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (شب معراج میں) اپنی خاص نشانیاں قدرت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر مشاہدات کرائے

(۶۷) اگر حضرت خلیل اللہ کو آیات کونیہ زمین پر دکھلائیں گئیں تو حضورؐ کو آیاتِ الٰہیہ (آیات کبریٰ) کا مشاہدہ آسمانوں میں کرایا گیا۔ لقد راٰی من ایت ربه الکبریٰ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو آگ نہ جلا سکی

(۶۸) اگر حضرت ابراہیمؑ پر نار نمرود اثر نہ کر سکی تو حضورؐ کے کئی صحابہ کو آگ نہ جلا سکی جس پر آپؐ نے فرمایا۔

الحمد للّٰہ الذی جعل فی امتنا مثل ابراھیم الخلیل

(ابن رجب عن ابن لہیعہ خصائص کبریٰ ۹۷/۲)

ترجمہ:۔خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم خلیل کی مثالیں پیدا فرمائیں عمار بن یاسر کو مشرکین مکہ نے آگ میں پھینک دیا۔حضوؐران کے پاس سے گزرے تو ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ **ینار کونی برداً وسلاماً علیٰ عمار کما کنت علیٰ ابراھیم**۔(عن عمر بن میمون خصائص کبریٰ ۲/۸۰)

اے آگ عمار پہ بردوسلام ہو جا جیسے تو ابراہیم پر ہوگئی۔ذویب ابن کلیب کو اسود عنسی نے آگ میں ڈال دیا۔اور آگ اثر نہ کر سکی تو آپ نے وہ سابقہ جملہ ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری امت میں ابراہیم علیہ السلام کی مثالیں پیدا فرمائیں۔ایک خولانی شخص کو (جو قبیلہ خولان کا فرد تھا) اسلام لانے پراس کی قوم نے اسے آگ میں ڈال دیا تو آگ اسے نہ جلا سکی ابن عساکر عن جعفرابی وحشیہ) وغیرہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محشر میں بلند مقام عطا ہوگا

(۶۹) اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محشر میں سب سے اول لباس پہنا کر انکی کرامت کا اعلان کیا جائیگا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ کی دائیں جانب ایسے بلند مقام پر کھڑا کیا جائیگا کہ اولین وآخرین آپ پر غبطہ کریں گے جبکہ وہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔

اول من یکسی ابراھیم یقول اللہ تعالیٰ اکسوا خلیلی فیوتیٰ بریطتین بیضا وین من رباط الجنہ ثم اکسیٰ علیٰ اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاماً یغبطنی الاولون والاخرون ۔ (رواہ الدارمی عن بن مسعود)

ترجمہ:۔سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روز محشر لباس پہنایا جائیگا۔فرمائیں گے حق تعالیٰ میرے خلیل کو لباس پہناؤ تو دوسفید براق چادریں جنت سے لائی جاویں گی اور پہنائی جاویں گی۔پھر ان کے بعد مجھے بھی لباس پہنایا جائیگا۔پھر میں کھڑا ہونگا۔اللہ کی جانب یمین ایک ایسے مقام پر کہ اولین وآخرین مجھ پر غبطہ کریں گے، یعنی میری کرامت سب پر فائق ہو جائیگی جن میں ابراہیم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پانی جاری ہوا

(۷۰) اگر حضرت اسمٰعیلؑ کے لیے پر جبریل سے زمزم کا سوت جاری ہوا جس سے وہ

سیراب ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پانی کے سوت پھوٹے۔ جس سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سیراب ہوئے۔

بینما الحسن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ عطش فاشتد ظماہ فطلب لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ماءً فلم یجدہ فاعطاہ لسانہ فمصہ حتی روی۔ (ابن عساکر عن ابی جعفر)

ترجمہ:۔ اسی اثناء میں کہ حضرت امام حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک انہیں پیاس لگی اور شدید ہوگئی تو حضورؐ نے ان کے لیے پانی طلب فرمایا مگر نہ مل سکا تو آپ نے اپنی زبان ان کے منہ میں دے دی جسے وہ چوسنے لگے۔ اور چوستے رہے یہاں تک کہ سیراب ہوگئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع حسن عطاء ہوا

(۷۱) اگر حضرت یوسف علیہ السلام کو شطر حسن یعنی حسن جزئی عطاء ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن کل یعنی حسن جامع عطا کر دیا گیا جس کی حقیقت جمال ہے جو سرچشمہ حسن اور صفت خداوندی ہے۔ فلما اکبر نہ وقطعن ایدیھن ۔ جس کی شرح حضرت عائشہؓ نے فرمائی کہ زنانِ مصر نے یوسف کو دیکھا تو ہاتھ قلم کر لیے۔ اگر میرے محبوب کو دیکھ پاتیں تو دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں جو حضورؐ کے حسن و جمال کی افضلیت اور کلیت کی طرف اشارہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ جب زنانِ مصر نے یوسفؑ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ قلم کر ڈالے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا

(۷۲) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حق تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں کلام کیا۔ تو حضورؐ سے ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک کلام فرمایا۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ ۔ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس خدا نے اپنے بندے پر وحی کی جو اسے کرنا تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتانِ مبارک سے چشمے پھوٹے

(۷۳) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے شیریں پانی کے کتنے ہی چشمے پھوٹ پڑے۔ فرایت الماء ینبغ من بین اصابعه فجعل القوم تیوضا ون فخرزت من توضا ما بین السبعین الی الثمانین (بخاری ومسلم عن انس)

ترجمہ:۔ میں دیکھتا ہوں کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ یہاں تک کہ پوری قوم نے اِس سے وضو کرلی تو میں نے جو وضو کرنے والوں کو شمار کیا تو وہ ستر اور اسی کے درمیان تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ جمال سے مشرف فرمایا

(۷۴) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کانوں کو لذت کلام دی گئی اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت سے نوازا گیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کو دیدار جمال سے مشرف کیا گیا۔

ان الله اصطفیٰ ابراهیم بالخله واصطفیٰ موسیٰ بالکلام واصطفیٰ محمدا بالروية. (بیهقی عن ابن عباس)

ما کذب الفواد ماراى (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ اللہ نے منتخب کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانے کے لیے اور منتخب کیا موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے لیے اور منتخب کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار کیلئے۔ قرآن نے فرمایا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا سوال دیدار کرایا گیا

(۷۵) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال دیدار پر بھی انہیں **لن ترانی** تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے کا جواب دے دیا گیا تو حضور کو بلا سوال آسمانوں پر بلا کر دیدار کرایا گیا۔

ما کذب الفواد ماراى قال ابن عباس راه مرة ببصره و مرة بفواده

(فتح الملهم فی التفسیر سورة النجم)

ترجمہ:۔ دل نے جو کچھ دیکھا غلط نہیں دیکھا اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حق تعالیٰ کو ایک بار آنکھوں سے اور ایک بار دل سے دیکھا۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات   تو عین ذات می نگری در تبسمی

صحابہؓ نے دریاءِ دجلہ کو پار کیا

(۷۵) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کو بحرِ قلزم میں راستے بنا کر بمعیت موسوی گزار دیا گیا تو حضورؐ کے صحابہ کو بعد وفاتِ نبوی دریائے دجلہ کے بہتے ہوئے پانی میں سے راہیں بنا کر گھوڑوں سمیت گذارا گیا۔

لما عبر المسلمون یوم مدائن اقتحم الناس دجلة الخ

(خصائص کبریٰ ۲/۲۸۳) کامل ابن اثیر عن العلاء بن الحضرمی)

ترجمہ:۔ فتح مدائن کے موقعہ پر مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور اس میں لوگوں نے ہجوم کیا تو صحابہ کی کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اِس میں روایت کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ جب بغداد و عراق پر مسلمانوں نے فوج کشی کی تو بغداد کے کنارہ پر اس ملک کا سب سے بڑا دریا دجلہ ہے جو بیچ میں حائل ہوا۔ حضرات صحابہ کے پاس نہ کشتیاں تھیں اور نہ پیدل چل کر یہ گہرا پانی عبور کیا جا سکتا تھا۔ اِس موقعہ پر بظاہر اسباب ان حضرات کو فکر دامن گیر ہوا تو حضرت علاء بن الحضرمی نے دعا کا مشورہ دیا۔ خود دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور سارے صحابہ نے مل کر دعا کی۔ ختم دعا پر حکم دیا کہ سب مل کر ایک دم گھوڑے دریا میں ڈال دیں تو ان حضرات نے جوشِ ایمانی میں خدا پر بھروسہ کر کے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ گھوڑے ہانپ ہانپ گئے۔ پانی بہت زیادہ تھا تو حق تعالیٰ نے ان کے دم لینے کے لیے مختلف سامان فرمائے۔ بعض صحابہؓ کے گھوڑوں کے لیے جا بجا پانی گہرائیوں میں خشکی نمایاں کر دی گئی۔ بعض کے گھوڑے پانی ہی میں رُک کر اور کھڑے ہو کر دم لینے لگے اور پانی انہیں ڈبو نہ سکا۔ بعض کے گھوڑوں کو پانی کی سطح کے اوپر سے اس طرح گزارا گیا جیسے وہ زمین پر چل رہے ہیں جس پر اہلِ فارس نے ان مقدسین کی نسبت یہ کہا تھا کہ یہ انسان نہیں جنات معلوم ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ صحابہ موسوی (بنی اسرائیل) کو بحرِ قلزم میں بمعیت موسوی راستے بنا کر قلزم سے گزارا گیا تھا تو اِس امت میں اس کی نظیر یہ واقعہ ہے جس میں صحابہ

نبوی کے لیے دجلہ میں راستے بنائے گئے اور ایک انداز کے نہیں۔ بلکہ مختلف اندازوں سے۔ اور صحابہ بھی شکر نعمت کے طور پر اس کو واقعہ موسوی کی نظیر ہی کے طور پر دیکھتے تھے۔ پس جو معاملہ بنی اسرائیل کے ساتھ نبی کی موجودگی میں کیا تو وہ معجزہ تھا اور یہاں وہی معاملہ بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر نبی خاتم کے صحابہؓ کے ساتھ نبی کی وفات کے بعد کیا گیا جس سے ان کی کرامت نمایاں ہوئی اور امت محمدیہ کی فضیلت امت موسوی پر اس واقعہ خاص میں بھی نمایاں رہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین بھر کے خزانے عطاء ہوئے

(۷۶) اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارضِ مقدس (فلسطین) دی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مفاتیح ارض (زمین کی کنجیاں) عنایت کی گئیں۔

او تیت مفاتیح خزائن الارض۔

ترجمہ:۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں سپرد کر دی گئیں۔

معجزۂ نبوی کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا

(۷۷) اگر عصاء موسوی کے معجزے کے مقابلہ میں ساحرانِ فرعون نے بھی اپنی اپنی لاٹھیوں کو سانپ بنا کر دکھلایا یا صورۃً معجزے کی نظیر لے آئے گو حقیقتاً وہ تخیل اور نقشبندی خیال تھی۔

فالقو احبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی.

ترجمہ:۔ ساحرانِ فرعون نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور دیکھنے والوں کے خیال میں یوں گزرنے لگا کہ وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں۔) تو معجزۂ نبوی قرآن حکیم کے مقابلہ میں اللہ کے بار بار چیلنجوں کے باوجود آج تک جن وانس ساحر وغیر ساحر، کاہن وغیر کاہن، اور شاعر وغیر شاعر مل کر بھی اس کی کوئی نظیر ظاہری صورت کی بھی نہ لا سکے۔

قل لئن اجتمعت الانس و الجن علٰی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا. (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ اگر جن وانس اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ اس قرآن کا مثل لے آئیں گے تو وہ نہیں لا سکیں گے اگرچہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد پر بھی کھڑے ہو جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سورج واپس ہوا

(۷۸) اگر حضرت یوشع ابن نون (حضرت موسیٰ) کے لیے آفتاب کی حرکت روک دی گئی کہ وہ کچھ دیر غروب ہونے سے رکا رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب نبوی کے لیے غروب شدہ آفتاب کو لوٹا کر دن کو واپس کر دیا گیا۔

نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و راسہٗ فی حجر علی ولم یکن صلی العصر حتیٰ غربت الشمس فلما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعالہٗ وردت علیہ الشمس حتیٰ صلیٰ ثم غابت ثانیہ.

(ابن مردویہ عن ابی ھریرہ و ابن مندہ و ابن شاھین والطبرانی عن اسماء بنت عمیس)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی گود میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کے خیال سے نماز کے لیے نہ اٹھ سکے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی) تو حضرت علی کے لیے دعا فرمائی۔ جس سے آفتاب لوٹا دیا گیا (دن نمایاں ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے نماز پڑھی اور سورج دوبارہ غروب ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا

(۷۹) اگر حضرت یوشع ابن لوق کے لیے سورج روک کر اس کی روانی اور حرکت کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے تو حضورؐ کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔ قیامت قریب آ گئی اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت خود خدا نے کی

(۸۰) اگر حضرت داؤد علیہ السلام کو حق تعالےٰ نے ہوائے نفس کی پیروی سے روکا کہ لا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ.

ترجمہ:۔(اے داؤد) ہوائے نفس کی پیروی مت کرنا کہ وہ تمہیں راہِ حق سے بھٹکادے گی۔
توحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس ہوائے نفس کی پیروی کی نفی فرمائی اور خود ہی بریت ظاہر کی۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (القرآن الحکیم)

ترجمہ:۔(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوائے نفس سے نہیں بولتے۔وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

محمدی انگوٹھی کی تاثیر

(۸۱) اگر انگشتری سلیمانی میں جنات کی تاثیر تھی کہ وہ کسی وقت گم ہوئی تو جنات پر قبضہ نہ رہا تو انگشتری محمدی میں تسخیر قلوب وارواح کی تاثیر تھی کہ جس دن وہ عہدِ عثمانی میں گم ہوئی۔اسی دن سے قلوب وارواح کی وحدت میں فرق آ گیا اور فتنہ اختلاف شروع ہو گیا۔

بئر اریس؟ وما بئر اریس؟ سوف تعلمون۔

ترجمہ:۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ( ) انتقال کے بعد جبکہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو اچانک ان کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی یہ کلمات نکلے۔اریس کا کنواں؟ کیا ہے وہ اریس کا کنواں؟ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔صحابہ حیران تھے کہ ان جملوں کا کیا مطلب ہے؟ کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔دورِ عثمانی میں ایک دن حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ اریس کے کنویں پر بیٹھے ہوئے تھے۔انگلی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طشتری تھی جسے آپ طبعی حرکت کے ساتھ ہلا رہے تھے کہ اچانک انگشتری طشتری میں سے نکل کر کنویں میں جا پڑی۔قلوبِ عثمانی اور تمام صحابہ کے قلوب میں اضطراب و بے چینی پیدا ہوئی کنویں میں آدمی اترے۔سارے کنویں کو کنگھال ڈالا۔مگر انگشتری نہ ملنا تھی نہ ملی۔آخر صبر کر کے سب بیٹھ رہے۔اسی دن فتنوں کا آغاز ہو گیا اور ریندھے ہوئے قلوب میں انتشار کی کیفیات آنے لگیں جو بعد کے فتنہ تخرب واختلاف کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہو گئی کہ اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الیٰ یوم القیٰمۃ (میری امت میں جب تلوار نکل آئے گی) پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائے گی) چنانچہ اس فتنہ کے سلسلہ میں سب سے پہلا مظلمہ اور ہولناک ظلم حضرت ذی النورین

رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اب سب کی سمجھ میں آیا کہ بیر اریس کا کیا مطلب تھا۔ یہ درحقیقت اشارہ تھا کہ قلوب کی وحدت انگشتری محمدی کی برکت سے قائم تھی۔ اس کا بیر اریس میں گم ہونا تھا کہ قلوب کی وحدت اور امت کی یگانگت پارہ پارہ ہوگئی۔ جو آج تک واپس نہیں ہوئی۔ پس جنات کا مسخر ہوجانا آسان ہے۔ جو آج تک بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن انسانوں کے دلوں کی تالیف مشکل ہے جو گم ہوکر آج تک نہیں مل سکی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانوروں کی بولی کا علم عطاء ہوا

(۸۴) اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر کا علم دیا گیا جس سے وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عام جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا۔ جس سے آپ ان کی فریادیں سنتے اور فیصلے فرماتے تھے۔ اونٹ کی فریاد سنی اور فیصلہ فرمایا (بیہقی عن حماد بن مسلمہ) بکری کی فریاد سنی اور اسے تسلی دی (مصنف عبدالرزاق) ہرنی کی فریاد سنی اور حکم فرمایا (طبرانی عن ام سلمہ) چڑیا کی بات سنی اور معالجہ فرمایا (بیہقی وابونعیم عن ابن مسعود)

سیاہ گدھے سے آپ نے کلام فرمایا اور اسکا مقصد سنا (ابن عساکر عن ابن منظور)

ترجمہ:۔ ان روایات کے تفصیلی واقعات یہ ہیں ایک اونٹ آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا اور کچھ بلبلاتا رہا تو آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تو اسے ستاتا ہے۔ اور اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتا ہے۔ خدا سے ڈر۔ اس نے اقرار کیا اور توبہ کی۔ ایک بکری کو قصاب ذبح کرنا چاہتا تھا۔ جو جائز ذبیحہ تھا۔ وہ اس سے چھوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھاگ آئی اور پیچھے پیچھے ہولی۔ آپ نے فرمایا کہ اے بکری! صبر کر حکم خداوندی پر۔ اور اے قصاب اسے نرمی سے ذبح کر۔ آپؐ جنگل میں تھے کہ اچانک یا رسول اللہ کی آواز آپؐ نے سنی۔ آپ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا ایک جانب دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی دیکھی۔ جس نے کہا۔ یا رسول اللہ ذرا میرے قریب آیئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میرے دو بچے اس پہاڑی میں ہیں۔ ذرا مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلادوں۔ اور میں ابھی

دے۔ آپؐ نے کھول دیا اور وہ حسبِ وعدہ دودھ پلا کر لوٹ آئی اور آپؐ نے اسے وہیں باندھ دیا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک درخت پر چڑیا کے دو بچے گھونسلے میں دیکھے۔ ہم نے انہیں پکڑ لیا۔ تو ان کی ماں حضورؐ کے پاس آئی اور سامنے آ کر فریادی کی سی صورت اختیار کرتی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسے درد میں مبتلا کیا ہے؟ عرض کیا گیا ہم نے فرمایا جہاں سے یہ بچے پکڑے تھے وہیں چھوڑ آؤ۔ تو ہم نے چھوڑ دیئے۔

بھیڑیئے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی

(۸۳) اگر حضرت سلیمان علیہ السلام بعض حیوانات کی بولیاں سمجھ جاتے تھے تو حضورؐ کی برکت سے جانور انسانی زبان میں کلام کرتے تھے۔ جسے ہر انسان سمجھتا تھا۔ بھیڑیئے نے آپ کی رسالت کی شہادت عربی زبان میں دی۔ (بیہقی عن ابن عمر)۔ گوہ نے فصیح عربی میں نبوت کی شہادت دی۔ (طبرانی وبیہقی عن)

ترجمہ:۔ بھیڑیئے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی اور لوگوں کو اسلام لانےکی دعوت بھی دی۔ لوگ حیران تھے کہ بھیڑیا آدمیوں کی طرح بول رہا ہے۔ نیز ایک بھیڑیا بطور وفد کے خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور اپنے رزق کے بارے میں کہا۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ یا تو ان بھیڑیوں کے لیے اپنی بکریوں میں سے خود کوئی حصہ مقرر کر دو یا انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ صحابہؓ نے بات حضورؐ پر چھوڑ دی۔ آپؐ نے رئیس الوفد بھیڑیئے کو کچھ اشارہ فرمایا اور وہ سمجھ کر دوڑتا ہوا چلا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانوں کو بات سمجھا دی

(۸۴) اگر حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضورؐ اپنی بات حیوانات کو سمجھا دیتے تھے۔ بھیڑیئے کو آپؐ نے بات سمجھا دی اور وہ راضی ہو کر چلا گیا۔ (طبرانی عن عمر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اقتدار عطاء ہوا

(۸۵) اگر حضرت سلیمانؑ نے پرندوں کی بات سمجھ لیتے تھے تو حضورؐ کو پوری زمین کی

کنجیاں سپرد کردی گئیں جس سے مشارق و مغارب پر آپ کا اقتدار نمایاں ہوا۔ اعطیت مفاتیح الارض (مسند احمد بن علی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر مانگے ملک عطاء ہوا

(۸۶) اگر حضرت سلیمانؑ نے ملک یہ کہہ کر مانگا کہ وہ میری ساتھ مخصوص رہے میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ چنانچہ ان کی امت اور رعیت میں سے کسی کو نہیں ملا۔ رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی۔ تو حضورؐ کو مشارق و مغارب کا ملک بے مانگے بلکہ انکار کے باوجود دیا گیا جسے آپؐ نے اپنی امت کا ملک فرمایا جو آپ کے بعد امت کے ہاتھوں ترقی کرتا رہا۔ اور دنیا کے آخری دور میں امت ہی کے ہاتھوں پوری دنیا پر چھائے گا۔

ان اللہ روی فی الارض مشارقها و مغاربها و سیبلغ ملک امتی مازوی لی منها . (بخاری)

ترجمہ:۔ اللہ نے زمین کا مشرق و مغرب مجھے دکھلایا اور میری امت کا ملک وہیں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک میری نگاہیں پہنچی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براق مسخر ہوا

(۸۷) اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر ہوئی کہ اپنے قلمرو میں جہاں چاہیں اڑ کر پہنچ جائیں تو حضورؐ کے لیے براق مسخر ہوا کہ زمینوں سے آسمانوں اور آسمانوں سے جنتوں اور جنتوں سے مستوی تک پل بھر میں پہنچ جائیں۔

ترجمہ:۔ جیسا کہ معراج کی مشہور حدیث میں اس کی تفصیلات موجود ہیں جن میں براق کی ہیئت اور قد و قامت تک کی بھی تفصیلات فرما دی گئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر آسمان میں بھی تھے

(۸۸) اگر سلاطین انبیاء کے وزراء زمین تک محدود تھے جو ان کے ملک کے بھی زمین تک محدود ہونے کی علامت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر زمین کے تھے ابوبکرؓ و عمرؓ اور دو وزیر آسمانوں کے تھے جبرئیل و میکائیل جو آپ کے ملک کے زمین و آسمان دونوں تک پھیلے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔ ولی وزیر ای فی الارض وزیرای فی السماء اما وزیر ی فی

الارض فابوبکر و عمر. واما وزیر ای فی السماء فجبریل ومیکائیل۔ (الریاض النضرۃ)

ترجمہ:۔ میرے دو وزیر زمین میں ہیں اور دو آسمان میں زمین کے وزیر ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں اور آسمان کے وزیر جبرئیل ومیکائیل ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احیائے قلوب عطاء ہوا

(۸۹) اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو احیاء موتی کا معجزہ دیا گیا۔ جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے تو آپ کو احیاء موتی کے ساتھ احیاء قلوب وارواح کا معجزہ بھی دیا گیا جس سے مردہ دل جی اٹھے اور صدیوں کی جاہل قومیں عالم وعارف بن گئیں۔

ولن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ ویفتح بہ اعینا عمیاء واذا ناصماً وقلوبا غلفا (بخاری عن عمرو ابن العاص)

ترجمہ:۔ عمر بن عاص فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تورات میں یہ فرمائی گئی ہے کہ حق تعالیٰ آپ کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ آپ کے ذریعہ سے ٹیڑھی قوم (عرب) کو سیدھا نہ کردے کہ وہ توحید پر نہ آجائیں اور کھولے گا آپ کے ذریعہ ان کی اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور اندھے دل۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے کھجور کے تنہ کو جان ملی

(۹۰) اگر حضرت روح اللہ کے ہاتھ پر قابلِ حیات پیکروں مثلاً پرندوں کی ہیئت نما انسانوں کی مردہ نعش میں جان ڈالی گئی تو حضورؐ کے ہاتھ پر نا قابلِ حیات کھجور کے سوکھے تنہ میں حیات آفرینی کی گئی۔ فصاحت النخلہ صیاح الصبی۔ (بخاری عن جابر) نیز آپ کے اعجاز سے دروازہ کے کواڑوں نے تسبیح پڑھی اور دست مبارک میں کنکریوں کی تسبیح کی آوازیں سنائی دیں۔ (خصائص کبریٰ)

ترجمہ:۔ جابر سے روایت ہے کہ کھجور کا ایک سوکھا تنا جس پر ٹیک لگا کر حضورؐ خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب ممبر بن گیا اور آپؐ اس پر خطبہ دینے کے لیے چڑھے تو وہ سوکھا ستون اس

طرح رونے چلانے لگا اور سکنے لگا جیسے بچے سکتے ہیں تو آپ نے شفقت و پیار سے اس پر ہاتھ رکھا تب وہ چپ ہوا۔ (خصائص ۲/۷۵)

کھجور کے تنہ میں انسانوں کی سی حیات آئی

(۹۱) اگر مسیح کے ہاتھ پر زندہ ہونے والے پرندوں میں پرندوں ہی کی سی حیات آئی اور وہ پرندوں ہی کی سی حرکات کرنے لگے تو آپؐ کے ہاتھ پر جی اٹھنے والے کھجور کے سوکھے تنے میں انسانوں بلکہ کامل انسانوں کی سی حیات آئی کہ وہ عازمانہ گریہ و بکا اور عشق الٰہی میں فنائیت کی باتیں کرتا ہوا اُٹھا۔ وہاں حیوان کو حیوان ہی نمایاں کیا گیا اور یہاں سوکھی لکڑی کو کامل انسان بنا دیا گیا۔ (کما فی الحدیث السابق)

ترجمہ:۔ جیسا کہ حدیث بالا میں گزرا۔

استن حنانہ از ہجر رسولؐ   نالہ ہامی زد چو ارباب عقول

امت محمدیہ کے لوگ کھانے پینے سے مستغنی ہوں گے

(۹۲) اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمانوں میں رکھ کر کھانے پینے سے مستغنی بنایا گیا تو حضرت خاتم الانبیاء کی امت کے لوگوں کو زمین پر رہتے ہوئے کھانے پینے سے مستغنی کر دیا گیا۔ یاجوج ماجوج کے خروج اور ان کے پوری زمین پر قابض ہو جانے کے وقت مسلمین ایک محدود طبقہ زمین میں پناہ گزیں ہوں تو ان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔

قالوا فما طعام المومنین یومئذ؟ قال التسبیح و التکبیر و التھلیل

(مسند احمد عن عائشہ)

وفی روایت اسماء بنت عمیس نحووفیہ یجزئھم ما یجزی اھل السماء من التسبیح و التقدیس (خصائص کبریٰ ۲/۲۱۵)

ترجمہ:۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آج کے دن یعنی یاجوج ماجوج کے قبضہ عمومی کے زمانہ میں) مسلمانوں کے کھانے پینے کی صورت کیا ہوگی؟ فرمایا۔ تسبیح و تکبیر اور تہلیل یعنی ذکر اللہ ہی غذا ہو جائے گا۔ جس سے زندگی برقرار رہے گی اور اسماء بنت عمیس کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں کے لیے کھانے پینے کی حد تک وہی چیز کفایت کرے گی جو آسمان والوں

(ملائکہ) کو کفایت کرتی ہے۔ یعنی تسبیح و تقدیس۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ خود اللہ تھے

(۹۳) اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حفاظت کے لئے روح القدس (جبریل) مقرر تھے تو حضور کی حفاظت خود حق تعالیٰ فرماتے تھے۔ واللہ یعصمک من الناس (القرآن الحکیم)

ہو کیوں جبریل دربانِ محمدؐ خدا خود ہے نگہبانِ محمدؐ

(حضرت شیخ الہندؒ)

ترجمہ:۔ اور اللہ بچاؤ فرمائے گا تمہارا (اے محمدؐ) لوگوں (کے شر) سے۔

امت محمدیہ مجتہد بنائی گئی

(۹۴) اگر اور انبیاء کی امتیں پابند رسول وجزئیات اور بندھی ٹکی رسموں کے اتباع میں مقلد جامد بنائی گئیں کہ نہ ان کے یہاں ہمہ گیر اصول تھے کہ ان سے ہنگامی احکام کا استخراج کریں اور نہ انہیں تفقہ کے ساتھ ہمہ گیر دین دیا گیا تھا کہ قیامت تک دنیا کا شرعی نظام اس سے قائم ہو جائے تو امت محمدی مفکر، فقیہ اور مجتہد امت بنائی گئی تاکہ اصول وکلیات سے حسب حوادث و واقعات احکام کا استخراج کر کے قیامت تک کا نظم اسی شریعت سے قائم کرے جس سے اس کے فتاویٰ اور کتب فتاویٰ کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچی۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون
(القرآن الحکیم)

فلولا نفر من کل فرقة منھم طائفة لیتفقھو فی الدین.

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کی طرف اے پیغمبر ذکر (قرآن) اتارا تاکہ آپ کھول کھول کر لوگوں کے لیے وہ چیزیں بیان کر دیں جو ان کی طرف اتاری گئیں اور تاکہ لوگ بھی (ان بین المراد امور میں) تفکر اور تدبر کریں اور فرمایا کیوں ایسا نہیں ہوتا) (یعنی ضرور ہونا چاہیے) کہ ہر جماعت اور ہر طبقہ میں سے کچھ کچھ لوگ نکلیں اور دین میں تفقہ اور سمجھ پیدا کریں۔

امت محمدیہ کے راسخین فی العلم مفروض الاطاعۃ ہیں

(۹۵) اسی لیے اگر انبیاء سابقین مفروض الطاعۃ تھے تو اللہ و رسول کے بعد اس امت

کے راسخین فی العلم علماء ہی مفروض الاطاعۃ بنائے گئے۔ یایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم (القرآن الحکیم)

امت محمدیہ کے علماء کوانبیاء بنی اسرائیل کا لقب ملا

(۹۶) اگر علماء بنی اسرائیل کو احبار ورہبان کا لقب دیا گیا تو اے۔ اتخذ وا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ تو اس امت کے راسخین فی العلم کو کانبیا بنی اسرائیل کا لقب دیا گیا۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (ترجمہ:۔ میری امت کے علماء مثل بنی اسرائیل کے ہیں (نورانیت اور آثار کی نوعیت میں) یہ حدیث گو ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں قبول کی گئی ہے۔ چنانچہ امام رازیؒ نے اس سے دوجگہ استشہاد کیا ہے۔) اور انہیں انبیاء کی طرح دعوتِ عام اور تبلیغ عمومی کی طرح دعوتِ عام اور تبلیغ عمومی کا منصب دیا گیا۔ اسی لیے ایک حدیث میں علماء امت کے انوار کو انوار انبیاء سے تشبیہ دی گئی۔ ونورھم یوم القیٰمۃ مثل نور الانبیاء۔ (بیہقی عن وہب ابن منبہ) نیز امت کے کتنے ہی اعمال کو اعمال انبیاء سے تشبیہ دی گئی کہ وہ اعمال یا انبیاء کو دیئے گئے یا اس امت کو عطاء ہوئے دوسرے امتوں کو نہیں ملے۔ یعنی خصوصیات انبیاء سے صرف یہ امت سرفراز ہوئی۔

وامتہ امۃ مرحومہ اعطیتھم من النوافل مثل اعطیت الانبیاء وافترضت علیھم الفرائض التی افترضت علی الانبیاء. والرسول حتی یاتونی یوم القیٰمۃ ونورھم مثل نور الانبیاء وذلک انی افترضت علیھم ان یتطھروا فی کل صلوۃ کما افترضت علی الانبیاء و امرتھم بالغسل من الجنابۃ کما امرت الانبیاء وامرتھم بالحج کما امرت الانبیاء وامرتھم بالجھاد کما امرت الرسل. (بیھقی عن وھب ابن منبہ)

ترجمہ:۔ یہ امت امت مرحومہ ہے میں نے اسے نوافل دیں جیسے انبیاء کو دیں ان کے فرائض وہ رکھے جو انبیاء ورسل کے رکھے حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ان کی نورانیت انبیاء کی نورانیت جیسی ہوگی (جیسے اعضاء وضو چمکتے ہوئے ہونگے) کیونکہ میں نے ان پر پاکیزگی ہر نماز کے لیے وہی فرض کی ہے جو انبیاء پر فرض ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ (ھذا وضوئی و وضوء الانبیا من قبل جس سے تین تین بار اعضاء وضو کا دھونا امت کے لیے

سنت قرار دیا گیا جو اصل میں انبیاء کا وضو ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کے اعضاء وضو بھی اس طرح چمکتے ہوں گے مگر یہ وضو اور امتوں کو نہیں دیا گیا۔ بجز امت مرحومہ کے تو اسی کا نور مشابہ ہو گیا انبیاء کے نور کے) اور میں نے امت کو امر کیا ہے غسل جنابت کا جیسا کہ انبیاء کو دیا تھا اور امت کو امر کیا حج کا جیسا کہ انبیاء کو کیا تھا۔ چنانچہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حج نہ کیا ہو اور امر کیا امت کو جہاد کا جیسا کہ رسولوں کو امر کیا۔ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا بعض علماء نے انکار کیا ہے۔ لیکن اس انکار کا مطلب زیادہ سے زیادہ ان الفاظ کا انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن حدیث کے معنی یعنی علماء امت بعد امت کی تشبیہ انبیاء سے بلحاظ مضمون ثابت شدہ ہے۔ اس لیے حدیث اگر لفظاً ثابت نہ ہو تو بھی معناً ثابت ہے۔ اسی لیے علماء نے جگہ جگہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے جیسے امام رازیؒ نے آیت کریمہ یایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم کے تحت میں مراتب بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ پھر ایسے ہی آیت کریمہ قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلکم کے نیچے مراتب وکمال ونقصان بیان کرتے ہوئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امت محمدیہ کی توبہ دل سے ہے

(۹۷) اگر امم سابقہ (جیسے یہود) میں توبہ قتل سے ہوتی تھی۔ یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم۔ (القرآن الحکیم)

تو اس امت کی توبہ قلبی ندامت رکھی گئی۔ الندم توبة.

ترجمہ:۔ اے قوم بنی اسرائیل! تم نے گئوسالہ کو اپنا معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کر۔

ترجمہ:۔ ندامت ہی توبہ ہے جب بندہ دل میں پشیمان ہو گیا اور آئندہ اس بدی سے باز رہنے کا عزم باندھ لیا تو توبہ ہو گئی نہ قتل نفس کی ضرورت رہی نہ ترک مال کی۔

امت محمدیہ کو دونوں قبلے عطاء ہوئے

(۹۸) اگر امت موسیٰ وعیسیٰ کا صرف ایک قبلہ (بیت المقدس) تھا۔ اور اگر اہل عرب کا صرف ایک قبلہ (کعبہ معظمہ) تھا تو امت محمدیہ کو یکے بعد دیگرے یہ دونوں قبلے عطاء کئے

گئے جس سے یہ امت جامع امم ثابت ہوئی۔

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا. (القرآن الحکیم)

امت محمدیہ کا کفارہ استغفار سے ہوتا ہے

(۹۹) اگر اور امتوں کی سیئات کا کفارہ دنیا یا آخرت کی رسوائی بغیر نہ ہوتا تھا کہ وہ سیئہ درو دیوار پر مع صورت کفارہ لکھ دی جاتی تھی تو اِس امت کے معاصی کا کفارہ توبہ استغفار اور ستاری و مسامحت کے ساتھ نمازوں سے ہوجاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

کانت بنو اسرائیل اذا اصاب احدھم الخطیئۃ وجدھا مکتوبا علی بابہ و کفارتھا فان کفرھا کانت لہ خزی فی الدنیا وان یکفرھا کانت لہ خزی فی الاخرۃ و قد اعطاکم اللہ خیرا من ذالک قال تعالیٰ ومن یعمل سوءً او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما و الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارات لما بینھن ۔ (ابن جریر عن ابی العالیہ)

ترجمہ:۔ بنی اسرائیل جب گناہ کرتے تو ان کے دروازوں پر وہ گناہ اور اس کا کفارہ لکھ کر انہیں رسوا کر دیا جاتا تھا اگر کفارہ ادا کرتے تو دنیا کی اور نہ کرتے تو آخرت کی رسوائی ہوتی لیکن تمہیں اے امت محمدیہ اس سے بہتر صورت دی گئی اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی بری حرکت کرے اور اپنے نفس پر ظلم کرے اور پھر اللہ سے مغفرت چاہے تو اللہ کو غفور رحیم پائے گا (عام رسوائی اور فضیحتی نہ ہوگی) اور پھر پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہوں گے۔

امتِ محمدیہ کے کمال اطاعت کا ثبوت دیا

(۱۰۰) اگر امت موسوی نے دعوتِ جہاد کے جواب میں اپنے پیغمبر کو یہ کہہ کر صاف جواب دے دیا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا پروردگار لڑ لو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں تو امت محمدیؐ نے کمال اطاعت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے نہ صرف ارض حجاز بلکہ شرق وغرب میں دینِ محمدیؐ کے علم کو سر بلند کیا اور اعظم درجۃ عند اللہ کا بلند مرتبہ حاصل کیا۔

امتِ محمدیہ اورانبیاء کی شہادت دے گی

(۱۰۱) اگراورانبیاء کی امتیں محشر میں اپنی شہادت میں اپنے انبیاء کو پیش کریں گی تو انبیاء اپنی شہادت میں اس امت کواور یہ امت اپنی شہادت میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرے گی۔

یجاء بنوح یوم القیٰمة فیقال له هل بلغت؟ فیقول نعم یارب فتسال امته هل بلغکم؟ فیقولون ما جاء نا من نذیر فیقول من شهودک؟ فیقول محمدٌ وامته فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیجاء بکم فتشهدون انه قد بلغ ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وکذالک جعلنٰکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا. (بخاری عن ابی سعید)

ترجمہ:۔ قیامت کے دن نوحؑ لائے جائیں گےاور پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی امت کو تبلیغ کی؟ کہیں گے کی ہے اے میرے رب تو ان کی امت سے پوچھا جائیگا کہ کیا نوحؑ نے تمہیں تبلیغ کی؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا نہیں۔ نوحؑ سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ عرض کریں گے محمدؐ اوران کی امت۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس وقت تم (اے امت والو) بلائے جاؤ گےاور تم گواہی دو گے کہ نوحؑ نے تبلیغ کی۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی اور ہم نے تمہیں اے امت محمدیہؐ درمیانی اور معتدل امت بنایا ہے تا کہ تم اقوام عالم پر گواہ بنواور رسول کریم تم پر گواہ ہوں۔

امت محمدی اول بھی ہے آخر بھی

(۱۰۲) اگراورانبیاء کی امتیں نہ اول ہوں نہ آخر بلکہ بیچ میں محدود ہوں گی تو امت اول بھی ہوگی اورآخر بھی۔ **جعل امتی هم الاخرون وهم الاولون.** (ابونعیم عن انس)

آخر میں دنیامیں اوراول قیامت میں حساب وکتاب میں بھی اول اورداخلہ جنت میں بھی اول۔

نحن الآخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیٰمة المقضی لهم قبل الخلائق. (ابن ماجه ابن هریرة وحذیفه)

ترجمہ:۔ میری ہی امت آخر بھی رکھی ہے اوراول بھی۔ دوسری حدیث ہے ہم آخر ہیں دنیامیں اوراول ہیں آخرت میں کہ سب خلائق سے پہلے ہمارا فیصلہ سنایا جاوے گا۔

امت محمدی کو اولین و آخرین پر فضیلت دی گئی

(۱۰۳) اگر موسوی امت کو اپنے دور کے جہانوں پر فضیلت دی گئی وانی فضلتکم علی العلمین تو امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق اولین و آخرین پر فضیلت دے کر افضل الامم فرمایا گیا۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس. (القرآن الحکیم)

و حدیث جعلت امتی خیر الامم. (مسند بزار عن ابو ہریرۃ)

وحدیث وفی الزبور یا داؤد انی فضلت محمدا و امتہ علی الامم کلھم. (خصائص کبریٰ ۱/۱۴)

یا رب تو کریمی و رسولؐ تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو انسانوں کے لیے کھڑی کی گئی ہے اور حدیث ہے میری امت بہترین امم بنائی گئی ہے اور حدیث ہے زبور میں کہ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق فضیلت دی اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عالم فتح کر ڈالا

(۱۰۴) اگر صحابہ موسیٰؑ باوجود معیت موسیٰؑ کے بیت قدس یعنی خود اپنے قبلہ کو اپنے ہی وطن (یعنی فلسطین کو بھی فتح کرنے سے جی چھوڑ بیٹھے اور صاف کہہ دیا۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ۔تو صحابہ محمدیؐ نے اپنے پیغمبر کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے وطن (حجاز) کے ساتھ عالم کو فتح کر ڈالا۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا. کا ظہور ہوا اور لیستخلفنھم فی الارض کا وعدہ خداوندی پورا کر دیا گیا۔ (القرآن الحکیم)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام! تو اور تیرا پروردگار لڑ لو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں (ہم سے یہ قتال و جہاد کی مصیبت نہیں سہی جاتی) اس امت کے بارے میں ہے کہ ہم نے تمہیں اے نبی! فتح مبین دی۔ (مکہ فتح ہو گیا) اور آیت میں ہے کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کی خلافت و سلطنت ضرور بخشے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہلے مکہ فتح ہوا۔ پھر خیبر اور بحرین فتح ہوا۔ پھر پورا جزیرہ عرب کا اکثر حصہ فتح ہوا۔

پھر یمن کا پورا ملک فتح ہوا۔ پھر ہجوں کے مجوس سے خرید لیا گیا۔ اطراف شام وروم ومصر و اسکندریہ وحبشہ پر اثرات قائم ہوئے کہ بادشاہ روم (قیصر) بادشاہ حبش (نجاشی) شاہ مصر و اسکندریہ مقوقس شاہان عمان وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیج کر اپنی فرمانبرداری اور نیازمندی کا ثبوت دیا۔ پھر صدیق اکبرؓ خلیفہ رسول اللہؐ نے جزیرہ عرب پورا کا پورا لے لیا۔ فارس پر فوج کشی کی۔ شام کے اہم علاقے بصریٰ وغیرہ فتح ہوئے۔ پھر فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں پورا شام پورا مصر، فارس وایران اور پورا روم اور قسطنطنیہ فتح ہوا۔ پھر عہدِ عثمانی میں اندلس، قبرص، بلاد قیروان وسبتہ اقصائے چین وعراق وخراسان، اہواز اور ترکستان کا ایک بڑا علاقہ فتح ہوا اور پھر امت کے ہاتھ پر ہند، سندھ، یورپ وایشیاء کے بڑے بڑے ممالک فتح ہوئے۔ جن پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور بالآخر زمانہ آخر میں پوری دنیا پر بیک وقت اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ وعدہ امت کو دیا گیا جو پورا ہو کر رہے گا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

جنت میں امتِ محمدیہ کی اسی صفیں ہوں گی

(۱۰۵) اگر جنت میں ساری امتیں چالیس صفوں میں ہوں گی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہا امت اسی (۸۰) صفیں پائے گی۔

اھل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون منها من ھذا الامة واربعون من سائر الامم. (ترمذی ودارمی بیہقی بریدۃ)

امتِ محمدیہ کے صدقات سے غرباء مستفید ہوتے ہیں

(۱۰۶) اگر اور امتوں کے صدقات اور انبیاء کے خمس نذر آتش کئے جانے سے قبول ہوتے تھے جس سے امتیں مستفید نہیں ہوسکتی تھیں تو امتِ محمدیؐ کے صدقات وخمس خود امت کے غرباء پر خرچ کرنے سے قبول ہوتے ہیں جس سے پوری امت مستفید ہوتی ہے۔

وكانت الانبياء يعزلون الخمس فتجئ النار وتاكله وامرت انا ان اقسم بين فقراء امتي. (بخاری فی تاریخه عن ابن عباس)

ترجمہ:۔ اگر اور انبیاء علیہم السلام اپنا خمس کا حق چھوڑ دیتے تھے تو آگ آتی تھی اور اسے

جلا ڈالتی تھی (یہی اس کی قبولیت کی علامت تھی۔ بحوالۂ قرآن حکیم حتی یاتینا بقربان تاکله النار) اور مجھے امر کیا گیا ہے کہ میں اس خمس کو تقسیم کردوں اپنی امت کے فقراء میں۔

(خصائص کبریٰ ۲/۱۸۷)

امت محمدیہ کے لئے الہام ہے

(۱۰۷) اگر اور انبیاء پر وحی آتی تھی جس سے اصلی تشریع کا تعلق تھا تو اِس امت کے ربانیوں پر الہام اترا جس سے اجتہادی شریعتیں کھلیں۔

واذا جاء هم امر من الامن اوالخوف اذا عوبه ولو ردوه الی الرسول والیٰ اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونهٗ منهم۔

ترجمہ:۔ اور جب ان کے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے حالانکہ اگر وہ اسے رسول یا اپنے میں سے اولو الامر کی طرف لوٹا دیتے ہیں اسے ان میں سے استنباط کرنے والے جان لیتے (جو اس میں سے نئی چیزیں مستنبط کر کے نکال لیتے۔)

امتِ محمدیہ عامہ گمراہی سے محفوظ ہے

(۱۰۸) اگر اور انبیاء کی امتیں ضلالتِ عامہ سے نہ بچ سکیں تو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی عامہ سے ہمیشہ کے لئے مطمئن کر دیا گیا۔

لاتجمع امتی علی الضلالة۔

ترجمہ:۔ میری امت (ساری کی ساری مل کر کبھی بھی) گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع حجت ہے

(۱۰۹) اگر اور انبیاء کی امتوں کا مل کر کسی چیز کا جمع ہو جانا عند اللہ حجت شرعیہ نہیں تھا کہ وہ گمراہی عامہ سے محفوظ نہ تھیں تو امتِ محمدیہ کا اجماع حجتِ شرعیہ قرار دیا گیا کہ وہ عام گمراہی سے محفوظ کی گئی ہے۔

وما راٰه المومنون حسناً فهو عند الله حسن و حدیث انتم شهداء الله فی الارض ولتکونوا شهداء علی الناس۔

ترجمہ:۔ جسے مسلمان اچھا سمجھ لیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اور حدیث تم اللہ کے سرکاری

گواہ ہوز مین میں۔ اور آیتِ کریمہ ہم نے تمہیں اے امت محمدیہ درمیانی درجہ کی امت بنایا ہے (تمہیں بھی اس کا دھیان چاہیے) اور حدیث تم اللہ کے سرکاری گواہ ہو زمین پر) اور آیت کریمہ ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم گواہ بنو دنیا کے انسانوں پر۔

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابِ عام نہ ہوگا

(۱۱۰) اگر اور انبیاء کی امتیں گمراہی عامہ کی وجہ سے معذب ہو ہو کر ختم ہوتی رہیں تو امتِ محمدیہ کو عذابِ عام اور استیصال عام سے دائمی طور پر بچا لیا گیا۔

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون (القرآن الحکیم)

امتِ محمدیہ کو دس گنا اعلیٰ مقام ملیں گے

(۱۱۱) اگر اور انبیاء کی امتوں کو جنت میں نفیس مقامات سے نوازا جائے گا تو امتِ محمدیہ کو ہر مقام کا دہگنہ درجہ دیا جائے گا تا آنکہ اس امت کے ادنیٰ سے ادنیٰ جنتی کا ملک بہ نص حدیث دس دنیا کی برابر ہوگا۔ فما ظنک باعلاہم؟

ترجمہ:۔ جیسا کہ آیت کریمہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اس پر شاہد ہے۔

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلحاء بھی شفاعت کریں گے

(۱۱۲) اگر امم سابقہ کی شفاعت صرف ان کے انبیاء ہی کریں گے تو اس امت کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اِس امت کے صلحاء بھی کریں گے اور ان کی شفاعت سے جماعتیں کی جماعتیں نجات پا کر داخل ہوں گی۔

ان من امتی من یشفع للفئام ومنہم من یشفع للقبیلۃ ومنہم من یشفع للعصبۃ ومنہم من یشفع للرجل حتیٰ یدخلوا الجنہ۔ (ترمذی عن ابی سعید)

ترجمہ:۔ میری امت میں ایسے بھی ہوں گے جو کئی کئی شفاعتیں کریں گے اور ایک خاندان بھر کی، بعض خاندان کے ایک حصہ کی اور بعض ایک شخص کی، تا آنکہ یہ لوگ اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اللہ کے نام سے ہے

(۱۱۳) اگر اور انبیاء کی امتوں کے نام ان کے وطنوں اور قبیلوں یا انبیاء کے ناموں سے رکھے گئے، جیسے عیسائی، یہودی، ہندو وغیرہ تو امت محمدیہ کے دو نام اللہ نے اپنے ناموں سے رکھے۔

مسلم اور مومن، یا یهود تسم الله باسمین وسمی الله بهما امتی هو السلام وسمیٰ بها امتی المسلمین وهو المومن وسمیٰ بها امتی المومنین (مصنف ابن ابی شیبہ عن مکحول)

ترجمہ:۔ اے یہودی! اللہ نے اپنے دو نام رکھے۔ اور پھر ان دونوں ناموں سے نام میری آیت کا رکھا۔ اللہ تعالےٰ سلام ہے تو اس نام پر اس نے میری امت کو مسلمین کہا اور وہ مومن ہے تو اپنے اس نام پر اس نے میری امت کو مؤمنین فرمایا۔

تمام امتیازات کی بنیاد ختم نبوت ہے

یہ سارے امتیازی فضائل وکمالات جو جماعت انبیاء میں آپ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غلامی سے امتوں میں اس امت کو دیئے گئے تو اس کی بناء ہی یہ ہے کہ اور انبیاء نبی ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور امتیں امم واقوام ہیں اور یہ امت خاتم الامم اور خاتم الاقوام ہے اور انبیاء کی کتب آسمانی کتب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب خاتم الکتب ہے اور ادیان ادیان ہیں اور یہ دین خاتم الادیان ہے اور شرائع شریعتیں ہیں اور یہ شریعت خاتم الشرائع ہے۔ یعنی آپ کی خاتمیت کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے ہی کمالات وآثار میں رچا ہوا ہے۔ پس یہ امتیازی خصوصیات محض نبوت کے اوصاف نہیں بلکہ ختم نبوت کی خصوصیات ہیں۔ اِس لیے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں ختم نبوت کے مقام سے ممتاز اور افضل ہیں۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خاتمیت کی ممتاز سیرت تمام انبیاء کی سیرتوں سے ممتاز اور افضل ہے چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ختم نبوت اور خاتمیت کو اپنی خصوصیات میں شمار فرمایا ہے۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی چھ امتیازی خصوصیات جوامع کلم اور غیر معمولی رعب وغیرہ ارشاد فرمائی۔ وہیں

ان میں سے ایک خصوصیت یہ بھی فرمائی کہ:۔

وختم بی النبیون. (بخاری ومسلم)۔ مجھ سے نبی ختم کر دیئے گئے۔

ختم نبوت کا منکر تمام کمالات نبوی کا منکر ہے

اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضورؐ کی یہ خصوصیات اور ممتاز سیرت ختم نبوت کے تسلیم کئے بغیر زیر تسلیم نہیں آسکتی۔ ان خصوصی فضائل کو وہی مان سکے گا جو ختم نبوت کو مان رہا ہو ورنہ ختم نبوت کا منکر درحقیقت ان تمام فضائل وکمالات اور خصوصیات نبوی کا منکر ہے۔ گو زبان سے وہ حضورؐ کی افضلیت کا دعویٰ کرتا رہے۔ مگر یہ دعویٰ ختم نبوت کے انکار کے ساتھ زمانہ سازی اور حیلہ بازی ہوگا۔ بہرحال حضورؐ کے کمالات کے دائرہ میں ہر کمال کا یہ انتہائی نقطہ آپ کی خاتمیت کا اثر ہے نہ محض نبوت کا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بھی ہیں اور جامع کمالاتِ انبیاء بھی

اس سے یہ اصولی بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شے کی انتہا میں اس کی ابتداء لپٹی ہوتی ہے اور کمال کے ہر انتہائی نقطہ میں اس کے تمام ابتدائی مراتب مندرج ہوتے ہیں۔ سورج کی روشنی سارے عالم میں درجہ بدرجہ پھیلی ہوئی ہے جس کے مختلف اور متفاوت مراتب ہیں۔ لیکن اس کے انتہائی مرتبہ نور میں اس کے ابتدائی نور کے تمام مراتب کا جمع رہنا قدرتی ہے۔ مثلاً اس کے نور کا ادنیٰ درجہ ضیاء اور چاندنا ہے جو بند مکانوں میں بھی پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے اوپر کا مرتبہ دھوپ ہے جو کھلے میدانوں اور صحنوں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے جس سے میدان روشن کہلاتے ہیں۔ اس سے اوپر کا مرتبہ شعاعوں کا ہے جس کا باریک تاروں کی طرح فضائے آسمانی میں جال پھیلا ہوا ہوتا ہے اور فضا ان سے روشن رہتی ہے۔ اس سے بھی اوپر کا مرتبہ اصل نور کا ہے جو آفتاب کی ٹکیہ کے چوگرد اس سے لپٹا ہوا اور اس سے چمٹا ہوا ہوتا ہے جس سے آفتاب کا ماحول منور ہوتا ہے اور اس سے اوپر ذات آفتاب ہے جو بذات خود روشن ہے لیکن یہ ترتیب خود اس کی دلیل ہے کہ آفتاب سے نور صادر ہوا نور سے شعاع برآمد ہوئی، شعاع سے دھوپ نکلی اور دھوپ سے چاندنا نکلا گویا ہر اعلیٰ مرتبہ کا

اثر ادنیٰ مرتبہ ہے جو اعلیٰ سے صادر ہو رہا ہے۔ اس لیے بآسانی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ضیاء وروشنی دھوپ میں تھی جب ہی تو اس سے برآمد ہوئی دھوپ شعاعوں میں تھی جب ہی تو اس سے نکلی۔ شعاعیں نور میں تھیں جب ہی اس سے صادر ہوا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روشنی کے یہ سارے مراتب آفتاب کی ذات میں جمع تھے جب ہی تو واسطہ بلا واسطہ اس سے صادر ہو ہوکر عالم کے طبقات کو منور کرتے رہے۔ پس آفتاب خاتم الانوار ہونے کی وجہ سے جامع الانوار ثابت ہوا۔ اگر نور کے سارے مراتب اس پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے تو اس میں یہ سب کے سب مراتب جمع بھی نہ ہوتے تو قدرتی طور پر خاتمیت کے لیے جامعیت لازم نکلی۔

ٹھیک اسی طرح حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ خاتم الکمالات ہیں جن پر نبوت کے تمام علمی وعملی اور اخلاقی واحوالی مراتب ختم ہو جاتے ہیں تو آپ ہی ان سارے کمالات کے جامع بھی ثابت ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نبوت کا ہر کمال جس جس رنگ میں جہاں جہاں اور جس جس پاک شخصیت میں موجود تھا وہ آپ ہی سے نکلا اور آخر کار آپ ہی پر آکر منتہی ہوا تو یقیناً وہ آپ ہی میں جمع بھی تھا۔ اس لیے وہ تمام امتیازی کمالات علم واخلاق اور کمالات احوال ومقامات جو مذکورہ بالا دفعات میں پیش کیے گئے ہیں اور جو آپ کے لیے وجہ امتیاز وفضیلت ہیں جب کہ آپ ہی پر پہنچ کر ختم ہوئے تو وہ بلا شبہ آپ ہی میں جمع شدہ بھی تھے ورنہ آپ پر پہنچ کر ختم نہ ہوتے اور جب آپ کی ذات بابرکات جامع الکمالات بلکہ منبع کمالات ثابت ہوئی اور آپ کے سارے کمالات انتہائی ہو کر جامع مراتب کمالات ثابت ہوئے۔

مصحفے گشت جامع آیات ہستیش غایت ہمہ غایات

تو یقیناً آپ کی شریعت جامع الشرائع آپ کا دین جامع الادیان، آپکا لایا ہوا علم جمع علوم اولین وآخرین، آپ کا خلق عظیم یعنی جامع اخلاق سابقین ولاحقین اور آپ کی لائی ہوئی کتاب جامع کتب سابقین ہے جو آپ کی خاتمیت کی واضح دلیل ہے۔ اس لیے آپ کی خاتمیت کی شان سے آپ کی جامعیت ثابت ہوگئی۔

مُصَدِّقیّت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ اور اُن کی شریعتوں کے مُصدِق ہیں

اب اس جامع سے آپ کی افضلیت کا ایک اور مقام نمایاں ہوتا ہے۔ اور وہ شان مصدقیت ہے کہ آپ سابقین کی ساری شریعتوں اور ان کی لائی ہوئی ساری کتابوں کے تصدیق کنندہ ثابت ہوتے ہیں جس کا دعویٰ قرآنِ حکیم نے فرمایا ہے:۔

ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم.

ترجمہ:۔ پھر تمہارے پاس (اے پیغمبران الٰہی) وہ عظیم رسول (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آجائیں تو تمہارے ساتھ کی ہر چیز (سماوی کتب نبوت، معجزات تعلیمات وغیرہ) کے تصدیق کنندہ ہوں (تو تم ان پر) ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔

اور فرمایا:۔ **بل جاء بالحق و صدق المرسلین.**

ترجمہ:۔ بلکہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے اور رسولوں کی تصدیق کرتے ہوئے۔

مُصدِّقیت کی توجیہ

وجہ ظاہر ہے کہ جب آپ کی شریعت میں تمام پچھلی شریعتیں جمع ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب (قرآن) میں تمام پچھلی کتب سماویہ مندرج ہیں تو ان کی تصدیق خود اپنی تصدیق ہے۔ جس کی بنا سورج کی مثال سے کھل چکی ہے کہ جیسے ہر انتہا میں اس کے ابتدائی مراتب جمع ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی وہ سارے ابتدائی مراتب نکلتے بھی اس انتہائی مرتبہ

سے ہیں۔ اِس لیے سابق شریعتیں درحقیقت اس انتہائی شریعت کے ابتدائی مراتب ہونے کے سبب اسی میں سے نکلی ہوئی مانی جاویں گی ورنہ یہ شریعت انتہائی اور وہ ابتدائی نہ رہیں گی جو مشاہدہ اور عقل ونقل کے خلاف ہے۔ وہ اپنی جگہ مسلم شدہ ہے پس اس جامع شریعت کی تصدیق کے بعد ممکن ہی نہیں کہ ابتدائی شریعتوں کی تصدیق نہ کی جائے بلکہ خود اس مصدقہ شریعت میں جمع شدہ ہیں۔ ورنہ خود اس شریعت کی تصدیق بھی باقی نہ رہے گی۔ اس لیے جب یہ آخری اور جامع شریعت آپ کے اندر سے ہو کر نکلی تو سابقہ شریعتیں بھی بالواسطہ آپ ہی کے اندر سے ہو کر آئی ہوئی تسلیم کی جاویں گی۔ وانہٗ لفی زبر الاولین اور یہ قرآن پچھلوں کی کتابوں میں بھی (لپٹا ہوا) موجود تھا) اس لیے اس شریعت کی تصدیق کے لیے پچھلی شریعتوں کی تصدیق ایسی ہی ہوگی جیسے اپنے اجزاو اعضاء کی تصدیق اور ظاہر ہے کہ اپنے اعضاء و اجزا اور بالفاظ دیگر خود اپنی تکذیب کون کرسکتا ہے؟ ورنہ یہ معاذ اللہ خود اپنی شریعت کی تکذیب ہو جائے گی۔ جب کہ یہ ساری شریعتیں اسی آخری شریعت کے مبادی اور مقدمات اور ابتدائی مراتب تھے تو کل کی تصدیق کے اس کے تمام صحیح اجزاء کی تصدیق ضروری ہے ورنہ وہ کل کی ہی تصدیق نہ رہے گی۔ اس لیے سارے پچھلے ادیان کے حق میں آپ کے مصدق ہونے کی شان نمایاں تر ہو جاتی ہے۔

اسلام تمام شریعتوں کے اقرار کا نام ہے

اور واضح ہو جاتا ہے کہ "اسلام" "اقرار شرائع کا نام ہے، انکار شرائع کا نہیں۔ تصدیق مذاہب کا نام ہے۔ تکذیب مذاہب کا نہیں۔ توقیر ادیان کا نام ہے۔ تحقیر ادیان کا نہیں۔ تعظیم مقتدایان مذاہب کا نام ہے۔ توہین مقتدایان کا نام نہیں۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام کا ماننا درحقیقت ساری شریعتوں کا ماننا اور اس کا انکار ساری شریعتوں کا انکار ہے اور اسلام آ جانے کے بعد اس سے منکر درحقیقت کسی بھی دین و شریعت کے مقر تسلیم نہیں کیے جا سکتے۔

تمام غیر مسلموں کے مسلمان ہونے کی آرزو

اِس بناء پر اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جامع و خاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو پوری طرح سے اپنائیں اور اس کی قدر و عظمت کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی مسلمانوں سے تو اس لیے کہ حق تعالیٰ نے انہیں اسلام دے کر دین ہی نہیں دیا بلکہ سرچشمہ ادیان دے دیا اور ایک جامع شریعت دے کر دنیا کی ساری شریعتیں ان کے حوالہ کر دیں۔ جب کہ وہ سب کی سب شاخ در شاخ ہو کر اسی آخری شریعت سے نکل رہی ہیں جس سے مسلمان بیک وقت گویا سارے ادیان و شریعت پر عمل کرنے کے قابل اور اس جامع عمل سے اپنے لیے جامعیت کا مقام حاصل کرنے کے قابل بنے ہوئے ہیں اور اس طرح وہ ایک دین نہیں بلکہ تمام ادیان عالم پر مرتب ہونے والے سارے ہی اجر و ثواب اور درجات و مقامات کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں۔

اسلام اقرار و معرفت کا دین ہے

اندریں صورت اگر ہم یوں کہیں تو خلافِ حقیقت نہ ہوگا۔ اگر وہ صحیح معنی میں عیسائی، موسائی، ابراہیمی اور نوحی بھی ہیں کہ آج انہی کے دم سے بچی نوحیت، ابراہمیت، موسائیت اور عیسائیت دنیا میں زندہ ہے جب کہ بلا استثناء ان سب کے ماننے اور ان کی لائی ہوئی شرائع کو سچا تسلیم کرنے کی روح انہوں نے ہی دنیا میں پھونک رکھی ہے بلکہ اپنی جامع شریعت کے ضمن میں ان سب شریعتوں پر عمل پیرا بھی ہیں۔ ورنہ آج ابراہیمؑ کے ماننے والے براہمہ اپنے کو اس وقت تک براہمہ نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام کی تکذیب و توہین نہ کر لیں۔ اسی طرح آج کی عیسائیت کو ماننے والے بزعم خود اپنی عیسائیت کو اس وقت تک برقرار نہیں رکھ سکتے۔ جب تک کہ وہ محمدیت کی تکذیب نہ کر لیں۔ گویا ان کے مذاہب کی بنیاد ہی تکذیب پر ہے تصدیق پر نہیں۔ انکار پر ہے اقرار پر نہیں۔ توہین پر ہے توقیر پر نہیں۔ جہالت پر ہے معرفت پر نہیں۔ حالانکہ مذہب نام اقرار کا ہے۔ انکار کا نہیں۔ ایمان نام معرفت کا ہے جہالت کا نہیں، دین نام محبت کا ہے عداوت کا نہیں، پس تسلیم و اقرار، تعظیم و توقیر، علم و معرفت اور ایمان و دین کا کارخانہ سنبھلا ہوا ہے تو صرف اسلام ہی سے سنبھلا ہوا ہے۔

غلبہ اسلام

اور اسی کی تسلیم عام اور تصدیق عام کی بدولت تمام مذاہب کی اصلیت اور توقیر محفوظ ہے۔ ورنہ اقوام دنیا نے مل کر تعصبات کی راہوں سے اس کارخانہ کو درہم برہم کرنے میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھی۔ بنا بریں اسلام کے ماننے والے تو اس لیے اسلام کی قدر پہچانیں اور اسے دستور زندگی بنائیں کہ اللہ نے انہیں تعصبات کی دلدل سے دور رکھ کر دنیا کی تمام قوموں، امتوں اور ان کے تمام مذاہب اور شریعتوں کا رکھوالا اور محافظ بنایا اور ان میں سے غل وغش کو الگ دکھا کر اصلیت کا راز داں تجویز کیا۔ دوسرے اکرار اقرار وتسلیم صرف ان ہی کی شریعت تک محدود نہیں بلکہ شاخ در شاخ بنا کر دنیا کی تمام شریعتوں تک پھیلا دیا جس سے اگر ایک طرف ان کے دین کی وسعت وعمومیت اور جامعیت نمایاں کی جو خود دین والوں کی جامعیت اور وسعت کی دلیل ہے تو دوسری طرف اسلامی دین کا غلبہ بھی تمام ادیان پر پورا کر دیا۔

جس کی قرآن نے **لیظھرہٗ علی الدین کلہ** (تاکہ اسلامی دین کو اللہ تمام دینوں پر غالب فرمائے) خبر دی تھی۔

کیونکہ غلبہ دین کی اس سے زیادہ نمایاں اور واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ دین اسلام تمام ادیان کا مصدق بن کر ان میں روح کی طرح دوڑا ہوا انہیں تھامے ہوئے ہے، ان کا قیوم اور سنبھالنے والا ہے۔ اور اسی کے دم سے ان کی تصدیق وتوثیق باقی ہے ورنہ اقوام عالم تو مذاہب کی تردید وتکذیب کر کے انہیں لاشئے محض بنا چکی تھیں۔ **وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء. وقالت النصاریٰ لیست الیھود علی شئی** (یہود نے کہا کہ نصاریٰ لاشئے محض ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود لاشئی محض ہیں) اور اس طرح ہر قوم اپنے سوا دوسرے مذاہب کو تردید وتکذیب سے دفن کر چکی تھی۔ مصدق عام اور قیوم عمومی بن کر تو اسلام ہی آیا جس نے ہر مذہب کی اصلیت نمایاں کر کے اس کی تصدیق کی اور اسے باقی رکھا جس سے مذاہب سابقہ اپنا دورہ پورا کر دینے کے بعد بھی دلوں اور ایمانوں میں محفوظ رہے اور کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کا سنبھالنے اور تھامنے والا ہی اس چیز پر غالب ہوتا ہے، جسے وہ تھام رہا ہے۔ ورنہ بلا غلبہ کے تھامتا کیسے؟ اور تھمی شئے تھامنے والے کے سامنے مغلوب اور ضعیف ہوتی

ہے۔ ورنہ اسے تھامنے والے کے سہارے کی ضرورت کیوں پڑتی؟ پس جب کہ ادیان سابقہ کی اصلیت اسلام کے سہارے تھمی ہوئی ہے تو ادیان سابقہ اس کے محتاج ثابت ہوئے اور وہ ان کے لحاظ سے غنی رہا۔ اور ظاہر ہے کہ محتاج غنی پر غالب نہیں ہوتا۔ بلکہ غنی محتاج پر غالب ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام کا غلبہ اس قومیت کے سلسلہ سے تمام ادیان پر نمایاں ہو جاتا ہے۔

هو الذی ارسل رسولهٗ بالهدیٰ و دین الحق لیظهرهٗ علی الدین کله.

ترجمہ:۔ اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس اسلامی دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے۔

پس اسلام کا غلبہ جہاں حجت و برہان سے اس نے دکھلایا۔ جہاں تیغ و سنان سے اس نے دکھلایا جو باہر کی چیزیں ہیں وہیں خود دین کی ذات سے ہی دکھلایا اور وہ اس کی عمومیت، قومیت اور مصدقیت عام ہے۔ جس سے اس نے روح بن کر ادیان کو سنبھال رکھا ہے جس سے اس دین کا بین الاقوامی دین ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے۔

اسلام مسلم و غیر مسلم سب کے لئے نعمت ہے

بہر حال اسلام والے تو اس لیے اسلام کی قدر کرتے ہیں کہ وہ کامل، جامع مصدق عالمگیر دین اور روح ادیان عالم ہے جو انہیں پشتینی طور پر ہاتھ لگ گیا ہے۔

اور غیر مسلم اس لیے اس کی طرف بڑھیں اور اس کی قدر پہچانیں کہ آج کی ہمہ گیر دنیا میں اول تو جزوی اور مقامی ادیان چل نہیں سکتے۔ جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ہر ایک مذہب کو یا منظر عام سے ہٹ کر چھپنے کے لیے پہاڑوں اور غاروں کی پناہ لینی پڑتی ہے اور یا باہر آ کر زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے اندر ترمیمیں کرنی پڑ رہی ہیں اور وہ بھی اسلام ہی سے لے کر تاکہ دنیا میں اس کے گاہک باقی رہیں۔ مگر ان میں سے کوئی چیز بھی ان ادیان کے محدود اور مقامی اور محض قومی ہونے کو نہیں چھپا سکتی۔ ان کے پیوندوں سے خود ہی پتہ چل جاتا ہے کہ لباس کو نمائش کی حد تک صحیح دکھلانے اور جاذب نظر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی لیے ان قومیتوں کی حد بندیوں کے مذاہب سے دلوں کی توجہ ہٹتی جا رہی ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اندریں صورت تقاضائے دانش و بینش اور مقتضائے فطرت صرف یہ ہے کہ اجزاء سے

ہٹ کر کل اور مجموعہ کو اپنایا جائے جس کے ضمن میں یہ جزوی دین اپنی اصلیت کی حد تک خود بخود آجائیں اور ظاہر ہے کہ جب اصلیت کی حد تک اسلام نے تمام شرائع اور ادیان کو اپنے ضمن میں لے رکھا ہے تو اسلام قبول کرنے والے ان ادیان سے بھی محروم نہیں رہ سکتے۔

تمام ادیان کا بقاء اسلام سے ہے

بلکہ اگر وہ اپنے ادیان کی حفاظت چاہتے ہیں تو اب بھی انہیں اسلام ہی کا دامن سنبھالنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام ہی نے ان ادیان کو تا بحد اصلیت اپنے ضمن میں سنبھال رکھا ہے۔ اگر وہ اپنے ادیان کی موجودہ صورتوں پر جمے رہتے ہیں تو اول تو وہ بے سند ہیں، ان کی کوئی حجت سامنے نہیں، اسلام ان کی سند تھا۔ تو اسے انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ اسلام سے ہٹ کر دوسرے مذاہب میں دین کی سند و استناد کا کوئی سسٹم ہی نہیں جس سے ان کی اصلیت کا پتہ نشان لگ سکے اور ظاہر ہے کہ بے سند بات بحث نہیں ہوسکتی اور اگر کسی حد تک کوئی اپنی سلائی فطرت سے اصلیت کا کوئی سراغ نکال بھی لے تو زیادہ سے زیادہ وہ ایک جزئی، قومی اور مقامی دین کا پیرو رہا جو آج کے بین الاقوامی، بین الاوطانی اور عمومیت وکلیت کے دور میں چل نہیں سکتا۔ اسی لیے ارباب ادیان ایسے دینوں میں ترمیمات کے مسودے لا رہے ہیں اور آئے دن اِس قسم کی خبروں سے اخبارات کے کالم بھرے رہتے ہیں۔ البتہ اگر وہ اسلام سنبھال لیں تو اس پر چلنا در حقیقت تمام ادیان پر چلنا ہے اور ہر دین کی جتنی واقعی اصلیت ہے اسے تھامے رہنا ہے اِس لیے نفس دین کا تھامنا ضروری ہو تب اور اپنے اپنے ادیان کا تھامنا ضروری ہو۔ تب بہر دو صورت اسلام ہی کا تھامنا عقلاً اور نقلاً ضروری نکلتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہر چیز خاتم ہے

بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے آپ کی لائی ہر چیز شریعت۔ کتاب۔ قوم۔ امت۔ اصول قواعد اور احکام وغیرہ ساری چیزیں خاتم ٹھہرتی ہیں۔ اسی لیے جس طرح آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا اسی طرح آپ کے دین کو خاتم الادیان بتایا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم.

ترجمہ:۔آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ اکمال اور تکمیلِ دین کے بعد نئے دین کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا اِس لیے یہ کامل دین ہی خاتم الادیان ہوگا کہ کوئی تکمیل طلب ایسے ہی آپ کی امت کو خاتم الامم کہا گیا جس کے بعد کوئی امت نہیں۔حدیث قتادہؓ میں ہے۔

نحن اخرها و خيرها. (درمنثور)

ترجمہ:۔ہم (امتوں میں) سب سے آخر ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔

حدیث ابی امامہ میں ہے:۔

يايها الناس لا نبي بعدي ولا امة بعد كم. (مسند احمد)

ترجمہ:۔اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

(یعنی میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔یہی وہ خاتمیت ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد کے بارہ فرمایا جو حدیث عبداللہ بن ابراہیم میں ہے کہ

فاني آخر الانبياء مسجدي آخر المساجد. (مسلم)

ترجمہ:۔میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (وہی آپ کی خاتمیت مسجد میں آئی)

حدیث عائشہؓ میں یہ دعویٰ خاتمیت کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

انا خاتم الانبياء و مسجدي خاتم مساجد الانبياء. (کنزالعمال)

ترجمہ:۔میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد الانبیاء میں خاتم المساجد ہے۔

اور جب کہ آپ کی آوردہ کتاب (قرآن) ناسخ الادیان اور ناسخ الکتب ہے تو یہی معنی اس کے خاتم الکتب ہونے کے ہیں۔کیونکہ ناسخ ہمیشہ آخر میں اور ختم پر آتا ہے اور اسی لیے آپ کو دعوت عامہ دی گئی کہ دنیا کی ساری اقوام کو آپ اللہ کی طرف بلائیں۔کیونکہ اس دین کے بعد کوئی اور دین کسی خاص قوم یا دنیا کی کسی بھی قوم کے پاس آنے والا نہیں۔جس کی دعوت آنے والی ہو تو اسی ایک دین کی دعوت عام ہوگئی کہ وہ خاتم ادیان اور آخر ادیان ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ ساری خاتمیتیں درحقیقت آپ کی ختم نبوت کے آثار ہیں۔

خاتمیت سے جامعیت نکلی تو یہ تمام چیزیں جامع بن گئیں اور جامعیت سے آپ کی مصدقیت کی شان پیدا ہوئی جو ان سب چیزوں میں آتی چلی گئی۔ قرآن کو مصدق لما معکم کہا گیا امت کو بھی مصدق انبیاء بنایا گیا کہ سب اگلے پچھلے پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔ دین بھی مصدق ادیان ہوا۔

سیرۃ نبوی کے جامع نقاط

یہی وہ سیرت نبوی ہے کہ جامع اور انتہائی نقاط ہیں۔ جن سے یہ سیرت مبارک تمام سیر انبیاء پر حاوی وغالب اور خاتم السیر ثابت ہوئی۔ اسی لیے آپ کی سیرت کا بیان محض کمال کا بیان نہیں بلکہ امتیازی کمالات اور ان کے بھی انتہائی نقاط کا بیان ہے جو اسی وقت ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مانا جائے کہ یہ امتیازات اور امتیازی کمالات مطلق نبوت کے آثار نہیں بلکہ ختم نبوت کے آثار ہیں۔ کیونکہ ختم نبوت خود ہی نفس نبوت سے ممتاز اور افضل ہے کہ سرچشمہ نبوات ہیں۔ اس لیے اس کے امتیاز آثار بھی مطلق آثار نبوت سے فائق اور افضل ہونے ناگزیر تھے۔ پس سیرتِ خاتمیت کے چند نمونے ہیں جو اس مختصری فہرست میں پیش کیے گئے ہیں۔

ان میں اولاً چند دفعات میں خاتم النبیینؐ کے دین کا تفوق و امتیاز دوسرے ادیان پر دکھلایا گیا ہے۔

پھر چند نمبروں میں طبقہ انبیاء کے کمالات و کرامات اور معجزات پر خاتم النبیینؐ کے کمالات و کرامات اور معجزات کی فوقیت دکھلائی گئی ہے۔

پھر چند نمبروں میں خصوصی طور پر نام بنام حضرات انبیاء علیہم السلام کے خصوصی احوال و آثار اور مقامات پر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و آثار اور مقامات کی عظمت واضح کی گئی ہے۔

پھر چند شماروں میں اور انبیاء کی امتوں پر امت خاتم کی عظمت و برگزیدگی واضح کی گئی ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر جہتی عظمت وفوقیت کاملیت و جامعیت، اولیت و آخریت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے جو آپ کی خاتمیت کے آثار ولوازم ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت

اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالٰے شانہ کو آپ کی خاتمیت کے اثبات میں کس درجہ اہتمام ہے کہ ختم نبوت کا دعوٰے قرآن کریم میں کر کے سینکڑوں سے متجاوز احادیث میں ختم نبوت کے دلائل و آثار اور شواہد و نظائر شمار کرائے گئے ہیں جن میں سے چند کا انتخاب ان مختصر اوراق میں پیش کیا گیا۔ بس ختم نبوت سے متعلق پہلی قسم کی آیات و روایات پر مشتمل کتابیں دعوٰے ختم نبوت کی کتابیں لکھی جائیں گی اور یہ رسالہ جس میں آثار ولوازم ختم نبوت کے نمونے اور خصوصیات ختم نبوت کے شواہد و نظائر پیش کیے گئے ہیں۔ دلائل ختم نبوت کی کتاب کہی جائے گی۔ جس سے صاف روشن ہو جاتا ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام میں سب سے زیادہ اہم، سب سے زیادہ بنیادی اور اساسی مسئلہ ہے۔ جس پر اسلامی شریعت کی خصوصیت کی بنیاد قائم ہے اگر اس مسئلہ کو تسلیم نہ کیا جائے یا اس میں کوئی رخنہ ڈال دیا جائے تو اسلامی خصوصیات کی ساری عمارت آپڑے گی اور مسلم کے ہاتھ میں کوئی خصوصی خرمہرہ باقی نہ رہے گا۔ جس سے وہ اسلام کو دنیا کی ساری اقوام کے سامنے پیش کرنے کا حق دار بنا تھا۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بغیر قابل تسلیم ہی نہیں بن سکتیں کہ ختم نبوت کو تسلیم کیا جائے کہ اس پر خصوصیات نبوی کی عمارت بھی کھڑی ہوئی ہے۔ پس اس مسئلہ کا منکر درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا منکر اور اس مسئلہ کو مٹا دینے کا ساعی، حضور اکرمؐ کی امتیازی فضائل کو مٹا دینے کی سعی میں لگا ہوا ہے۔

ختم نبوت کا منکر پورے اسلام کا منکر ہے

اِس لیے جو طبقات بھی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ خواہ صراحتاً اس کے منکر ہوں یا تاویل کے راستہ سے، دین کے اس بدیہی اور ضروری مسئلہ کے انکار پر آئیں۔ ان کا اسلام کا شریعت اسلام اور پیغمبرؐ اسلام سے کوئی تعلق نہیں مانا جاسکتا اور نہ وہ اسلامی برادری میں شامل سمجھے جاسکتے ہیں جس طرح سے توحید کا منکر قولی ہو یا مصرح، اسلام سے خارج اور اس سے بے واسطہ ہے اسی طرح سے ختم رسالت کا منکر خواہ انکار سے ہو یا تاویل سے اسلام سے خارج مانا جاوے گا۔ کیونکہ وہ صرف کسی ایک مسئلہ کا منکر نہیں بلکہ اسلام کے سارے

امتیازات، سارے ممتاز فضائل، ساری ہی خصوصیات اور صد ہا دینی روایات کا منکر ہے جن کا قدر مشترک تواتر کی حد سے نیچے نہیں رہتا۔

یہ مقالہ

بہر حال ختم نبوت کے درخشاں آثار اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی شمائل وفضائل یا بالفاظ دیگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کے ہزاروں وجوہ ودلائل میں سے یہ چند نمونے ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیینؐ ہونے کی تفسیر اور تشریح کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ مختصر مقالہ سیرت خاتم النبیین نہیں بلکہ سیرت خاتمیت کی چند موٹی موٹی سرخیوں کی ایک مختصر سے فہرست ہے جس کے نیچے اس بلند پایہ سیرت کی امتیازی حقائق و تفصیلات پیش کی جاسکتی ہیں۔ اگر ان روایات کی روشنی میں سیرت خاتمیت کی ان تفصیلات اور ان کے مالہ وما علیہ کو کھولا جائے۔ تو بلاشبہ محدثانہ اور متکلمانہ رنگ کی ایک نادر سیرت مرتب ہو سکتی ہے۔ جو تاریخی رنگ کی تو نہ ہوگی اور تاریخ محض سیرت ہے بھی نہیں۔ بلکہ پیغمبرانہ مقامات اور خاتمانہ امتیازات کی حامل محدثانہ رنگ کی سیرت ہوگی جو اپنے رنگ کی ممتاز سیرت کہلائی جائے گی۔ میں نے اس مختصر مضمون میں اس وقت صرف عنوانات سیرت کی نشاندہی کا فرض انجام دیا ہے۔ شاید کسی وقت ان تفصیلات کے پیش کرنے کی توفیق میسر ہو جائے جو ابھی تک ذہن کی امانت بنی ہوئی ہیں۔ جن سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے متفاوت درجات ومراتب اور خاتمیت کے انتہائی درجات ومراتب کا فرق اور تفاضل باہمی بھی کھل کر سامنے آسکتا ہے۔ جس کی طرف تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض. میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کہیں کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارۃً نہ کنایتہً۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو پہلے انبیاء کی بہ نسبت اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف ان کتابوں' الہاموں اور وحیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم سے صرف ان ہی انبیاء کو ماننے کا تقاضہ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔

۱- لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا۔

۲- یوم آخرت میں سب انبیاء علیہم السلام کا آپؐ کے جھنڈا تلے جمع ہونا۔

۳- حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کا اپنے اپنے ادوار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر دینا۔

۴- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ رکھا گیا۔ وہ تشریف لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور آپ کے دین کی مدد فرمائیں گے وغیرہ

عالم دنیا میں ختم نبوت کا تذکرہ

۱- اللہ رب العزت نے عالم دنیا میں سب سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ حضور پاک کی حدیث ہے۔

"انی عنداللہ مکتوب خاتم النبین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ"۔

تحقیق کہ میں اللہ کے نزدیک (لوح محفوظ میں) خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔ (مشکوۃ ص ۵۱۳۔ مسند احمد ص ۱۲۷ ج ۴ کنز حدیث نمبر ۳۱۹۶۰)

"بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین"

آدم علیہ اسلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم

النبیین لکھا ہوا تھا۔ (خصائص الکبری ص ۱۹ ج ۱ بحوالہ ابن عساکر)

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے (تو بوجہ تنہائی) ان کو وحشت ہوئی تو جبرئیل نازل ہوئے اور اذان پڑھی اللہ اکبر دوبار' اشهدان لاالہ الااللہ دوبار' اشهد ان محمد رسول اللہ دوبار حضرت آدم علیہ السلام نے جبرائیل سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام کی جماعت میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔ (ابن عساکر و کنز ص ۴۵۵ ج ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹)

عالم آخرت میں ختم نبوت کا تذکرہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے اللہ کے رسول محمد خاتم النبیین۔ (بخاری ص ۶۸۵ ج ۲ مسلم ص ۱۱۱ ج ۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے کہ آج محمد خاتم النبیین تشریف فرما ہیں ان کے ہوتے ہوئے کون شفاعت میں پہل کر سکتا ہے۔ بہر کیف معلوم ہوا کہ عالم آخرت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تذکرہ ہوگا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجتہ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ خبردار اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روز رکھتے رہو اور اپنے مالوں کی خوش دلی سے زکوۃ دیتے رہو اور اپنے خلفاء کی اطاعت کرتے رہو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد ص ۳۹۱ ج ۲)

درود شریف اور ختم نبوت کا تذکرہ

"عن علیؓ فی صیغ الصلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و امام المرسلین"

الحدیث . رواہ عیاض فی الشفاء

حضرت علیؓ سے درود شریف کے صیغے جو روایت کیے گئے ہیں ان میں اللھم صل علی محمد خاتم النبیین و امام المرسلین بھی آیا ہے۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں اس کو نقل کیا ہے۔

کلمہ شہادت کی طرح عقیدہ ختم نبوت بھی ایمان کا جزو ہے

حضرت زید بن حارثہؓ اپنے ایمان لانے کا ایک طویل اور دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ کر کہا کہ اے زید اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں ساری دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کا ارادہ رکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کو اس لڑکے کے بدلہ میں بہت سے اموال دینے کے لئے تیار ہیں جو آپ چاہیں طلب فرمائیں ہم ادا کر دیں گے (مگر اس لڑکے کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسئلکم ان تشھدوا ان لاالہ الااللہ وانی خاتم الانبیاء ورسلہ وارسلہ معکم" میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہادت دو اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں انبیاء و رسل کا ختم کرنے والا ہوں۔ (اس اقرار و ایمان کے بدلہ میں) زید کو تمہارے ساتھ کر دونگا۔ (مستدرک حاکم ص ۲۱۴ ج ۳)

مسلمانوں کی مساجد اور ختم نبوت

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت عیسائی لوگ ہیں۔ جن کی عبادت گاہوں گرجا گھروں میں صبح و شام تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ گرجا گھر بناتے ہیں اور جب عبادت کے لئے مسیحی وہاں نہیں آتے تو گرجا گھر سے پلازہ، حمام، سبزی کی دکان، شراب خانہ، جوا گھر، ناچ ڈانس غرض اس (گرجا گھر، چرچ) کو کسی بھی مصرف میں لے آئیں ان کی شریعت ان کو اس امر سے منع نہیں کرتی۔ بخلاف اہل اسلام کے کہ اگر وہ کہیں مسجد

بنادیں تو قیامت کی صبح تک اس مسجد کی جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ یہ کیوں ہے؟ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت محدود وقت کے لئے تھی۔ اس لئے ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اس لئے جہاں کہیں آپ کی امت کا کوئی فرد مسجد بنائے گا وہ اس جگہ کو کسی اور مصرف میں نہیں لا سکتا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پوری دنیا کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل ہے۔

حفاظ کرام اور ختم نبوت

پہلی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب جوں کی توں محفوظ نہیں۔ ان کتب میں سے کسی ایک کا بھی حافظ دنیا میں موجود نہیں۔ جبکہ قرآن مجید جیسے نازل ہوا تھا ویسا ہی قرن اول سے اس وقت تک محفوظ اور موجود ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں قرآن مجید کے حافظ و قاری نہ ہوں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں ایک ایک شہر میں ہزاروں حفاظ کا موجود ہونا کسی پر مخفی نہیں۔ آپ نے توجہ فرمائی کہ یہ کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تمام سابقہ کتب اور وحی محدود وقت کے لئے تھیں۔ اس لئے قدرت نے ان کے محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں فرمایا۔

لاکھوں حفاظ اس کے متن کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں پیدا فرمائے۔ اور قیامت تک یوں حفاظت قرآن کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مسجد نبوی کے اصحاب صفہ سے لیکر دنیا بھر کا ہر مدرسہ اور ہر حافظ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ و تفسیر کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱۔ختم اللہ علیٰ قلوبھم۔ (بقرۃ ۷)۔ مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر

۲۔ ختم علیٰ قلوبکم ۔ (انعام ۴۶)۔ اور مہر کردی تمہارے دلوں پر۔

۳۔ختم علیٰ سمعہ و قلبہ۔ (الجاثیہ ۲۳)۔ مہر کردی اس کے کان پر اور دل پر

۴-الیوم نختم علیٰ افواھھم (یٰسین ۶۵)۔ آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر

۵-فان یشا اللہ یختم علی قلبک (الشوریٰ ۲۴)۔ سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر

۶-رحیق مختوم (مطففین ۲۵)۔ مہر لگی ہوئی

۷-ختامہ مسک، (مطففین ۲۶)۔ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔

ان ساتوں مقامات کے اول وآخر سیاق وسباق کو دیکھ لیں ختم کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اور اندر سے کوئی سی چیز باہر نہ نکالی جا سکے۔ وہاں پر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی تفسیر "لانبی بعدی" کے ساتھ وضاحت سے فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے۔ "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" اس کا حوالہ اور اس کی وضاحت آگے آ رہی ہے سردست یہاں فریق مخالف کے سامنے اس کے گرو مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔

"قال اللہ عزوجل ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین، الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبیناً صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء، وفسرہ نبینا فی قولہ لانبی بعدی ببیان واضح للطالبین. (حمامۃ البشریٰ خ ص ۲۰۰ ج ۷)

دیکھئے کس طرح مرزا قادیانی صراحت اور وضاحت کر رہا ہے کہ خاتم النبیین کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح بیان کے ساتھ لانبی بعدی سے کر دی ہے لیکن حیرت ہے کہ قادیانی گروہ نہ اپنے گرو گھنٹال مرزا کا ترجمہ مانتا ہے اور نہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمہ و تفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ ہے۔ فیا للعجب!

صحاح العربیۃ للجوھری

اور خاتم اور خاتَم "ت" کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی اختیام اور خاتام سب

کے معنی ایک ہیں۔ اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں۔

منتہی الادب میں خاتم کے متعلق لکھا ہے "خاتم کصاحب المهر و انگشتری و آخر ہر چیزے و پایان آں و آخر قوم و خاتم بالفتح مثلہ و محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین"

صراح میں لکھا ہے "خاتمة الشی ء آخره و محمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللہ علیہ و علیهم اجمعین"۔

خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

قادیانیوں سے ایک سوال

ایک دفعہ مناظرہ میں فقیر نے ایک قادیانی سے سوال کیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ قادیانی نے کہا ہو سکتی ہے تو میں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ چکرا گیا اور کہنے لگا نہیں ہو سکتی' تو میں نے کہا مرزا اگر حضور کی اتباع کرے تو نبوت اسے مل جائے۔ اور امت محمدیہ اگر حضور کی اتباع کرے تو نجات بھی نہ ہو! فبهت الذی کفر۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کے طرح بھیجا گیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں' میرے بعد بس قیامت ہے۔ جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے' دونوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت

خدا تعالیٰ کے ہزاروں درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا و قصور' بھی خیر الامم' امت وسطی' امت مرحومہ' شہداء خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں۔

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

''وہ بے شمار خداوندی انعام واکرام جو ہمارے آقاء نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں' اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضیلت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علماء مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن وحدیث کے شرعی احکام۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ ''لن تجتمع امتی علی الضلالۃ'' یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتا۔

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط ولوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے اور احکام شرعیہ کی حجتوں میں قرآن وحدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دعویٰ نبوت کیا اور ایک بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد جو صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت میں کی وہ اسی کی جماعت پر تھا۔ جمہور صحابہ کرامؓ نے اس کو محض دعوائے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور باجماع صحابہؓ وتابعینؒ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' پکارا جاتا تھا اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔ تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

وہ (مسیلمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس کا موذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تو مسیلمہ بآواز بلند کہتا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔

الغرض نبوت وقرآن پر ایمان' نماز روزہ سب ہی کچھ تھا۔ مگر ختم نبوت کے بدیہی

مسلمہ کے انکار اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرام کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ مہاجرین، انصار، اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔

تمام صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے حضرت فاروق اعظم کا ابتداء خلاف کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔

نیز مسک الختام فی ختم نبوۃ سید الانام کے ص۱۰ پر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ ''امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت قتل کیا جائے'' (احتساب قادیانیت ج ۲ مجموعہ رسائل مولانا ادریس کاندھلوی ص۱۰)

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں ''اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا۔ جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ (خاتم النبیین مترجم ص۱۹۷)

اجماع امت کے مزید حوالہ جات

۱- ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

''دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع''

(شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

۲- حجۃ الاسلام امام غزالی ''الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں۔

بیشک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی

تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۲۳)

۴۔ حضرت قاضی عیاضؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شفاء'' میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے وقت کے علماء (جو صحابہ کرام اور تابعینؒ تھے) کے فتویٰ سے اسے قتل کر دیا۔ اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاض صاحبؒ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

''وفعل ذالک غیرواحد من الخلفاء والملوک باشباههم واجمع علماء وقتهم علی صواب فعلهم والمخالف فی ذالک من کفر هم کافر'' (شفاء ص ۲۵۷، ۲۵۸ ج ۲)

اور بہت سے خلفا، سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے اور اس زمانہ کے علماء نے ان سے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔

۵۔ اور علامہ سید محمود آلوسیؒ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۹ ج ۲۲ میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں۔

''ویکون صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین مما نطقت به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر''۔

۶۔ اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

''ومن اعتقد وحیاً بعد محمد صلی الله علیه وسلم کفر باجماع المسلمین'' اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع المسلمین کافر ہے۔

۷۔ کتاب الفصل فی الملل والنحل میں ہے۔

''صح الاجماع علیٰ ان کل من جحد شیاً صح عندنا بالاجماع ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتیٰ به فقد کفر''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے اجماعی طور پر ثابت ہو جانے سے اس کا انکار کرنے والا بھی بالاجماع کافر ہے۔

خلاصہ بحث

۱-مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کے ننانوے آیات و بینات سے ثابت ہے۔

۲-مسئلہ ختم نبوت دوسودس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

۳-مسئلہ ختم نبوت تواتر سے ثابت ہے۔

۴-مسئلہ ختم نبوت اجماع امت سے ثابت ہے

۵-مسئلہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا۔

۶-مسئلہ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا' جس میں سات سو حافظ و قاری اور بدری صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔

۷-مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت کو اجماع کی نعمت سے نوازا۔

۸-مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرمایا۔

۹-ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ کے بعد قرآن مجید کو جمع کرنے کا صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں امت نے اہتمام کیا۔

۱۰-ختم نبوت کے منکر یعنی جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔ نیز یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی شرعی سزا قتل ہے۔

۱۱-دنیا میں کہیں کسی آسمانی کتاب کے حافظ موجود نہیں جب کہ قرآن مجید کے حافظ و قاری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہیں یہ اس لئے کہ پہلی کتب عارضی اور محدود دور کے لئے تھیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہے اس اعتبار سے تو اصحاب صفہؓ سے لیکر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حافظ قاری ختم نبوت کی دلیل ہیں۔

۱۲-مسیحی قوم اپنی عبادت گاہوں کو فروخت کر کے دوسرے مقاصد' دکان و مکان' کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ جہاں مسجد بن جائے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کو دوسرے مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔ پہلے انبیاء کی شریعت محدود وقت کے لئے تھیں ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک

کیلئے ہے تو مساجد بھی قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھئے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر کائنات کے ہر خطہ کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل نظر آتی ہے۔

ان تمام امور پر نظر کریں تو گویا پورا دین ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

لہٰذا اب ہمیشہ بحث اس پر ہونی چاہئے کہ آخری نبی کون ہے؟ آیا حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی ہے؟

امکان کی بحث

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ یہاں امکان کی بحث نہیں ہے وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درجہ ذیل عبارت پیش کریں۔

''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہے اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اس گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔ (تریاق القلوب خ ص ۲۸۰ ج ۱۵)

مرزا نے اپنا تعارف یاں الفاظ کرایا ہے۔ ملاحظہ ہو

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ پنجم خ ص ۱۲۷ ج ۲۱)

اب اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ہمارا اس کے بارے میں ابھی تک خیال ہے تو پھر اس نے اپنی آدمیت کا انکار کر کے سفید جھوٹ بولا ہے اور جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔ ان کی نام نہاد تواضع کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو مرزائیوں کی تاویل کا منہ چڑا رہے ہیں۔ دیکھئے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء خ ص ۲۴۰ ج ۱۸)

روضۂ آدم کے جو تھا نامکمل اب تلک   میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین پنجم خ ص ۱۴۴ ج ۲۱)

کربلائے ست سیر ہر آنم   صد حسین است درگر یبانم
آدم نیز احمد مختار   در برم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داداست ہر نبی راجام   داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح خ ص ۴۷۷ ج ۱۸)

خود ہی سوچئے۔ کیا کوئی ہوش مند انسان ایسے متکبر اور گھمنڈی کو منکسر المزاج کہہ سکتا ہے۔ اب قادیانی بتائیں کہ کیا یہ منکسر المزاجی تھی؟

۲۔ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں اگر یہ عاجزی ہے تو تمام مرزائی اجتماعی طور پر مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کر کے عاجزی کریں اور اعلان کریں کہ وہ آدم زاد نہیں۔

۳۔ ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار'' تو انسان کی جائے نفرت دو مقام ہیں۔ مرزائی وضاحت کریں کہ وہ کون سی جگہ تھا۔ (لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم)

۱۔ مرزا نے حج نہیں کیا۔   ۲۔ مرزا نے ہجرت نہیں کی۔

۳۔ مرزا نے جہاد بالسیف نہیں کیا بلکہ الٹا اس کو حرام کہا۔

۴۔ مرزا نے کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھے۔

۵- ہندوستان کے قحبہ خانوں میں زنا ہوتا رہا مگر غلام احمد نے کسی زانیہ یا زانی کو سنگسار نہیں کرایا بلکہ اس کے اور اس کے خاندان کے اس فعل قبیح میں ملوث ہونے کے پختہ ثبوت خود قادیانیوں نے ہی جمع کئے ہیں۔

۶- ہندوستان میں چوریاں ہوا کرتی تھیں مگر مرزا جی نے کسی چور کے ہاتھ نہیں کٹوائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل نام جو اس کے ماں باپ نے رکھا تو وہ غلام احمد تھا۔ مرزا بھی ساری زندگی یہی لکھتا رہا' بکتا رہا۔ اس کا نام احمد نہیں تھا۔ تو غلام احمد' اسمہ احمد کا مصداق کیسے ہو گیا؟

ایک دفعہ ایک قادیانی نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سامنے یہ بات کہہ دی آپ نے فی البدیہہ فرمایا غلام احمد سے مراد احمد ہے تو عطاء اللہ سے مراد صرف اللہ ہو سکتا ہے۔ غلام احمد کو احمد مانتے ہو تو پھر عطاء اللہ کو اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر اللہ مانو گے! تو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ غلام احمد جھوٹا ہے۔ اسے میں نے نبی نہیں بنایا۔ پس شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر جوابی سے قادیانی یہ جا وہ جا!

ہماری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رکن اور دوسرے امیر' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے۔ جماعت قادیانی کے مشہور مناظر قاضی نذیر احمد سے آپ کی گفتگو ہوئی۔ جب قاضی نذیر قادیانی لاجواب ہو گیا کوئی جواب نہ بن پڑا تو خفت مٹانے اور اپنے ہمراہیوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے یہی کہا کہ آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو سچا ہو گا اس کی دعا قبول ہو جائے گی۔ اتفاق سے قاضی ایک آنکھ سے عاری تھے۔ ہمارے حضرت قاضی احسان احمدؒ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ اگر مسلمان سچے ہیں اور مرزائی جھوٹے ہیں تو اس قاضی نذیر قادیانی کی آنکھ ٹھیک نہ ہو۔ منہ پر ہاتھ پھیر کر قاضی نذیر قادیانی کو کہا کہ اب آپ دعا کریں کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ کی آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ اس پر قاضی نذیر کھسیانی بلی کھمبا نوچے کا عملی مصداق بن کر رہ گیا۔

سپریم کورٹ کے قابل صد احترام جج صاحبان کو ملت اسلامیہ کا خراج عقیدت

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم گنبد خضراء میں آپ سے کتنے خوش ہوں گے۔ مجاہد اعظم ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کتنے شاداں و فرحاں ہوں گے۔ جنگ یمامہ کے شہدائے ختم نبوت اور دیگر زمانوں کے شہدائے ختم نبوت کی ارواح کتنی پر مسرت ہوں گی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت پیر جماعت علی شاہ حضرت سید انور شاہ کشمیری حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کتنے خوش و خرم ہوں گے۔ آپ نے ارتداد کے جن کو پابہ زنجیر کر دیا نبوت کاذبہ کے دجل و فریب کو ہتھکڑی لگا دی۔ شعائر اسلامی کے سامنے دیوار چین قائم کر دی۔ ملک عزیز پاکستان کو ایک بہت بڑے خونی بحران سے بچا لیا۔ قادیانی مذہبی بہروپیوں کی وردی اتروادی اور کفر و اسلام کے درمیان ایک حد فاصل قائم کر دی"۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ یہی وہ بنیادی پتھر ہے جس پر دین اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو جسد اسلام کی روح ہے۔ اس عقیدہ کی اہمیت و نزاکت کی وجہ ہے کہ مسلمان ہر عہد میں تحفظ ختم نبوت کے لئے بڑے حساس اور چوکس رہے ہیں۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی کسی کمینہ خصلت نے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی ناپاک جسارت کی غیور مسلمانوں کی تلواریں اللہ کا انتقام بن کر اس کی طرف لپکیں اور اسے جہنم واصل کر دیا۔ مسلمانوں کی تاریخ ختم نبوت کے محافظوں کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ وقت نے جب بھی انہیں پکارا وہ لبیک لبیک کی صدائیں دیتے آئے اور اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔ تاریخ کے اوراق پر شہدائے ختم نبوت کے خون کی چمک رشک خورشید و قمر ہے۔

(تحریر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام حق تعالیٰ شانہ کا آخری پیغام آسمانی ہے جو انسانیت کی فلاح وسعادت کے لئے نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو تواتر اور تسلسل کے ساتھ منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا۔ پس جو خوش بخت اسلام کی ایک ایک بات کو دل وجان سے مانتے ہیں وہ ''مسلمان'' ہیں اور جو لوگ ان متواترات میں سے کسی ایک کا انکار کرتے ہیں یا ان کے متواتر مفہوم کا انکار کرتے ہیں وہ ''غیر مسلم'' کہلاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کو اول سے آخر تک لفظاً ومعنیً ماننا اسلام کی شرط ہے اور اس کے ایک لفظ یا متواتر مفہوم کا انکار کفر ہے۔

قادیانی فرقہ جو باجماع امت خارج از اسلام ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس نے اسلام کے بے شمار متواترات میں غلط تاویلیں کر کے ان کے مفہوم کو بدل ڈالا ہے ان میں دو عقیدے زیادہ مشہور ہیں ایک ختم نبوت' دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یہ دونوں دین اسلام کے ایسے قطعی اور متواتر عقیدے ہیں کہ گذشتہ صدیوں کے تمام اکابر ان کو تواتر و تسلسل کے ساتھ نقل کرتے چلے آئے ہیں۔

ان دونوں عقیدوں پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے ان دونوں مسائل پر ایسے عام فہم انداز میں قلم اٹھایا ہے کہ متوسط ذہن کے آدمی کو بھی ان کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہیں رہ جاتی وہ اس رسالہ کو شائع کرتے ہوئے انصاف پسند قادیانیوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں اور اس نور سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کریں وللہ الحمد اولاً آخراً۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

الحمد للہ وحدہ' والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ'

مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ

ختم نبوت ہمارے ایمان کا جز ہے لیکن میں تھوڑی دیر کے لئے اس سے صرف نظر کر کے کہتا ہوں کہ اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد جیسے کسی شخص کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے ۴ اصولی باتیں پیش کرتا ہوں ان کی روشنی میں ہر شخص مرزا صاحب کو بڑی آسانی سے جانچ سکتا ہے اور میرے نزدیک قادیانیت پر غور کرنے کا یہی صحیح اور سیدھا اور آسان ترین راستہ ہے جو چار اصولی باتیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ دو اور دو چار کی طرح بالکل بدیہی اصول ہیں۔

چار اصولی باتیں

پہلی بات

(۱) میری پہلی اصولی بات جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا یہ ہے کہ ہر سچے نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب نبیوں کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے ادب واحترام کی تعلیم دے کیونکہ ہر پیغمبر اللہ کا نائب اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے کسی پیغمبر کی اہانت اور ہتک کرنا کسی ادنیٰ درجہ کے مومن کا بھی کام نہیں لیکن مرزا غلام احمد کو ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے اللہ کے سچے اور جلیل القدر نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی غیر شریفانہ باتیں کہی اور لکھی ہیں چونکہ یہ مجلس بحث ومناظرہ کی مجلس نہیں ہے اور میں آپ حضرات کو قادیانیت کے متعلق غور کرنے کا صرف طریقہ اور راستہ بتانا چاہتا ہوں اس لئے مرزا صاحب کی صرف ایک عبارت بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب ''دافع البلاء'' کے ص۴ آخری صفحہ پر لکھتے ہیں۔

''مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی' بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے' کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا

کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام پر چند تہمتیں رکھی ہیں اول یہ کہ وہ شراب پیتے تھے دوم یہ کہ وہ فاحشہ اور بدکار عورتوں سے ان کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہوا عطر اپنے سر پر ملواتے تھے اور ان کے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اپنے بدن کو چھواتے تھے۔ تیسرے یہ کہ بے تعلق جوان عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔

یہ ناپاک تہمتیں حضرۃ مسیح علیہ السلام جیسے پاک پیغمبر پر رکھنے کے بعد یہ شخص یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حصور کا لفظ انہی قصوں کی وجہ سے نہیں فرمایا۔

یہ گندی باتیں جو اس شخص نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کا احساس ان کے متعلق کیا ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ نبی کا مقام تو بہت بلند ہے کسی شریف اور نیک آدمی کے متعلق بھی ایسی باتیں کرنا یقیناً اس کی سخت توہین ہے اور جس شخص میں ایمان کا کوئی ذرہ ہو وہ اللہ کے کسی پیغمبر کے متعلق ایسی گندی اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نہیں نکال سکتا۔

قادیانی تاویل

میں خود ہی آپ کو یہ بھی بتلا دوں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو ایسی غیر شریفانہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں قادیانی حضرات ان کے متعلق عام طور سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے لیکن یہ محض دھوکہ اور بناوٹ ہے۔ خصوصاً میں نے اس وقت جو عبارت پڑھ کر سنائی ہے وہ دافع البلاء کی ہے اور دافع البلاء کے مخاطب زیادہ تر علماء اسلام ہیں جس کا جی چاہے

پوری کتاب پڑھ کر دیکھ لے اس کے علاوہ جو گندی اور فحش باتیں اس نے اس عبارت میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں وہ تو ان کے نزدیک (معاذ اللہ) ایسے سچے اور واقعی قصے ہیں کہ اللہ نے انہی کی وجہ سے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حصور کے خطاب سے محروم رکھا اور وہ قرآن میں حضرت عیسیٰ کا نام حصور نہ رکھنے کو ان گندی تہمتوں کے ثبوت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ پس اس کو پادریوں کے مقابلہ کا صرف الزامی جواب کیسے کہا جا سکتا ہے۔

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ دافع البلاء کی اس عبارت سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہو گئی کہ اس شخص نے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے اگر کسی کتاب میں عیسائیوں کے مقابلہ میں بھی ایسی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی ہیں تو وہ صرف ''الزامی'' نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے اپنے خیالات اور دعوے ہیں۔ میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قریب قریب یہی گندی باتیں اس سے بھی زیادہ نامہذب اور گندے الفاظ میں ''ضمیمہ انجام آتھم'' میں لکھی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی چیزوں کا پڑھنا اور سننا ہر مسلمان کے لئے تکلیف دہ ہے لیکن چونکہ آپ کو اس کی ضرورت ہے اس لئے میں اس کو بھی پڑھے دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷

اس عبارت میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے وہی باتیں کہی ہیں ''جو دافع البلاء'' سے میں ابھی آپ کو سنا چکا ہوں بلکہ یہاں ان کا طرز بیان اور زیادہ غیر شریفانہ اور سوقیانہ ہے

اور سچی بات یہ ہے کہ کتاب کو زمین پر پٹک دینے کو جی چاہتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے خاص مخاطب بعض عیسائی پادری ہیں لیکن دافع البلاء کی عبارت پڑھنے کے بعد ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ صرف الزامی باتیں ہیں جو عیسائیوں کے ''یسوع'' کے حق میں کہی گئی ہیں۔ کیونکہ دافع البلاء سے معلوم ہو چکا کہ واقعہ میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ بلکہ قرآن پاک کو اور خدا کو بھی اپنی گواہی میں لاتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس سلسلہ میں آپ حضرات کے سامنے دافع البلاء کی عبارت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ انجام آتھم کے ضمیمہ کی یہ عبارت تو میں نے صرف اس لئے پڑھ دی کہ اس میں وہی بات زیادہ گندے طریقہ پر کہی گئی ہے اور دافع البلاء کی عبارت نے اس کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ صرف الزامی باتیں نہیں ہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ دعوے ہیں۔

بہر حال یہ آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان عبارتوں میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کیسی گندی اور اہانت آمیز باتیں کہی ہیں۔ پس ایسا شخص نبی کیا معنی صاحب ایمان بھی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ شرافت و تہذیب کے عام معیار کے مطابق اس کو ایک شریف اور مہذب انسان بھی نہیں کہا جا سکتا۔

(اس موقع پر حاضرین مجلس میں سے کسی صاحب نے پوچھا کہ آپ بتلا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی باتیں کیوں لکھیں؟)

میں نے کہا۔ میرے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کا ایک اہم دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں یعنی حدیثوں میں آخر زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی جو خبریں دی گئی ہیں وہ ہی ان کے مصداق ہیں اور اپنی شان میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور بعض خاص مشابہتوں اور مناسبتوں کی وجہ سے حدیثوں میں مجازاً ان ہی کو عیسیٰ اور مسیح کہا گیا ہے لیکن اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ان کی سیرت اور ان کا کردار گھٹیا نہ ہو بلکہ بلند اور بڑھیا ہو۔ تو میرا خیال ہے کہ وہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو اس لئے گرانا چاہتے ہیں کہ اپنے

بے وقوف معتقدوں کو یہ باور کرا سکیں کہ سیرت اور کردار کے لحاظ سے مسیح ناصری کے مقابلہ میں میں بلند ہوں[1] بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ کے لئے جو ۳ اصولی باتیں میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ان میں سے پہلی تو یہی تھی جو میں پیش کر چکا اور آپ سن چکے اب آگے سنیے۔

دوسری بات

دوسری اصولی بات یہ ہے کہ اللہ کے سچے پیغمبر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دعوے کی سچائی اور اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے بھولے سے بھی کبھی جھوٹ بولے مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس معاملے میں بڑے بیباک ہیں اور بہت بے تکلفی اور دیدہ دلیری سے صاف صریح جھوٹ بول جاتے ہیں اگر آپ چاہیں تو اس کی بہت سی مثالیں ہیں ان کی کتابوں سے پیش کر سکتا ہوں' لیکن چونکہ میرا مطمحِ نظر اس وقت صرف اتنا ہی ہے کہ مرزا قادیانی کی جانچ اور قادیانیت پر غور کرنے کا ایک صحیح اور اصولی طریقہ آپ حضرات کو بتلا دوں' اس لئے میں اس سلسلہ میں بھی مرزا قادیانی کی غلط بیانی کی صرف موٹی سی مثال آپ کے سامنے پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح جھوٹ کی ایک مثال

''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا' کیونکہ کاذب ہے۔مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے''۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۱)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم اور مولانا اسمٰعیل علی گڑھی مرحوم کے متعلق جو یہ بات لکھی ہے کہ ''انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ قطعی حکم لگایا تھا کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد) اگر کاذب ہے تو وہ ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے

---

[1] مرزا قادیانی کا مشہور شعر بھی ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص ۲)

پہلے مرے گا کیونکہ وہ کاذب ہے اور یہ کہ اپنی جن تالیفات میں انہوں نے یہ بات لکھی تھی وہ شائع بھی ہو چکی ہیں۔ یہ سب مرزا صاحب کا تراشا ہوا جھوٹ ہے۔ ان دونوں مرحوم بزرگوں کی ایسی کوئی کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے اور کبھی شائع نہیں ہوئی۔ جس میں انہوں نے یہ بات لکھی ہو آپ میں سے جس کا جی چاہے اس کی تحقیق کر لے مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی ان سے یہ مطالبہ کیا گیا اور پھر ان کے ماننے والوں کو ہمیشہ اس کے لئے چیلنج کیا گیا کہ ان دونوں بزرگوں کی وہ شائع شدہ کتابیں دکھاؤ جن میں یہ مضمون موجود ہو لیکن آج تک کوئی نہیں دکھلا سکا اور نہ قیامت تک کوئی دکھلا سکتا ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے آپ کو بتلایا یہ مرزا قادیانی کا خالص جھوٹ اور افترا ہے۔

اور ان کی کذب بیانی کی یہی ایک مثال نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کی کتابوں کو تحقیق و تنقیدی نگاہ سے دیکھے گا وہ ان میں اس کی بیسوں، پچاسوں مثالیں پائے گا کہ وہ اپنی بڑائی اور سچائی ثابت کرنے کے لئے بالکل بے اصل اور بے بنیاد اور خلاف واقعہ باتیں بڑی دیدہ دلیری سے لکھ جاتا ہے۔ ایسا شخص پیغمبر تو کیا معنی ایک دیانتدار مصنف بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت حقیر اور گنہگار بندہ ہوں۔ قریب ۲۱، ۲۲ سال سے تحریر و تصنیف کا کام کرتا ہوں اور اندازہ یہ ہے کہ مستقل تصانیف کی شکل میں اور الفرقان میں میرے قلم کے لکھے ہوئے ۶۵ ہزار صفحات ضرور شائع ہو چکے ہوں گے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی اس معاملے میں مرزا غلام احمد قادیانی سے کہیں زیادہ دیانتدار ہوں اور میرا کوئی مخالف میرے لکھے ہوئے ان ۶۵ ہزار صفحات میں اس قسم کی غلط بیانی کی ایک مثال بھی نہیں نکال سکتا۔

بہرحال مرزا قادیانی کی یہ کمزوری بھی ایسی ہے جس کے ہوتے ہوئے ان کو کسی بڑے درجہ کا انسان نہیں سمجھا سکتا۔

تیسری بات

تیسری اصولی بات مرزا قادیانی کی جانچ کے لئے جو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بعض اہم پیشین گوئیاں ایسی کیں جن کو خود اپنے جھوٹے یا سچے ہونے کا خاص نشان اور معیار قرار دیا اور بڑے دعوؤں سے کہا کہ اگر یہ پوری

نہ ہوں تو میں جھوٹا ہوں اور ایسا ہوں اور ویسا ہوں ۔کمالات ص ۲۸۸ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اس قسم کی زیادہ تر پیشین گوئیوں کو غلط ثابت کر کے اس کا جھوٹا اور مفتری ہونا ظاہر کر دیا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے ورنہ بہت سی پیشین گوئیاں رمالوں، جفاروں کی اور علم نجوم سے واقفیت رکھنے والے پنڈتوں کی پوری ہو جاتی ہیں اس لئے اگر بالفرض مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئیاں سو فیصدی بالکل ٹھیک ٹھیک پوری ہو جاتیں تب بھی ہم ان کو اس قسم کا استدراج سمجھتے جیسا کہ حدیثوں میں دجال کے متعلق آتا ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور بارش برسا کے اور مردہ کو زندہ کر کے دکھائے گا اور اس کے باوجود دجال ہوگا۔ بہر حال ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان ہو جانے کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے خواہ اس کے ہاتھ پہ کیسے ہی کرشمے ظاہر ہوں اور خواہ اس کی پیشین گوئیاں سو فیصدی پوری ہوں پھر بھی وہ ہر گز سچا نبی نہیں بلکہ کذاب و دجال ہے اس لئے اگر بالفرض مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئیاں پوری بھی ہو جاتیں جب بھی ہمارے ایمان اور عقیدہ پر الحمد اللہ کوئی اثر نہ پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس کی معرکہ کی پیشین گوئیوں کو غلط کر کے اپنے بہت سے کمزور بندوں کو اس آزمائش سے بچا لیا۔

میں اس سلسلہ میں ان کی صرف دو پیشین گوئیوں کو اس وقت آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی پیشین گوئی ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت سے متعلق ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک (یعنی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک) مقرر کی تھی پھر اس نے اپنی کتاب ''شہادۃ القرآن'' کے صفحہ ۸۰ پر اپنی صداقت کے نشان اور معیار کے طور پر اپنی اس پیشین گوئی کو پھر دہرایا کہ آتھم ضرور بالضرور اس مدت کے اندر یعنی ۵ ستمبر ۹۴ء تک مر جائے گا (اور چونکہ آتھم کی عمر ۷۰ برس کے قریب تھی اس لئے اس کا مر جانا کچھ مستبعد بھی نہ تھا) لیکن اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنا تھا اس لئے بوڑھا عبداللہ آتھم اس مدت میں بھی نہیں مرا۔ بلکہ اس میعاد سے تقریباً دو سال گزرنے کے بعد ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مرا۔ خود مرزا صاحب نے انجام آتھم میں اس کی موت کی یہ تاریخ لکھی ہے۔ (انجام آتھم ص ۲)

مجھے یہ معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے اور ان کی امت کے مناظروں نے اس پیشین گوئی کے بارے میں کیا کیا فضول اور مہمل تاویلیں کی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ہر صحیح الفطرت آدمی کو قادیانیوں کی اس قسم کی باتوں سے ان کی ہٹ دھرمی کا اور حق پرستی سے دوری کا اور زیادہ یقین ہوتا ہے' سیدھی بات ہے کوئی منطق فلسفہ کا مسئلہ نہیں ہے اور کوئی پہیلی اور چیستاں نہیں ہے جس کا سمجھنا اور بوجھنا مشکل ہو۔ مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ آتھم ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینہ تک یعنی ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک ضرور مر جائے گا اور اس کو اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار قرار دیا تھا۔ اب اگر آتھم ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی شام تک بھی مر جاتا تو مرزا قادیانی اپنے اس بیان کی رو سے سچا ہوتا لیکن جب وہ اس مدت میں نہیں مرا بلکہ قریباً دو سال بعد اور جیتا رہا تو اس کی اس دو سالہ زندگی کا ہر سانس اور ہر لمحہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقرار کے مطابق اس کے کاذب اور جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے اور اس میں تاویلیں کرنا خواہ مخواہ ایک کھلے ہوئے جھوٹ کو سچ بنانے کی کوشش کرنا ہے۔ بہر حال غور کرنے والوں اور سمجھنے کا ارادہ رکھنے والوں کے لئے بات بالکل صاف سیدھی اور مختصر سی ہے۔

محمدی بیگم کا قصہ

دوسری پیشین گوئی جو میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ محمدی بیگم کے نکاح سے متعلق اس کی سب سے زیادہ مشہور اور معرکہ کی پیشین گوئی ہے جس کو اس نے اپنی کتابوں میں اپنی صداقت کا خاص آسمانی نشان اور معیار قرار دیا تھا۔ میں پہلے اس کا مختصر واقعہ بیان کر دوں۔

مرزا قادیانی کا ایک قرابتدار مرزا احمد بیگ ہوشیار پور کے رہنے والا تھا محمدی بیگم ان کی لڑکی تھی مرزا قادیانی کے دل میں اس سے نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے نکاح کا پیام دیا لیکن احمد بیگ راضی نہ ہوا اور انکار کر دیا مرزا قادیانی نے احمد بیگ کو متاثر اور مرعوب کرنے کے لئے بڑے زور سے دو باتوں کا اعلان کیا ایک یہ کہ محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا مجھے خدا کی وحی اور الہام سے معلوم ہو چکا ہے اور میں نے خدا کے حکم سے یہ پیام دیا ہے اور خدا نے مجھے بتایا ہے کہ یہ نکاح ضرور ہو گا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس

کے گھر والے اگر انکار کریں گے تو طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور خود محمدی بیگم پر بھی مصیبتیں آئیں گی۔ مرزا قادیانی نے ان باتوں کو اپنے خطوط اور اپنی کتابوں اور اشتہاروں میں ایسے زور سے لکھا کہ احمد بیگ اگر کچا آدمی ہوتا تو ڈر کے نکاح کر ہی دیتا لیکن اس نے کوئی اثر نہ لیا اور وہ برابر انکار کرتا رہا اور مرزا قادیانی طرح طرح سے کوششیں اور ہر قسم کی تدبیریں استعمال کرتا رہا جن کی تفصیل بہت لمبی ہے اور بڑی عبرتناک اور شرمناک ہے اور مجھے اس قسم کی باتوں سے اب طبعی انقباض ہوتا ہے اس لئے میں ان سب واہیات قصوں کو چھوڑتا ہوں اور صرف اصل معاملہ ہی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مرزا قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ ایک مدت تک اسی طرح چلتا رہا کہ مرزا قادیانی محمدی بیگم کے والد احمد بیگ کو رام کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کرتے رہے اس کو خطوط لکھتے رہے اور الہاموں کے حوالہ سے اس کو دھمکیاں بھی دیتے رہے مگر وہ انکار پر جمارہا یہاں تک کہ پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد سے محمدی بیگم کی شادی کی بات چیت ہونے لگی جب مرزا قادیانی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس میں رکاوٹ ڈالنے کی عجیب عجیب تدبیریں اور بڑی بڑی کوششیں کیں جب یہ تمام کوششیں بھی ناکام رہیں تو مرزا قادیانی نے حسب عادت خدا کے الہام کے حوالہ سے پیشین گوئی شائع کی کہ اگر سلطان محمد سے محمدی بیگم کا نکاح ہوا تو سلطان محمد روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اور محمدی بیگم کا باپ احمد بیگ تین سال کے اندر مرجائیں گے اور لڑکی بیوہ ہو کر پھر میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ اللہ کی شان کہ محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا لیکن مرزا قادیانی اس کے بعد بھی برابر اسی زور وشور سے یہ پیشین گوئی کرتے رہے کہ سلطان محمد مرے گا اور محمدی بیگم ضرور بالضرور میرے نکاح میں آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر مبرم ہے کوئی اسے بدل نہیں سکتا اور اگر یہ میری بات غلط ہو جائے یعنی اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئے اور اسی طرح سلطان محمد اگر مقررہ میعاد تک نہ مرے تو میں جھوٹا اور ایسا اور ویسا۔

یہ تو میں نے آپ کو اصل قصہ بہت مختصر طور سے اپنی زبان میں سنا دیا۔ اب آپ مرزا

قادیانی کے اس سلسلہ کے دعووں اور اس کی پیشین گوئیوں کی دو ایک عبارتیں بھی سن لیجئے اور عبارتیں بھی وہ جن کو مرزا قادیانی نے خدا کے الہام کی حیثیت سے لکھا ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم ہے جو اس وقت کی لکھی ہوئی ہے جبکہ سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم کے نکاح کو چار پانچ سال ہو چکے ہیں اس میں مرزا قادیانی نے اپنے کچھ وہ الہامات لکھے ہیں جو عربی زبان میں ہیں اور خود ہی ساتھ ساتھ اردو میں ترجمہ بھی لکھ دیا ہے ان میں چند سطروں کا ایک الہام ہے جس کا تعلق محمدی بیگم سے ہے جس میں مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق ان کے خدا نے اس کو بتلایا ہے اور بڑے زوردار الفاظ میں یقین اور اطمینان دلایا ہے کہ محمدی بیگم پھر ضرور تمہارے نکاح میں آئے گی بلکہ ہم نے اس کا نکاح تم سے کر دیا۔ اب کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں۔

فسیکفیکھم اللہ و یردھاالیک. امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنکھا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین. لاتبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال لما یرید انا رادوھا الیک"

اب خود مرزا قادیانی کا لکھا ہوا اس الہام کا ترجمہ سنئے۔

"سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔" (انجام آتھم ص ۶۰، ۶۱)

گویا مرزا قادیانی اپنے اس الہام کو شائع کر کے دنیا کو بتلا رہے ہیں کہ اگرچہ محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا اور میرے مخالف اس پر خوشیاں منا رہے ہیں لیکن میرا خدا اپنی وحی کے ذریعہ مجھے بتلا رہا ہے کہ وہ میرے ان مخالفوں سے میری طرف سے انتقام لینے کے لئے اور ان کو شکست دینے کے لئے کافی ہے اور اس کا اٹل فیصلہ ہے کہ وہ اس عورت کو یعنی محمدی بیگم کو پھر میری طرف واپس کرے گا یعنی سلطان محمد میری زندگی میں مرے گا اور

محمدی بیگم بیوہ ہو کر پھر میرے نکاح میں آئے گی اور میرے اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس کا یہ نکاح ہم نے تم سے کر دیا۔ (زوجنا کہا) اور یہ خدائی فیصلہ اور خدائی اطلاع ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اللہ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ان میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اس کو کوئی روک نہیں سکتا' اللہ ضرور محمدی بیگم کو میری طرف واپس کرے گا اور آخر کار وہ میرے نکاح میں ضرور بالضرور آئے گی۔

الغرض یہ ہے مرزا قادیانی کا الہام اور ان کی پیشین گوئی محمدی بیگم کے نکاح میں آنے کے متعلق۔

پھر آپ کو سن کر اور زیادہ تعجب ہوگا کہ اس شخص نے اپنے اس واہیات معاملہ میں ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لپیٹ لیا اسی انجام آتھم کے ضمیمہ کے ص ۵۳ کے حاشیہ میں محمدی بیگم کے نکاح کی اسی پیشین گوئی کے متعلق دیدہ دلیری سے لکھا ہے کہ:۔

''اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولدلہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔''

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا قادیانی کا محض افترا اور بہتان ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ ''یتزوج ویولدلہ'' کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ حضرت مسیح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (جنہوں نے اپنی پہلی زندگی میں نکاح نہیں کیا تھا اور تجرد کی زندگی گزاری تھی) وہ جب آخر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے تو حضور کی سنت کے اتباع میں نکاح بھی کریں گے اور اس سے اولاد بھی ہوگی۔ لیکن مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا اور آپ کے اس ارشاد کو محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کی پیشین گوئی بنالیا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی اس پیشین گوئی کو غلط ثابت کر کے ساری دنیا کو

اس حقیقت کا گواہ بنا دیا کہ اس شخص نے خدا پر اور اس کے رسولؐ پر یہ سب افترا کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں ضمیمہ انجام آتھم کے اسی ص ۵۳ کی ایک عبارت اور بھی سن لیجئے۔ مرزا قادیانی کے جن مخالفین نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے نہ ہونے اور سلطان محمدؐ سے ہو جانے اور پھر پیشین گوئی کی مدت یعنی اڑھائی سال میں سلطان محمد کے نہ مرنے پر فاتحانہ خوشیاں منائیں ان کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں:۔

''سوچا ہے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے' بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے''۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳)

پھر چند سطور کے بعد اسی سلسلہ بیان میں لکھتے ہیں:۔

''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی سلطان محمد کا مرزا صاحب کے سامنے مرنا اور محمدی بیگم کا بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔ م) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے' وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں' وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا''۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴)

یہ عبارتیں مرزا قادیانی کی صرف ایک کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ کی ہیں۔ جو ۱۸۹۶ء کے آخر کی تصنیف ہے اس کے بعد مرزا قادیانی قریباً ۱۱' ۱۲ برس زندہ رہا اور مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال کر گیا اور ان پیشین گوئیوں کا یہ حشر ہوا کہ نہ سلطان محمد اس کے سامنے مرا اور نہ محمدی بیگم اس کے نکاح میں آئی۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو کچھ بھی سمجھ دی ہے تو خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے یہ سارے اعلانات اور ان کی یہ پیشین گوئیاں کتنے روشن طریقہ پر غلط ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹا اور مفتری ہونا کتنی صفائی سے ثابت کر دیا۔

میں نے بیان کیا تھا کہ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی ایک پیشین گوئی تاریخ کے تعین کے ساتھ یہ تھی کہ سلطان محمد یوم نکاح سے ڈھائی سال تک ضرور مر جائے گا۔ چنانچہ اسی پیشین گوئی کی بنیاد پر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء کو لکھا ہے کہ "آج کی تاریخ سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں" (ص ۸۰) اس حساب سے سلطان محمد کو ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہئے تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس پیشین گوئی کو جھوٹا ثابت کر دیا اور سلطان محمد کو اس تاریخ تک بھی موت نہیں آئی تو مرزا قادیانی نے بڑی دیدہ دلیری اور بے باکی سے کہنا شروع کر دیا کہ اس کی موت فلاں وجہ سے کچھ ٹل گئی ہے لیکن بہر حال میرے سامنے ضرور مرے گا یہ اللہ کی تقدیر مبرم ہے یعنی اللہ کی یہ اٹل اور قطعی تقدیر ہے اور اب اس میں کوئی تبدیلی ہونے والی نہیں ہے۔ چنانچہ سلطان محمد کی موت کی میعاد گزر جانے کے بعد انجام آتھم صفحہ ۳۱ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:۔

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔"

اور اسی کے متعلق انجام آتھم کے عربی حصہ میں لکھا۔

والقدر قدر مبرم من عندالرب العظیم و سیاتی وقته بفضل الله الکریم فوالذی بعث لنا محمد المصطفیٰ وجعله خیرالرسل و خیرالوریٰ ان هذا حق فسوف تریٰ وانی اجعل هذالنبأ معیاراً لصدقی و کذبی و ماقلت الا بعد ماانبئت من ربی". (انجام آتهم ص ۲۲۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطان محمد کی موت اللہ تعالیٰ کی تقدیر مبرم ہے (یعنی اٹل اور قطعی تقدیر ہے) اور اللہ کے فضل سے عنقریب اس کا وقت آیا چاہتا ہے۔ پس قسم ہے اس خدا کی جس نے حضرت محمد کو ہمارے لئے مبعوث فرمایا اور اس کو خیر الرسل اور بہترین مخلوقات بنایا کہ یہ پیشین گوئی بالکل حق ہے اور تم عنقریب اس کو آنکھوں سے دیکھ لوگے اور میں اس پیشین گوئی کو اپنے جھوٹے اور سچے ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں۔ اور یہ بات میں جب کہہ رہا ہوں کہ میرے پروردگار کی طرف سے مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔

بہر حال مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح اور اس کے شوہر سلطان محمد کی موت کی پیشین گوئی اتنے زور سے کی کہ کوئی زوردار اور وزن دار لفظ اٹھا نہیں رکھا' مرزا قادیانی نے کہا کہ یہ اللہ کی تقدیر مبرم ہے اللہ اس کو ضرور پورا کرنے والا ہے اور میں اس کو اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں۔ اگر یہ سب باتیں پوری نہ ہوں تو میں جھوٹا ہوں اور ہر بد سے بدتر ہوں اور جس وقت یہ سب باتیں پوری ہوں گی تو میرے ان بے وقوف مخالفوں کی نہایت صفائی سے اس دن ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب تعلیوں اور دعوؤں کو ایسی صفائی سے جھوٹا ثابت کیا اور خاک میں ملایا کہ کسی کے لئے دھوکہ فریب اور کسی مغالطہ کی کوئی گنجائش نہ رہی یہ سب عبارتیں مرزا قادیانی کی کتابوں میں آج تک موجود ہیں اور مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے اس حال میں کوچ کر گیا کہ سلطان محمد زندہ تھا اور محمدی بیگم اس کی بیوی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے سلطان محمد کو اتنی لمبی عمر دی کہ ۱۹۴۹ میں اللہ کے اس بندہ کا انتقال ہوا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کے بعد تقریباً ۴۰ برس وہ بندۂ خدا زندہ رہا۔ محمدی بیگم کا انتقال ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ لاہور میں ہوا۔ جو مرزا قادیانی کی موت کے بعد تقریباً ۵۸ سال زندہ رہی۔ اس طویل مدت کا ہر دن مرزا قادیانی کے کاذب اور مفتری ہونے کی شہادت دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا۔

اس عاجز نے مرزا قادیانی کی جانچ کے لئے جو چار اصولی باتیں آپ حضرات کے سامنے رکھنے کا ارادہ کیا تھا ان میں سے دو تو میں پہلے پیش کر چکا تھا اور تیسری اصولی بات ان کی ان خاص پیشین گوئیوں سے متعلق تھی جن کو خود انہوں نے اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیا تھا ان میں سے میں نے صرف ان ہی دو پیشین گوئیوں کو آپ حضرات کے سامنے رکھا ہے جن کو خود مرزا صاحب نے زیادہ اہمیت دی تھی یعنی ڈپٹی عبداللہ آتھم والی اور محمدی بیگم والی پیشین گوئی۔ یہ عاجز پوری ایمانداری اور دیانتداری سے کہتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی میں کسی دوسرے پہلو سے کوئی کسر نہ ہوتی تب بھی صرف ان ہی دو پیشین گوئیوں کا غلط نکل جانا اس بات کے لئے کافی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور

اس کے مامور نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی اور کسی مامور کو اس طرح ذلیل نہیں کر سکتا جس طرح کہ مرزا قادیانی ان دو پیشین گوئیوں میں ذلیل ہوا ہے۔

میرا خیال ہے کہ نبوت تو بڑی چیز ہے اگر کوئی بھی غیرت مند آدمی اتنا ذلیل ہوا ہوتا تو کسی کو منہ دکھانے کے لائق بھی اپنے کو نہ سمجھتا مگر اللہ کی شان ہے کہ ان سب باتوں کے باوجود مرزا صاحب کے دعوے بھی برابر جاری رہے اور ان کو نبی ماننے والے بھی ملتے رہے اور اب تک مل رہے ہیں لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہمارے اس ملک میں ایک قوم کی قوم موجود ہے جو جانوروں کو پوجتی ہے، دریاؤں کو پوجتی ہے، پتھروں کو پوجتی ہے اور صرف بے پڑھے اور گنوار ہی نہیں بلکہ ان چیزوں کی پرستش کرنے والوں میں اچھے اچھے گریجویٹ اور علم و عقل والے بھی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ "من یضلل اللہ فلاھادی لہ".

چوتھی بات

مرزا کی جانچ کے سلسلہ میں اب چوتھی اصولی بات مجھے یہ کہنی ہے کہ اللہ کے کسی پیغمبر سے ناممکن ہے کہ وہ اپنے وقت کی کسی ایسی طاقت وحکومت کی خوشامد و چاپلوسی اور اس کے ساتھ اپنی مخلصانہ وفاداری اور محبت کا اظہار کرے جو کفر اور بے دینی کا ستون ہو اور جس کے عروج اور غلبہ سے کفر اور بے دینی کو عروج ہوتا ہو اور دنیا میں خدا فراموشی اور آخرت سے بے فکری اور مادہ پرستی اور نفس پرستی بڑھتی ہو۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگ انگریزی حکومت کو اور اس کی تاریخ کو کچھ جانتے ہیں یا نہیں اور اس حقیقت سے آپ واقف ہیں یا نہیں کہ گذشتہ چند صدیوں میں یورپین اقوام اور خاص کر انگریزوں کے دور اقتدار میں دین کو اور خدا پرستی کو کتنا زبردست نقصان پہنچا ہے اور مادہ پرستی اور نفس پرستی کو دنیا میں کتنا بڑھایا ہے اور پھیلایا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں کافر حکومتیں پہلے بھی ہوئی ہیں لیکن غالباً کبھی کسی حکومت کے اثر و اقتدار نے لوگوں کو خدا سے اتنا بے تعلق اور دین و آخرت کی طرف سے اتنا بے فکر نہیں کیا ہو گا جتنا کہ اس زمانے میں یورپ کی حکومتوں کے اثرات نے لوگوں کو خدا اور آخرت فراموش بنادیا ہے اور خصوصاً انگریزوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو دینی اور سیاسی

نقصان پہنچایا ہے اور جس جس طرح ان کو تباہ و برباد کیا ہے اس کا تو حساب بھی نہیں لگایا جا سکتا جو ممالک پہلے مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے ان میں سے ایک ایک کو سامنے رکھ کر سوچئے کہ کس قوم اور کس حکومت کی مکاری اور غداری نے مسلمانوں کو ان ملکوں سے بے دخل کیا اور اپنا غلام بنالیا۔ قریب قریب سب جگہ انگریزوں ہی کا ہاتھ نظر آئے گا۔

الغرض اس حقیقت میں کسی کو شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ اس زمانے میں دین و ایمان اور روحانیت اور خدا پرستی کو سب سے زیادہ نقصان یورپین قوموں کے سیاسی غلبہ نے پہنچایا ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ دینی اور سیاسی نقصان خاص کر انگریزوں نے پہنچایا ہے اور یہ حکومتیں اس وقت کی فرعونی اور نمرودی حکومتیں ہیں اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور نبیوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغمبر اس زمانے میں آتا تو وہ ان یورپین حکومتوں کی اور خاص کر انگریزی حکومت کی تعریف نہ کرتا ہرگز ان کو خدا کی نعمت اور رحمت نہ بتاتا بلکہ اس دور کی سب سے بڑی لعنت ان ہی حکومتوں کو قرار دیتا لیکن مرزا کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا رویہ اس معاملہ میں بالکل دنیادار اور حکومت پرست لوگوں کا سا' بلکہ نہایت ذلیل اور گھٹیا قسم کے حکومت پرستوں کا سا ہے اور انہوں نے اپنی کتابوں میں جا بجا انگریزی حکومت کے ساتھ اپنی وفاداری اور وابستگی اور خیر خواہی اور "دعا گوئی" کا ایسا گھٹیا اور گھناؤنا مظاہرہ کیا ہے کہ میں نے تو کبھی کسی ذلیل سے ذلیل "حکومت پرست" کی بھی کوئی ایسی تحریر نہیں دیکھی۔ میں اس وقت ان کی اس سلسلہ کی بھی صرف ایک ہی عبارت آپ کو سناتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ان کی کتاب "شہادۃ القرآن" ہے اسی کے ساتھ ان کا ایک مضمون چھپا ہوا ہے جس کا عنوان ہے "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" اس میں پہلے تو مرزا نے یہ لکھا ہے کہ گورنمنٹ کے (یعنی انگریزی سرکار کے) احسانات ہمارے خاندان پر ہمارے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے وقت سے برابر ہوتے رہے ہیں اور اس لئے اس گورنمنٹ کی شکر گزاری میرے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہے۔ پھر ہندوستان پر قابض انگریز گورنمنٹ کے ساتھ اپنے والد اور اپنے

بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی وفاداری اور خیر خواہی کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریز گورنمنٹ کی کیسی کیسی مدد کی اور اس کے واسطے کیسی کیسی جانی ومالی انہوں نے قربانیاں دیں اور اس کے صلہ میں گورنمنٹ نے کیسے کیسے احسانات کئے اور کیا کیا صلے دیئے یہ سب پوری تفصیل سے بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہ کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے در حقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے۔ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔" (شہادۃ القرآن)

یہ مرزا کی عبارت ہے۔ بس یہ ان کا دین و مذہب ہے اور یہ ان کی پیغمبری ہے آپ لوگوں کے احساسات کا حال مجھے معلوم نہیں لیکن میں تو صاف کہتا ہوں کہ اس عبارت کے پڑھنے کے بعد میں مرزا قادیانی کو نہایت ذلیل ذہنیت کا ایک سرکار پرست آدمی سمجھتا ہوں اور اس قسم کی ان کی یہ ایک ہی عبارت نہیں ہے انگریزی سرکار کی خوشامد میں اس شخص نے بیسیوں جگہ اس سے بھی زیادہ ذلیل قسم کی باتیں لکھی ہیں۔ معلوم نہیں ان کو نبی ماننے والوں نے نبوت کو کیا سمجھا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر ایسا شخص نبی ہوسکتا ہے تو شاید ہر بھلا آدمی

پھر خدا ہو سکتا ہے۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ.**

خیر! چونکہ اس وقت کی میری گفتگو کا مقصد مرزا قادیانی کی جانچ اور قادیانیت پر غور کرنے کا بس ایک صحیح طریقہ اور راستہ بتانا ہے اس لئے نمونے کے طور پر گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کے سلسلہ میں ان کی صرف یہی عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔

خلاصہ بحث

اب میں آپ حضرات سے کہتا ہوں کہ میری چاروں اصولی باتیں آپ نے سن لیں اور غالباً سمجھ بھی لی ہوں گی کیونکہ ان میں کوئی باریک علمی بات نہیں ہے۔ سیدھی سیدھی موٹی باتیں ہیں اور الحمدللہ دو اور دو چار کی طرح یقینی اور پکی ہیں۔ آخر کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ۔

۱۔ کسی نبی سے ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے سے پہلے کسی پیغمبر کی اہانت اور تنقیص کرے اور اخلاقی گندگیوں کو اس کی طرف منسوب کرے۔

۲۔ اور کون اس میں شک کر سکتا ہے کہ کسی نبی سے ہرگز یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے صاف صاف غلط بیانی کرے اور جھوٹ بولے۔

۳۔ اسی طرح ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے حکم سے اور اللہ کی وحی سے کوئی سچا نبی تعین تاریخ کے ساتھ کوئی پیشین گوئی کرے اور اس کو اپنے صدق و کذب کا نشان اور معیار قرار دے اور اللہ اسی پیشین گوئی کے خلاف ظاہر کر کے اس کا جھوٹا اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر دے۔

۴۔ اسی طرح کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ نبی و رسول جو اللہ کا نائب اور نمائندہ ہوتا ہے وہ ذلیل قسم کے سرکار پرستوں اور کاسہ لیسوں اور دنیا کے کتوں کی طرح گورنمنٹ برطانیہ جیسی کسی حکومت کی ایسی ذلیل خوشامد ہرگز نہیں کر سکتا جس کا نمونہ ابھی آپ نے دیکھا' نبوت تو بہت بلند مقام ہے میرے نزدیک تو یہ کسی شریف آدمی کا بھی کام نہیں ہے۔ اگر کسی شریف آدمی کی طرف یہ باتیں منسوب کی جائیں تو وہ اس کو اپنی سخت توہین اور گالی سمجھے گا۔

بہر حال یہ چار وہ سیدھی اور سچی اصولی باتیں ہیں جن سے انکار اور اختلاف کرنے کی کسی کے لئے قطعاً گنجائش نہیں ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان چاروں چیزوں میں بری طرح ملوث اور آلودہ ہیں اس لئے اگر بالفرض نبوت ختم نہ بھی ہوئی ہوتی اور انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔

مسئلہ نزول مسیح اور قادیانیوں کی چال

جیسا کہ ہر واقف اور باخبر کو معلوم ہے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اصل اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر اس وقت تک امت مسلمہ کا یہ عقیدہ اور ایمان رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ آپ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں لہذا آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے اور اسی طرح جو کوئی اس کو نبی مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر اب تک کی ساری اسلامی حکومتوں کا عمل بھی اسی کے مطابق رہا ہے۔ الغرض یہ امت کا اجماعی عقیدہ اور اسلامی حکومتوں کا مسلسل دستور العمل رہا ہے اور چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے کو اسی طرح کا اور اسی معنی میں نبی ورسول بتایا ہے جس طرح کے اور جس معنی میں اگلے پیغمبر نبی ورسول تھے اور اپنے نہ ماننے والوں کو اسی طرح کا کافر قرار دیا ہے جس طرح اگلے پیغمبروں کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر کافر قرار دیئے گئے ہیں اس لئے مسلمان مرزا صاحب کو اور ان کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

پھر مسلمانوں میں سے جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا گہرا اور وسیع مطالعہ کیا ہے ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اگر بالفرض نبوت کا سلسلہ ختم نہ ہوا ہوتا تب بھی مرزا قادیانی ہرگز اس لائق نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو نبی ورسول بنا کر بھیجتا۔ خود اس کی کتابیں شاہد ہیں کہ وہ سیرت وکیرکٹر کے لحاظ سے ایک گھٹیا درجہ کا آدمی تھا خالص دینی اور مذہبی بحثوں میں بھی بڑی جرأت اور بیباکی سے جھوٹ بولتا تھا۔ اسی طرح جھوٹی پیشین گوئیوں کے بارہ میں بڑا بیباک تھا اس نے اپنی بعض پیشین گوئیوں کو اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پیشین گوئیوں کو بھی غلط ثابت کر کے ان کا کاذب اور مفتری ہونا ساری دنیا پر ظاہر کر دیا۔ ان پیشین گوئیوں میں سے خاص کر اپنی ایک رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کی پیشین گوئی

اور اس کا دوسری جگہ نکاح ہو جانے پر اس کے شوہر سلطان محمد کی معینہ مدت کے اندر موت کی پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے غلط ثابت کر کے مرزا قادیانی کو اس قدر رسوا اور ذلیل کیا کہ دنیا کی تاریخ میں الہام اور دینی و مذہبی پیشوائی کا کوئی مدعی اتنا ذلیل و رسوا نہ ہوا ہوگا۔

بہر حال ایک طرف مسلمانوں کا یہ موقف اور نقطۂ نظر ہے اور اس کے بالمقابل دوسری طرف قادیانیوں کا یہ موقف ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی و رسول اور مسیح موعود اور صاحب وحی والہام مانتے ہیں اور اس کے ان دعووں کی تصدیق کر کے اس کی اطاعت اور پیروی کرنا نجات کی شرط بتلاتے ہیں اور دنیا بھر کے ان مسلمانوں کو جو اس کو نہیں مانتے کافر قرار دیتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

یہ ہے بنیادی اختلاف قادیانیوں اور مسلمانوں میں۔ جس کے سمجھنے کے لئے اور اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کہ اس اختلاف میں کون فریق حق پر ہے اور کون باطل پر ہے نہ بڑے علم کی ضرورت ہے نہ بہت تیز عقل اور غیر معمولی ذہانت کی۔

قادیانیوں کی چال

لیکن قادیانیوں کی یہ پرانی چال اور ترکیب ہے کہ وہ اس اصل اور بنیادی اور عام فہم اختلاف سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے اور خود اس سے کترانے کے لئے حیات مسیح اور نزول مسیح کی بحث چھیڑتے ہیں۔ اس چال سے ایک خاص فائدہ وہ یہ بھی اٹھانا چاہتے ہیں کہ بیچارے عوام جو قرآن و حدیث کا براہ راست علم نہیں رکھتے اس مسئلہ سے متعلق فریقین کی باتیں سن کر یا تحریریں پڑھ کر یہ اثر لے لیں کہ مسلمانوں اور قادیانیوں میں ایسا علمی قسم کا اختلاف ہے کہ دونوں طرف سے آیتیں اور حدیثیں پیش کی جاتی ہیں اور دینی کتابوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ایک فریق ان آیتوں حدیثوں اور کتابوں کی عبارتوں سے ایک مطلب نکالتا ہے اور دوسرا فریق دوسرا مطلب نکالتا ہے۔ اگر بیچارے عوام یہ اثر لے لیں تو ظاہر ہے کہ قادیانیوں کا مقصد حاصل ہو گیا اور اپنی اصل حقیقت کو عوام سے چھپانے میں وہ کامیاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ حیات مسیح اور نزول مسیح کی اس بحث کو قادیانی اس صورت حال کی وجہ سے بھی اپنے

لئے مفید سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں مغربی اقوام کے سیاسی اور مادی تفوق کی وجہ سے اور خاص کر ہمارے اس برصغیر میں انیسویں اور بیسویں صدی میں انگریزوں کی حکومت اور ان کے قائم کئے ہوئے نظام تعلیم کی وجہ سے (جس کا سلسلہ ہندوستان و پاکستان دونوں میں اب تک جاری ہے) قریباً ایک صدی سے یہ ذہنیت فروغ پاتی رہی ہے کہ جو بات ہماری عقل سے کچھ بھی بالاتر ہو اور اپنی ناقص عقل میں نہ آئے اس کا انکار کر دیا جائے اسی چیز نے "دانشوری" اور "دانش مندی" کا دعویٰ کرنے والے لاکھوں بدبختوں کو یورپ میں اور یورپ سے باہر بھی یہاں تک پہنچا دیا کہ انہوں نے خدا کا انکار کر دیا کیونکہ خدا ان کی موٹی عقلوں میں نہیں آسکا اسی طرح مسلمان کہلانے والوں میں یہ اچھی خاصی تعداد میں وہ مغربیت زدہ ہیں جو ملائکہ جنات اور معجزات وغیرہ کا اسی لئے انکار یا ان کی ملحدانہ تاویلیں کرتے ہیں کہ ان کی ماؤف اور مسخ شدہ عقلیں ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھالیا جانا اور ان کی حیات اور آخری زمانہ میں ان کے نزول کا مسئلہ بھی اسی قسم کا ہے۔ بہرحال قادیانی حضرات اس مسئلہ کو اس وجہ سے بھی چھیڑتے ہیں کہ اس میں ان کو اس مغربیت زدہ طبقہ کے اپنے جال میں پھنس جانے کی خاص امید ہوتی ہے جو خدا اور رسول اور قرآن و حدیث سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے یورپ کے ملحد عقل پرستوں سے "روشنی" حاصل کرنے کا عادی ہو چکا ہے اور اسی کو "روشن خیالی" اور "دانشوری" سمجھتا ہے۔

الغرض چونکہ قادیانیوں نے اس مسئلہ کو اپنی پناہ گاہ اور ان مغربیت زدہ "دانشوروں" کا شکار کرنے کے لئے اپنا جال بنالیا ہے اس لئے اس وقت ہم اسی طبقہ کے ذہن کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ سے متعلق چند اصولی باتیں حوالہ قلم کرتے ہیں۔ امید ہے کہ جن کے قلوب پر گمراہی کی مہر نہیں لگ گئی ہے ان کی تشفی اور اطمینان کے لئے انشاء اللہ یہی چند باتیں کافی ہوں گی اس کے بعد ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے۔

☆ سب سے پہلی اور اہم بات جس کا اس مسئلہ پر غور کرتے وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے یہ ہے کہ اس بحث واختلاف کا تعلق اس ذات سے ہے جس کا وجود ہی نرالا اور عام سنت اللہ اور قانون فطرت سے بالکل الگ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔

☆ قرآن مجید کا بیان ہے (اور انجیل کا بیان بھی یہی ہے اور اسی کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں اور عیسائیوں کا متفقہ عقیدہ ہے) کہ وہ اس طرح پیدا نہیں ہوئے جس طرح ہماری اس دنیا میں انسان ایک مرد اور عورت کے باہم تعلق اور مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور جس طرح تمام اولوالعزم پیغمبر اور ان کے خاتم و سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدا ہوئے تھے۔

☆ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت اور اس کے حکم سے نفخۂ جبرئیل کے توسط سے اپنی ماں حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے بغیر کسی مرد کے لمس کے معجزانہ طور پر پیدا کیے گئے۔ قرآن مجید نے سورۂ آل عمران کی آیات نمبر ۴۵، ۴۶ میں اور سورۂ مریم کی آیات نمبر ۱۹ تا ۲۳ میں ان کی معجزانہ پیدائش کا حال تفصیل سے بیان فرمایا ہے (اور قادیانیوں کو بھی اس سے انکار نہیں ہے)۔

☆ ایسی ہی دوسری ایک عجیب بات قرآن مجید نے ان کے بارہ میں یہ بیان فرمائی ہے کہ جب وہ اللہ کی قدرت اور اس کے حکم سے (بغیر کسی مرد کے ملاپ کے) معجزانہ طور پر کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور وہ ان کو اپنی گود میں لئے بستی میں آئیں اور قوم اور بستی کے لوگوں نے ان کے خلاف برے خیالات کا اظہار کیا اور ان پر بہتان لگایا تو اسی نومولود بچہ (عیسیٰ بن مریم) نے اللہ کے حکم سے اس وقت کلام کیا اور اپنے بارہ میں اور اپنی والدہ حضرت مریم کی پاکبازی کے بارے میں بیان دیا۔ (مریم آیت نمبر ۲۷ تا ۳۰)

☆ پھر قرآن مجید ہی میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھوں پر انتہائی محیر العقول یہ معجزے ظاہر ہوئے کہ مٹی کے گوندے سے وہ پرندے کی سی شکل بناتے اور پھر اس پر پھونک ماردیتے تو وہ زندہ پرندے کی طرح فضا میں اڑ جاتا اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں پر ہاتھ پھیر دیتے یا دم کر دیتے تو وہ فوراً اچھے بھلے چنگے ہو جاتے، اندھوں کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور کوڑھیوں کے جسم پر کوڑھ کا کوئی اثر اور داغ دھبہ نہ رہتا اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کر کے دکھا دیتے۔ ان کے ان محیر العقول معجزوں کا بیان بھی قرآن مجید (سورۂ آل عمران اور مائدہ) میں تفصیل اور وضاحت سے کیا گیا ہے، اور قرآن پاک کا مطالعہ کرنے

والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس میں کسی اور پیغمبر کے ایسے معجزے ذکر نہیں کیے گئے۔

الغرض قرآن مجید اس کا شاہد اور انسانی تاریخ بھی اس کی گواہ ہے کہ انسانوں کی دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت بالکل نرالی اور ان کا وجود ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معجزہ تھا۔ پس جب اسی شخصیت اور اسی ہستی کے بارہ میں اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اس کے نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتلائیں کہ ان کے دشمن یہودیوں نے ان کو قتل کرنے اور سولی دلانے کا جو شیطانی منصوبہ بنایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی خاص قدرت سے ناکام کر دیا اور ان کو صحیح سالم آسمان پر اٹھا لیا۔ (وماقتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه) اور وہ قیامت سے پہلے اللہ کے حکم سے پھر نازل ہوں گے اور یہیں وفات پائیں گے اور ان کی وفات سے پہلے اس وقت کے عام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے دین محمدی کی خدمت لے گا اور ان کا نازل ہونا قیامت کی ایک خاص علامت اور نشان ہوگا ("وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها" (زخرف ۶۱)

وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته". (النساء آیہ نمبر ۱۵۹) تو جو اہل ایمان قرآن پاک کے بیان کے مطابق (عام سنۃ اللہ اور قانون فطرت کے خلاف) ان کی معجزانہ پیدائش پر اور اسی طرح ان کے دوسرے محیر العقول معجزوں پر ایمان لا چکے ہیں ان کو اس کے ماننے اور اس پر ایمان لانے میں کیا تردد ہو سکتا ہے؟

الغرض اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اور ان کے وجود کی بالکل نرالی معجزانہ نوعیت کو پیش نظر رکھا جائے تو حیات مسیح اور نزول مسیح سے متعلق وہ وساوس و شبہات پیدا ہی نہ ہو سکیں گے جو شیطان یا قادیانی صاحبان کی طرف سے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(۲) اسی طرح کی ایک دوسری یہ بات بھی اس مسئلہ پر غور کرتے وقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (جس کی اطلاع قرآن مجید میں بالاجمال متواتر حدیثوں میں تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دی گئی ہے) اس وقت ہوگا جبکہ قیامت بالکل قریب ہوگی اور اس کی قریب ترین علامتوں کا ظہور شروع ہو چکا ہوگا۔ گویا قیامت کی صبح صادق ہو چکی ہوگی اور نظام عالم میں تبدیلی کا عمل شروع ہو چکا ہوگا اور لگاتار وہ حوادث اور خوارق رونما ہوں گے

جن کا آج تصور بھی نہیں کیا جاسکتا (انہیں میں سے دجال کا ظہور اور عیسیٰ کا نزول بھی ہوگا)

پس عیسیٰ علیہ السلام کے نزول یا دجال کے ظہور کا اس بناء پر انکار کرنا کہ ان کی جو نوعیت اور تفصیل حدیثوں میں بیان کی گئی ہے وہ ہماری کوتاہ عقل میں نہیں آتی بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ قیامت اور جنت و دوزخ کا اس بناء پر انکار کردیا جائے کہ ان کی جو تفصیلات خود قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہیں ہماری عقلیں ان کو ہضم نہیں کرسکتیں۔

جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں ان کی اصل بیماری یہ ہے کہ وہ خدا کی معرفت سے محروم اور اس کی قدرت کی وسعت سے ناآشنا ہیں اور اپنے نہایت محدود تجربہ اور مشاہدہ اور اپنی ناقص اور خام عقلوں کو انہوں نے خدا کی وحی اور انبیاء علیہم السلام کی اطلاعات سے زیادہ قابل اعتماد سمجھا ہے اور ان کے نزدیک اس کا نام ''دانشوری'' ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی برخود غلط دیہاتی جو اپنے کو ''عقل کل'' بھی سمجھتا ہو آج کل کی کسی محیر العقول ایجاد یا کسی غیر معمولی اکتشاف کا اس لئے انکار کرے کہ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ یہ رویہ صرف ایمان ہی کے منافی نہیں ہے بلکہ عقل سلیم کے بھی خلاف ہے۔

(۳) اسی مسئلہ حیات مسیح و نزول مسیح کے سلسلے میں قادیانی صاحبان جو شبہات اور سوالات خاص کر جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کو دو ہزار برس کے قریب ہوچکے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی اتنی مدت تک زندہ رہے اور اگر وہ زندہ ہیں اور آسمان پر ہیں تو وہاں ان کے کھانے پینے اور پیشاب پاخانہ کا کیا نظام اور انتظام ہے؟

اگرچہ یہ شبہ اور سوال نہایت ہی جاہلانہ اور عامیانہ ہے اور جس شخص کا خدا کی قدرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان ہو اور اس کو معلوم ہو کہ قرآن مجید نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے اور آخر زمانہ میں پھر نازل ہونے کی خبر دی ہے اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہ ہونا چاہئے لیکن چونکہ اس طرح کے وسوسے اور خیالات قادیانیوں کے شکار کے خاص آلات ہیں اور دین و مذہب سے ناواقف نوجوانوں کا وہ انہی کے ذریعہ شکار کرتے ہیں۔ اس لئے اختصار کے

ساتھ اس بارہ میں بھی کچھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سمجھنا کہ کوئی آدمی سو دو سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہتا اور نہیں رہ سکتا۔ ایک بچگانہ اور جاہلانہ خیال ہے جس کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں۔ اس کے برخلاف قرآن مجید میں صاف صریح الفاظ میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ ایک ہزار سال کے قریب اس دنیا میں رہے۔(فلبث فیھم الف سنة الاخمسین عاماً عنکبوت) تو جس اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو لگ بھگ ایک ہزار سال تک اسی دنیا میں اور اسی عالم آب وگل میں زندہ رکھا بلاشبہ اس میں یہ بھی قدرت ہے کہ وہ چاہے تو کسی بندہ کو دو چار ہزار برس یا اس سے بھی زیادہ مدت تک زندہ رکھے۔ عقل و حکمت کی کوئی دلیل اس کے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔

اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس دنیا میں بھی نہیں رکھا جس میں یہاں کے قدرتی قوانین چل رہے ہیں (جو یہاں کے مناسب ہیں) بلکہ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہاں کا نظام حیات یقیناً یہ نہیں ہے جو ہماری اس دنیا کا ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" میں ایک جگہ گویا اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "حضرت مسیح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان پر ہیں اور زندہ ہیں تو وہاں ان کے کھانے پینے اور پیشاب پاخانے کا کیا انتظام ہے؟" تحریر فرمایا ہے کہ:۔

فلیست حالہ کحالة اهل الارض فی الاکل والشرب واللباس والنوم والغائط والبول و نحوذالک (الجواب الصحیح ص۲۸۰ ج۲)

(وہاں آسمان پر) کھانے پینے اور بول و براز وغیرہ کی ضروریات و حاجات کے معاملہ میں ان کا حال زمین والوں کا سا نہیں ہے۔ (وہاں وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں)

بلکہ اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ اگر چاہے تو ہماری اسی دنیا میں کسی بندہ کو اس حال میں کردے کہ وہ سینکڑوں برس تک کھانے پینے سے بے نیاز رہے۔ قرآن مجید میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے جو قرآن مجید کے بیان کے مطابق تین سو برس سے زیادہ بغیر کچھ کھائے پیئے غار میں رہے۔ (ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنین وازدادوا تسعاً الکهف)

اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے ''الیواقیت والجواہر'' میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کھاتے پیتے ہیں اور اگر وہاں کچھ نہیں کھاتے پیتے تو اتنی مدت تک بغیر کھائے پئے کیونکر زندہ رہ سکتے ہیں؟''۔

تحریر فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ:۔

''کھانا پینا دراصل ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو اس دنیا میں رہتے بستے ہیں کیونکہ یہاں کی آب وہوا کے اثر سے بدن کے اجزاء برابر تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور غذا سے اس کا بدل فراہم ہوتا ہے ہماری اس دنیا اور ہماری اس زمین اور یہاں کی عام مخلوق کے لئے قدرت خداوندی نے یہی قانون رکھا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ اس زمین سے آسمان پر اٹھا لے تو اس کو اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے اسی طرح بے نیاز کر دیتا ہے جس طرح فرشتے بے نیاز ہیں اور وہاں اللہ کی حمد و تسبیح ہی ان کی ''غذا'' ہو جاتی ہے (جس سے ان کی زندگی اور قوت برابر قائم رہتی ہے)''

اس موقع پر شیخ عبدالوہاب شعرانی نے ''خلیفۃ الخراط'' نامی ایک بزرگ کا (جو بلاد مشرق کے شہر ابہر کے رہنے والے تھے) واقعہ بھی شیخ ابوالطاہر کے حوالے سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو خود دیکھا ہے۔

مکث لایطعم طعاماً منذ ثلث و عشرین سنۃ و کان یعبداللہ لیلاً و نہاراً من غیر ضعف

وہ ۲۳ سال مسلسل اس حالت میں رہے کہ کھانا بالکل نہیں کھاتے تھے دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے اور ان پر کمزوری کا کوئی اثر نہیں تھا۔ (گویا عبادت ہی ان کے لئے غذا کا کام کرتی تھی یہ بطور کرامت کے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ تھا)

اس کے بعد شیخ لکھتے ہیں:۔

فلا یبعدان یکون قوت عیسیٰ علیہ السلام التسبیح والتھلیل

(الیواقیت والجواہر ص ۱۴۶ ج ۲)

تو یہ بات کچھ بھی مستبعد نہیں ہے کہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی غذا تسبیح وتہلیل ہو۔

ہم نے یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کی عبارتوں کا حوالہ اس

لئے دینا مناسب سمجھا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین ان دونوں بزرگوں کی علمی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور دونوں بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کسی ایسے شخص کو کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا جس کو اللہ نے وہ عقل سلیم عطا فرمائی ہو جو اس کا خاص عطیہ ہے۔

اس مختصر مضمون کو مسئلہ نزول مسیح وحیات مسیح کی ایک تمہید سمجھنا چاہئے قرآن وحدیث سے اس مسئلہ کے بارہ میں جو ہدایت ملی ہے اور جس کی روشنی میں عہد نبوی سے لے کر اس وقت تک امت محمدیہ کا اجماع رہا ہے اس سے واقفیت کے لئے آئندہ صفحات کا مطالعہ فرمایا جائے۔

مسئلہ نزول مسیحؑ وحیات مسیحؑ قرآن وحدیث کی روشنی میں

مسلمانوں کے عقیدہ نزول مسیح اور حیات مسیح کی بنیاد دو چیزوں پر ہے ایک قرآن مجید کی بعض آیات اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کثیر التعداد احادیث جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے یقیناً حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

اس تواتر کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کی پچاسوں کتابوں میں مختلف سندوں اور مختلف عنوانات سے اتنے صحابہ کرامؓ سے نزول مسیح کی یہ حدیثیں روایت کی گئی ہیں جن کے متعلق (ان کی صحابیت سے قطع نظر کر کے بھی) از روئے عقل وعادت یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے باہم کوئی سازش کر کے حضورؐ پر یہ بہتان باندھا ہوگا یا حضورؐ کی بات سمجھنے میں ان سب سے غلطی ہوئی ہوگی۔ پھر اسی طرح ان صحابہ کرامؓ سے روایت کرنے والوں اور پھر ان سے روایت کرنے والوں کی تعداد ہر طبقہ اور ہر دور میں اتنی بڑھتی چلی گئی کہ خالص عقلی اور عادی طور پر ان کے متعلق بھی اس قسم کا کوئی شک شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات کہ اس قسم کے تواتر سے کسی چیز کا یقینی اور قطعی علم حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ آپ اس مثال سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ آپ نے مثلاً لندن نہیں دیکھا پیرس نہیں دیکھا نیویارک اور ماسکو نہیں دیکھا۔ بغداد اور قاہرہ بھی نہیں دیکھا لیکن آپ کو قطعاً اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ سب شہر دنیا میں موجود ہیں۔ آپ غور کریں اور سوچیں کہ یہ یقین آپ کو کس وجہ سے اور کس دلیل سے حاصل ہوا؟ صرف اس وجہ سے کہ آپ نے ان شہروں کا مختلف لوگوں سے اتنا تذکرہ سنا ہے اور کتابوں اور اخباروں کا ذکر اس

قدر پڑھا ہے کہ جس کے بعد آپ کے لئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بس اسی کا نام تواتر ہے اور خاص علمی اصطلاح میں اس قسم کے تواتر کو "تواتر قدر مشترک" کہتے ہیں۔

تواتر کا ثبوت

بہر حال نزول مسیح کا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کے تواتر سے ثابت ہے۔ حدیث کی قریباً سب ہی کتابوں میں اس مسئلہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں روایتیں کی گئی ہیں ان کو سامنے رکھنے کے بعد ہر سلیم العقل کو بالکل قطعی اور یقینی علم اس بات کا حاصل ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ اس دنیا میں آنے کی اطلاع اپنی امت کو ضرور دی تھی۔ حضرت استاذ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے اب سے قریباً پچاس سال پہلے اس مسئلے کے متعلق احادیث وروایات کو حدیث کی متفرق کتابوں سے چھانٹ کر اپنے ایک رسالہ "التصريح بما تواتر في نزول المسيح" میں جمع کر دیا تھا۔ اس میں ستر سے اوپر مرفوع حدیثیں ہیں جن میں سے قریباً ۴۰ وہ ہیں جو سند کے لحاظ سے محدثین کے نزدیک صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔ حالانکہ تواتر اور حصول یقین کے لئے اس سے بہت کم تعداد کافی ہوتی ہیں۔ بہر حال اس مسئلہ سے متعلق حدیثیں بلاشبہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور ماہرین حدیث وروایت نے اس تواتر کی تصریح بھی کی ہے صحیح بخاری کے شارح اور مشہور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وقد تواترت الاحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه اخبر بنزول عيسىٰ عليه السلام قبل يوم القيمة (تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۲ ج ۴)

احادیث متواترہ سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر امت کو دی تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار واعتراف

یہاں ناظرین کو یہ بتا دینا بھی مناسب اور مفید ہوگا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اقرار واعتراف کیا ہے کہ نزول مسیح سے متعلق حدیثیں متواتر ہیں اور ان کو تواتر

اول درجہ کا ہے۔"ازالۃ اوھام" ص ۳۴۳

"مسیح بن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیشین گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوئی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے"۔

یہاں اس حقیقت کا علم بھی ناظرین کے لئے موجب بصیرت ہوگا کہ مرزا قادیانی کا مسیحیت کے دعوے کے بعد بھی طویل مدت تک (دس بارہ سال تک) سب مسلمانوں کی طرح یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور جیسا کہ حدیثوں میں بتلایا گیا ہے وہ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے اور یہ کہ الہامات میں مجھے جو "مسیح" کہا گیا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ میں "مثیل مسیح" ہوں۔ "براہین احمدیہ" جو اس کی ابتدائی دور کی تصنیفوں میں سے ہے اس کے ایک حاشیہ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔

"اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا"۔ (براہین ص ۴۹۸، ۴۹۹)

اور مرزا قادیانی کے فرزند اور خلیفہ مرزا محمود نے "حقیقۃ النبوۃ" میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ مسیح بنا چکا تھا جیسا کہ براہین کے الہامات سے ثابت ہے"۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۲)

مرزا صاحب اور مرزا محمود کی ان عبارتوں سے دو باتیں صاف طور پر معلوم ہوگئیں ایک یہ کہ نزول مسیح سے متعلق احادیث حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور ان کا تواتر اول درجہ کا ہے اور دوسرے یہ کہ مرزا صاحب نے بھی ان حدیثوں سے یہی سمجھا تھا کہ حضرت مسیح بن مریم (جو اسرائیلی سلسلہ کے آخری پیغمبر تھے جن کا ذکر قرآن مجید میں بار بار کیا گیا ہے وہی) آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور انہی حدیثوں کی بناء پر ان کو اس عقیدہ پر ایسا یقین اور اطمینان تھا کہ (بقول ان کے) جب ان کے خدا نے الہام میں ان کو "مسیح" قرار دیا تو انہوں نے اس کا مطلب صرف یہ سمجھا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور اس کے بعد بھی دس سال تک یہی سمجھتے رہے اور

اس عقیدے پر قائم رہے جو انہوں نے حدیثوں سے سمجھا تھا اور جو پوری امت نے سمجھا اور جو سب مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

پھر مدت کے بعد (۱۸۹۱ء میں) مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ "مسیح بن مریم" اور "عیسیٰ بن مریم" ہوں جن کے نازل ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کثیر التعداد حدیثوں میں امت کو خبر دی تھی۔

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل وفہم سے بالکل محروم نہیں کیا ہے وہ سوچیں کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کتنا مہمل اور معقولیت سے کس قدر دور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں جہاں جہاں مثلاً حضرت ابراہیمؑ' اسماعیلؑ' اسحاقؑ' موسیٰؑ' ہارون اور ان کے علاوہ جن پیغمبروں کا نام کے ساتھ ذکر کیا وہاں تو وہی پیغمبر مراد ہوں۔ جن کا ان ناموں سے قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے اور جو ان ناموں سے معروف ہیں لیکن نزول مسیح سے متعلق پچاسوں حدیثوں میں جہاں جہاں آپؐ نے "مسیح بن مریم" اور "عیسیٰ بن مریم" کا ذکر کیا ہے اور آخر زمانہ میں ان کے نزول کی خبر دی ہے اس سے آپ کی مراد وہ مسیح اور عیسیٰ نہ ہوں جن کا ذکر اس نام سے قرآن مجید میں کیا گیا ہے اور جو اس نام سے معروف ہیں بلکہ ان سب حدیثوں میں مسیح بن مریم اور عیسیٰ بن مریم سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ان کا کوئی مثیل ہو۔ **لاحول ولا قوة الا بالله**. کیا اس سے زیادہ مہمل اور خلاف عقل کوئی بات کہی یا سوچی جا سکتی ہے؟ لیکن حیرت ہے کہ قادیانیوں میں مولوی محمد علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین جیسے "دانشوروں" اور تعلیم یافتوں نے بھی اس کو قبول کر لیا اور نہ صرف قبول کر لیا بلکہ زور وشور سے اس کی وکالت شروع کر دی۔ بلاشبہ حق فرمایا اللہ تعالیٰ نے "**لم یجعل الله له نوراً فما له من نور**"......اور......**ومن یضلل الله فماله من هاد**"

ہم نے عرض کیا تھا کہ عقیدۂ حیات مسیح ونزول مسیح کی بنیاد بعض آیات پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کثیر التعداد احادیث پر جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور جن کو مجموعی طور پر سامنے رکھنے کے بعد اس بات کا قطعی اور یقینی علم حاصل ہو جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی خبر دی تھی احادیث کے بارے میں جو کچھ ہم نے یہاں عرض کیا امید ہے کہ انشاء اللہ وہ ناظرین کے لئے کافی ہوگا۔

نزول مسیحؑ وحیات مسیحؑ کا ثبوت قرآن مجید سے

قرآن مجید کے بارہ میں بھی ہم پہلے اسی طرح کی ایک اصولی بات عرض کرتے ہیں۔
ہر پڑھا لکھا آدمی اس بات سے واقف ہوگا کہ نزول قرآن کے وقت بھی عام عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا اور اب بھی یہی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے اور وہ زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں اس دنیا میں پھر نازل ہوں گے اور مروجہ انجیلوں میں یہی لکھا ہے۔

پس اگر یہ عقیدہ ایسا ہی گمراہانہ اور مشرکانہ ہوتا جیسا کہ مرزا قادیانی اور ان کے امتی کہتے ہیں تو لازم تھا کہ قرآن مجید میں (جس کا خاص موضوع ہر قسم کے شرک کو ڈھانا ہے) اس عقیدہ کی بھی ایسی ہی صراحت اور وضاحت کے ساتھ تردید اور نفی کی جاتی جس طرح عیسائیوں کے دوسرے گمراہانہ اور مشرکانہ عقائد (مثلاً حضرت مسیح کی الوہیت ابنیت اور عقیدۂ تثلیث وغیرہ) کی کی گئی ہے تاکہ قرآن پر ایمان لانے والی امت اس عقیدہ سے بھی اسی طرح محفوظ ہو جاتی جس طرح حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت کے مشرکانہ عقائد سے محفوظ ہو گئی لیکن ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں کہیں بھی اس عقیدہ کی ایسی تردید اور نفی نہیں فرمائی گئی جس کی سب سے بڑی اور عام فہم دلیل یہ ہے کہ نزول قرآن کے زمانے سے لے کر اس وقت تک جمہور امت کا یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اور آخر زمانہ میں وہ پھر نازل ہوں گے ہر دور کے مصنفین، مفسرین اور محدثین، متکلمین اپنی کتابوں میں سب یہی عقیدہ لکھتے رہے۔ حتیٰ کہ ہر صدی کے مجددین بھی (جن کا خاص کام ہی یہ ہوتا ہے کہ امت کے اعمال اور عقائد میں داخل ہو جانے والی غلطیوں اور گمراہیوں کی اصلاح کریں اور حق و باطل کے درمیان لکیر کھینچیں) وہ سب بھی اپنے اپنے دور میں اسی عقیدہ کا اظہار کرتے رہے اور انتہا یہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد الہام اور مجددیت کا دعویٰ کرنے کے بعد اور اپنے "خدا" کی طرف سے مسیحیت کے منصب پر فائز ہونے کے دس بارہ برس بعد تک بھی اسی عقیدہ پر قائم رہے اور اسی کو اسلامی اور قرآنی عقیدہ سمجھتے رہے۔ کیا ہوش وحواس رکھتے ہوئے کوئی بھی آدمی یہ کہہ سکتا ہے یا اس کو باور کرسکتا ہے کہ

قرآن مجید میں تو اس عقیدہ کی تردید اور نفی صاف صاف کی گئی تھی لیکن امت کے ان سارے طبقوں میں سے کسی نے اس کو سمجھا ہی نہیں اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی پچاس برس کی عمر تک (۱۸۹۱ء تک) اس کو نہیں سمجھ سکا بلکہ قرآنی آیتوں اور حدیثوں سے اس کے بالکل برعکس یہی سمجھتا رہا کہ حضرت مسیح آسمان پر اٹھا لئے گئے اور وہ زندہ ہیں اور حدیثوں کی پیشین گوئیوں کے مطابق وہی پھر آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔

یہ مسلم تاریخی حقائق اس بات کی آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہیں کہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں کہیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے حیات مسیح اور نزول مسیح کے عقیدہ کی تردید اور نفی ہوتی ہو اگر ایک لفظ بھی ایسا ہوتا تو ہرگز امت اس عقیدہ کو اس طرح نہ اپناتی۔ یہ ایسی موٹی اور عام فہم بات ہے جس کو بڑے سے بڑے عالم دین کی طرح ایک ناتعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قادیانی حضرات جن آیتوں کے متعلق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان سے عقیدۂ حیات مسیح و نزول مسیح کی تردید و نفی ہوتی ہے وہ ان کی صرف کج بحثی اور زبان درازی ہے۔ قرآن پاک کتاب ہدایت ہے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی زبان اور اس کا بیان بالکل واضح ہے (بلسان عربی مبین) وہ ہرگز ایسی چیستان نہیں ہے کہ اس کا مقصد و مطلب اس پر ایمان لانے والے اس کے سمجھنے سمجھانے پر عمریں صرف کر دینے والے لاکھوں علماء اور مفسرین تیرہ سو برس تک نہیں سمجھ سکے اور خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی مجددیت و مسیحیت کے باوجود پچاس سال کی عمر تک نہیں سمجھ سکا۔

حیرت ہے کہ ان قادیانی حضرات کو (جن میں مولوی محمد علی لاہوری جیسے مدعیان علم و دانش بھی ہیں) اتنی بے تکی اور معقولیت سے اتنی دور بات کہنے کی جرات کیسے ہوتی ہے جس کو کوئی عقل والا اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ اپنے کو عقل و فہم سے خالی نہ کرے۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید پر اس سے بڑی کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی ہے کہ وہ ایسی زبان میں ہے کہ خود اس کے ماننے والے عربی زبان کے وہ لاکھوں ماہرین بھی جنھوں نے اپنی عمریں اس کے مطالعہ اور خدمت میں صرف کر دیں تیرہ سو برس تک اس کا مطلب نہیں سمجھ سکے اور اس کی

وجہ سے کسی معمولی غلطی میں نہیں بلکہ ''شرک عظیم'' میں مبتلا رہے۔ کیا اسلام اور قرآن مجید کی یہی وہ خدمت ہے جس کا دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے دیگر مناظرین کرتے ہیں؟

اس کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ اگر بالفرض قرآن مجید میں کوئی آیت بھی ایسی نہ ہو جس سے عقیدۂ حیات مسیح اور نزول مسیح کی تائید ہوتی ہو تو صرف یہ بات کہ قرآن مجید نے عیسائیوں کے دوسرے گمراہانہ اور مشرکانہ عقیدوں (حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت وغیرہ) کی طرح اس کی تردید اور نفی نہیں کی (حالانکہ یہ بھی ان عیسائیوں کا خاص عقیدہ تھا) اس بات کی روشن دلیل ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ اللہ کے نزدیک غلط اور گمراہانہ نہیں تھا بلکہ ان کے بعض دوسرے عقیدوں کی طرح صحیح عقیدہ تھا۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر تردید اور نفی نہ کرنا ایک طرح کی تصدیق اور توثیق ہوتی ہے عقل و منطق اور قانون کا بھی یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ''السکوت فی معرض البیان بیان'' لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے ان کے عقیدے کے اس جزو کی اسی طرح تصدیق و توثیق کی ہے جس طرح ان کے اس عقیدے کی کہ حضرت مسیحؑ بن باپ کے کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور انہوں نے احیاء موتی وغیرہ کے معجزے دکھلائے۔ ہاں حضرت مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے ہی کے سلسلے میں عیسائیوں کے اس عقیدے کی قرآن پاک نے صراحت سے اور پورے زور سے تردید کی ہے کہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید نے ان کی عظیم ترین گمراہی ''کفارہ'' کے اس عقیدے کو جڑ سے اکھاڑ دیا جس پر عیسائیوں کی ساری بداعمالیوں کی بنیاد ہے اب ناظرین اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

جو شخص قرآن مجید سے بالکل جاہل نہیں ہے وہ اتنی بات ضرور جانتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں عیسائیوں اور یہودیوں میں شدید اعتقادی اختلافات تھے دونوں سخت افراط و تفریط میں مبتلا تھے جس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

مسیح کے بارہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا اختلاف اور قرآن کا ناطق فیصلہ

یہود کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) وہ مریم کی ناجائز اولاد تھے (وہ بدبخت حضرت مریم صدیقہ پر زنا کی تہمت لگاتے تھے) نیز کہتے تھے کہ وہ (یعنی مسیح بن مریم) نبوت ورسالت کے جھوٹے مدعی تھے اور کذاب ومفتری تھے اور عاوم کو پھانسنے کے لئے معجزوں کے نام سے جو "تماشے اور کرتب" انہوں نے دکھائے وہ ان کی جادوگری اور شعبدہ بازی کے کرشمے تھے اور ایسے آدمی کے لئے تورات اور اسرائیلی شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس کو سولی پر لٹکا کے ختم کر دیا جائے اور اس کی یہ موت لعنتی موت ہوگی تو ہم نے تورات کے حکم کے مطابق ان کو سولی پر چڑھا کے ختم کر دیا اور وہ (معاذ اللہ) لعنتی موت مر گئے۔

اس کے بالمقابل عیسائی ان کو مقدس ترین ہستی اور "ابن اللہ" اور "ثالث ثلاثہ" (یعنی خدا کا بیٹا اور خدائی کے تین شریکوں میں سے ایک) اور خود خدا کا روپ تک کہتے تھے وہ ان کے معجزات پر بھی عقیدہ رکھتے تھے جن کا ذکر انجیلوں میں اور ان کی روایات میں تھا۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح سولی کے واقعہ کے بعد آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ یعنی عیسائی یہ بات تسلیم کرتے اور مانتے تھے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کو سولی دلا کر قتل کرا دیا یعنی مروا ڈالا (اور اسی پر ان کے نہایت گمراہانہ عقیدہ کفارہ کی بنیاد ہے) لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے مسیح کو زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ آئندہ زمانہ میں پھر اس دنیا میں آئیں گے (یہاں یہ بات خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ کوئی فریق اور کوئی طبقہ اس کا قائل اور مدعی نہیں تھا کہ عیسیٰؑ کا طبعی موت سے انتقال ہوا)

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں فریقوں کا مذکورہ بالا عقیدہ اور موقف ان کی تاریخ اور موجودہ انجیلوں میں مذکور ہے اور اس کے زیادہ تر اجزاء قرآن مجید میں بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔ پس اس حالت میں کہ اگلے اہل کتاب کے ان دونوں گروہوں

یہودیوں اورعیسائیوں میں حضرت مسیح کے بارے میں اتنے شدید اعتقادی اختلافات تھے اور وہ دونوں افراط وتفریط اور کفر وشرک کی گمراہیوں میں مبتلا تھے۔ ضروری تھا کہ "قرآن مجید" جو اللہ تعالیٰ کی آخری "کتاب ہدایت" ہے ان اختلافات کے بارہ میں واضح فیصلہ دے، دونوں فریقوں کی گمراہیوں کو رد کر کے اصل حقیقت بتلائے اور حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تنزیل کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:۔

وما انزلنا عليک الكتاب الالتبين لهم الذی اختلفوا فيه وهدیً ورحمةً لقوم يؤمنون (سورۂ نحل آیہ ۶۴)

اور اے پیغمبر ہم نے تم پر یہ کتاب (قرآن) خاص اس واسطے نازل کی ہے، کہ جن باتوں میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف ہے تم اس کو صاف صاف بیان کردو اور ماننے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہو۔

چنانچہ قرآن مجید نے حضرت مسیح سے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کے ان اختلافات کے بارہ میں واضح فیصلہ دیا اور ہر فریق کی گمراہیوں کو رد کر کے جو حق اور صحیح تھا اس کا اعلان فرمادیا۔

عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح اسی طرح ابنیت مسیح اور تثلیث کے نظریہ کی قرآن پاک نے شدت کے ساتھ تردید کی اور اس کو خالص کفر قرار دیا۔ (مائدہ نمبر ۷۲، ۷۳)

اور سورۂ مریم کے آخر میں فرمایا کہ "کسی کو خدا کا بیٹا اور اس کی اولاد قرار دینے کی بات اتنی خبیث وشدید ہے کہ اس کی وجہ سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ لرز کر زمین بوس ہو جائیں"۔ (آیت ۸۸، ۸۹، ۹۰)

اور سورۂ زخرف میں فرمایا کہ "مسیح کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ ہمارے ایک بندہ ہیں جن کو ہم نے خاص انعامات سے نوازا" (آیت ۵۹)

الغرض قرآن مجید نے بیسیوں مقامات پر یہ اعلان فرمایا کہ عیسائیوں کا مسیحؑ کی الوہیت وابنیت اور تثلیث کا عقیدہ سخت گمراہی اور رب ذوالجلال کی شان پاک میں شدید گستاخی اور صریح کفر ہے۔ مسیح بس اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور عیسائیوں کا یہ کہنا کہ خود مسیح نے ہم کو یہ تعلیم دی تھی اس پاک اور معصوم پیغمبر پر افترا ہے اور وہ قیامت میں خدا کو گواہ

بنا کر اس سے اپنی برأت ظاہر کر دیں گے (سورۂ مائدہ)

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہودیوں کی گمراہی کو بھی قرآن پاک نے رد فرمایا۔ صراحت کے ساتھ اعلان فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے سچے اور برگزیدہ رسول اور مقرب بندے ہیں وہ ''کلمۃ اللہ'' ہیں یعنی اللہ نے ان کو اپنی خاص قدرت اور حکم سے معجزانہ طور پر کنواری مریم کے بطن سے پیدا کیا۔ بغیر اس کے کہ کسی مرد نے ان کو چھوا ہو اور مریم اللہ کی برگزیدہ بندی اور صدیقہ تھیں۔ یہودی ان کے بارہ میں جو کہتے ہیں وہ اس پاک بندی پر ان کا ''بہتان عظیم'' ہے اور اس کی وجہ سے وہ خدا کی لعنت اور عذاب کے مستحق ہیں۔ (آل عمران' نساء' مائدہ اور مریم میں یہ سب مضامین بیان کئے گئے ہیں)

مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوئے' بلکہ اٹھا لئے گئے

حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق یہودیوں کی گمراہیوں کے رد ہی کے سلسلے میں قرآن مجید نے ایک بات یہ بھی فرمائی کہ یہودیوں کا یہ عقیدہ اور دعویٰ بھی غلط اور موجب لعنت و عذاب ہے کہ ہم نے مسیح کو سولی دلا کر مار ڈالا۔ (**وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم**) آگے فرمایا۔ اصل واقعہ یہ ہے۔

"**وماقتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم**" (یعنی مسیح کو نہ انہوں نے قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ قدرت کی طرف سے ان کے لئے شبہ کی ایک صورت پیدا کر دی گئی جس کی وجہ سے وہ ایسا خیال کرنے لگے۔ پھر فرمایا:۔

ان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه' الله اليه و كان الله عزيزاً حكيماً. (النساء آیہ ۱۵۷'۱۵۸)

''حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (یہودی اور عیسائی) مسیح کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں (کہ وہ مصلوب و مقتول ہو کر ختم ہو گئے یا پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے) ان کے پاس اس واقعہ کے بارے میں صحیح علم نہیں ہے' صرف بے اصل اٹکلیں اور بے بنیاد قیاس آرائیاں ہیں جن پر وہ چلتے ہیں صحیح اور یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے ان کو قتل کیا ہی

نہیں بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ پوری طاقت اور حکمت والا ہے (جس نے اپنی کامل قدرت اور حکمت سے یہ سب کچھ کیا)''

بالکل واضح اور کھلی ہوئی بات ہے کہ ان آیتوں میں قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کے مقتول و مصلوب ہونے کی (یعنی صلیب پر چڑھائے جانے اور مار ڈالے جانے کی) تو پوری وضاحت سے نفی کر دی (بلکہ ایک دوسری آیت ''واذ کففت بنی اسرایل عنک (مائدہ آیۃ ۱۱۰) میں یہ بھی بتلا دیا کہ اللہ نے ان کو ایسا بچایا کہ ان کے دشمن یہودی ان کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکے) تو ان آیتوں نے یہودیوں کے اس ''لعنتی'' دعوے اور عقیدے کی واضح تردید کر دی کہ ہم نے مسیح کو صلیب پر چڑھا کے ختم کر دیا اور مار ڈالا اور اس کے ساتھ عیسائیوں کے نہایت خطرناک اور دین کو برباد کر دینے والے عقیدہ کفارہ کو بھی جڑ بنیاد سے اکھاڑ دیا (کیونکہ اس کی بنیاد اسی عقیدے پر ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر چڑھائے گئے اور ''قتل'' ''صلب'' کی اس نفی کے ساتھ قرآن مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع (اٹھائے جانے) کا اثبات کیا اور ''بل'' کا کلمہ درمیان میں لا کر فرمایا ''بل رفعه الله اليه'' یعنی ان پر ''قتل'' کا فعل قطعاً واقع نہیں ہوا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا آیت کے اس آخری لفظ سے صاف معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے عقیدہ کا یہ جز صحیح ہے کہ مسیحؑ اوپر اٹھا لئے گئے۔

''رفع'' کی قادیانی تاویل

قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں ''رفعہ اللہ الیہ'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درجے بلند کر دئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے ''روحانی رفع'' مراد ہے۔ لیکن جس شخص کو ذرا بھی عربیت سے واقفیت ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت میں رفع کے معنی ایسے ہونے چاہئیں جو قتل کی ضد ہوں یعنی مقتول ہونے کے ساتھ جمع نہ ہو سکیں اور ظاہر ہے کہ کسی نبی کے رفع روحانی و رفع درجات میں اور دشمنوں کے ہاتھ سے ان کے مقتول ہونے میں قطعاً کوئی منافات اور تضاد نہیں ہے بلکہ راہ خدا میں مظلومانہ قتل کئے جانے سے تو درجے اور زیادہ بلند ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے کہنے والے نے کہا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا   ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قرآن مجید میں متعدد جگہ انبیاء علیہم السلام کے ناحق مقتول ہونے کا ذکر ہے (وقتلهم الانبیاء بغیر حق"۔ یقتلون النبیین بغیر الحق" وغیرہ وغیرہ) ظاہر ہے کہ اللہ کے یہ سب پیغمبر جو ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور اس شہادت کی وجہ سے ان کے درجے بلند ہی ہوئے۔ الغرض "رفع روحانی" اور "رفع درجات" ہرگز مقتول ہونے کے منافی نہیں ہے۔ ہاں جسم کے ساتھ صحیح وسالم اٹھالیا جانا بے شک مقتول ہونے کے منافی ہے۔ اس لئے "بل رفعه الله الیه" کا مطلب یہی صحیح ہوگا کہ مسیحؑ کو ان کے دشمن قتل نہیں کر سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے صحیح وسلامت ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اپنی طرف اٹھانے کا مطلب یہی ہوگا کہ آسمان پر اٹھالیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہماری طرح کسی مکان کا مکین نہیں ہے لیکن قرآن مجید کے بیان کے مطابق آسمان کو اس سے ایک خاص مکانی نسبت ضرور ہے۔ فرمایا گیا ہے:۔

ء امنتم من فی السمآء ان یخسف بکم الارض فاذاهی تمور"۔

ام امنتم من فی السمآء ان یرسل علیکم حاصباً"

اور کئی جگہ فرمایا گیا ہے:۔ ثم استویٰ علی العرش"

یہ آیتیں اس کی صریح دلیل ہیں کہ آسمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے ایک خاص مکانی نسبت ہے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو "مومنہ" فرمایا جس سے پوچھا گیا تھا کہ "خدا کہاں ہے؟" تو اس نے جواب دیا تھا "فی السماء" (یعنی وہ آسمان میں ہے)۔ (صحیح مسلم ص ۲۰۳ ج ۱)

اس سلسلہ میں ایک دوسری قطعی فیصلہ کن بات یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر تفصیل سے بتلایا گیا عیسائی عام طور سے مسیح علیہ السلام کے اٹھالئے جانے کا عقیدہ رکھتے تھے اور آج بھی انجیلوں میں صراحتاً یہ عقیدہ موجود ہے پھر بعض مقامات پر آسمان پر اٹھائے جانے کے الفاظ ہیں اور بعض جگہ صرف اوپر اٹھائے جانے کا ذکر ہے اور انجیل کے عربی ترجموں میں ان موقعوں پر رفع ہی کا لفظ ہے اب اگر یہ مانا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے عقیدہ کی طرح ان کے اٹھالئے جانے کا عقیدہ بھی غلط اور مشرکانہ تھا تو قرآن مجید پر سخت الزام آئے گا کہ اس نے اس موقع پر اس عقیدہ کی نہ صرف یہ کہ تردید نہیں کی بلکہ یہ غضب کیا

کہ "بل رفعه الله اليه" اور دوسری جگہ "رافعک الی" فرما کر عیسائیوں کے اس عقیدہ پر گویا مہر تصدیق ثبت کر دی اور انتہا یہ کہ اس نے لفظ بھی وہی رفع کا بولا جو خود عیسائی اپنے اس عقیدہ کے اظہار کے لئے بولتے تھے اور جو انجیلوں میں اب تک بھی موجود ہے اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ آج تک جمہور امت نے بھی قرآن پاک کے ان الفاظ سے یہی سمجھا کہ حضرت عیسیٰ اوپر اٹھا لئے گئے پھر تو (معاذ اللہ) قرآن مجید نے خود ہی لوگوں کو گمراہ کیا اور ساری امت کو ایک "شرک عظیم" میں جھونک دیا۔

الغرض ہر معمولی سی سمجھ رکھنے والا بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلب کے عقیدہ کی طرح ان کے اوپر اٹھا لئے جانے کا عقیدہ بھی غلط اور گمراہانہ ہوتا تو پھر جس طرح "ماقتلوه وما صلبوه" فرما کر اور پھر "وما قتلوه يقيناً" کو مکرر لا کر عقیدۂ قتل وصلب کی پوری شدت اور صراحت سے تردید کی گئی ہے اسی طرح "عقیدۂ رفع" کی بھی واضح تردید اس موقع پر کی جاتی لیکن ہوا یہ کہ بجائے نفی اور تردید کے صاف صاف "بل رفعه الله اليه" اور دوسری جگہ "ورافعک الی" فرما کر قرآن مجید نے عیسیٰ علیہ السلام کا "رفع" (یعنی اٹھا لیا جانا) بیان کیا۔ الغرض عیسائی عقیدے اور انجیلوں کی تصریحات کو سامنے رکھنے کے بعد اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ قرآن مجید نے ان کے عقیدۂ کے اس جز کی (یعنی مسیح علیہ السلام کے اٹھا لئے جانے کی) تردید نہیں کی بلکہ اس کی واضح تصدیق کی ہے جس طرح عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تصدیق کی ہے کہ حضرت مسیح بن باپ کے کنواری مریم کے بطن سے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے اور وہ "كلمة الله" اور جس طرح قرآن مجید نے حضرت مسیح کے احیاء موتی وغیرہ ان معجزات کی تصدیق کی ہے جو انجیل میں بیان کئے گئے ہیں اور عیسائی جن کا دعویٰ کرتے اور عقیدہ رکھتے تھے۔

اگر کسی کے دل میں بیماری اور کجی نہ ہو اور قرآن مجید پر ایمان ہو تو ہماری اس گفتگو کے بعد اس کو اس میں شک وشبہ باقی نہیں رہے گا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو اپنی خاص قدرت سے معجزانہ طور پر بن باپ کے پیدا کیا تھا اسی طرح ان کے دشمن یہودیوں کی گرفت سے اور قتل وصلب سے بالکل محفوظ رکھ کر معجزانہ طور پر ان کو صحیح سلامت زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

حضرت مسیح کی حیات اور نزول کا قرآن مجید سے واضح ترین ثبوت

پھر اس کے بعد والی آیت میں ایک خاص انداز میں ان کی حیات اور آخری زمانہ میں ان کے نزول اور پھر اس دنیا میں ان کے وفات پانے کی اطلاع دی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيدا

اور سب ہی اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ضرور بالضرور ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔

سیاق وسباق کی روشنی میں آیت کا مطلب

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے اوپر کی آیتوں میں یہودیوں کے اس باطل فرعونی دعوے کی کہ ہم نے مسیح بن مریم کو مار ڈالا اور سولی پر چڑھا دیا اور وہ (معاذ اللہ) لعنتی موت مر گیا۔ (انا قتلنا المسيح عيسیٰ بن مريم) یہ فرما کر تردید کی گئی تھی کہ ان کا یہ دعویٰ قطعاً غلط اور باطل ہے وہ مسیح بن مریم کو قتل نہیں کر سکے نہ سولی پر چڑھا سکے بلکہ وہ اس بارہ میں شبہ اور دھوکے میں پڑ گئے (مسیحؑ کے دھوکے میں انہوں نے ایک دوسرے غدار اسرائیلی کو سولی پر لٹکا دیا جو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا تھا) اور مسیح بن مریم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تدبیر اور قدرت سے صحیح سالم آسمان پر اٹھا لیا۔ ان کے دشمن یہودی ان کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکے۔ (وماقتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ......وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً) اور جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے اسی بیان سے عیسائیوں کے انتہائی گمراہانہ عقیدہ کفارہ کی بھی تردید کر دی گئی تھی۔

اس کے بعد متصلاً یہ آیت "و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداً" اس بحث اور مضمون کا آخری جز اور گویا "مقطع کا بند" ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مسیح بن مریم کے مقتول ومصلوب نہ ہونے اور صحیح سالم آسمان پر اٹھا لئے جانے کی بات جو آج وحی اور قرآن کے ذریعہ بیان کی جا رہی ہے اس کی یہودو

نصاریٰ کو بھی اس وقت مشاہدہ سے تصدیق ہو جائے گی جب مسیح بن مریم اس دنیا میں پھر بھیجے جائیں گے اور یہیں آنے کے بعد وفات پائیں گے اور جو اہل کتاب اس وقت زندہ اور باقی ہوں گے وہ حضرت مسیح کی وفات سے کچھ پہلے ان کی حیات ہی میں ان پر ایمان لے آئیں گے۔ یعنی یہودی جو ہمیشہ ان کے منکر اور دشمن رہے اور معاذ اللہ ان کو ولد الزنا تک کہتے رہے وہ اپنے اس خبیث کفر سے توبہ کر کے ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کو اللہ کا سچا نبی و رسول اور برگزیدہ بندہ مان لیں گے۔ اسی طرح نصاریٰ بھی جنہوں نے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور ثالث ثلاثہ بنایا تھا وہ بھی اپنے اس مشرکانہ عقیدہ سے توبہ کر کے ان کو اللہ کا مقرب بندہ اور نبی و رسول مان لیں گے اور یہ دونوں گروہ اس دین محمدی کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے جس کے اس وقت حضرت مسیح بن مریم داعی و منادی اور علمبردار ہوں گے۔

آگے فرمایا گیا ہے: ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا یعنی پھر قیامت کے دن حضرت مسیح ان ایمان لانے والے اہل کتاب کے بارہ میں اللہ کے حضور میں شہادت دیں گے (جس طرح سارے نبی و رسول اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادت دیں گے)

الغرض یہ آیت حضرت مسیح بن مریم کے مقتول و مصلوب نہ ہوتے اور صحیح سالم آسمان پر اٹھا لئے جانے سے متعلق اس مضمون کا تتمہ اور تکملہ ہے اور گویا اس پر آخری مہر ہے جو اوپر کی آیتوں میں بیان فرمایا گیا ہے اور سیاق و سباق یعنی سلسلہ کلام اور اسلوب بیان اور نحوی قواعد کے لحاظ سے اس آیت کی یہی تفسیر صحیح ہے جس کی بنیاد اس پر ہے کہ آیت میں "بہ" اور "موتہ" کی ضمیریں مسیح بن مریم کی طرف راجع ہیں جن کا اوپر کی آیتوں میں بار بار ذکر آیا ہے۔ امام تفسیر ابن جریر طبری اور حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تفسیروں میں (جو تفسیر کے پورے کتب خانہ میں امتیاز رکھتی ہیں) اس پر تفصیلی کلام کیا ہے اور اسی تفسیر کو روایت اور درایت سیاق و سباق اور عربیت کے لحاظ سے صحیح اور راجح قرار دیا ہے۔

آیت کی تفسیر صحابہ کرام اور ائمہ تفسیر کے ارشادات سے

حضرات صحابہ کرام سے بھی آیت کی یہی تفسیر صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی یہ تفسیر صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابوں میں روایت کی گئی ہے ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کے ارشاد فرمایا کہ "اس پاک ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً یہ ہونے والا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے حکم سے حاکم عادل کی حیثیت سے (قیامت سے پہلے) نازل ہوں گے اور وہ یہ عظیم کارنامے انجام دیں گے اور اس زمانہ میں بڑی خیر و برکت ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کر کے فرماتے تھے کہ اقرأ وا ان شئتم 'وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته الآية" یعنی اگر تم حضرت مسیحؑ کے نازل ہونے کا بیان قرآن میں پڑھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو"۔ و ان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته)" جیسا کہ عرض کیا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے روایت کیا ہے۔ ب ۱۰۴۹ م ۱۔۸۷۔ اور محدثین کی اصطلاح میں یہ "متفق علیہ" حدیث ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے اس آیت کا مطلب وہی سمجھا اور بیان کیا ہے جو ہم نے اوپر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مطلب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تلقین و تعلیم سے سمجھا ہوگا۔ ان کے علاوہ حبر امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی آیت کا یہی مطلب سمجھا اور بیان کیا ہے جیسا کہ ابن جریر نے پوری سند کے ساتھ ان سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ابن جریر کی اس روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

"وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد جبير عنه' باسناد صحيح (فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۸۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے بھی اس آیت کا مطلب قطعیت کے ساتھ وہی بیان کیا ہے جو حضرت ابو ہریرہ کی مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا۔ ابن جریر نے اس کو صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔

اور تابعین میں حضرت حسن بصریؒ اور بعض دیگر حضرات سے بھی آیت کی یہی تفسیر ابن جریر نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کی ہے۔

حاصل کلام اور اجماع امت کی آخری شہادت

ہم نے اس مسئلہ پر کلام شروع کرتے ہوئے کہا تھا کہ مسلمانوں کے عقیدۂ نزول مسیح اور حیات مسیح کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ ایک قرآن مجید کی بعض آیات اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کثیر التعداد احادیث جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے یقیناً حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

گذشتہ صفحات میں جو کچھ عرض کیا گیا یقین ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کسی طالب حق اور انصاف پسند کو اس میں شبہ نہیں رہ سکتا کہ احادیث متواترہ نے اور قرآن مجید کی آیات نے اس حقیقت کا انکشاف اور اعلان کیا ہے اور امت کو اس عقیدہ کی تعلیم دی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہ قتل کیے گئے نہ صلیب پر چڑھائے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح سالم اٹھالیا اور وہ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے وہ نازل ہوں گے اور یہاں ان کے وفات پانے سے پہلے وہ سب اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

یہاں ہم اس پر اتنا اضافہ اور کرتے ہیں کہ قرآن پاک اور احادیث متواترہ کے تعلیم کیے ہوئے اس عقیدہ پر امت کا اجماع بھی ہے اور اس کو ہر وہ شخص جانتا ہے جس کی حدیث' تفسیر' سیر و تاریخ اور عقائد و کلام اور دیگر دینی علوم و فنون کی کتابوں پر نظر ہے اور امت کے علماء و مصنفین نے اس کی تصریح بھی کی ہے۔

امام ابوالحسن اشعری کی کتاب الابانہ میں ہے۔

واجمعت الامة علیٰ ان الله عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء

امت محمدیہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھالیا۔

(کتاب الابانہ ص ۴۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد)

اور ابوحیان اندلسی نے اپنی تفسیر ''البحر المحیط'' میں ابن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ:۔

واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسےٰ فی السماء حی و انه ینزل فی آخر الزمان (البحر المحیط ص ۴۷۳ ج ۲)

اور امت محمدیہ کا اس حقیقت اور عقیدہ پر اجماع ہے جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ہیں زندہ ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

اکابر امت پر قادیانیوں کی تہمت

ہمیں معلوم ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے اہل قلم متبعین نے امت کے متعدد اکابر کے بارہ میں (جن میں حضرت عبداللہ بن عباس، شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شامل ہیں) یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حضرات نزول مسیح اور حیات مسیح کے منکر اور قادیانیوں کی طرح وفات مسیح کے قائل ہیں۔ راقم سطور پورے یقین اور بصیرت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ یہ دعوے اس بات کی دلیل ہیں کہ مرزا غلام احمد اور ان کے امتی جھوٹ بولنے میں کتنے جری اور بے باک ہیں۔ اس مسئلہ سے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے صاف صریح ارشادات ناظرین کرام پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں یہی حال ان سب بزرگوں کا ہے جن پر قادیانی یہ تہمت لگاتے ہیں۔ جن علماء کرام نے اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور مستقل کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ان بزرگوں میں سے (جن کا قادیانی اس سلسلے میں نام لیتے ہیں) ایک ایک کے متعلق ثابت کیا اور دکھایا ہے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو جمہور امت کا ہے اور وہ سب نزول مسیح اور حیات مسیح کے قائل ہیں اور ان کے بارے میں قادیانیوں کا دعویٰ کذب وافتراء کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ہمارے ناظرین میں سے کسی صاحب کو یہ بحث تفصیل سے دیکھنی ہو تو صرف ایک کتاب "ہدیۃ المہتدی" (مصنفہ مولانا عبدالغنی صاحب پٹیالوی مرحوم) کا مطالعہ کافی ہوگا۔ (یہ کتاب "اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی جائزہ" کے نام سے مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے حال ہی میں شائع کی ہے۔ اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے) بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مبارک عہد سے لے کر اس وقت تک امت کے تمام اکابر ائمہ اور علماء محدثین، مفسرین، فقہاء، متکلمین اور صوفیائے ربانیین کا اس پر اجماع رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قرآن وحدیث کے بیان کے مطابق نہ قتل کئے گئے نہ سولی پر چڑھائے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت سے معجزانہ طور پر صحیح سالم اٹھالیا اور وہ اللہ کے حکم سے معجزانہ طور پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے اس دنیا میں پھر نازل کئے جائیں گے اور یہیں آ کر وفات پائیں گے اور قرآن وحدیث کی بیان کی ہوئی کسی حقیقت پر جب اس طرح کا اجماع ہو تو پھر کسی صاحب ایمان کے لئے اس میں شک وشبہ کی اور کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔ بلکہ اس میں تاویل بھی بدترین گمراہی اور قرآن پاک کی زبان میں الحاد ہے۔

محمد منظور نعمانی..... محمد یوسف لدھیانوی

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول مجتبٰی کہیے محمد مصطفٰے کہیے!
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اسکے بعد کیا کہیے
شریعت کا ہے یہ اسرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیے
جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علٰی کہیے
محمد کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا!
اسی کو ابتدا کہیے ، اسی کو انتہا کہیے
مرے سرکار کے نقش قدم شمع ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے

تحریک ختم نبوۃ منزل بہ منزل

الحمدللہ رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و رسولہ محمد خیر الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ و علیٰ صحبہ البررۃ التقی و النقی کلما ذکرہ الذاکرون و کلما غفل عن ذکرہ الغافلون اللھم صل علیہ واٰلہ وسائر النبیین و اٰل کل وسائر الصالحین نھایۃ ماینبغی ان یسئلہ السائلون. اما بعد.

متحدہ ہندوستان میں انگریز اپنے جور وستم اور استبدادی حربوں سے جب مسلمانوں کے قلوب کو مغلوب نہ کر سکا تو اس نے ایک کمیشن قائم کیا۔ جس نے پورے ہندوستان کا سروے کیا اور واپس جا کر برطانوی پارلیمنٹ میں رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا جائے جو جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر اولوالامر کی حیثیت سے فرض قرار دے۔

ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ ڈی سی آفس میں معمولی درجے کا کلرک تھا ، اردو، عربی اور فارسی اپنے گھر پر پڑھی تھی۔ مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام ہوگیا۔ غرض یہ کہ اس کی تعلیم دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے ناقص تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انگریزی ڈپٹی کمشنر کے توسط سے مسیحی مشن کے ایک اہم اور ذمہ دار شخص نے اس سے ڈی سی آفس میں ملاقات کی۔ گویا یہ انٹرویو تھا مسیحی مشن کا۔ یہ فرد انگلینڈ روانہ ہوگیا اور مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان پہنچ گیا۔ باپ نے کہا کہ نوکری کی فکر کرو۔ جواب دیا کہ میں نوکر ہوگیا ہوں اور پھر بھیجنے والے کے پتے کے بغیر منی آرڈر ملنے شروع ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو ہوا دی۔ بحث و مباحثہ، اور اشتہار بازی شروع کر دی۔ یہ تمام تر تفصیل مرزائی کتب میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے برطانوی سامراج نے مرزا قادیانی کا انتخاب کیوں کیا؟ اس کا جواب بھی خود مرزائی لٹریچر میں موجود ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان جدی پشتی انگریز کا نمک خوار، خوشامدی اور مسلمانوں کا غدار تھا۔ مرزا قادیانی کے والد نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سامراج کو پچاس گھوڑے مع ساز وسامان مہیا کیے اور یوں مسلمانوں کے قتل عام سے اپنے ہاتھ رنگین کر کے انگریز سے انعام میں جائیداد حاصل کی۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ:

''میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمت سرکار میں مصروف رہا۔'' (ستارہ قیصرہ ص۴)

اپنے بارے میں لکھتا ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید وحمایت میں گزرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص:۲۵)

غرض یہ کہ مرزا قادیانی کے گوشت پوست میں انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری رچی بسی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقصد کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا قادیانی پر پڑی چنانچہ اس کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔

جن حضرات کی مرزائیت کے لٹریچر پر نظر ہے، وہ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ہر بات میں تضاد ہے لیکن حرمت جہاد اور فرضیت اطاعت انگریز ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کی کبھی دو رائیں نہیں ہوئیں کیونکہ یہ اس کا بنیادی مقصد اور غرض وغایت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ سرسید احمد خان مرحوم کی روایت جوان کے مشہور مجلہ تہذیب الاخلاق میں چھپ چکی ہے کہ خود سرسید احمد خان سے انگریز وائسرائے نے مرزا قادیانی کی امداد ومعاونت کرنے کا کہا، بقول ان کے انہوں نے نہ صرف رد کر دیا بلکہ اس منصوبے کو بھی افشا کر دیا جس کے نتیجے میں انگریز وائسرائے ہند سرسید احمد خان سے ناراض ہو گئے۔

مرزا قادیانی کے دعوے پر نظر ڈالیے، اس نے بتدریج خادم اسلام، مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، ظلی نبی، مستقل نبی، انبیاء سے افضل، حتیٰ کہ خدائی تک کا دعویٰ کیا۔ یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبہ گہری چال اور خطرناک سازش کے تحت کیا۔

قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے نور ایمانی اور بصیرت وجدانی سے آنجہانی مرزا قادیانی کے دعوے سے بہت پہلے پنجاب کے معروف روحانی بزرگ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے حجاز مقدس میں ارشاد فرمایا:

"پنجاب میں ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے خلاف آپ سے کام لیں گے۔"

بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اس فتنے کے خلاف کام کرنے کی تلقین فرمائی۔

ردقادیانیت کے سلسلے میں امت محمدیہ کے جن خوش نصیب وخوش بخت حضرات نے بڑی تندہی اور جانفشانی سے کام کیا، ان میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا نذیر حسین دہلویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ، جناب مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، پروفیسر محمد الیاس برنیؒ، علامہ محمد اقبالؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا ظفر علی خانؒ، حضرت مولانا مظہر علی اظہرؒ، حافظ کفایت حسینؒ، اور حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ جیسی نابغہ روزگار ہزاروں شخصیات ہیں۔

علمائے لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی گستاخ وبے باک طبیعت کو اس کی ابتدائی تحریروں سے دیکھ کر اس کے خلاف کفر کا فتویٰ سب سے پہلے دے دیا تھا۔ ان حضرات کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور آگے چل کر پوری امت نے علمائے لدھیانہ کے فتوے کی تصدیق وتوثیق کر دی۔

غرض یہ کہ پوری امت کی اجتماعی جدوجہد سے مرزائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں مولانا رشید احمد

گنگوہیؒ، مولانا نذیر حسین دہلویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا سید علی الحائری، سمیت امت کے تمام طبقات کو اپنے سب وشتم کا نشانہ بنایا، کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنہوں نے تحریر وتقریر، مناظرے اور مباہلے کے میدان میں مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو چاروں شانے چت کیا اور یوں اپنے فرض کی تکمیل کر کے پوری امت کی طرف سے شکریے کے مستحق قرار پائے۔

مقدمہ بہاولپور

تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔ اسکی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سن بلوغ کو پہنچ کر ۲۴۔ جولائی ۱۹۲۶ء کو فسخ نکاح کا دعویٰ احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں دائر کر دیا جو ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء ڈسٹرکٹ جج بہاولپور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔ آخر کار ۷۔ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔ بہاولپور ایک اسلامی ریاست تھی۔ اس کے والی جناب نواب صادق محمد خامس عباسی مرحوم ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ خواجہ غلام فرید بہاولپور کے معروف بزرگ، کے عقیدت مند تھے۔ خواجہ غلام فریدؒ کے تمام خلفاء کو مقدمے میں گہری دلچسپی تھی۔ اس وقت جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ارادت مند تھے، لیکن اس مقدمے کی پیروی اور امت محمدیہ کی طرف سے نمائندگی کے لئے سب کی نگاہ انتخاب دیوبند کے فرزند شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر پڑی۔ مولانا غلام محمد صاحبؒ کی دعوت پر اپنے تمام تر پروگرام منسوخ کر کے مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ بہاولپور تشریف لائے تو فرمایا:

''جب یہاں سے بلاوا آیا تو میں ڈھابیل کے لئے پابہ رکاب تھا، مگر میں یہ سوچ کر یہاں چلا آیا کہ ہمارا نامہ اعمال تو سیاہ ہے ہی، شاید یہی بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار بن کر بہاولپور آیا تھا، اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔''

ان کے تشریف لانے سے پورے ہندوستان کی توجہ اس مقدمے کی طرف مبذول ہوگئی۔

بہاولپور میں علم کا موسم بہار شروع ہوگیا۔ اس سے مرزائیت کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ انھوں نے بھی ان حضرات علماء کی آہنی گرفت اور احتسابی شکنجے سے بچنے کے لئے ہزاروں جتن کیے۔

مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا نجم الدینؒ، مولانا ابوالوفا شاہ جہانپوریؒ اور مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وکثر اللہ سعیہم کے ایمان افروز اور کفر شکن بیانات ہوئے، مرزائیت بوکھلا اٹھی۔

ان دنوں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ پر اللہ رب العزت کے جلال اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کا خاص پرتو تھا۔ وہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھے۔ جمال میں آکر قرآن وسنت کے دلائل دیتے تو عدالت کے درودیوار جھوم اٹھتے اور جلال میں آکر مرزائیت کو للکارتے تو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا۔ مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ نے اس مقدمے میں مختار مدعیہ کے طور پر کام کیا۔

ایک دن عدالت میں مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس مرزائی کو للکار کر فرمایا:

"اگر چاہو تو میں عدالت میں یہیں کھڑے ہو کر دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔"

مرزائی کانپ اٹھے، مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت چھا گئی، اور اہل دل نے گواہی دی کہ عدالت میں انور شاہ کشمیریؒ نہیں بلکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل اور نمائندہ بول رہا ہے۔

علمائے کرام کے بیانات مکمل ہوئے، نواب صاحب مرحوم پر گورنمنٹ برطانیہ کا دباؤ بڑھا۔ اس سلسلے میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ لندن گئے ہوئے تھے نواب آف بہاولپور مرحوم بھی گرمیاں اکثر لندن میں گزارا کرتے تھے۔ وہ نواب مرحوم سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں ملے اور مشورہ طلب کیا کہ انگریز گورنمنٹ کا مجھ پر دباؤ ہے کہ ریاست بہاولپور سے اس مقدمے کو ختم کرادیں، تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

سر عمر حیات ٹوانہ نے کہا کہ ہم انگریز کے وفادار ضرور ہیں مگر اپنا دین، ایمان اور عشق

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان سے سودا نہیں کیا، آپ ڈٹ جائیں اور ان سے کہیں کہ عدالت جو چاہے فیصلہ کرے، میں حق وانصاف کے سلسلے میں اس پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا۔

چنانچہ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے ارشاد فرمایا:

''ان دونوں کی نجات کے لئے اتنی بات کافی ہے؟''

جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کو ترغیب وتحریص کے دام تزویر میں پھنسانے کی مرزائیوں نے بہت کوشش کی، لیکن ان کی تمام تدابیر غلط ثابت ہوئیں۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس فیصلے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا، اور اگر فوت ہو جاؤں تو میری قبر پر آ کر یہ فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا محمد صادقؒ نے آپ کی وصیت کو پورا کیا۔ آپ نے اپنے آخری ایام علالت میں دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر بہت سے علماء کے مجمع میں تقریر فرمائی تھی، جس میں نہایت دردمندی ودل سوزی سے فرمایا تھا:

''وہ تمام حضرات جن کو مجھ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلمذ کا تعلق ہے اور جن پر میرا حق ہے، میں ان کو خصوصی وصیت اور تاکید کرتا ہوں کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و پاسبانی اور فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کو اپنا خصوصی وظیفہ بنائیں۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے، ان کو لازم ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی کا کام کریں۔''

یہ مقدمہ حق و باطل کا عظیم معرکہ تھا۔ جب ۷۔ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مرزائیت کے صحیح خدوخال آشکارا ہو گئے۔ بلاشبہ پوری امت جناب محمد اکبر خان جج مرحوم کی مرہون منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل وانصاف، محنت وعرق ریزی سے ایسا فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل کی طرح پیوست ہو گیا۔ یہ فیصلہ قادیانیت پر برق آسمان وبلائے ناگہانی ثابت ہوا۔ مرزائیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر کی سربراہی میں سر ظفر اللہ مرتد سمیت جمع ہو کر اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کی سوچ بچار کی لیکن آخر کار اس نتیجے پر پہنچے کہ فیصلہ اتنی مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر صادر ہوا ہے کہ اپیل بھی ہمارے خلاف جائے گی۔

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیں، کفر ہار گیا، اسلام جیت گیا۔ ایک دفعہ پھر جاء الحق و زھق الباطل کی عملی تفسیر اس فیصلہ کی شکل میں امت کے سامنے آ گئی اور مرزائی فبھت الذی کفر کا مصداق ہو گئے۔ اس تاریخ ساز فیصلے نے چاردانگ عالم میں تہلکہ مچادیا۔ مرزائیوں کی ساکھ روز بروز گرنے لگی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

ہندوستان تقسیم ہوا۔ خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی۔ بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ چودھری سرظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے مرزائیت کے جنازے کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر اندرون و بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز سے تیز تر کر دی۔ ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، امیر کاروان احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، آپ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔ مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالویؒ، مولانا پیر حضرت غلام محی الدین گولڑویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا پیر سرسینہ شریفؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، شیخ حسام الدین، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ اور مولانا اختر علی خانؒ، غرضیکہ کراچی سے لے کر ڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

بلاشبہ یہ برصغیر کی عظیم ترین تحریک تھی، جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ایک لاکھ مسلمانوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے، ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے سنگینوں کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے جذبہ ایمانی سے ختم نبوت کے اس معرکے کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر سامنے آ گیا۔ تحریک کے ضمن میں انکوائری

کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی، عدالتی کارروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء اور وکلاء کی تیاری، مرزائیت کی کتب کے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا اتنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف وہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی رہائش دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ جناب حکیم عبدالمجید سیفی نقشبندی مجددیؒ خلیفہ مجاز خانقاہ سراجیہ نے اپنی عمارت واقع بیڈن روڈ لاہور کو رہنماؤں کے لئے وقف کر دیا۔ تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہو کر ختم نبوت کے عظیم مقصد کیلئے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدلرحیم اشعرؒ اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔ ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کام کی نگرانی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوری، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور سائیں محمد حیاتؒ کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے اس الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہو کر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر ”مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان“ کی بنیاد رکھی۔ اس سے قبل مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، چودھری افضل حقؒ اور خود حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کو جو چرکے لگائے، وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔

قادیان میں کانفرنس کر کے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا۔ نیز مولانا ظفر علی خانؒ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعے ردِ مرزائیت میں غیر فانی کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی۔ مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

”تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلے میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت

اقدس مولانا ابوسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری رہنمائی فرمائی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت اقدس ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا تھا:

"مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے، اسے جاری رکھا جائے، اس لئے کہ اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی۔ اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو کون باقی رہنے دے گا؟

مسجد شہید گنج کے ملبے کے نیچے مجلس احرار کو دفن کرنے والے انگریز اور قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا، جب کہ مرزائیت کی تردید کے لئے مستقل ایک جماعت "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" کے نام سے تشکیل پا کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ ان حضرات نے سیاست سے علیحدگی کا محض اس لئے اعلان کیا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کی ترویج کے سلسلے میں ان کے کوئی سیاسی اغراض و مقاصد ہیں۔ چنانچہ "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی۔ جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے۔ مولانا لال حسین اختر نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کا تعاقب کیا۔ مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش و کاوش کی اور وہ انقلاب کے ذریعے اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں چند سیٹوں میں مرزائی منتخب ہو گئے۔ اقتدار کے نشے اور ایک سیاسی جماعت سے وابستگی نے دیوانہ کر دیا۔ وہ حالات کو اپنے لئے سازگار پا کر انقلاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کی سکیمیں بنانے لگے۔ قادیانی جرنیلوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس نشے میں دھت ہو کر انہوں نے ۲۹۔ مئی ۱۹۷۴ء ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر

قاتلانہ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تحریک چلی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ان دنوں "مجلس ختم نبوت پاکستان" کے امیر تھے۔ ان کی دعوت پر اُمت کے تمام طبقات جمع ہوئے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان تشکیل پائی۔ جس کے سربراہ حضرت شیخ بنوریؒ قرار پائے۔ امت محمدیہ کی خوش نصیبی کہ اس وقت قومی اسمبلی میں تمام اپوزیشن متحد تھی۔ چنانچہ اپوزیشن پوری کی پوری مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان میں شریک ہوگئی۔

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ مذہبی وسیاسی جماعتوں نے متحد ہو کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس وقت قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ، مولانا عبدالحقؒ، جناب پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا صدر الشہید، مولانا عبدالحکیم اور ان کے رفقاء نے ختم نبوت کی وکالت کی۔ متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ نے مرزائیوں کے خلاف قرارداد پیش کی اور پیپلز پارٹی برسراقتدار طبقہ (حکومت) کی طرف سے دوسری قرارداد جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے پیش کی، جو ان دنوں وزیر قانون تھے۔ قومی اسمبلی میں مرزائیت پر بحث شروع ہوگئی۔ پورے ملک میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصراللہ خان، آغا شورش کاشمیریؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مفتی زین العابدین، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا صاحبزادہ فضل رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ فضل رسول حیدر، مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، سید مظفر علی شمسیؒ مولانا علی غضنفر کرارویؒ، مولانا عبدالکریمؒ، بیر شریف، حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی اور مولانا عبدالواحدؒ غرضیکہ چاروں صوبوں کے تمام مکاتب فکر نے تحریک کے الاؤ کو ایندھن مہیا کیا۔

اخبارات ورسائل نے تحریک کی آواز کو ملک گیر بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کا دباؤ بڑھتا گیا۔ ادھر قومی اسمبلی میں قادیانی ولاہوری گروپوں کے سربراہوں نے اپنا اپنا موقف پیش کیا۔ ان کا جواب اور امت مسلمہ کا موقف مولانا سید محمد

یوسف بنوریؒ کی قیادت میں فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا تاج محمودؒ، مولانا سمیع الحق اور قبلہ مولانا سید انور حسین نفیس رقم نے مرتب کیا۔

اسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے چودھری ظہور الٰہی کی تجویز اور دیگر تمام حضرات کی تائید پر قرعہ فال حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے نام نکلا۔ جس وقت انہوں نے یہ محضر نامہ پڑھا، قادیانیت کی حقیقت کھل کر اسمبلی کے ارکان کے سامنے آگئی۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔

نوے دن کی شب و روز مسلسل محنت و کاوش کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں متفقہ طور پر ۷۔ستمبر ۱۹۷۴ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے عبدالحفیظ پیرزادہ کی پیش کردہ قرارداد کو منظور کیا اور مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ **الحمد للّٰہ رب العالمین حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ۔**

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

۱۷۔فروری ۱۹۸۳ء کو محمد اسلم قریشی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کو مبینہ طور پر مرزائی سربراہ مرزا طاہر کے حکم پر مرزائیوں نے اغوا کیا۔ جس کے رد عمل میں پھر تحریک منظم ہوئی۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی رحلت کے بعد سے اس وقت تک ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کی امارت کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ہے۔ اس لئے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی امارت بھی فقیر کے حصے میں آئی۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ فضل ہے جس نے جناب محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلے میں امت محمدیہ کے تمام طبقات کو اتفاق و اتحاد نصیب کر کے ایک لڑی میں پرو دیا اور یوں ۲۶۔اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس صدر مملکت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ہاتھوں جاری ہوا۔ قادیانیت کے خلاف آئینی طور پر جتنا ہونا چاہیے تھا اتنا نہیں ہوا۔ لیکن جتنا ہوا اتنا آج تک کبھی نہیں ہوا تھا۔

آج اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بن چکی ہے اور چار دانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

عزت وناموس کے پھریرے کو بلند کر نیکی سعادتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

ایک بدیہی حقیقت

لیکن یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ان تمام تر کامیابیوں وکامرانیوں میں ''مقدمہ بہاولپور'' کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ختم نبوت کے محاذ پر مضبوط بنیاد اور قانونی واخلاقی بالادستی قادیانیت کے خلاف اسی مقدمہ نے مہیا کی ہے، فیصلہ مقدمہ بہاولپور کئی بار شائع ہوا۔ علمائے کرام کے عدالتی بیانات بھی متعدد بار شائع ہوئے، لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مقدمہ کی تمام تر کارروائی حضرات علمائے کرام کی شہادتیں، بیانات، دلائل اور حقائق مرزائی وکیلوں کے جواب میں بطور جواب الجواب بیانات، جو عدالت کے ریکارڈ پر تھے اور جرح و بحث کی تمام تر تفصیلات سامنے آئیں تاکہ علوم وحقائق کے بے بہا سمندر سے دنیائے اسلام فیضیاب ہو۔ یہ سب کچھ عدالت کے ریکارڈ میں مخفی خزانے کی طرح پوشیدہ تھا، حالانکہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور کی ابتدائی اشاعت کے وقت ہی مولانا محمد صادقؒ نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ تمام تر کارروائی کو شائع کیا جائے گا۔ لیکن کل امر مرهون باوقاتها۔ یہ کام آج تک پورے طور پر نہ ہو سکا تھا۔ اللہ رب العزت نے غیب سے اہتمام فرمایا۔ اسلامی درد اور جذبہ رکھنے والے حضرات کو اللہ رب العزت نے اس کام کی طرف متوجہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسلامک فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی۔ ساٹھ برس کی طویل مدت گزرنے کے بعد روداد مقدمہ حاصل کرنا اور اہل علم حضرات کے لئے مرتب کر کے پیش کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ قدرت الٰہی نے دستگیری فرمائی۔ ان حضرات نے محنت کی۔ کاروان اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا۔ منزل قریب ہوتی رہی۔ مقدمے کی تمام کارروائی حاصل ہوگئی۔ اس کی ترتیب کا کام شروع ہوگیا۔ اسلامک فاؤنڈیشن کے نمائندوں نے اس بارے میں طویل ترین تکلیف دہ سفر برداشت کر کے ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں اصل مرزائی کتب سے حوالہ جات کو بار بار پڑھا، فوٹوسٹیٹ حاصل کیے، شب وروز محنت وعرق ریزی کے بعد اسے کتابت کے لیے دیا گیا تا آنکہ اس وقت دو ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ تیار ہو

کر منصۂ شہود پر آ گیا ہے۔ اسلامک فاؤنڈیشن کے حضرات کی روشن دماغی اور اپنے مشن سے اخلاص کی بدولت ملک عزیز کے نامور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حضرات کی سرپرستی فرمائی۔ ان جیسے متبحر عالم حق کی سرپرستی ہی اس تاریخی دستاویز کی صحت وتوثیق کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

اس تاریخی دفینے اور علم و معرفت کے عظیم خزینے کو مرتب کر کے پیش کرنا بلاشبہ اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک تاریخی، گرانقدر کارنامہ ہے جس پر پوری امت کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔

قادیانیت جس طرح آج پوری دنیا میں رسوائی کا شکار ہے، اس کی بنیاد ہی اسی مقدمے نے مہیا کی تھی اور اب قادیانیت کا اختتام بھی اسی مقدمے کی اشاعت سے ہی ہوگا۔

آخری گزارش

ختم نبوت سے وحدت امت کا راز وابستہ ہے۔ فتنہ انکار ختم نبوت ملی وحدت کو پارہ پارہ کرنیکی ناپاک استعماری سازش تھی۔ آج کے تمام طبقات و مکاتب فکر مل کر ہی باہمی اتحاد واعتماد سے اس فتنہ کو ختم کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اکابر کی اس سنت کو زندہ رکھنے کی حکمت عملی کو اپنایا ہوا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کسی ایک فرقے کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوشش وکاوش اور اجتماعی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا باعث ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خانؒ، بانی خانقاہ سراجیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہؒ خانقاہ سراجیہ، مولانا تاج محمود امروٹیؒ، مولانا غلام محمد دین پوریؒ، مولانا رسول خان صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت پیر جماعت علی شاہ شہیدؒ، پیر آف پگاڑہ شریف، حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ، حضرت پیر جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین تکوینی طور پر اس محاذ کے انچارج تھے۔

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت مرزائیت کے تعاقب کے لئے تشکیل دی تھی، جس میں حضرت مولانا بدرعالمؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے حضرات شامل تھے جو قادیانیت سے تحریری و تقریری مقابلے کرتے تھے۔ اللہ رب العزت سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

اللہ رب العزت کا فضل و احسان ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے قیادت وسیادت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جب کہ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد تقی عثمانی آپ کے ساتھ تھے۔ آج مولانا محمد انور شاہ کشمیری ہی کے شاگرد مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی کی سرپرستی میں یہ عظیم معرکہ سر کیا گیا ہے۔

کروڑوں رحمتیں ہوں ان تمام مقدس حضرات پر جن کی شب و روز کی اخلاص بھری محنت رنگ لائی۔ آج قادیانی پوری دنیا میں روسیاہ ہو رہے ہیں۔ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک کشف ہے کہ:

”ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مرزائیت نام کی کوئی چیز تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے گی۔“

وہ وقت قریب آن پہنچا ہے کہ مرزائیت کا فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہونے والا ہے۔ اسلامیان عالم ہمت کریں۔ آگے بڑھیں، منزل قریب تر ہے۔ رحمت حق انتظار کر رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مژدہ جاں فزا ملنے والا ہے۔ اللہ رب العزت ہماری ان حقیر محنتوں کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی رضا کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم و علی آلہ و صحبہ و اتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین. آمین. آمین. آمین۔

نوٹ: ذیل کا مضمون حافظ نذیر احمد صاحب نقشبندی گوجرانوالہ کا مرتب کردہ شامل اشاعت ہے جو یہ ہے۔)

مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا قیام

قیام پاکستان کے ساتھ ہی حضرت امیر شریعتؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے قادیانیت کے احتساب کا عمل تیز کر دیا تھا۔

۱۹۵۲ء میں کوئٹہ کے اجلاس میں قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود نے اعلان کیا کہ ہم ۱۹۵۲ء میں تمام بلوچستان کو احمدی صوبہ بنا دیں گے۔ یہ اعلان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت رکھنے والے علمائے کرام پر صاعقہ بن کر گرا۔ اب اس بات کی ضرورت تھی کہ اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مستقل جماعت ہو جبکہ اس فتنے کی سرپرستی امریکہ، فرانس، برطانیہ، اسرائیل اور روس وغیرہ تمام غیر مسلم کر رہے تھے۔ ان حالات میں بطل حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قدم اٹھایا۔ علماء کو اکٹھا کیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ قیام فرمایا۔ جس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کی ترویج اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی اور مسلمانوں کو اس فتنے کے جال سے بچانا تھا جو کہ قادیانی تعلیم یافتہ نوجوان کو نوکری اور چھوکری کے لالچ میں ورغلا کر دین وایمان سے خالی کر رہے تھے۔ اس جماعت کی بے سروسامانی اور جماعت کے رہنماؤں کے توکل علی اللہ کی انتہاء دیکھئے کہ قادیانیت جس کی سرپرستی بیک وقت کئی سلطنتیں کر رہی تھیں، مجلس کے لیے دفتر کرائے پر لیا گیا اور کام شروع کر دیا گیا۔ پورے پاکستان میں قادیانیوں کا تعاقب کیا گیا۔ عوام الناس کو اس فتنے کے عقائد وعزائم سے آگاہ کیا گیا۔ ملک گیر تحریکیں چلائی گئیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے فارغ ہوتے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دستور مرتب کیا گیا اور باضابطہ انتخاب کرایا گیا چنانچہ:

۱:..... ۱۶۔ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۳۔ دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر اول مقرر ہوئے۔

۲:..... ۱۲۔ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۹۔ مارچ ۱۹۶۳ء کو حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ امیر دوم مقرر ہوئے۔

۳:..... ۹۔ شعبان ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳۔ نومبر ۱۹۶۶ء کو حضرت مولانا محمد علی

۲ جالندھریؒ امیر سوم مقرر ہوئے۔

۴:.....۲۴۔صفر ۱۳۹۱ھ بمطابق ۲۱۔اپریل ۱۹۷۱ء کو حضرت مولانا لال حسین اخترؒ امیر چہارم مقرر ہوئے۔

۵:.....۲۹۔ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۱۔جون ۱۹۷۳ء کو حضرت مولانا محمد حیاتؒ امیر پنجم مقرر ہوئے۔

۶:.....۵۔ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹۔اپریل ۱۹۷۴ء کو سید محمد یوسف بنوریؒ امیر ششم مقرر ہوئے۔

۷:.....۵۔ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹۔اپریل ۱۹۷۴ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نائب امیر اول مقرر ہوئے۔

۸:.....۳۔ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۷۔اکتوبر ۱۹۷۷ء کو قبلہ حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر ہفتم مقرر ہوئے۔

یہ تمام حضرات اپنے اپنے دور امارت میں بھرپور جدوجہد کرتے رہے جس کے نتیجے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور (حضرت قبلہ مولانا ابوالخلیل) خان محمد صاحب مدظلہم العالی کے دور میں عظیم الشان کامیابیاں عطا فرمائیں۔

۱:.....۱۹۷۴ء میں ختم نبوت تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں پاکستان کی منتخب اسمبلی نے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ تسلیم کرکے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر انہیں ۷۔ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا۔

۲:.....قومی اسمبلی پاکستان کے ۷۔ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کے بعد عالم اسلام نے حکومت پاکستان کو مبارکباد کے تار دیئے اور اکثر اسلامی ممالک نے یکے بعد دیگرے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے فیصلے پر پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنے اپنے ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

۳:.....جنوری ۱۹۷۵ء میں چناب نگر (ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا گیا جو کہ پاکستان کے بننے سے لے کر اس وقت تک قادیانیوں کی ریاست تھی اور کوئی مسلمان وہاں نہیں جاسکتا تھا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ جنوری ۱۹۷۵ء کا پہلا جمعہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان'' کے مبلغ نے دفتر ٹاؤن کمیٹی کے باہر لان میں پڑھایا۔

۴:......حکومت نے مسلم کالونی چناب نگر کے لئے کافی رقبہ مختص کیا جس میں مساجد، ڈاکخانہ اور سکولز کے لئے پلاٹ تھے، مجلس کو ۹ کنال اراضی برائے تعمیر جامع مسجد و مدرسہ عربیہ الاٹ کر کے قبضہ دے دیا۔ ریلوے اسٹیشن پر مجلس نے عظیم الشان مسجد محمدیہ تعمیر کی اور ۹ کنال اراضی پر بھی مسلم کالونی میں مدرسہ اور مسجد تعمیر کی جو الحمدللہ چناب نگر (ربوہ) میں اہل اسلام کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ دومنزلہ مدرسہ کی عمارت ہے۔ سینکڑوں مسافر بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ بچیوں کے لئے علیحدہ تعلیم کا انتظام ہے۔ یہ مدرسہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحق ہے۔ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین کا شعبہ قائم ہے۔ ہر سال ۵ سے ۲۸ شعبان تک سینکڑوں طلباء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔ ہزاروں علماء وطلباء اس سے فیضیاب ہوچکے ہیں۔

۵:......اسی سال جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج ہوا۔ مجلس کی مساعی سے قادیانیوں کے ہر دو فریق لاہوری اور قادیانی کے لیے علیحدہ اقلیت کے ووٹ فارم طبع ہوئے اور مسلمانوں کے ووٹ فارم پر ترمیم ۱۹۷۴ء کے الفاظ کا حلف نامہ دیا گیا۔

اس کے بعد قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی کے دور میں اللہ تعالیٰ نے مزید بے شمار کامیابیاں عطا فرمائیں۔

۶:......چناب نگر (ربوہ) میں پہلی ختم نبوت کانفرنس ۲۔۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسلم کالونی (ربوہ) میں منعقد ہوئی۔ جس میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور اہلحدیث سمیت تمام دینی جماعتوں کے سربراہ اور نمائندگی کے سربراہ اور نمائندگان سندھ، سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے نامور خطیب و سجادہ نشین اور مشائخ کرام، اکابرین ملت، جج، وکلاء، دانشور، صحافی اور سعودی عرب کے مشائخ و نمائندگان وفاقی کونسل کے اراکین حکومت پاکستان کے نمائندگان شریک ہوئے۔ چناب نگر (ربوہ) کی تاریخ میں یہ پہلی مثالی کانفرنس ہوئی۔ اتحاد امت مسلمہ کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ الحمدللہ ۱۹۸۲ء سے لے کر آج تک ہر سال نہایت شان و شوکت کے ساتھ بدستور اکتوبر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس یہاں منعقد ہورہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔

۷:......قیام پاکستان ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک ہر سال چناب نگر (ربوہ) میں مرزائیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا، اس پر پابندی لگ گئی، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا۔

۸:......مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتویں امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب

مدظلہ کی زیر قیادت ۱۹۸۴ء میں تیسری بار تحریک ختم نبوت چلی۔ بالآخر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶۔ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے، اذان دینے، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روک دیا گیا۔ نیز ان کی تبلیغی وارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی۔

۹:...... یکم مئی ۱۹۸۴ء کو ختم نبوت کے سب سے بڑے مجرم اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان سے مجرمانہ اور بزدلانہ طور پر فرار ہوکر لندن میں اپنے اصلی آقاؤں انگریزان برطانیہ کے پاس پناہ لی اور وہاں اپنی شیطنت کا سلسلہ شروع کیا۔

۱۰:...... قادیانیت کے تعاقب میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین وفد یکے بعد دیگرے ۱۹۸۵ء میں لندن گئے۔ جن میں تحفظ ختم نبوت کے امیر قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ العالی، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ، عبدالرحمٰن یعقوب باوا، اور مولانا اللہ وسایا ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت شامل تھے۔ ہر سہ وفود نے لندن سے گلاسگو تک پورے انگلستان کا دورہ کیا۔ ہر مقام پر عظیم الشان اجتماع ہوئے۔ اس طرح انگلستان کے لاکھوں مسلمانوں تک عقیدہ ختم نبوت کا پیغام پہنچایا گیا اور فتنہ قادیانیت کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا گیا۔

۱۱:...... ۸۶، ۱۹۸۵ء میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی، ان حضرات نے فتنہ قادیانیت کے سلسلے میں برطانیہ، موریشس، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، کینیڈا، اسپین، فرانس اور جنوبی افریقہ، سعودی عرب، عرب امارات خاص طور پر ابوظہبی اور قطر کا تبلیغی دورہ کیا۔

حضرت قبلہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر مرکزیہ اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نائب امیر بھی وفد کی معاونت کے لئے بعض ممالک میں تشریف لے گئے۔ ہر ملک میں عام اجتماعات سے خطاب ہوئے، تعلیمی لیکچرز ہوئے اور مساجد میں حلقہ ہائے درس قائم کئے گئے اور خصوصی مجالس منعقد ہوئیں، جن میں سوالات و جوابات کا سلسلہ ہوتا رہا۔ ان مجالس کی خصوصیت یہ تھی کہ قادیانی بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور سوالات و جوابات کا سلسلہ ہوتا رہا، چنانچہ بہت سے متذبذب لوگ پختہ مسلمان ہوگئے اور کچھ قادیان مطمئن ہوکر مسلمان ہوگئے۔ الحمدللہ

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی بھی ایسا براعظم نہیں جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا کام نہ ہو رہا ہو۔ یورپ، ایشیاء، جنوبی امریکہ، شمالی امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ گویا چہار دانگ عالم میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا شرف مجلس تحفظ ختم نبوت کو حاصل ہے اور اسی لیے اس کا نام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رکھ لیا گیا ہے۔

ناموس رسالت کا تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی نہایت ہی عظیم الشان اور مبارک کام ہے۔ نبوت و رسالت کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی تکمیل و خاتمیت تاجدار ختم نبوت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی۔ سیدنا آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد اب قیامت تک کسی کو منصب نبوت و رسالت عطا نہیں کیا جائے گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا چودہ سو سالہ متفقہ عقیدہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے مبارک زمانہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کو پھیلانے، شرک و کفر کو مٹانے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے جتنی لڑائیاں اور جنگیں ہوئیں، ان سب میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریباً ۲۵۹ کے لگ بھگ ہے۔ جب کہ زمانہ خلافت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ہم خیال منکرین ختم نبوت کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو جنگ لڑی گئی صرف اس ایک جنگ میں مرتبہ شہادت سے سرفراز ہونے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ۱۲۰۰ سے زیادہ تھی۔ جن میں ۷۰۰ شہداء حفاظ و قراءِ قرآن کریم تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کو پورے اسلام کے دفاع کے لئے اتنی قربانی نہیں دینی پڑی جتنی صرف عقیدہ ختم نبوت کے لئے دینی پڑی۔

وہ لوگ حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کریں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مبارک کام پر لگایا۔ وہ قرآن کی بشارت **یحبھم و یحبونہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ** ان سے محبت فرماتے ہیں، اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں کے مصداق ہیں۔ اور وہ دنیا میں بھی آنحضرت ختمی مرتبت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عنایات والطاف کا مورد ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت ورضوان کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔ کیونکہ ان کے سرکردہ اور مقتدا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان سب کو پوری امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ دنیا وآخرت میں ان کو اپنے الطاف کریمانہ سے نوازیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت وعنایات انہیں نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمۃ نبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ التسلیم۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ آئینہ جلوۂ کبریا عکس نور خدا آپ کی ذات ہے
آپ ہادی بھی ہیں آپ برہان بھی آپ قاری بھی ہیں آپ قرآن بھی
کوئی عالم ہو انسانیت کے لئے رہبر و رہنما آپ کی ذات ہے
آپ شاہد بھی ہیں آپ مشہود بھی آپ حامد بھی ہیں آپ محمود بھی
حرف آخر ہے جو حشر تک کیلئے خاتم الانبیاء آپ کی ذات ہے
تاج سر پہ سجا کس کے لولاک کا کس کو مژدہ ملا سیر افلاک کا
کون محرم ہوا سدرہ پاک کا شاہد منتہے آپ کی ذات ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ مقدمہ بہاولپور

تقریب

بہاولپور شمالی پنجاب کی ریاستوں میں سے سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے۔ جس کو معدلت گستر تاجدار عباسی نواب حاجی سر صادق محمد خان صاحب بالقابہ ادام اللہ اقبالہ وملکہ کی قلمرو ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہ بصیرت افروز فیصلہ اس سرزمین معدلت آئین کے ایک روشن ضمیر دقیق النظر فاضل جج کی کامل دو سال کی تحقیق شرعی کا صحیح نتیجہ ہے۔

جب مسل مقدمہ ہذا عدالت عالیہ دربار معلے سے بایں حکم عدالت ڈسٹرکٹ جج صاحب میں واپس ہوئی کہ مستند مشاہیر علماء ہند کی شہادت لے کر بروئے احکام شرح شریف فیصلہ کیا جاوے تو صاحب ممدوح نے علامۃ العصر حضرت شیخ الجامع صاحب وحضرت مولانا محمد حسین صاحب کولوتارڑ مبلغ اسلام کی شہادت لینے کے بعد فریقین کو اپنے اپنے مسلک کے مستند اور مشاہیر علماء کو بغرض شہادت پیش کرنے کا حکم دیا۔

مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری، حضرت مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند پیش ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے تمام ہندوستان کی توجہ کے لئے جذب مقناطیسی کا کام کیا۔ اسلامی ہند میں اس مقدمہ کو غیر فانی

شہرت حاصل ہوگئی۔ حضرات علماء کرام نے اپنی اپنی شہادتوں میں علم وعرفان کے دریا بہائے اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کا کفر وارتداد روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا اور فریق مخالف کی جرح کے نہایت مسکت جواب دیئے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہادت میں ایمان، کفر، نفاق، زندقہ، ارتداد، ختم نبوت، اجماع، تواتر، متواترات کے اقسام وحی، کشف، الہام کی تعریفات اور ایسے اصول وقواعد بیان فرمائے جن کے مطالعہ سے ہر ایک انسان علیٰ وجہ البصیرت بطلانِ مرزائیت کا یقین کامل حاصل کر سکتا ہے۔

پھر فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی مقدمہ کی پیروکاری اور شہادت پر جرح کرنے اور قادیانی دجل وتزویر کو آشکارا کرنے کے لئے شہرۂ آفاق مناظر حضرت مولانا ابوالوفاء صاحب نعمانی، شاہجہان پوری تشریف لائے۔ مولانا موصوف مختار مدعیہ ہو کر تقریباً ڈیڑھ سال مقدمہ کی پیروکاری فرماتے رہے۔ فریق ثانی کی شہادت پر ایسی باطل شکن جرح فرمائی جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل وفریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کر کے فرقہ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد آشکار عالم کر دیا۔ فریقین کی شہادت کے ختم ہونے کے بعد مولانا موصوف نے مقدمہ پر بحث پیش کی اور فریق ثانی کی تحریری بحث کا تحریری جواب الجواب نہایت مفصل اور جامع پیش کیا کامل دو سال کی تحقیق وتنقیح کے بعد عالی جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر نے اس تاریخی مقدمہ کا بصیرت افروز فیصلہ ۷۔ فروری ۱۹۳۵ء کو بحق مدعیہ سنایا۔ یہ فیصلہ اپنی جامعیت اور قوت استدلال کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر وبے بدیل ہے۔

نقل تجویز اخیر باجلاس عالی جناب منشی محمد اکبر خان صاحب (بی۔اے، ایل۔ایل۔بی)

ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور

مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش ذات ملانہ عمر 18/19 سال سکنہ احمد پور شرقیہ بمختاری الٰہی بخش ولد محمود ذات ملانہ ساکن احمد پور شرقیہ معلم مدرسہ عربیہ

(بنام) عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد ذات باجہ عمر ۲۳ سال ساکن موضع مہند تحصیل احمد پور شرقیہ، حال مقیم میلسی شہر گنج ریڈر سب ڈویژن انہار میلسی ضلع ملتان (دعویٰ

دلانے ڈگری استقرار یہ مشعر تنسیخ نکاح فریقین بوجہ ارتداد و شوہر م مدعاعلیہ

واقعات مختصراً یہ ہیں۔ کہ مولوی الٰہی بخش والد مدعیہ اور مولوی عبدالرزاق مدعاعلیہ باہمی رشتہ دار ہیں اور ابتداءً یہ دونوں علاقہ ڈیرہ غازی خان میں رہتے تھے۔ عبدالرزاق کی ہمشیرہ مولوی الٰہی بخش سے بیاہی ہوئی تھی۔ اور مولوی الٰہی بخش نے اپنی لڑکی مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ کا نکاح اس کے ایام نابالغی میں عبدالرزاق مدعاعلیہ سے کر دیا تھا۔

اس نے اپنے سابقہ اعتقادات سے انحراف کر کے مرزائی مذہب اختیار کر لیا اور وہاں اپنے قادیانی۔ مرزائی ہونے کا اعلان بھی کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے مولوی الٰہی بخش سے مدعیہ کے رخصتانہ کے متعلق استدعا کی۔ تو اس نے یہ جواب دیا کہ جب تک وہ مرزائی مذہب ترک نہ کرے گا مدعیہ کا بازو اس کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔

مدعیہ کے اس رخصتانہ کے سوال پر والد مدعیہ اور مدعاعلیہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی۔ اور والد مدعیہ نے مدعیہ کی طرف سے بحیثیت اس کے مختار کے ۲۴۔ جولائی ۱۹۲۶ء کو مدعاعلیہ کے خلاف یہ دعویٰ بدیں بیان دائر کیا کہ مدعیہ اب تک نابالغ رہی ہے۔ اب عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے۔ مدعاعلیہ ناکح مدعیہ نے مذہب اہل سنت والجماعت ترک کر کے قادیانی' مرزائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور اس وجہ سے وہ مرتد ہوگیا ہے۔ اس کے مرتد ہو جانے کے باعث مدعیہ اب اس کی منکوحہ نہیں رہی۔ کیونکہ وہ شرعاً کافر ہوگیا ہے اور بموجب احکام شرع شریف بوجہ ارتداد مدعاعلیہ مدعیہ مستحق انفراق زوجیت ہے۔ اس لئے ڈگری تنسیخ نکاح بحق مدعیہ صادر کی جاوے اور یہ قرار دیا جائے۔ کہ مدعیہ بوجہ مرزائی ہو جانے مدعاعلیہ کے اس کی منکوحہ جائز نہیں رہی اور نکاح بوجہ ارتداد مدعاعلیہ قائم نہیں رہا۔

مدعاعلیہ نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ اس نے کوئی مذہب تبدیل نہیں کیا اور نہ ہی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے بلکہ وہ بدستور مسلمان اور احکام شرعی کا پورا پابند ہے۔ احمدی کوئی علیحدہ مذہب نہیں' نہ وہ مرزائی ہے نہ قادیانی نکاح ہر صورت میں جائز اور قابل تکمیل ہے۔ عقائد احمدیہ کی وجہ سے جو صلاحیت مذہبی کی طرف رجوع دلاتے ہیں وہ مرتد نہیں ہو جاتا۔ عدالت عالیہ چیف کورٹ بہاولپور' مدارس اور دیگر ہائی کورٹوں سے یہ امر

فیصلہ پا چکا ہے کہ جماعت احمدیہ کے مسلمان اصلاح یافتہ فرقہ میں سے ہے۔ مرتد یا کافر نہیں ہیں۔ دعویٰ ناجائز اور قابل اخراج ہے۔

یہ دعویٰ ابتداءً منصفی احمد پور شرقیہ میں دائر ہوا تھا۔ منصف صاحب احمد پور شرقیہ نے فریقین کے مختصر سے بیانات قلمبند کرنے کے بعد ۱۴۔ نومبر ۱۹۲۶ء کو حسب ذیل امور تنقیح طلب قرار دیئے۔

۱- کیا مدعا علیہ مذہب قادیانی یا مرزائیت اختیار کر چکا ہے اور اس لئے ارتداد لازم آتا ہے۔

مدعا علیہ نے ۵۔ دسمبر ۱۹۲۶ء کو یہ بیان کیا کہ یہ درست ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود تسلیم کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی انہیں نبی بھی مانتا ہے۔ اس معنٰے میں کہ مرزا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابعدار ہیں۔ اور آپ کی شریعت کے پیرو میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے آپ نبوت کے درجہ پر فائز ہوئے اور اس وقت تک اس کا یہی اعتقاد ہے۔ گویا وہ سلسلہ احمدیت میں منسلک ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ یہ بھی مانتا ہے کہ ان پر بمثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے نزول ملائکہ و جبرئیل علیہ السلام ہوتا تھا۔

مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعۂ جامع عباسیہ بہاولپور کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا قادیانی عقائد کے مطابق یہ ایمان ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آیا ہے اور اس پر وحی نازل ہوئی ہے تو ایسا شخص چونکہ ختم نبوۃ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اور ختم نبوۃ اسلام کے ضروریات میں سے ہے لہٰذا وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ہر تاریخ سماعت پر لوگ جوق در جوق کمرہ عدالت میں آنے لگے۔ چنانچہ عوام کی اس دلچسپی اور مذہبی جوش کو مدنظر رکھتے ہوئے حفظ امن قائم رکھنے کی خاطر پولیس کی امداد کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اور عدالت ہذا کی تحریک پر صاحب بہادر کمشنر پولیس کی طرف سے ہر تاریخ پیشی پر پولیس کا خواطر خواہ انتظام کیا جاتا رہا۔

اب مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ

آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آسمان پر زندہ ہیں۔ آسمان سے نزول فرماویں گے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چل کر لوگوں کو راہ ہدایت دکھلائیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر چلنے کی وجہ سے اُمتی نبی کہلائیں گے۔

اب انیسویں صدی کے آخیر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو مدعا علیہ کے پیشوا ہیں۔ ان روایات کی جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں میں مشہور چلی آتی تھیں۔ یہ تعبیر کی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام جو مسیح ناصری تھے فوت ہو چکے ہیں۔

مرزا صاحب کے اعتقادات شرعاً درست نہیں ہیں' بلکہ کفر کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اس لئے ان کو نبی تسلیم کرنیوالا اور ان کی تعلیم پر چلنے والا بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے اور کسی سُنی عورت کا نکاح جو قبل از ارتداد اس کے ساتھ ہوا ہو۔ شرعاً قائم نہیں رہتا اور اس اصول کے تحت مدعیہ کا نکاح مدعا علیہ کے قادیانی' مرزائی ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ قائم نہیں رہا۔ لہٰذا ڈگری انفراق زوجیت دی جاوے۔

مدعیہ کی طرف سے چھ گواہان ذیل مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور مولوی محمد حسین صاحب سکنہ گوجرانوالہ' مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری' سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری' مولوی نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور پیش ہوئے۔

مدعیہ کی طرف سے مذہب اسلام کے جو اہم اور بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ وہ سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں مفصل درج ہیں۔ یہاں ان کا مختصراً اعادہ کیا جاتا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کے معنے یہ ہیں کہ کسی کے قول کو اس کے اعتماد پر باور کر لیا جاوے اور کہ غیب کی خبروں کو انبیاء کے اعتماد پر باور کر لینے کو ایمان کہتے ہیں اور حق ناشناسی۔ یا منکر ہو جانے یا مکر جانے کو کفر کہتے ہیں۔ ہمارے دین کا ثبوت دو طرح سے ہے یا تواتر سے یا خبر واحد سے تواتر اسے کہتے ہیں۔ کہ کوئی چیز نبی کریم سے ایسی ثابت ہوئی ہو اور ہم تک علی الاتصال پہنچی ہو۔ کہ اس میں خطا کا احتمال نہ ہو۔ یہ تواتر چار قسم کا ہے۔ تواتر اسنادی' تواتر طبقہ' تواتر قدر مشترک اور تواتر توارث۔

تواتر اسنادی اسے کہا جاتا ہے کہ جو صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہو۔

تواتر طبقہ اسے کہتے ہیں کہ جب یہ معلوم نہ کہ کس نے کس سے لیا۔ بلکہ یہی معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی سے سیکھا۔ جیسا کہ قرآن مجید کا تواتر۔

تواتر قدر مشترک یہ ہے کہ حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں۔ اس میں قدر مشترک متفق علیہ حصہ وہ حاصل ہوا جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات' جو کچھ متواتر ہیں اور کچھ خبر احاد میں ان اخبار احاد میں اگر کوئی مضمون مشترک ملتا ہے۔ تو وہ قطعی ہو جاتا ہے اس کی مزید تشریح مولوی مرتضٰی حسن صاحب گواہ مدعیہ نے یہ کی ہے کہ بعض ایسی احادیث جو باعتبار لفظ اور سند کے متواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنے کے متواتر ہو جاتی ہیں۔ اگر ان معنوں کو اتنی سندوں سے اور اتنے راویوں نے بیان کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

تواتر توارث اسے کہتے ہیں کہ نسل نے نسل سے لیا ہو۔ اور یہ تواتر اس طرح سے ہے کہ بیٹے نے باپ سے لیا اور باپ نے اپنے باپ سے۔ ان جملہ اقسام کے تواتر کا انکار کفر ہے۔ اگر متواترات کے انکار کو کفر نہ کہا جائے تو اسلام کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ ان متواترات میں تاویل کرنا مطلب بگاڑنا' کفر صریح ہے اور متواترات کو تاویل سے پلٹنا بھی کفر ہے۔ کفر کبھی قولی ہوتا ہے اور کبھی فعلی' مثلاً کوئی شخص ساری عمر نماز پڑھتا رہے اور ۳۰ سال کے بعد ایک بت کے آگے سجدہ کر دے۔ تو یہ کفر فعلی ہے۔ کفر قولی یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ خدا کے ساتھ صفتوں میں یا فعل میں کوئی شریک ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کفر قولی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت محمد مصطفٰے) صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نیا پیغمبر آئے گا کیونکہ تواتر توارث کی ذیل میں ساری اُمت اس علم میں شریک رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اسی طرح کوئی شخص اگر اپنے مسادی سے کہہ دے کہ کلمہ بکا۔ تو وہ کوئی چیز نہیں۔ استاد اور باپ سے کہے۔ تو اسے عاق کہتے ہیں۔ پیغمبر کے ساتھ یہ معاملہ کرے۔ تو کفر صریح ہے۔

نبوت کے ختم ہونے کے بارے میں ہمارے پاس کوئی دو سو حدیثیں ہیں۔ قرآن مجید ہے اور اجماع بالفصل ہے اور ہر نسل اگلی نے پچھلی سے اس کو لیا ہے اور کوئی مسلمان جو

اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس عقیدہ سے غافل نہیں رہا۔ اس عقیدہ کی تحریف کرنا اور اس سے انحراف کرنا صریح کفر ہے۔ اسلام ہے شناخت مسلمانوں کی۔ اور مسلمانوں کے اشخاص شناخت ہیں۔ اسلام کی اگر اجماع کو درمیان میں سے اٹھادیا جاوے تو دین ڈہ گیا۔

جو دین محمدی کا اقرار نہ کرے اسے کافر کہتے ہیں۔ جسے اندر سے اعتقاد نہ ہو' زبان سے کہتا ہو' اسے منافق کہتے ہیں' جو زبان سے اقرار کرتا ہو۔ لیکن دین کی حقیقت بدلتا ہو اسے زندیق کہتے ہیں اور وہ پہلی دو قسموں سے زیادہ شدید کافر ہے۔

ارتداد کے معنی یہ ہیں کہ دین اسلام سے ایک مسلمان کلمہ کفر کہہ کر اور ضروریات و متواترات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر کے خارج ہو جائے گا اور ایمان یہ ہے کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں اور اس کا ثبوت بدیہات اسلام سے ہے اور ہر مسلمان خاص و عام اسے جانتے ہیں اس کو تصدیق کرنا۔

ضروریات دین وہ چیز ہیں کہ جن کو خواص وعوام پہنچانیں کہ یہ دین سے ہیں۔ جیسے اعتقاد توحید کا' رسالت کا' اور پانچ نمازوں کا اور مثل ان کے اور چیزیں۔

شریعت کے اگر کسی لفظ کو بحال رکھا جا کر اس کی حقیقت کو بدل دیا جاوے اور وہ معاملہ متواترات سے ہو تو وہ کفر صریح ہے۔ کفر و ایمان کی اس شرعی حقیقت کے بیان کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک مسلمان بعض قسم کے افعال یا اقوال کی وجہ سے کافر اور خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

ختم نبوۃ کا عقیدہ بایں معنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔ بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے ان اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصولی عقائد میں سے سمجھا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر آج تک نسلاً بعد نسل ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے۔

اور یہ مسئلہ قرآن مجید کی بہت سے آیات سے اور احادیث متواتر المعنی سے اور قطعی اجماع امت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے اور اس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس میں قبول نہیں کی گئی۔ اس میں اگر کوئی تاویل یا تخصیص نکالی جاوے، تو

وہ شخص ضروریات دین میں تاویل کرنے کی وجہ سے منکر ضروریات دین سمجھا جائے گا۔

یہ اصول ہیں جن کے تحت میں اور بھی ایسے بہت سے فروع موجود ہیں۔ جو مستقل موجبات کفر ہو سکتے ہیں۔

فریق ثانی کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر۔ اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور بعث بعد الموت پر اور تقدیر پر یقین رکھا جاوے۔ اور اسلام گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز کا ادا کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ شریف کا حج ادا کرنا اگر استطاعت ہو، اور جو شخص زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور دل سے اس کے مطالب کی تصدیق کرے۔ تو ایسا شخص یقینی طور پر مومن ہے۔ اگرچہ وہ فرائض اور محرمات سے بے خبر ہو اور اسلام کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض اور محرمات بیان کئے ہیں کہ بعض اشیاء حلال اور بعض حرام ہیں۔ ان پر بلا کسی اعتراض کے اپنی رضامندی کا اظہار کیا جاوے اور جو شخص ان اعمال صالحہ کا پابند ہو کہ جو قرآن مجید میں ایک مومن کا طغرائے امتیاز قرار دیئے گئے ہیں تو وہ شخص مومن اور مسلمان ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان باتوں پر فریق ثانی کا عقیدہ ان اصولوں کے تحت جو فریق مدعیہ کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں ویسا ہی ہے جیسا کہ دیگر عام مسلمانوں کا، یا کہ اس سے مختلف کیونکہ مدعیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن و حدیث کے اتباع کا دعویٰ بھی کرے لیکن ان کی ایسی تاویل اور تحریف کر دے کہ جس سے ان کے حقائق بدل جائیں تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا۔

مدعیہ کی طرف سے دین اسلام کے ثبوت کے متعلق جو بنیادی اصول اور قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا مدعا علیہ کی طرف سے کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیا گیا حالانکہ تواتر اور اجماع کے اصولوں کو خود ان کے پیشوا، مرزا غلام احمد صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب ایام الصلح میں لکھتے ہیں کہ وہ امور جو اہلسنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے۔ ایک دوسری کتاب انجام آتھم میں لکھتے

ہیں کہ جو شخص اس شریعت پر مقدار ایک ذرہ کے زیادتی کرے۔ یا اس میں سے کمی کرے یا کسی عقیدہ اجماعیہ کا انکار کرے۔ اس پر اللہ کی لعنت اور ملائکہ کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت۔ یہ میرا اعتقاد ہے اور کتاب ازالہ الاوہام صفحہ ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ تواتر کی جو بات ہے وہ غلط نہیں ٹھہرائی جاسکتی اور تواتر اگر غیر قوموں کا بھی ہو۔ تو وہ بھی قبول کیا جائے گا۔ مدعیہ کے گواہان کے بیان کردہ اصول اور قواعد کے مقابلہ میں مدعا علیہ کے گواہان نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ علماء اور ائمہ کی اندھی تقلید نہایت مذموم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے علماء جو کچھ تفسیروں میں لکھ گئے ہیں۔ ہم آنکھ بند کر کے ان پر ایمان لے آویں۔

گواہ مذکور کے نزدیک قرآن مجید کے سوا اور کوئی چیز مسلم نہیں۔ سوائے اس کے کہ جو قرآن مجید سے تطابق رکھتی ہو اور جو قرآن شریف کو پڑھتا ہے وہ خود تطابق کر سکتا ہے اور میرے لئے قرآن شریف کی مطابقت دیکھنے کے لئے میرے واجب الاطاعت اماموں کی بیان فرمودہ مطابقت یا میری اپنی مطابقت مسلم ہے۔

اگر ان اصولوں کو جو فریق ثانی کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں بروئے کار لایا جاوے تو دین نہ صرف دین کہلائے جانیکا ہی مستحق نہیں رہتا۔ بلکہ ایک مضحکہ انگیز بن جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ اس میں کوئی یکسانیت پیدا کی جاسکے۔ ہر شخص انفرادی حیثیت سے اپنی منشاء کے مطابق اپنے لئے ایک علیحدہ دین بنا سکے گا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے سے قبل دین اسلام جن باتوں پر قائم تھا اب کوئی ان کی اصلیت اور بنا نہیں رہی اور اب بناء صرف مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے اقوال و عقائد پر ہی ہے کیونکہ فریق ثانی کے نزدیک اب ان اصحاب کے سوا نہ کسی پہلے صحابی کی، نہ امام کی، نہ بزرگ کی کوئی بات مقدم اور صحیح ہے بلکہ جو کچھ مرزا صاحب اور ان کے خلفاء نے کہا ہے اور لکھا ہے۔ وہی درست ہے اور ان کی کتابوں کے سوا اور کوئی کتاب حجت نہیں ہے۔ اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دین اس دین اسلام سے مختلف ہے۔ جو مرزا صاحب کے دعوے سے قبل مسلمان سمجھتے آئے ہیں۔ اس لئے مدعیہ کی طرف سے بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ مذہب کے

لحاظ سے ہر دو فریق میں قانون کا اختلاف ہے اور مدعا علیہ کی طرف سے بھی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کے درمیان اصولی اختلاف بھی ہے اور فروعی بھی، اور سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ بیان کرتے ہیں کہ احمدی مذہب والے نے مہمات دین کے بہت سے اصولوں کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور بہت سے اسماء کا مسمیٰ بدل دیا ہے۔ آگے ظاہر ہو جائے گا۔ کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔

اب وہ عقائد بیان کیے جاتے ہیں کہ جن کی بناء فریق ثانی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس ضمن میں اہم وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتا ہے۔

سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے ان اصولوں کے تحت جو ان کے بیان کے حوالہ سے اوپر بیان کیے جا چکے ہیں۔ چھ وجوہات ایسی بیان کی ہیں، کہ جن کی بناء پر ان کے نزدیک مرزا صاحب باجماع اُمت کافر اور مرتد قرار دیئے جا سکتے ہیں اور جن کی وجہ سے ان کی رائے میں ہندوستان کے تمام اسلامی فرقے باوجود سخت اختلاف خیال اور اختلاف مشرب کے ان کے کفر و ارتداد اور ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق ہیں۔ یہ وجوہات حسب ذیل ہیں۔

ا:...... ختم نبوت کا انکار اور اس کے اجماعی معنے کی تحریف اور جس مذہب میں سلسلہ نبوت منقطع ہو۔ اس کو لعنتی اور شیطانی مذہب قرار دینا۔

۲:...... دعویٰ نبوۃ مطلقہ وتشریعیہ

۳:...... دعویٰ وحی اور اپنی وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا۔

۴:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۵:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

۶:...... ساری اُمت کو بجز اپنے متبعین کے کافر کہنا

تقریباً یہی وجوہات دیگر گواہان مدعیہ نے بھی بیان کی ہیں۔

(یہ نتیجہ بحوالہ کتاب انوار الخلافۃ مرتبہ مرزا محمود صاحب صفحہ ۹۳-۹۴ اخذ کیا گیا ہے)

مرزا صاحب کی شریعت میں ایک نیا حکم اور یہ بھی ہے۔ جو تمام اسلام کے خلاف ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے مریدوں سے چندہ کی تحریک فرما کر یہ حکم فرمایا ہے کہ جو کوئی چندہ تین ماہ

تک ادا نہ کرے گا وہ میری بیعت سے خارج ہے۔ اور بیعت سے خارج ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ کے لئے بھی خدا نے یہ حکم نہیں دیا۔ کہ اگر تین ماہ تک کوئی زکوٰۃ نہ دے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہ حوالہ مرزا صاحب کے ایک فرمان سے جو لوح ہدیٰ میں جو قادیان سے دسمبر ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی دیا گیا ہے۔ اس فرمان کے چیدہ چیدہ الفاظ حسب ذیل ہیں۔

مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میری انہی سے پیوند ہے۔ یعنے وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں......... ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر کچھ ماہوار مقرر کر دے...... جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا.......... وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ اس سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا......... اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔

مرزا صاحب کے قول نمبر ۱۳ سے مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے پر جبرئیل علیہ السلام کے نزول کے، مدعی ہیں اور صرف دعوے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی شان نبوت و رسالت کا سکہ جمانے کے لئے تمام خصوصیات نبوۃ ولوازمات رسالت کو نہایت جزم اور وثوق کے ساتھ اپنی ذات کے لئے ثابت کرنے میں کسر نہیں چھوڑی۔

مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ کا یہ استدلال ہے کہ مرزا صاحب نے قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبویہ سے اپنی نبوت کے لئے جو دلائل پیش کیے ہیں وہ محض لاطائل اور بے معنی سعی ہے۔

ختم نبوت اور انقطاع وحی پر مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ نے ایک اور دلیل پیش کی ہے کہ وہ یہ کہ قرآن شریف پر مجموعی طور پر نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ:

(الف)...... اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز نہیں رہتے اور آپ کا تشریف لانا بعینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تشریف لانا ہے۔ گویا کہ ابراہیم

علیہ السلام کے یہ دور ہیں۔ گویا اصل ابراہیم علیہ السلام رہے اور آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور چونکہ ظل اور صاحب ظل میں مرزا صاحب کے نزدیک عینیت ہے اور اس وجہ سے وہ اپنے کو عین محمد کہتے ہیں۔ تو جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بروز ابراہیم علیہ السلام ہوئے تو عین ابراہیم علیہ السلام ہوئے۔ اس سے صاف لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وجود بالاستقلال نہیں اور نہ ان کی نبوت کوئی مستقل شے ہے۔

(ب)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوئے۔ اور خاتم النبیین آپ ہوئے۔ خاتم بروز اور ظل ہوتا ہے۔ صاحب ظل اور اصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ہوئے۔ تو خاتم النبیین مرزا صاحب ہوئے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ج)...... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوئے تو جملہ کمالات نبوت اگر مجتمع ہوں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ہوں گے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ یہ باطل اور بے معنی ہے۔

اس کے علاوہ یہ مضمون بھی فی نفسہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بروز ہوں اور ابراہیم علیہ السلام آنحضرت کے بروز ہوں۔ بے معنی اور فضول ہے۔ اسلام میں جنم کا عقیدہ کفر ہے اور یہ ہے حقیقت مرزا صاحب کے نزدیک مجازی اور ظلی اور بروزی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے سلسلہ میں مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے حسب ذیل مزید واقعات بیان کیے ہیں۔

جن میں اللہ تعالیٰ نے سبحانہ وتعالیٰ نے نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چند مراتب اور مقامات علیہ سے مشرف فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے اوپر چسپاں کرے تو لامحالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی سمجھی جائے گی۔ چنانچہ آیات ذیل

آیت سبحان الذی اسری بعبدہ .... الخ

جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے شان معراج کا ذکر فرمایا گیا۔

دوسری آیت ثم دنی فتدلیٰ .... الخ

جس میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو قرب الٰہی جناب رب العزۃ سے حاصل ہوا تھا۔ یا بقول دیگر جبرائیل علیہ السلام سے ہوا ذکر ہوا ہے۔

وآیت انا فتحنالک فتحاً مبینا .... الخ

وآیت قل ان کنتم تحبون اللّٰہ .... الخ

وآیت انا اعطیناک الکوثر .... الخ

مرزا صاحب نے اپنے اوپر نازل ہونی بیان کی ہیں اور مقام محمود کو بھی اپنے حق میں تجویز کیا ہے اوران اشعار میں جو آگے بیان کیے گئے ہیں۔ کسی نبی کی استثناء نہیں کی گئی۔ ہمارے نبی کریم بھی انبیاء کی جماعت میں داخل ہیں۔ لفظ انبیاء کسی خاص نبی کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ تمام پر حاوی اور مشتمل ہے۔ دوسرے شعر کے مصرع ثانی میں اپنی افضلیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حقیقت الوحی صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیسرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

مرزا صاحب کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ان چند سطروں میں جو پیشینگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہوں گے۔ اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں۔ جو اول درجہ پر خرق عادت ہیں۔ ان عبارات سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو تین ہزار قرار دینا اور اپنے معجزات دس لاکھ کیونکہ معجزۃ خرق عادت ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کسی بڑی فضیلت بیان کی۔ اس قسم کی توہین کو توہین لزومی کہا گیا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ عبارت اس لئے نہیں لائی گئی کہ تنقیص کرے مگر وہ عبارت صادق نہیں آتی جب تک تنقیص موجود نہ ہو مذکورہ بالا عبارات میں اس قسم کی تنقیص پائی جاتی ہے۔

اس ضمن میں مرزا صاحب کا ایک قول اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ سے نقل کیا گیا ہے جو بالفاظ ذیل ہے ہاں اگر یہی اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ

اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔ کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۷۱ پر مرزا صاحب کا ایک شعر ہے جو الفاظ ذیل سے شروع ہوتا ہے۔ ''لہ خسف القمر المنیر وان لی'' جس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند اور سورج کا۔ اس میں شق القمر کے معجزہ کو چاند گرہن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور شق القمر کا انکار ہے۔ زیادہ تر توہین لفظ لہ کے استعمال اور طرز خطاب سے اخذ کی جاتی ہے۔ جس سے صاف طور پر تقابل دکھا کر اپنی فضیلت دکھلائی گئی ہے۔

اس طرح خطبہ الہامیہ صفحہ (ت) سطر ۲۔ کے ایک مقولہ سے ظاہر کیا گیا ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔ اور اس میں جو یہ الفاظ درج ہیں کہ یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ مسیح موعود شیطان کو شکست دے گا۔ یہ بالکل خلاف واقع جھوٹ ہے۔ قرآن شریف میں اس قسم کی کوئی آیت نہیں ہے۔

اشعار محولہ بیان مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ حسب ذیل ہیں۔

آنکہ داداست ہر نبی را جام ۔۔۔ داد آں جام را مرا بتمام

انبیاءؑ اگرچہ بودہ اند بسے ۔۔۔ من بہ عرفاں نہ کمترم زکسے

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ۔۔۔ ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین

اور جو مضمون ان اشعار میں ادا کیا گیا ہے اس کے متعلق سید انور شاہ صاحب گواہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ باہمی فضیلت کا باب انبیاء میں فرق مراتب کا ہے۔ اور جو پیغمبر افضل ہے وہ کسی قرینہ سے ظاہر ہو جائے گا۔ کہ وہ کسی دوسرے سے افضل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پہنچایا ہے مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اس سے فوق متصور نہیں۔ اور ایسی فضیلت دینا ایک پیغمبر کو اگرچہ واقعی ہو۔ کہ جس میں دوسرے کی توہین لازم آتی ہو۔ کفر صریح ہے۔

چھٹی وجہ تکفیر میں مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۳۰ پر لکھتے ہیں کہ تواتر کی جو بات ہے وہ غلط نہیں ٹھیرائی جاسکتی۔ اور تواتر اگر غیر قوموں کا ہو۔ تو وہ بھی قبول کیا جائے گا۔

پھراس کے ساتھ اگلے صفحہ پر جو کچھ لکھتے ہیں اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی پیشنگوئی ایسی متواتر پیشگوئیوں ہے۔ جو خیرالقرون میں تمام ممالک اسلام میں پائی گئی تھی اور مسلمات میں سے سمجھی گئی اور یہ اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے قبول کرلیا تھا اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی اس کے ہم پہلو نہیں انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب ایک اور استفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں کہ جو شخص بالقصد اس کا خلاف کرے اور یہ کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں پس ان لوگوں میں سے ہے کہ جو قرآن کے کافر ہیں۔ ہاں جو لوگ مجھ سے پہلے گزر گئے وہ اپنے اللہ کے نزدیک معذور ہیں۔

دوسری کتاب دافع البلاء میں صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تاکہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں۔ اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں۔ بُری جانکاہی سے کوشش کررہے ہیں۔ الفضل جلد ۳ نمبر ۳ مورخہ ۲۹۔ جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۷ پر درج ہے۔ ’’پس ان معنوں میں مسیح موعود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے۔ اس کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کی بعثت ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنادینے والا ہے۔

اس ضمن میں مولوی نجم الدین صاحب گواہ مدعیہ نے ایک وجہ کفر یہ بیان کی ہے کہ مرزا صاحب نے تمام مسلمانان عالم کو جو ان کی جماعت میں داخل نہیں خواہ وہ ان کو کافر کہیں یا نہ کہیں اور بقول خلیفہ ثانی ان کو دعوت پہنچے یا نہ۔ خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ جو شخص تمام اُمت محمدیہ کو اسلام سے خارج کہتا ہے۔ وہ کسی طرح خود کفر کی زد سے بچ سکے گا۔

ان وجوہ تکفیر کے علاوہ مرزا صاحب کے حسب ذیل اعتقادات بھی عامۃ المسلمین کے اعتقادات کے خلاف بیان کیے گئے ہیں۔

مرزا صاحب یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے معنی جو مسلمان اب تک سمجھتے تھے اس معنے پر قیامت نہیں ہونے کی۔ قرآن میں جو نفخ صور آیا ہے نہ اس سے یہ مراد ہے کہ واقعی کوئی نفخ

صور ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ قیامت قائم ہوگی بلکہ اس سے مراد مرزا صاحب کا تشریف لانا ہے قیامت کے متعلق جتنی آیات قرآن مجید میں ہیں اور جتنی احادیث میں ہیں ان تمام امور کا انکار ہے صرف لفظوں کا انکار نہیں۔ مگر جن معنوں سے قرآن اور حدیث قیامت کو بیان کرتے ہیں ان چیزوں کا انکار ہے۔ مثلاً مرزا صاحب اپنی کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۵۶۴۔۵۶۵ پر لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اللہ کا عین دیکھا۔ اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ اور خدائی والوہیت میرے رگ و ریشہ میں گھس گئی اور میں نے اس حالت میں دیکھا کہ ہم نیا نظام بنانا چاہتے ہیں۔ نئی زمین، نیا آسمان، پس پہلے میں نے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی پھر میں نے ان کو مرتب کیا اور میں اپنے دل سے جانتا تھا کہ میں ان کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ پھر میں نے سب سے قریبی آسمان کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ...... الخ۔ پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو کیچڑ میں سے پیدا کریں گے۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے اُلوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا اور کوئی شخص جب خدائی دعوے کرے اور اپنے آپ کو خالق جانے تو وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔

البشریٰ نے جلد دوم صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ جس طرح میں ازلی ہوں اسی طرح تیرے لئے بھی میں نے ازلیت کے انوار کر دیئے ہیں۔ اور تو بھی ازلی ہے۔"

توضیح المرام کے صفحہ ۷۵ پر لکھتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود عظیم ہے کہ جس کے بیشمار ہاتھ اور بیشمار پیر ہیں اور ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود عظیم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی طرح نئے معجزات نہ دکھلائے جائیں۔ نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو۔

اس سے مرزا صاحب نے خدا کو حادث بتلایا اور یہ عقائد وہ ہیں۔ جو مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ کے متعلق رکھے ہیں۔ اور ان سے یقیناً ایک مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔

اس تمام بحث سے جو اوپر بیان ہوئی۔ حسب ذیل نتائج برآمد کئے گئے ہیں۔

۱:...... مرزا صاحب نے دعوے نبوت شرعیہ تشریعیہ کیا۔ جو باتفاق اُمت اور باتفاق مرزا صاحب کفر ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے کلام میں شریعت کی تشریح بھی کر دی ہے۔

۲:...... مرزا صاحب نے اقرار فرمایا کہ خاتم النبیین کے بعد مطلق نبوت منقطع ہے اور جو دعوے نبوت کرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا اس لئے کافر ہوئے۔

۳:...... مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی جدید یا قدیم نہیں آ سکتا۔ اور اس کو قرآن کا انکار کرنا بتلایا ہے لیکن پھر خود دعویٰ نبوت کیا۔

۴:...... مرزا صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آپ کا خاتم الانبیاء ہونا۔ خاتم النبیین اور ''لا نبی بعدی'' سے ثابت ہے اور پھر اس کے بعد یہ کہا کہ جو ایسا کہے کہ آپ کے بعد نبوت نہیں آ سکتی وہ خود کافر ہے۔ اس لئے بھی مرزا صاحب کافر ہوئے۔

۵:...... مرزا صاحب نے جواز نبوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کفر قرار دیا ہے۔ اب مرزا صاحب اس نبوت کو فرض قرار دیتے ہیں اور ایمان قرار دیتے ہیں۔ یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے۔

۶:...... مرزا صاحب دروازہ نبوت کو کھول کر اپنے ہی تک محدود نہیں رکھتے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس وجہ سے بھی کافر ہوئے۔

۷:...... مرزا صاحب یہ نہیں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آئے گا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ہزار بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود بروز فرمائیں۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہزاروں لوگ یا ہزاروں نبی اب واقع ہو سکتے ہیں۔ امکان ذاتی نہیں۔ بلکہ امکان وقوعی ہے۔ پھر مرزا صاحب نے یہ کہا کہ سرور عالم کی ایک بعثت پہلے تھی۔ ایک بعثت ثانیہ ہوئی۔ اس کا حاصل تناسخ ہے۔ جو تناسخ کا قائل ہے۔ وہ کافر ہے۔

۸:...... مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں عین محمد ہوں۔ اس میں سرور عالم کی توہین ہے۔ اگر واقعی عین ہیں تو کھلا ہوا کفر۔ اگر عین محمد نہیں ہیں تو ان کے بعد دوسرے نبی ہوئے۔ اور ختم النبوت کی مہر ٹوٹ گئی اور یہ وجہ کفر کی ہوئی۔

۹:...... مرزا صاحب نے دعویٰ وحی کیا اور ساتھ ہی دعویٰ وحی نبوت کیا جو کفر ہے۔

۱۰:...... مرزا صاحب نے اس وحی کو قرآن، تورات اور انجیل کے برابر کہا۔ اس بناء پر قرآن آخر الکتب باقی نہیں رہتا۔ یہ بھی وجہ کفر ہے۔

۱۱:...... مرزا صاحب نے اپنے اقرار سے اور تمام علماء نے اس کی تصریح کی کہ جو شخص کسی نبی کو گالی دے یا توہین کرے، وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کی کئی وجوہ سے توہین کی۔ ہر توہین موجب کفر ہے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب نے آدم علیہ السلام کی سرور عالم کی توہین کی۔ اس لئے بھی کافر ہوئے۔

۱۲:...... مرزا صاحب نے احکام شریعت کو بدلا لہٰذا اس وجہ سے بھی مرزا صاحب پر کفر لازم آتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ کسی احمدی عورت کا غیر احمدی سے نکاح جائز نہیں نیز یہ کہ کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ نیز فرمایا کہ پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ حاشیہ تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۱۸ (۱۲) مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر ہے۔

۱۳: مرزا صاحب نے نفخ صور کا انکار کیا۔ مردوں کے قبروں سے اٹھنے سے انکار ہے جس طریق سے قیامت کی خبر قرآن اور حدیث میں آئی۔ ان سے بالکل انکار ہے۔ صرف ظاہری الفاظ ہی رکھے مگر معنے الٹ بیان کیے۔ یہ وجوہ بھی مرزا صاحب کی تکفیر کے ہیں لہٰذا ان وجوہ پر کسی مسلمان مرد و عورت کا کسی احمدی مرد و عورت سے نکاح جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو گیا تو اور نکاح کے بعد کوئی اس مذہب میں داخل ہو جائے تو نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا۔

اور اپنے اس ادعا کی تائید میں چند دیگر علماء کے فتاوے بھی پیش کئے گئے ہیں جو مثل کے ساتھ شامل ہیں اور سید انور شاہ صاحب گواہ نے مصر اور شام کے دو مطبوعہ فتوؤں کا حوالہ بھی اپنے

بیان میں دیا ہے۔ تحریر فتویٰ جو مثل پر لائے گئے ہیں۔ حسب ذیل مقامات کے علماء کے ہیں۔ مکہ معظمہ، ریاست رام پور، دارالافتاء، ریاست بھوپال، ہمایوں (سندھ) بریلی، ڈابھیل دہلی، سہارن پور، تھانہ بھون، ملتان، علماء کی فہرست میں شیخ عبداللہ صاحب رئیس القضاۃ مکہ معظمہ مفتی کفایۃ اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند اور مولوی اشرف علی صاحب کے اسماء بھی ہیں۔

مدعیہ کے گواہ سید انور شاہ صاحب نے بیان کیا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ روش مرزا صاحب نے عمداً اختیار کی، تاکہ نتیجہ گڑبڑ رہے اور ان کو بوقت ضرورت مخلص اور مفر باقی رہے۔

علاوہ ازیں سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ صوفیا کے ہاں ایک باب ہے جس کو شطحیات کہتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر حالات گزرتے ہیں اور ان حالات میں کوئی کلمات ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ جو ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے۔ اور بسا اوقات غلط راستہ لینے کا سبب ہو جاتے ہیں۔ صوفیاء کی تصریح ہے کہ ان پر کوئی عمل پیرا نہ ہو اور تصر تحسیں کرتے ہیں کہ جس پر یہ احوال نہ گزر رہے ہوں۔ وہ ہماری کتاب کا مطالعہ نہ کرے۔ مجملاً ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص جو کسی حال کا مالک ہوتا ہے۔ دوسرا خالی آدمی ضرور اس سے الجھ جائے گا۔ لیکن دین میں کسی زیادتی، کمی کے صوفیاء میں سے بھی کوئی قائل نہیں اور ایسے مدعی کو کافر بالاتفاق کہتے ہیں۔

گواہان مدعیہ نے انہیں کافر، مرتد، ضال اور خارج از اسلام قرار دیا ہے اور ضروریات دین کا منکر ٹھہرایا ہے۔

مرزا صاحب کے عقائد کے متعلق سید انوشاہ صاحب گواہ مدعیہ نے نہایت عمدہ جواب دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب چونکہ مادرزاد کافر نہ تھے اور ابتداءً ان کی تمام اسلامی عقائد پر نشوونما ہوئی۔ اس لئے انہی کے وہ پابند تھے۔ اور وہی کچھ پھر تدریجاً ان سے الگ ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اقوال میں بہت سی ضروریات دین کے قطعاً مخالف ہو گئے۔

دوسرا یہ کہ انہوں نے باطل اور جھوٹے دعوؤں کو رواج دینے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی کہ اسلامی عقائد کے الفاظ وہی قائم رکھے جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں۔ اور عام وخاص مسلمانوں کی زبانوں پر جاری ہیں لیکن ان کے حقائق کو ایسا بدل دیا۔ جس سے بالکل

ان عقائد کا انکار ہو گیا۔ اس لئے مرزا صاحب کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ شریک ہیں۔ ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے۔ جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ ان عقائد کی مراد بھی وہی ہے جو جمہور اُمت نے سمجھی اور پھر اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کیے تھے۔ ان سے توبہ کر چکے ہیں۔ اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو۔ چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے کیونکہ زندیق اس کو کہا جاتا ہے کہ جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن وحدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے لیکن ان کی ایسی تاویل اور تحریف کردے جن سے اس کے حقائق بدل جائیں۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخیر عمر تک دعویٰ نبوت پر قائم رہے اور (اپنے) کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت تک ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا جاوے اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں پایا گیا۔

مدعیہ کی طرف سے نبی کی کوئی تعریف بیان نہیں کی گئی۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ نبوت ایک عہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے برگزیدہ بندوں کو عطا کیا جاتا رہا ہے۔ اور نبی اور رسول میں یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور نبی کے لئے یہ لازمی نہیں کہ وہ رسول بھی ہو۔ فریق ثانی نے بحوالہ نبراس نمبر ۸۹ بیان کیا ہے کہ رسول ایک انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ احکام شریعت کی تبلیغ کے لئے بھیجتا ہے بخلاف نبی کے کہ وہ عام تھے۔ کتاب لائے یا نہ لائے۔ رسول کے لئے کتاب کا لانا شرط ہے۔ اسی طرح رسول کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے کہ جو صاحب کتاب ہو۔ یا شریعت سابقہ کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔

انبیاء کرام مامور من اللہ ہوتے ہیں اور ان کا سلسلہ اس دنیا میں خاص مشیت باری تعالیٰ کے ماتحت چلتا ہے وہ نہ اپنے ماحول سے متاثر اور نہ احوال وظروف کی پیداوار ہوتے

ہیں۔ بلکہ ان کا انتخاب مملکت زیادی سے ہوتا ہے اور ان کا سرچشمہ علوم و ہدایت علم باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ جس میں کسی سہو و خطا کی گنجائش نہیں۔ ان کا سینہ علم لدنی سے معمور اور ان کا قلب تجلیات نور ازلی سے منور ہوتا ہے۔

دنیاوی سیاست و تفکر صفت ہے جو اکتسابا حاصل ہوتی ہے اور مشق و مہارت سے یہ ملکہ بڑھتا ہے لیکن نبوت ایک موہبت ربانی اور عطائے یزدانی ہے جس میں کسب و مشق کو کچھ دخل نہیں۔ قوم و امت کی ترقی ان کے بھی پیش نظر ہوتی ہے لیکن سب سے مقدم اخلاق انسانی کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ اس کا پیغام زمان و مکان کی قیود سے بالا ہوتا ہے۔ اور وہ تمام انسانوں کو راستہ دکھلانیوالا اور ان کا مطاع ہوتا ہے۔

مدعیہ کی طرف سے بحوالہ آیات قرآنی و احادیث یہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی مسلمان کسی اور شخص کو نبی مانے تو دائرہ اسلام میں داخل نہیں رہ سکتا۔ مدعا علیہ کی طرف سے کتب فقہ سے جن عبارات کا حوالہ دیا جا کر علماء کے طرز افتاء پر اعتراض کیا گیا ہے ان کے متعلق ایک تو خود مدعا علیہ کے اپنے گواہان کا بیان ہے کہ فی زمانہ ان پر علماء کا عمل نہیں دوسرا مدعیہ کی طرف سے ان حوالہ جات کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کلمات کفر ہیں۔ نہ کہ فتاویٰ تکفیر۔ کلمہ کفر اور چیز ہے اور فتویٰ کفر اور چیز کسی شخص پر ان کلمات کی بناء پر محض ان الفاظ کے استعمال سے ہی فتوے نہیں لگا دیا جائے گا بلکہ فتویٰ ان اصولوں کے تحت لگایا جائیگا۔ جو اس غرض کے لئے مجوز ہیں۔

عدالت ہذا کی رائے میں مدعیہ کا یہ جواب وزن رکھتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کتب تفاسیر کے حوالوں پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کے متعلق صرف یہ لکھ دینا کافی ہے کہ ان حوالوں کو نہ یہاں درج کیا گیا ہے اور نہ ہی اس فیصلہ کا انحصار ان حوالوں پر رکھا گیا ہے اور سند کے اعتبار سے صرف قرآن مجید اور احادیث کو ہی معیار تصفیہ قرار دیا گیا ہے اور یہ عمل اس لئے اختیار کرنا پڑا ہے۔ کہ فریقین کی طرف سے اپنے اپنے ادعا کی تائید میں بیشمار کتابیں جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے پیش کی گئی ہیں۔ مدعا علیہ نے مدعیہ کی پیش کردہ کتب میں سے کسی کو بھی اپنے اوپر حجت تسلیم نہیں کیا۔

سوائے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتابوں کے اور اسے اپنے اعتقاد کے مطابق ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کیونکہ جب وہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ گواہان مدعیہ کا یہ کہنا کہ ادعا وحی کفر ہے اور اگر کوئی شخص مطلق وحی کا دعویٰ کرے خواہ نبوت کا مدعی نہ بھی ہو تب بھی وہ کافر ہے۔

مدعیہ کی طرف سے جس وحی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس کا ادعا کفر ہے۔اس سے مراد وحی نبوت سے ہی ہے۔فریق مدعیہ کے نزدیک وحی کا لفظ صرف انبیاء کے لئے ہی مختص ہے۔اور وہ اس امر کے قائل نہیں کہ جو وحی نبی کو ہوتی ہے۔وہ غیر انبیاء کو بھی ہو سکتی ہے۔کہ کشف کے ذریعے مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔صرف اسرار معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں اور تصریح فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کشف دوسرے پر حجت نہیں۔ ہمارا کشف ہمارے لئے ہے۔گواہ مذکور نے کشف، الہام اور وحی کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ کشف اسے کہتے ہیں کہ کوئی پیرایہ آنکھوں سے دکھلایا۔جس کی مراد کشف والا خود نکالے۔دل میں کچھ مضمون ڈال دیا اور سمجھا دیا جاوے۔یہ الہام ہے۔

خدا نے پیغام بھیجا۔اپنے ضابطہ کا وہ وحی ہے۔وحی قطعی ہے اور کشف والہام ظنی ہیں۔بنی نوع آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے۔غیروں کے لئے کشف یا الہام ہے یا معنوی وحی ہو سکتی ہے۔شرعی نہیں۔

لہٰذا اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں۔اور آپ کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔اس کے بعد مدعا علیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کاذب مدعیان نبوۃ کے جو حوالے مدعیہ کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں۔اور جیہ کہا گیا ہے کہ انہیں اس بناء پر قتل کیا گیا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کے ساتھ صحابہ کا جنگ کرنا محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے بغاوت کی تھی اور اسلامی حکومت کا مقابلہ کر کے خود بادشاہ بننا چاہا تھا۔اور نبوت کے دعویٰ کو اس کے حصول کے لئے انہوں نے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا۔اگر مدعا علیہ کا یہ ادعا درست بھی سمجھ لیا جاوے۔

تو چونکہ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بیان کرتا ہے کہ انہوں نے دعویٰ نبوت کو حصول حکومت

کے لئے ایک ذریعہ بنایا تھا۔ تو اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے کہ جس بناء پر وہ اپنے آپ کو حکومت کا حقدار سمجھتے تھے۔ صحابہ نے اسے بھی نا درست سمجھا تھا۔

گواہ مدعا علیہ کا اس بارہ میں مرزا صاحب کا حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ مقابلہ کرنا مرزا صاحب کے مرتبہ کی اور تنقیص ظاہر کرتا ہے۔ ایک طرف تو وہ انہیں نبی مانتا ہے، اور پھر ان کے احکام کے مقابلہ میں ایک غیر نبی کے احکام پیش کرتا ہے۔ یہ معمہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے مرزا صاحب کو باوجود نبی ماننے کے ان کی کیا شان سمجھ رکھی ہے، کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کا یہ حکم زکوٰۃ پر مستزاد ہونے کی وجہ سے ایک نیا حکم ہے اور اس بناء پر مرزا صاحب اپنی بیان کردہ تعریف کی رو سے بھی شرعی نبی ہوئے ہر حکم انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں نافذ ہونا بیان کیا گیا ہے اور خود مدعا علیہ کی طرف سے اسے ایک ربانی حکم ہونا مانا گیا ہے۔ اور پھر اس کی سزا بھی محض دنیاوی مقرر نہیں بلکہ قاصر کو منافق قرار دیا جا کر اور مرتد بنایا جا کر اسے عذاب آخرت کا مستوجب قرار دیا گیا ہے تو ان حالات میں کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی شرعی حکم نہیں بلکہ محض انفاق فی سبیل اللہ میں ایک ترغیب ہے۔ اگر نبیوں کے احکام کی اس طرح تعبیر کی جانی لگے تو پھر نبی اور رسول کے احکام تو بجائے ماند احکام خداوندی کی بھی کوئی حقیقت نہیں رہتی اور نبوت کا تمام سلسلہ ہی ایک بے معنی سی چیز دکھائی دینے لگتا ہے۔ اب ذیل میں توہین انبیاء کے سلسلہ میں مدعیہ کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا جو جواب مدعا علیہ کی طرف سے دیا گیا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔

مدعا علیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو جن لوگوں سے مشابہت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بھی اس پاک گروہ کا ایک فرد ہوں۔ پھر کیونکر ان کی توہین کر سکتا ہے کیونکہ وہ توہین اس کی اپنی توہین ہوگی۔

مدعیہ کا استدلال اس پر نہیں کہ مرزا صاحب نے چاند گرہن کے نشان کو اپنے لئے تجویز کیا ہے بلکہ اس کی طرف سے توہین کا موجب یہ بات سمجھی گئی ہے کہ اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا استخفاف کیا گیا ہے۔

مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ معجزہ خرق عادات ہوتا ہے اور مرزا صاحب

نے اپنے نشانات کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ اول درجہ کے خرق عادت ہیں۔ اس لئے ان نشانات کو بھی معجزات ہی شمار کیا جائے گا۔ ہر دو فریق کے دلائل اس بارہ میں مسل پر موجود ہیں۔ ان سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ صداقت کس میں ہے میں ان سوالات پر اس لئے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ یہ سوالات مرزا صاحب کی اپنی ذات کے متعلق ہیں اور امر مابہ النزاع سے ایک بہت تھوڑا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس طرح مدعا علیہ کا یہ ادعا ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت یوسف اور حضرت آدم علیہ السلام کی بھی کوئی توہین نہیں کی۔ اس کے بعد پھر اس کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے سلسلہ میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے جہاں حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت بیان کی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع اور اُمتی ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ اور علماء خود مانتے چلے آئے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہوں اور دوسرے شعراء اور صوفیا کے اقوال سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کے باعث حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت ظاہر کرتے آئے ہیں مگر اسے توہین نہیں سمجھا گیا اور اس ضمن میں شیخ محمود الحسن صاحب کے چند اشعار جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرثیہ میں لکھے ہیں درج کئے جا کر یہ بحث کی گئی ہے کہ ان اشعار سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی۔ تو پھر مرزا صاحب کے اشعار سے کیونکر توہین اخذ کی جاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب جب اس میدان میں گامزن ہوئے اور ان پر مکاشفات کا سلسلہ جاری ہونے لگا تو وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے۔ سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے بجا طور یہ کہا ہے کہ مرزا صاحب کی کتابیں دیکھنے سے یہ بات پوری طرح روشن ہو جاتی ہے کہ ان کی ساری تصانیف میں صرف چند ہی مسائل کا تکرار اور دور ہے۔ ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی مضمون کو بیسیوں کتابوں میں مختلف عنوانوں سے ذکر کیا ہے۔

ختم نبوت کا عقیدہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اسلام کے اہم اور بنیادی مسائل میں سے ہے اور خاتم النبیین کے جو معنے مدعا علیہ کی طرف سے بیان کئے گئے ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی بلکہ اس کے صحیح معنے وہی ہیں جو گواہان مدعیہ نے بیان

کیے ہیں۔ مدعا علیہ کی طرف سے اس ضمن میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت کے ایک ظاہری معنے ہیں اور ایک باطنی اور کہ تاویل کرنے والے کو کافر نہیں سمجھا گیا۔

اس کا جواب سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں اور باوجود قوی نہ ہونے کے اس کی مراد میرے نزدیک صحیح ہے۔ اس حدیث میں لفظ بطن سے تو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا۔ وہ سب منکشف نہیں ہے۔ مجملاً ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن کی مراد وہ ہے کہ قواعد لغت اور عربیت سے اور ادلہ شریعت سے علماء شریعت سمجھ لیں اور اس کے تحت میں قسمیں ہیں اور بطن سے یہ مراد ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے ممتاز بندوں کو ان حقائق سے سرفراز کر دے اور بہتوں سے وہ خفی رہ جائیں لیکن ایسا کوئی بطن جو مخالف ظاہر کے ہو۔ اور قواعد شریعت رد کرتے ہوں مقبول نہ ہوگا اور رد کیا جائے گا۔ اور بعض اوقات باطنیت اور الحاد کی حد تک پہنچا دے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ہم مکلّف فرمانبردار بندے اپنے مقدور کے موافق ظاہر کی خدمت کریں۔ اور بطن کو سپرد کر دیں۔

خدا کے تاویل کے متعلق ان کا یہ جواب ہے کہ اخبار احاد کی تاویل اگر کوئی شخص قواعد کے مطابق کرے تو اس کے قائل کو بدعتی نہیں کہیں گے۔ اگر قواعد کی رو سے صحیح نہیں تو وہ خاطی ہے۔ آیات قرآنی متواتر ہیں اور قرآن وحدیث جو نبی کریم سے ہم تک پہنچا اس کی دو جانبیں ہیں۔ ایک ثبوت کی، دوسری دلالت کی۔ ثبوت قرآن کا متواتر ہے۔ اس تواتر کا اگر کوئی انکار کرے، تو پھر قرآن کے ثبوت کی اس کے پاس کوئی صورت نہیں۔ اور ایسا ہی جو شخص تواتر کی صحت کا انکار کرے اس نے دین ڈھا دیا۔

خاتم النبیین کے جو معنے مدعیہ کی طرف سے کیے گئے ہیں اور اس معنے کے تحت جو عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے اس عقیدہ سے انحراف وارتداد کی حد تک پہنچتا ہے اور کہ آنحضرت کے بعد عہدہ نبوت اور وحی نبوت منقطع ہو چکے ہیں۔ مرزا صاحب صحیح اسلامی عقائد کی رُو سے نبی نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے نبی نہ ہونے کی تائید میں ایک یہ امر بھی ہے کہ ان کے متبعین میں سے ایک گروہ جو لاہوری کہلاتے ہیں۔ انہیں نبی تسلیم نہیں کرتے لہٰذا ان کے مخالف جملہ فرقوں کے نزدیک اور ان کے ایک موافق فرقہ کی رائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنے آخری نبی ہونا ثابت ہے۔ اس لئے مرزا صاحب کی نبوت کا دعویٰ کسی حالت میں بھی درست نہیں۔ ظلی اور بروزی نبی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع سے ہونے

ممکن ہوتے تو اس قسم کے نبی مرزا صاحب کے آنے سے قبل کئی آ چکے ہوتے۔

مدعیہ کی طرف سے یہ درست کہا گیا ہے کہ ظلی اور بروزی کی اصطلاحیں دراصل الفاظ ہی الفاظ میں ورنہ دراصل مرزا صاحب کی مراد اس سے اصل نبوت سے ہے۔ جیسا کہ اس کی تشریح بعد میں ان کے خلیفہ ثانی نے کی۔ کچھ شک نہیں کہ یہ الفاظ مغالطہ پیدا کرنے کے لیے استعمال کئے گئے ہیں ورنہ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی شرع میں اس قسم کے الفاظ پر کسی عقیدہ کا حصر ہے۔ مرزا صاحب نے یہ بیان کر کے اس قسم کی نبوت قیامت تک جاری ہے۔ اسلام میں ایک فتنہ کی بنا ڈالی ہے اور ناممکن نہیں کہ ان کے بعد کوئی اور شخص دعویٰ نبوت کرے۔ ان کی کارگزاری کو بھی ملیامیٹ کر دے۔ اس طرح مذہب سے امان اٹھ جائے گی اور سوائے اس کے کہ وہ ایک کھیل اور تمسخر بن جائے۔ اس کی کوئی حقیقت بحیثیت دین کے قائم نہ رہے گی۔ اس لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ماننا علاوہ عقائد صحیحہ میں سے ہونے کے ازبس ضروری ہے۔ مرزا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ اس لئے ان کا اسلام کے اس بنیادی مسئلہ سے انکار کفر کی حد تک پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے دیگر عقائد بھی ان عقائد کے مطابق نہیں پائے جاتے ہیں، جس کی آج تک امت مرحومہ پابند چلی آئی ہے خدا کا تصور اس نے تیندوے سے تشبیہ دے کر ایسا پیش کیا ہے کہ جو سراسر نص قرآنی کے خلاف ہے اور اسی طرح یہ بیان کر کے کہ خدا خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی اور روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ انہوں نے ایک ایسے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ جو سراسر نصوص قرآنی کے خلاف ہے۔

انہوں نے آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ جیسا کہ ایک آیت **ھو الذی ارسل رسولہ** ......الخ۔ کے متعلق انہوں نے یہ کہا کہ اس میں میرا ذکر ہے اور دوسرے الہام بالفاظ محمد رسول اللہ بیان کر کے یہ کہا کہ اس میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ اسی طرح اور کئی ایسی تصریحیں ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ آیات قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کرتے تھے۔ اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا نتیجہ درست اخذ کیا گیا۔ اس طرح ان کے بعض اقوال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین ظاہر ہوتی ہے اور حضرت مریم کی شان میں مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے اور جس کا حوالہ شیخ الجامعہ صاحب گواہ مدعیہ کے بیان میں ہے اور جس کا مدعا علیہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس سے قرآن

شریف کی صریح آیات کی تکذیب ہوتی ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ جن سے سوائے مرزا صاحب کو کافر قرار دینے کے اور کوئی نتیجہ اخذ نہیں ہوتا۔ مدعا علیہ کی طرف سے مرزا صاحب کی بعض کتب کے حوالے دیئے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ اس کا جواب سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خوب دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ایک جگہ کلمات توہین ثابت ہو گئے تو اگر ہزار جگہ کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثناء خوانی بھی کی ہو۔ تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے۔ جیسا کہ تمام دنیا اور دین کے قواعد مسلمہ اس پر شاہد ہیں کہ اگر ایک شخص تمام عمر کسی کا اتباع اور اطاعت گزاری کرے اور مدح و ثناء کرتا رہے لیکن کبھی کبھی اس کی سخت ترین توہین بھی کر دے۔ تو کوئی انسان اس کو مطیع اور معتقد واقعی نہیں کہہ سکتا۔

مدعا علیہ کی طرف سے دیگر صوفیاء کرام کے بعض ایسے اقوال جو مرزا صاحب کے بعض اقوال کے مشابہ ہیں بیان کئے جا کر یہ کہا گیا ہے کہ ان اقوال کی بناء پر پھر ان بزرگان کو کیونکر مسلمان سمجھا جاتا ہے اس کا جواب بالفظ سید انور شاہ صاحب گواہ مدعیہ درج کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اولیاء اللہ کو ان کی طہارت۔ تقویٰ اور تقدس کی خبریں سن کر اور ان کے شواہد افعال و اعمال اور اخلاق سے تائید پا کر دلی مقبول تسلیم کر لیا ہے۔ اور قرائن اور نشانیوں سے جو خارج مبعوث عنہ سے ہوں یعنے انہی شطحیات سے ان کی ولایت ثابت نہ کرنی ہو بلکہ ولایت ان کی خارج سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہو، جو طریقہ ثبوت کا ہے اس کے بعد کہ ہم نے کسی کی ولایت تسلیم کی اور ہم اس تسلیم میں صواب پر تھے۔ تو اس کے بعد اگر کوئی کلمہ مغائر یا موہم ہمارے سامنے پڑتا ہے۔ تو ہم اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کی توجیہ کریں اور حل نکالیں۔ سامان خیر کا ہے ہی نہیں، تو ہم یہ کھوٹی پونجی اس کے منہ پر ماریں گے۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ علماء نے یہ کہا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور کہ جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اس کو بھی کافر کہنا درست نہیں۔ وغیرہ وغیرہ ان شبہات کا جواب بھی شاہ صاحب گواہ مدعیہ نے خود دیا ہے۔ جو انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بات کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں بے علمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ حسب تصریح و اتفاق علماء اہل قبلہ کے یہ معنے نہیں۔ کو جو قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے، چاہے سارے عقائد اسلام کا انکار ہی کرے۔ قرآن مجید میں منافقین کو عام کفار سے زیادہ کافر ٹھہرایا گیا ہے، حالانکہ وہ فقط قبلہ ہی کی طرف منہ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ تمام ظاہری

احکام اسلام ادا کرتے تھے۔ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہ اتفاق کیا ضروریات دین پر، اور یہ جو مسئلہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں، اس کی مراد یہ ہے کہ کافر نہیں ہوگا۔ جب تک کہ نشانی کفر کی اور علامتیں کفر کی اور کوئی چیز موجبات کفر میں سے نہ پائی گئی ہو۔

دوسرا شبہ یہ کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تمام ارکان اسلام کے پابند اور تبلیغ اسلام میں کوشش کرنے والے ہیں پھر ان کو کیسے کافر کہا جائے۔

اس کے جواب میں انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ یہ قوم جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دین اسلام سے صاف نکل جائے گی اور ان کے قتل کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ یہ لوگ نماز روزے کے پابند ہوں گے۔ بلکہ ظاہری خشوع اور خضوع کی کیفیات بھی ایسی ہوں گی کہ ان کے نماز، روزے کے مقابلے میں مسلمان اپنے نماز روزے کو بھی ہیچ سمجھیں گے۔ لیکن اس کے باوجود جبکہ بعض ضروریات دین کا انکار ان سے ثابت ہوا، تو ان کی نماز، روزہ وغیرہ ان کو حکم کفر سے رہا نہ کر سکی۔

گواہان مدعیہ پر مدعا علیہ کی طرف سے کنایۃً اور بھی کئی ذاتی حملے کیے گئے ہیں۔ مثلاً انہیں علماء سور کہا گیا۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ایسے مولویوں کو جو ذریۃ البغایا میں مخاطب ہیں۔ بندر اور سور کا لقب دیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہوں گے۔ لیکن ملاحظہ مثل سے ہر عقلمند آدمی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ طرفین کے علماء میں سے ان احادیث کا صحیح مصداق کون ہیں۔

مدعا علیہ مرزا غلام احمد صاحب کو عقائد قادیانی کی رُو سے نبی مانتا ہے اور ان کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امت محمدیہ میں قیامت تک سلسلہ نبوت جاری ہے۔ یعنے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنے آخری نبی تسلیم نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے شخص کو نیا نبی تسلیم کرنے سے جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اس لئے مدعا علیہ اس اجماعی عقیدہ امت سے منحرف ہونے کی وجہ سے مرتد سمجھا جاوے گا اور اگر ارتداد کے معنے کسی مذہب کے اصولوں سے بکلی انحراف کے لئے جاویں تو بھی مدعا علیہ مرزا صاحب کو نبی ماننے سے ایک نئے مذہب کا پیرو سمجھا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے قرآن کی تفسیر اور معمول بہ مرزا صاحب کی وحی ہوگی نہ کہ احادیث واقوال فقہا جن پر کہ اس وقت تک مذہب اسلام قائم چلا

آیا ہے اور جن میں سے بعض کے مستند ہونے کو خود مرزا صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے۔

علاوہ ازیں احمدی مذہب میں بعض احکام ایسے ہیں کہ جو شرع محمدی پر مستزاد ہیں اور بعض اس کے خلاف ہیں مثلاً چندہ ماہواری کا دینا جیسا کہ اوپر دکھلایا گیا ہے زکوٰۃ پر ایک زائد حکم ہے۔ اسی طرح غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا، کسی احمدی کی لڑکی غیر احمدی کو نکاح میں نہ دینا، کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا شرع محمدی کے خلاف اعمال ہیں۔

مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کاذب مدعی نبوت ہیں اس لئے مدعا علیہ بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا ابتدائی تنقیحات جو ۴۔ نومبر ۱۹۲۶ء عیسوی کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں۔ بحق مدعی ثابت قرار دی جا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہو چکا ہے اور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جاوے تو بھی مدعا علیہ کے اور ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اُمتی نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ گو عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں میں عمل پیرا سمجھا جاوے گا۔ جو معنی کہ مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور اُمت اب تک لیتی آئی۔ اس لئے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح چونکہ ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حقدار ہوگی۔

اس ضمن میں مدعا علیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق چونکہ فریقین میں سے مختار مدعیہ حاضر ہے اسے حکم سنایا گیا۔ مدعا علیہ کارروائی مقدمہ ہذا ختم ہونے کے بعد جبکہ مقدمہ زیر غور تھا، فوت ہو گیا ہے۔ اس سے خلاف یہ حکم زیر آرڈر ۲۲ رول ۶ ضابطہ دیوانی تصور ہوگا۔ پرچہ ڈگری مرتب کیا جاوے اور مسل داخل دفتر ہو۔

۷۔ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳۔ ذیقعدہ ۱۳۵۳ء بمقام بہاولپور

دستخط

محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور (بحروف انگریزی)

فتویٰ تکفیر قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں مرزائی جماعت نے ایک نئی نبوت کی بنیاد ڈال کر اہل اسلام میں نہ صرف اختلاف پیدا کر دیا ہے بلکہ ''لین دین''، عقائد، اصول اور عبادات ومعاملات میں بھی زمین آسمان کا فرق پڑ گیا ہے مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے اپنے آغاز مسیحیت میں کئی رنگ بدلے سب سے پہلے اپنے کو صوفی منش ظاہر کیا، پھر مجدد بنے، پھر حکم، پھر نذیر، اس کے بعد مسیح ہونے کے مدعی ہوئے پھر کرشن اوتار اور سب کے آخر میں نبوت کا دعویٰ شائع کیا اور بہت جلد دنیا سے رخصت ہوئے۔

مرزا صاحب ابتداء دعاوی میں نرمی سے کام لیتے رہے جب جماعت کثیر ہوگئی تو غیر احمدیوں کو کافر قرار دیا اور ان سے عبادات ومعاملات میں الگ رہنے کا حکم دیا۔ بہر حال مرزا صاحب نے دنیا کے تمام کمالات کا مظہر اپنی ذات کو قرار دیا۔

مرزا صاحب کی گدی کے جانشین

جب مرزا صاحب مرے تو حکیم نور الدین نے حضرت ابوبکرؓ کا منصب سنبھالا، پھر جب وہ مرے تو حضرت عمرؓ کا زمانہ مرزا محمود صاحب دکھا رہے ہیں۔ مرزا محمود صاحب نے ہر چند اپنے ذاتی اسلام کی اشاعت میں کوشش کی مگر بجائے یگانگت کے مرزائی جماعت میں بیگانگت پیدا ہوگئی۔ مسٹر محمد علی نے لاہور میں بیعت (پیری، مریدی) کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مولوی احمد حسن امروہی قادیان سے الگ ہو کر لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے۔ گوجرانوالہ میں ظہیر الدین صاحب اروپی نے الگ جماعت قائم کر لی۔ اور عبداللہ تیماپوری الگ بیعت لے رہا ہے۔ یہ چار مذاہب شاید اسلامی چار مذاہب کا نقشہ ہوں۔ مگر حضرات! اسلامی چار مذاہب تو ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں۔ مرزائیوں میں تو باہم کفر واسلام کا فرق ہے۔ لاہوری جماعت قادیانی جماعت کو مشرک بتاتی ہے کیونکہ اس نے مرزا صاحب

کے مشرکانہ الہام کو صحیح تسلیم کیا اور قادیانی لاہوریوں کو مرتد یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزا صاحب کے طریق مشرب سے انحراف کیا ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ "میرے بعد یوسف آوے گا، بس اس سے یوں ہی سمجھ لو کہ وہ خدا ہی اترا ہے"۔ اسے مرزا صاحب کی صحیح جانشینی کا دعویٰ ہے اور مرزا محمود کو غاصب اور ظالم قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ قادیان کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا افضل ہے کیونکہ وہ مکہ ہے۔ جہاں ایک رسول نے جنم لیا تھا عبداللہ تیماپوری کا دعویٰ ہے کہ اسے وہ انکشاف ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو بھی نصیب نہیں ہوا اس کو اپنے بازو سے الہام ہوتا ہے۔ اور اپنی کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا سے خلاف فطرت انسانی ملوث ہونے کا الزام لگاتا ہے۔ وزیرآباد کے پاس ہی سمبڑیال ایک گاؤں ہے وہاں کے ایک مرزائی محمد سعید نامی کو یہ خبط سوجھا ہے کہ مرزا نے تجدید اسلام کو شروع کیا تھا، مگر اخیر تک نہ پہنچا سکے۔

خدا تعالیٰ نے مجھے "قمر الانبیاء" بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اس کے یہ عقائد ہیں۔

شراب جائز ہے، اپنی رشتہ داری میں نکاح ناجائز ہے۔ حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ ختنہ ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال ان مرزائی چار جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح موعود مرزا صاحب ہی تھے اور ان کا کلام وحی من اللہ ہے۔ اس کے مقابل اہل اسلام ان دونوں امور کے منکر ہیں صرف منکر ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کو شروع سے آخر تک کافر و مرتد قرار دیتے ہیں اور لین و دین معاملات اور عبادات میں ان سے الگ ہیں اب مرزائی اور غیر مرزائی میں کفر و اسلام کا فرق ہے۔ نہ ان کی ان کے ہاں شادی ہو سکتی ہے نہ ان کی ان کے ہاں، کفن دفن، نماز، زکوٰۃ جنازہ بھی الگ الگ ہے۔ بالجملہ ایک استفتاء جس کے متعدد (بلکہ اس سے بھی زیادہ) جوابات مختلف حضرات علماء اسلام کی جانب سے دیئے گئے ہیں، ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم میں اور مرزائیوں میں اصولی فرق ہے فروعی اختلاف نہیں اور ایسے بعید اختلافات کے ہوتے ہوئے ہم انہیں اسلام میں داخل نہیں سمجھ سکتے ،کوئی عقلمند اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا اور امید ہے کہ مرزائی بھی ہمیں یقین دلائیں گے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے مرزائی اعتقادیات کا نام و نشان کہاں تھا۔ انہوں نے اسلام کی پرانی

دیواری کو مسمار کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ ناظرین خود دیکھ کر فیصلہ کرلیں گے کہ
ائیوں نے اسلامی عمارت کو کس طرح مسمار کردیا ہے۔

استفتاء از علمائے اسلام

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے
ال مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)..... آیة مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (کا مصداق میں ہوں)
ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳)

(۲)..... مسیح موعود (جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے) میں ہوں (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۶۵)

(۳)..... مہدی موعود اور بعض نبیوں سے افضل میں ہوں (معیار الاخیار صفحہ ۱۱)

(۴)..... ان قدمی علی منارة ختم علیه کل رفعة۔ میرا قدم اس مینار پر ہے جہاں
ل بلندیاں ختم ہوچکی ہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص ۲۵)

(۵)..... لاتقیسونی باحد ولا احدابی۔ میرے مقابل کسی کو پیش نہ کرو (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)

(۶)..... میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴)

(۷)..... میں امام حسین "رضی اللہ عنہ" سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

(۸)..... وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدی فالفرق اعلیٰ و اظہر
میں عشق کا مقتول ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا مقتول ہے۔ فرق بالکل ظاہر ہے (اعجاز احمدی ص ۱۸)

(۹)..... یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں، (معاذ اللہ) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۰)..... یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی، (معاذ اللہ) ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۱۱)..... یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا
(ازالہ ص ۳۰۳، ۳۲۲) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

(۱۲)..... میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے ہی لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۳)..... مجھے الہام ہوا ہے یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً اے لوگو! میں
تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۴)..... میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

(۱۵)..... میرے منکروں بلکہ متامّلوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں (فتاوی احمدیہ جلد اول ص ۱۸)

(۱۶)..... مجھے خدا نے کہا ہے اسمع ولدی (اے میرے بیٹے سن) (البشریٰ ص ۴۹)

(۱۷)..... لولاک لما خلقت الافلاک، اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

(۱۸)..... میرا الہام ہے وما ینطق عن الھویٰ یعنی میں بلاوحی نہیں بولتا (اربعین نمبر ۳)

(۱۹)..... مجھے خدا نے کہا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ (یعنی خدا نے تجھے رحمت بنا کر بھیجا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۵)

(۲۰)..... مجھے خدا نے کہا انک لمن المرسلین (خدا کہتا ہے تو بلاشک رسول ہے) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

(۲۱)..... اتانی مالم یوت احد من للعالمین۔ خدا نے مجھے وہ عزت دی جو کسی کو نہیں دی گئی۔ حقیقۃ الوحی (۱۰۶)

(۲۲)..... اللہ معک یقوم ایما قمت: خدا تیرے ساتھ ہوگا جہاں کہیں تو رہے گا (ضمیمہ انجام آتھم ۷۱)

(۲۳)..... رایۃ فی المنام عین و یتیقنت اننی ھو فخلقت السموات والارض (میں نے اپنے آپ بعینہ خدا دیکھا اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے زمین وآسمان بنائے۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۶۴،۶۵)

(۲۴)..... میرے مرید کسی غیر مرد سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاوی احمدیہ جلد دوم ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا اقوال میں مصدق ہو اور اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں، اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

نمبرا۔ از دارالعلوم دیوبند

اقوال مذکورہ کا کفر وارتداد ہونا ظاہر ہے پس وہ شخص جو ایسا کہتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے اور جو اس کی پیروی اور تصدیق کرنے والے ہیں وہ کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اہل اسلام کو ان سے مناکحت درست نہیں اور ان کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اگر

کوئی مسلمان نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا ہو جائے تو وہ فوراً مرتد ہو جاوے گا۔ اور نکاح اس کا فسخ ہووے گا۔ اور تفریق لازم ہوگی۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ دیوبند ۱۲۔ رجب ۱۳۲۶ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
غلام رسول عفی عنہ	فقیر اصغر حسین عفی عنہ	محمد رسول خان عفی عنہ	گل محمد خان مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد اعزاز علی عفی عنہ	احمد امین عفی عنہ	محمد تفضل حسین عفی عنہ	محمد ادریس عفی عنہ	عبد الوحید عفی عنہ

نمبر۲۔ از سہارنپور

سوال مذکور الصدر میں اکثر ایسے امور ذکر کیے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ ناجائز اور موجب کفر و ارتداد قائل ہیں۔ پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور ان اقوال کا مصدق ہو تو اس کے کفر میں کچھ کلام نہیں وہ شرعاً مرتد ہوگا جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جو پہلے سے اہل اسلام تھا۔ بعد نکاح کے قادیانی عقائد کا ہو گیا۔ اس کا نکاح فوراً شرعاً باطل ہو جاوے گا۔ قضا اور حکم حاکم کی بھی شرعاً اس میں ضرورت نہیں۔ ارتداد احد هما (الزوجين) فسخ عاجل بلا قضا. شامی جلد ثانی ص ۴۲۵ لا يجوزان يتزوج مسلمة الخ و يحرم ذبيحة و صيده بالكلب و االبازی والرمی عالمگيريه ص۷۷

حررہ عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۹۔ اپریل ۱۸ء

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
خلیل احمد (صدر مدرس مدرسہ ہذا)	ثابت علی	عبد الرحمٰن	عبد اللطیف	عبد الوحید سنبھلی
قد اصاف من اجاب	الجواب صحیح	ہذا ہو الحق	الجواب صحیح	الجواب حق
ممتاز میرٹھی	منظور احمد	محمد ادریس	عبد القوی	محمد خلیل
الجواب صحیح	جواب المجیب صحیح	الجواب مصیب	ہذا الجواب حق	ہذا الجواب صحیح
بدر عالم میرٹھی	شمس الدین حصاروی	غلام حبیب پشاوری	عبد الکریم تونگانوی	فصیح الدین سہارنپوری

جواب المجیب اصح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب حق	للہ در المجیب
محمد روشن الدین محمد پوری	نور محمد	دلیل الرحمٰن	محمد بلوچستانی	ظریف احمد مظفر نگری	محمد حبیب اللہ

نمبر۳۔ از تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

جو مسلمان ایسے عقائد اختیار کرلے جن میں بعضے یقینی کفر ہیں بحکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتد کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح ہیں اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر عقائد کفریہ اختیار کرلے تو نکاح فسخ ہو جاوے گا۔ اشرف علی عنہ ۱۳۳۶ھ

نمبر۴۔ از رائپور۔ ضلع سہارنپور:

جو شخص مسلمان ہو کر ان اقوال اور عقائد کا معتقد ہو وہ بلاتردد مرتد ہے۔ اس سے کوئی اسلامی معاملہ اور رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں اور جو ان کے عقائد تسلیم کر کے مرتد ہو جاوے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہے۔ حررہ نور محمد لدھیانوی مقیم رائے پور

مصدق	الجواب صحیح	الجواب صحیح	مجھے اتفاق ہے
حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوری	عبدالقادر شاہ پوری	مقبول سبحانی کشمیری	محمد سراج الحق
مصدق	جواب درست ہے	ہذا الجواب صحیح	الجواب صحیح
خدا بخش فیروزپوری	محمد صادق شاہ پوری	احمد شاہ امام جامع اہلحدیث	اللہ بخش بہاول نگری

نمبر۵۔ از دہلی:

(الف) فرقہ قادیانی قطعاً منکر آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ان سے مناکحت یقیناً ناجائز اور باطل ہے۔ حررہ حکیم ابراہیم مفتی دہلوی مدرسہ حسینیہ

(ب) مرزا غلام قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنا دینے کے لیے کافی ہیں۔ پس مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ کا مصدق ہو سب کافر ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزائی تو غیر احمدی کا جنازہ بھی حرام بتادیں اور غیر احمدی ان کے ساتھ رشتے ناطے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔ حررہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس و مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

نمبر۶۔ از کلکتہ

ان باتوں کا ماننے والا اقسام کفر و شرک کا معجون مرکب ہے پس ایسی حالت میں ان

سے عقد مناکحت و مواخاۃ بالکل جائز نہیں اور یہ سب عقائد باعث ارتداد و موجب تفریق نکاح ماسبق ہیں۔ واللہ اعلم کتبہ عبدالنور مدرس اول مدرسہ دارالہدیٰ کلکتہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ	محمد یحییٰ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ	فاضل الدین	ابوالحسن محمد عباس

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
عبدالواحد مدرس دوم مدرسہ دارالہدیٰ	محمد سلیمان مدرسہ دارالکتاب والسنۃ	محمد سعید انصاری مہاراجپوری حال دہلی	محمد یحییٰ

الجواب موافق الکتاب والسنۃ	لاریب فی صحۃ الجواب	لاریب فی الاجواب
عبدالرحیم	محمد مظہر علی	عبدالصمد آبادی مدرس مدرسہ جدید محمدی
الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
نیاز محمد کلکتہ کولوٹولہ نمبر ۲ محمد اکبر حدیث ۱۳ رجب ۳۶ھ	محمد زبیر	محمد اکرم خاں سیکرٹری انجمن علماء بنگالہ ایڈیٹر اخبار محمدی

نمبر ۷۔ از بنارس

مرزا مسائل اعتقادیہ منصوبہ کا منکر ہے لہٰذا اس عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ عقد مناکحت و استقرار نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور تصدیق (مرزا) بعد نکاح موجب افتراق و فسخ نکاح ہوگا۔ کتبہ محمد ابوالقاسم البناری مدرسہ عربیہ محلہ سعید نگر بنارس، ۱۰۔ جمادی الاخری ۳۶ھ

میں بھی اس تحریر کے موافق ہوں۔ محمد شیر خاں مدرس کان اللہ لہ۔

ماکتب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	جواب صحیح ہے
حکیم محمد حسن خاں	محمد عبداللہ مدرس کانپوری	محمد حیات احمد	حکیم عبدالمجید عفی عنہ

نمبر ۸۔ از لکھنؤ:

جو شخص ان اقوال مندرجہ استفتاء کا مصدق ہو اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص کہ نکاح کے بعد ان اقوال کا مصدق ہو اس کی یہ تصدیق ضرور موجب افتراق ہے۔ قال تعالیٰ:۔ **فان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولاھم یحلون ھن:**۔ (خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم یقیناً معلوم کرلو کہ عورتیں مسلمان ہیں تو کبھی کفار کو واپس نہ دو۔ نہ یہ "عورتیں" ان

کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبداللہ ۱۔ جمادی الاخریٰ ۳۲ھ جو ان اقوال کا معتقد اور مصدق ہے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور نکاح وغیرہ ایسے لوگوں سے ناجائز ہے۔ حررہ الراجی رحمتہ ربہ القوی ابوالعماد محمد شبلی المدرس فی دارالعلوم مذکورہ بالا جوابات بالکل صحیح ہیں۔ عبدالودود عفی عنہ مدرس دارالعلوم لندوۃ العلماء عفی عنہ ان اقوال مذکورہ استفتاء کا جو شخص قائل ہو وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے مناکحت وغیرہ اس سے جائز نہیں امیر علی عفا اللہ عنہم مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء صدر مدرس۔

معتقد ان اعتقادات کا مسلمان نہیں ہے۔ لہٰذا کسی مسلمہ کا نکاح ان سے جائز نہیں۔ اور اگر نکاح کیا گیا ہو وہ عدم محض سمجھا جائے گا اور تفریق واجب ہوگی۔ حیدر شاہ فقیہ دوم دارالعلوم ندوۃ العلماء، واقعی بعض از معتقدات مذکورہ کفر ست ومعتقد رابسر حد کفر رسانده کفر کہ بعد ایمان ارتداد ست وبا مرتد ومرتدہ نکاح ایماندار درست نیست واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ الراجی الی رحمتہ ربہ الباری الانصاری مفید العلامہ ملامبین شادع المسلم والمسلم امکنہ اللہ فی اعلیٰ علیین۔ میں نے ایک عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات ودعاوی کی تحقیق کی۔ دوران تحقیق میں نے اس امر کا خاص لحاظ رکھا کہ ذرہ بھر نفسانیت کا دخل نہ ہو۔ لیکن خدا اس کا بہتر شاہد ہے کہ جس قدر میں تحقیق کرتا گیا اسی قدر میرا یہ اعتقاد پختہ ہوتا گیا کہ جو لوگ مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہیں یقیناً وہ حق پر ہیں۔ پس ایسی صورت میں مرزائیوں سے مناکحت وغیرہ ہرگز جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو چکا ہے تو تفریق ضروری ہے۔

حررہ ابوالہدیٰ فتح اللہ الہ آبادی کان اللہ لہ حال مدرس اول انجمن اصلاح المسلمین لکھنؤ

نمبر ۹۔ از آگرہ

جو ان اقوال کفریہ کا مصدق ہے وہ کافر ہے اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت جائز نہیں۔ اور زوجین میں سے کسی ایک کا بعد نکاح ان اقوال کی تصدیق کرنا موجب افتراق ہے۔ فقط محمد امام امام جامع مسجد آگرہ۔

ان اقوال کے قائل اور معتقد کے ساتھ نکاح مطلق جائز نہیں اور ایسا نکاح موجب افتراق ہے سید عبداللطیف مدرس مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ۔

قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقاً جائز نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت مرتد ہے ہو جاوے تو ان کا نکاح فسخ ہوگا۔ (انتہی مختصراً فقط)

حررہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع اکبر آباد

نمبر ۱۰۔ از مراد آباد

غلام احمد قادیانی کے کفریات بدیہی ہیں کہ جن پر استدلال کی بھی ضرورت نہیں اس لئے اس کے تابعین سے رشتہ اخوت سلسلہ مناکحت تعلق محبت۔ ربط، ضبط، شرفاً قطعی حرام ہے۔ ہرگز ہرگز ان اسلام تما کافروں سے مؤمنین کو کوئی تعلق دینی نہ رکھنا چاہیے ان سے نکاح زنا ہوگا۔ جو دین و دنیا میں وبال ونکال ہے۔ خادم العلماء والفقراء غلام احمد حنفی قادری مراد آباد۔ ۲۸۔ رجب ۳۶ھ

نمبر ۱۱۔ از لاہور

چونکہ مرزائی قادیانی اور اس کے پیروؤں کا کفر منجانب علمائے ہندو پنجاب قطعی ہے لہٰذا ان کے ساتھ کسی مسلمہ عورت کا نکاح جائز نہیں اور بروقت ظہور مرزائیت نکاح فسخ ہو جائے گا۔ العبد۔ نور بخش (ایم۔اے) ناظم انجمن نعمانیہ لاہور۔

نمبر ۱۲۔ از امرتسر

(۱) مدعیان نبوت و رسالت کے ارتداد و کفر میں کوئی اہل ایمان و علم متردد نہیں ہوسکتا اس قسم کے لوگوں سے رشتہ و ناطہ کرنا بالکل حرام ہے اور اگر بیوی یا میاں مرزائی ہو جائے تو نکاح واجب الفسخ ہے اور یقیناً اہل اسلام کا فرض ہے کہ گورنمنٹ سے ایسے قانون کے نفاذ کی اپیل کریں۔ تاکہ ہمارے مذہب اور ضمیر کے خلاف کوئی ایسا فیصلہ نہ ہوسکے کہ جس سے ہمارے حقوق تلف ہوں کیونکہ مرزائی بجائے خود دہریے ہے۔ جو مرزائیوں کو مسلمان تصور کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ ختم رسالت وغیرہ بدیہات دین کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں، بلکہ دراصل منکر ہیں۔ حررہ ابوالحسن غلام المصطفےٰ الحنفی القاسمی امرت سری عفا اللہ عنہ

(۲)..... مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات اس کے کفر پر معتبر گواہ (شاہد عدل) ہیں

جن کے سامنے اس کا ایمان بالکل ثابت نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص کشتی نوح، ضمیمہ انجام آتھم اور دافع البلاء کو دیکھنے والا اس کے کفر میں کبھی شک نہیں کرسکتا۔ پس جو لوگ اسے نبی مانتے ہیں ان سے محبت دوستی رابطہ رشتہ پیدا کرنا یا قائم رکھنا جائز نہیں۔ **لقولہ تعالیٰ لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین و لقولہ تعالیٰ لایتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء۔**

حررہ محمد جمال امام و متولی مسجد کوچہ سعی امرت سر۔ ۱۱

(۳)...... مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔ (دیکھو شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ) لہٰذا جماعت مرزائیہ مرتد خارج از اسلام ہے۔ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔ اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اس کی عورت اس پر حرام ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو صحبت کرے گا وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد کہ پیدا ہوگی...... ولد الزنا ہوگی۔ اور مرتد جب بغیر توبہ کے مر جائے تو اس پر جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے بلکہ مانند کتے کے بغیر غسل و کفن کے گڑھے میں ڈالا جائے (ملاحظہ ہو کتاب اشباہ والنظائر) **اللّٰھم توفنا مسلمین و الحقنا بالصالحین و لا تجعلنا من المرزائین۔**

الجواب صواب حرر عبدالغفور غزنوی عفا اللہ عنہ، محمد حسین مدرس مدرسہ سلفیہ غزنویہ

(۴)...... بحکم حدیث شریف زوجوا من ترضون دینہ مرزائی سے محمدی خاتون کا نکاح نہ ہونا چاہیے اور اگر ہو جائے تو فسخ کرالینا چاہیے۔ ابوالوفا ثناء اللہ

نمبر ۱۳۔ از لدھیانہ:

(۱)...... ایسے عقائد مذکورہ کا شخص کافر ہے بلکہ اکفر۔ ان سے رشتہ لینا دینا درست نہیں ہے۔ کتبہ العبد العاجز علی محمد عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ لدھیانہ''۔

(۲)...... چونکہ یہ شخص نصوص قطعیہ کا منکر ہے اور یہ کفر و ارتداد ہے اس لئے ایسے کافر و مرتد سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، اور اگر قبل از ارتداد نکاح ہوا تو ارتداد سے فسخ ہوجاتا ہے۔

حررہ رحمت العلی مدرس مدرسہ عزیزیہ محلہ دھوئیوال''۔

الجواب صحیح

محمد عبداللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ عزیزیہ، نور محمد از شہر لدھیانہ، عاجز حافظ محمد الدین مہتمم مدرسہ بستان الاسلام لدھیانہ محلّہ صوفیاں۔"

نمبر ۱۴۔ از پشاور

عقائد مرقومہ کا معتقد اور مصدق یقیناً اسلام سے خارج ہے اور کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے شخص سے جائز نہیں اور تصدیق بعد از نکاح موجب افتراق ہے تمام کتب فقہ میں ہے وارتد اواحدھما فسخ فی الحال کہ بیوی میاں میں سے کسی کا مرتد ہونا نکاح فوراً فسخ کرتا ہے۔ حررہ محمد عبدالرحمٰن ہزاروی۔ بندہ محمود شہر پشاور۔

الجواب صحیح
عبدالواحد از پشاور

الجواب صحیح
عبدالرحمٰن بقلم خود

الجواب صحیح
مفتی عبدالرحیم پشاوری

الجواب صحیح
محمد خان پوری

الجواب صحیح
محمد رمضان پشاوری

الجواب صحیح
مولوی عبدالکریم پشاوری

الجواب صحیح
حافظ عبداللہ نقشبندی

نمبر ۱۵۔ از راولپنڈی:

جو الفاظ مرزا غلام احمد کے استفتاء میں ذکر ہوئے یہ تمام کفریہ ہیں۔ پس عورت مسلمان کا نکاح مرزائی کے ساتھ ہرگز جائز نہیں اور اگر پہلے وہ مرزائی نہ تھا اور پیچھے وہ مرزائی ہو گیا اور عورت مسلمان ہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ (کتبہ عبدالاحد خانپوری از راولپنڈی)

الجواب صحیح
عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
سید اکبر علی شاہ

الجواب صحیح
محمد یحییٰ مکرانی مقیم

الجواب صحیح
محمد مجید امام الجمعہ راولپنڈی

الجواب صحیح
محمد از مدرسہ حنفیہ راولپنڈی۔ متصل جامع مسجد شہر راولپنڈی

الجواب صحیح
عصام الدین مدرس مدرسہ احیاء العلوم راولپنڈی

الجواب صحیح
عبدالرحمٰن بن مولوی ہدایت اللہ صاحب مرحوم امام مسجد اہل حدیث صدر

الجواب صحیح
پیر فقیر شاہ از راولپنڈی

نمبر ۱۶۔ از ملتان

بلا ارتیاب یہ تمام اعتقادات صریح کفر والحاد ہیں قائل و معتقدان کا خود بھی کافر ہے اور جو شخص اس کو باوجود ان اعتقادات کے مسلم۔ یا مجدد یا نبی یا رسول مانے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ اور بحکم آیت لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن مناکحت مسلمہ بمرزائی و بالعکس نہ ابتداءً صحیح ہے نہ بقاءً یعنی نہ رشتہ مناکحت ہو سکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا ہے۔ اسی طرح حقوق ارث سے بھی حرمان ہو جاتا ہے۔ حررہ ابو محمد عبدالحق ملتانی

الجواب صحیح
خاکسار محمد غنی عنہ از ملتان

الجواب صحیح
احقر العباد ابو عبید خدا بخش ملتانی عفی عنہ

نمبر ۱۷۔ از ہوشیار پور

مرزائی قادیانی کے دعوے کاذبہ کی جو تصدیق کرتا ہے اس کا رشتہ و نکاح کبھی مسلمان سے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص اس کے عقائد باطلہ کے بعد عقد زوجیت کرے تو اس کی یہ تصدیق موجب تفریق اور باعث فسخ نکاح ہے۔ خادم اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء غلام محمد ہوشیار پوری، ہذا ہو الجواب الحق کتبہ مولوی احمد علی عفی عنہ نور محلی۔

نمبر ۱۸۔ از ضلع گورداسپور:

عورت اگر مرزائی عقیدہ کی ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔ چہ جائے کہ مرد اس عقیدہ کا ہو۔ اگر بعد انعقاد نکاح یہ اعتقاد احد الزوجین کا ہو جاوے تو نکاح باطل ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ بندہ عبدالحق دینانگری، مورخہ ۲۰۔ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

نمبر ۱۹۔ از ضلع جہلم:

باسمہ سبحانہ مرزائی قادیانی کا یہ دعویٰ اور اسی قسم کے دوسرے دعاوی کفر و شرک تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کا الہام ہے الارض و السماء معک کما ھو معی یعنی زمین آسمان جیسے خدا کے ماتحت ہیں ایسے مرزا کے بھی ماتحت ہیں۔

ایک اور الہام ہے کہ یتم اسمک لایتم اسمی یعنی خدا کہتا ہے کہ میرا نام تو

ناقص رہے گا مگر تیرا نام ضرور کامل ہو جائے گا۔ پہلے دعویٰ میں شرک جلی ہے اور دوسرے میں وہ غرور دکھایا ہے کہ کسی فرعون نے بھی نہیں دکھایا۔

اس لئے جو ان اقوال کا مصدق ہو وہ بلاشبہ کافر و مشرک ہے اور کسی مسلم کو جائز نہیں کہ کسی مشرک سے تعلق زوجیت قائم رکھے اور رشتہ زوجیت قائم ہونے کے بعد ایسے عقائد کا مصدق ہونا موجب افتراق ہے۔

علاوہ ازیں مرزا نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو اس کی نبوت کا کلمہ نہیں پڑھتا خواہ وہ مرزا کا مکفر نہ بھی ہو وہ بھی کافر ہے، اور اہل اسلام کو کافر کہنے والا خود کافر ہوتا ہے۔ پھر مرزا نے توہین انبیاء میں کچھ کسر نہیں چھوڑی اور **لولاک لما خلقت الافلاک** کے دعوے میں آنحضرت علیہ السلام کی ذات بابرکات پر سخت حملہ کیا ہے اور اپنے آپ کو علت تکوین عالم بتاتے ہوئے آنحضرت علیہ السلام کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ پھر ظرفہ یہ کہ دعویٰ غلامی بھی ہے۔ انتہیٰ مختصراً۔

حررہ محمد کرم الدین از بھین ضلع جہلم تحصیل چکوال

الجواب صحیح	الجواب صحیح
نور حسین از پادشاہانی	محمد فیض الحسن مولوی فاضل بھین ضلع جہلم

نمبر ۲۰۔ از ضلع سیالکوٹ

مرزا کے عقائد کفریہ کا جو مصدق ہو وہ بھی کافر ہے۔ **لقوله تعالیٰ و من یتولهم منکم فانه منهم** امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مقام استدلال پر علامت نبوت کے لئے کچھ مہلت مانگی تھی، تو آپ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص اس سے نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ کافر ہوگا۔ کیونکہ وہ آنحضرت علیہ السلام کے اس فرمان کا مکذب قرار دیا جاوے گا۔ کہ **لانبی بعدی** میرے بعد کوئی نبی نہیں (الخیرات الحسان لابن حجر المکی) پس مرزا کے مصدق سے رشتہ زوجیت جائز نہیں۔ کوئی کرے بھی تو کالعدم ہوگا۔

حررہ ابوالیاس محمد امام الدین قادری کوٹلی لوہاران مغربی ضلع سیالکوٹ

نمبر ۲۱۔ از ضلع گجرات

مرزا کے مصدق سے اہل اسلام کا باہمی رابطہ ازدواج ہرگز درست نہیں۔ فقہائے نے

بعض بدعات بھی مکفرہ فرمائی ہیں۔ بھلا یہ تو صاف کفریات ہیں۔ واللہ الہادی۔

حررہ العبد الاواہ الشیخ عبداللہ عفی عنہ از ملکہ الجواب صحیح بندہ عبیداللہ از ملکہ

نمبر ۲۲۔ از ضلع گوجرانوالہ

''جو لوگ اعتقادات مرزا میں مرزا کے معتقد و مصدق ہیں ان سے علاقہ زوجیت ہرگز نہ کرنا چاہیے۔'' (حررہ حافظ محمد الدین مدرس مسجد حافظ عبدالمنان مرحوم)

بے شک جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے ان کے ساتھ مخالطت اور مناکحت جائز نہیں۔

حررہ عبداللہ المعروف بغلام نبی از سوہدرہ

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
محی الدین نظام آبادی عفی عنہ	عمرالدین معظم از وزیر آباد مسجد بر نی والی	خاکسار عبدالغنی

نمبر ۲۳۔ از ریاست حیدر آباد دکن

یہاں کے جوابات کے بجائے کتاب افادت الافہام بجواب ازالۃ الاوہام مصنفہ جناب مولانا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب مرحوم ناظم امور مذہبیہ کا مطالعہ کر لینا کافی ہوگا۔

نمبر ۲۴۔ از ریاست بھوپال

مندرجہ سوال ہذا میں متعدد ایسے اقوال ہیں جن کے کلمہ کفر ہونے میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جس شخص کے عقائد ایسے ہوں وہ بوجہ مخالفت اسلام کی جماعت اسلام سے جدا ہے۔ اور مسلمان مرد عورت کا نکاح ایسے خارج عن الاسلام سے درست نہیں۔

محمد یحییٰ عفا اللہ عنہ مفتی بھوپال، ۳۔ رجب ۱۳۳۶ھ

نمبر ۲۵۔ از ریاست رامپور

جو شخص مرزائی قادیانی کے اقوال مذکورہ کی تصدیق کرے وہ اعلیٰ درجہ کا ملحد اور کافر ہے۔ ایسے شخص کے یہاں نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے اور اگر کوئی شخص بعد نکاح اقوال مذکورہ میں مرزائی قادیانی کی تصدیق کرے گا تو اس سے افتراق لازم ہوگا۔

ظہور الحسن محلہ پہنوار (تمت)

ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ۔(توبہ)
اور نہ نماز جنازہ پڑھیں ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی بھی اور نہ
کھڑے ہوں اس کی قبر پر

مرزائی کا جنازہ اور مسلمان
ایک لمحہ فکریہ

مؤلف: مولانا احمد سعید صاحب۔ مسجد بٹ آبادی حاکم رائے ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ

برادرانِ اسلام! تمام مسلمان خواہ وہ کسی مکتب فکر اور کسی بھی نظریہ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں اس بات کو بخوبی جانتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ کائنات کا خالق مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے سچا یقینی مذہب اور دین صرف اسلام ہی ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام اس کے سوا تمام مذاہب اور ادیان باطل غلط اور بے بنیاد ہیں۔

یہ بات فیصلہ کن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ کے لئے تمام ممالک اور اقوام عالم جن وانس کے لئے ہے۔

اور نہ ہی کسی قسم کی نبوت کسی کو مل سکتی ہے بلکہ آپ کی نبوت ابدی ہمیشہ کے لئے قائم ودائم ہر زمانہ کے لئے یکساں مساوی ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا یہ اجتماعی واتفاقی فیصلہ کن عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی زمانہ میں کسی قسم کی نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے تو وہ از روئے قرآن وسنت اور اجماع امت بالاتفاق کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور مرزائی تو کافر مرتد ہیں۔ مرتد کا درجہ مشرک اور منافق سے زیادہ بدتر ہے۔ ان پر نماز جنازہ پڑھنا اور دعا مغفرت کرنا اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی اور بغاوت ہے۔

مرزائی مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح بلکہ اسلام اور

مسلمانوں کے حق میں ان سے زیادہ خطرناک گروہ کوئی نہیں۔ ان کی سازشوں کا جال بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے۔ صرف ایک تازہ واقعہ کی طرف آپ کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ مرزائیوں نے تمام ممالک اسلامیہ کے دشمن اسرائیل (یہودی) جیسے مکار خبیث ملک میں اپنی تبلیغی مشنری وہاں کے عرب مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے قائم کر رکھی ہے جبکہ حکومت پاکستان اور اکثر اسلامی ممالک کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات بھی نہیں ہیں۔

''گوجرانوالہ کی میونسپل کمیٹی کے ذمہ دار مسلمان افسران سے''

جس طرح مسلمانوں کو مرزائیوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں اسی طرح مرزائیوں کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی از روئے شریعت جائز نہیں، ان کا قبرستان بھی عیسائیوں، یہودیوں کی طرح بالکل الگ ہونا چاہیے۔

قادیانیوں کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں

ا:...... ''مجھے خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (اشتہار معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج ۳، ص ۲۷۵)

مرزائی مذہب میں مسلمانوں کو لڑکیاں دینا حرام ہیں

ا:...... ''حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔'' (برکات خلافت ص ۷۵، از مرزا محمود قادیانی)

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا ہے...... جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹، از مرزا بشیر احمد پسر مرزا آنجہانی)

قائداعظم کا جنازہ اور سر ظفر اللہ قادیانی

مولانا محمد اسحاق صاحب ہزاروی ڈسٹرکٹ خطیب ہزارہ، ایبٹ آباد نے جب ظفر اللہ سے سوال کیا کہ تم نے قائداعظم کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا تو ظفر اللہ قادیانی نے صاف جواب دیا کہ مولانا آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھیں۔

گوجرانوالہ میں ایک ناخوشگوار واقعہ

گوجرانوالہ کے محلّہ باغبانپورہ میں ایک مشہور مرزائی میت کے جنازہ میں بدقسمتی سے کئی مسلمان بھی محض برادری سسٹم کے لحاظ و ملاحظہ کی وجہ سے شریک ہو گئے اور سب سے زیادہ غم انگیز قابل صد افسوس بات یہ ہوئی کہ ایک مولوی صاحب نے مرزائیوں کی اجازت سے مسلمانوں کو الگ نماز جنازہ پڑھایا جب کہ مرزائی پہلے خود جنازہ پڑھ چکے تھے جب اس کا چرچا شہر میں ہوا تو عوام اور خواص میں سخت ہیجان پیدا ہوا۔ چنانچہ مختلف مکاتب فکر کے علماء سے فتویٰ دریافت کیا گیا تو ہر ایک عالم نے الگ الگ فتویٰ لکھا۔ ان تمام جوابات کا قدر مشترک درج ذیل ہے۔

از روئے شریع تمرزائی مرتد، کافر، دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں اور ان کو مسلمان سمجھنا کفر ہے، ان کا جنازہ جائز سمجھ کر پڑھنے پڑھانے والے عمداً یہ جانتے ہوئے کہ یہ میت مرزائی ہے تو وہ سب لوگ میت کی طرح کافر مرتد ہو گئے ان کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا چاہیے توبہ استغفار کریں اور آئندہ اس کے لئے عہد کریں کہ کبھی ایسی حرکت نہ کریں گے۔ البتہ وہ لوگ جو اتفاقاً شریک ہوئے اور بالکل بے خبر تھے ان کو میت کے حال کا علم نہیں تھا وہ صرف توبہ استغفار کریں اور آئندہ کے لئے محتاط رہیں۔ ناچیز اس خفر سے پمفلٹ میں ان تمام علماء کے فتاویٰ درج کر دیئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے پوری آگاہی ہو اور آئندہ اس قسم کی غلطی کے ارتکاب سے محتاط رہیں۔

فتویٰ:......الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ

(۱)......ایک مولوی صاحب باوجود علم و یقین کے ہوتے ہوئے کہ یہ میت مرزائی کی ہے عمداً نماز جنازہ پڑھائے اور اس کے لئے دعا مغفرت کرے۔

(۲)......اس امام کے پیچھے مسلمان مقتدی باوجود میت کو مرزائی یقین کرتے ہوئے نماز جنازہ پڑھیں اور دعا مغفرت کریں ان کا کیا حکم ہے کیا یہ مسلمان رہے یا نہ اور ان کا پہلا نکاح باقی رہا یا نکاح ٹوٹ گیا، نکاح ثانی ہونا چاہیے، بینوا توجروا۔

(۱) محقق العصر فخر الاماثل حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب امیر جماعت علماء اسلام

امابعد! دینی طور سے دنیا میں بڑے بڑے فتنے رونما ہوئے ہیں جن کے قلع قمع کرنے کے لئے علماء امت اور صلحاء ملت نے اپنی استطاعت کے مطابق کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

مرزا آنجہانی کی تکفیر کے تین اصول ہیں

(۱)......حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار اور ختم نبوت کے مسلم معنی میں بے جا تاویل اور اپنی مصنوعی اور خود ساختہ نبوت کے لئے چور دروازہ کی گنجائش۔

(۲)......حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور ان کے نزول کا انکار اور اس کی دور از کار اور لایعنی تاویلات۔

(۳)......حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین۔

حضرت ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ: **ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔** (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ طبع مجتبائی)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔"

سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک شخص (الہلوگی) نے کہا کہ میں جا کر اس سے کوئی نشان اور معجزہ طلب کرتا ہوں تا کہ اس کا صدق و کذب عیاں ہو اس پر حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ: **من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی۔** (مناقب صدر الائمۃ المکیؒ ج ۱ ص ۱۶۱ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا عقیدہ

چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ لکھتے ہیں کہ اپنا

دین وایمان ہے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ (مناظرہ مجیبہ ص ۱۰۳ مطبوعہ سہارن پور)

اور امام اہل السنّت ابوالحسن الاشعریؒ فرماتے ہیں کہ: "واجمعت الامة علیٰ ان الله عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء"۔ (کتاب الدیانۃ عن اصول الدیانۃ ص ۳۴ ذکر الاستواء علی العرش)

"تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔"

علامہ ابوحیان اندلسیؒ لکھتے ہیں: واجمعت الامة علیٰ ان عیسیٰ علیه السلام حی فی السماء و ینزل الیٰ الارض۔ (تفسیر نہر المادج ۲ ص ۴۷۳)

"تمام امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور زمین پر نازل ہوں گے۔"

علامہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ:

"واجمعت الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ علیه السلام حی فی السماء و انه ینزل فی آخر الزمان"۔ (بحر محیط ج ۲ ص ۴۷۳ زیر آیت مکروا و مکر اللہ)

"حدیث متواتر کے پیش نظر تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔"

علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں کہ: "فقد اجمعت الامة علیٰ نزوله ولم یخالف فیه احد من اهل الشریعة"۔ (شرح عقیدۃ السفارینی ج ۲ ص ۹۰) "بے شک ساری امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر متفق ہے اہل اسلام میں سے کوئی شخص اس کا مخالف نہیں ہے۔

علامہ ابن حزمؒ المتوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم"۔

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ۴۲۴ باب انی متوفیک ورافعک الی)

"تم کیسی اچھی حالت میں ہوگے جب کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام (مہدی علی التفسیر) تم میں سے ہوگا۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فعند ذلک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء (الحدیث)

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۱۹ حدیث ۳۹۷۲۶ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

''تو اس وقت میرے بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔''

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں یہ جملہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: **ثم یموت فیدفن معی فی قبری** (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۸۰ باب قصہ الصیاد)

''پھر ان کی وفات ہوگی اور میرے مقبرہ اور روضہ میں میری قبر مبارک کے ساتھ ہی وہ دفن کیے جائیں گے''۔

اور خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: **"الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یاخذ شیئاً من الارض مالهم لا یشعرون"**. (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۹ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب علیہما السلام قید میں ڈالا گیا۔'' (براہین حصہ پنجم ص ۷۶ خزائن ج ۲۱، ص ۹۹)

مسلمانوں کو اپنے ایمان پر مضبوط رہنا چاہیے اور ایمانی غیرت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے علماء گوجرانوالہ نے بروقت حقوق اور صحیح فتویٰ دیا ہے اللہ تعالیٰ اہل حق کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (واللہ اعلم بالصواب و علمه اتم و احکم)

احقر الناس ابوالزاہد محمد سرفراز، خطیب جامع گکھڑ و مدرس مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ ۲۴۔ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ ۔۴۔ جولائی ۱۹۶۶ء

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب سواتی

مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

علماء امت اور جملہ مسلمانان عالم اور تمام طبقات امت کے نزدیک مرزائے قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہٰذا کسی مرتد کا جنازہ پڑھنا یا اس کے لیے دعا واستغفار کرنا قرآن وسنت اور اجماع امت سے حرام ہے اور دیدہ ودانستہ ایسا کرنے والا شخص خود کافر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ لہٰذا تجدید اسلام اور نکاح ضروری ہے۔

علماء نے جو فتاویٰ صادر کیے ہیں۔ صحیح اور درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

احقر عبدالحمید سواتی خطیب جامع مسجد نور و مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

حضرت مولانا محمد چراغ صاحب

مہتمم مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ کا جواب

جواب درست ہے۔ محمد چراغ مہتمم مدرسہ عربیہ

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب

خطیب جامع مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ

امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان

کوئی امام کسی مرزائی کا قادیانی ہو یا لاہوری نماز جنازہ عمداً پڑھائے اور مسلمان مقتدی جنازہ عمداً پڑھیں تو اس امام اور ان مقتدیوں کے کفر میں کیا شک رہ جاتا ہے ان تمام جنازہ پڑھنے والوں کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے اور نکاح میں بھی تجدید کرانی چاہیے۔

(احقر العباد عبدالقیوم صدر مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ)

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

نائب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

الجواب مبسملاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً۔

اگر انہوں نے اس مرزائی میت کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو یہ سب کے سب کافر ہو گئے۔ اسلام سے خارج ہو گئے۔ نہ ان کا نکاح باقی رہا اور نہ ان کو امام بنانا صحیح ہے۔

واللہ اعلم، کتبہ عزیز الرحمٰن نائب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور ۲۳۔ ربیع الاول ۵٦ھ۔

حضرت مولانا محمد سعید صاحب

خطیب مسجد لانگریاں گوجرانوالہ

مرزا قادیانی اور اس کے متبعین از روئے شرع مرتد اور کافر ہیں اور میں کہتا ہوں کہ مرزائی کا جنازہ پڑھنے پڑھانے والے بھی کافر اور مرتد ہیں۔ لہٰذا ان کو توبہ اور تجدید ایمان اور نکاح دوبارہ کرنا فرض ہے۔ (محمد سعید خطیب جامع مسجد گلی لانگریانوالی گوجرانوالہ)

حضرۃ مولانا قاضی عبدالسلام صاحب

صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ

الجواب...... چونکہ کافر کا نماز جنازہ نصوص قطعی الثبوت والمعنیٰ سے ممنوع ہے اور قادیانی عقیدہ والے باجماع الامت از روئے کتاب اللہ والسنۃ کافر ہیں۔

(قاضی عبدالسلام مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد گوجرانوالہ)

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب

مہتمم مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ

الجواب...... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ جن لوگوں نے مرزائی میت کا جنازہ پڑھایا ہے انہوں نے سخت ترین جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جو کفر ہے ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیے تا آنکہ توبہ کریں اور تجدید ایمان کریں اور نکاح کی بھی تجدید کریں اور عام لوگوں کے سامنے معافی مانگیں اور ناک سے لکیریں نکالیں، منہ کالا کر کے گدھے پر چڑھا کر پھرایا جائے۔ واللہ اعلم (محمد خلیل مدرسہ اشرف العلوم باغبانپورہ گوجرانوالہ ۱۵۔ ربیع الثانی ۸٦ھ)

مولانا مفتی بشیر حسین صاحب

خطیب جامع مسجد محلہ قبرستان گوجرانوالہ

الجواب...... وھو الموفق للصواب۔ صورت مسئولہ میں تمام مکاتیب فکر علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام مرزائی جو کہ مرزا غلام احمد متنبی کو ماننے والے ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مرتد ہیں ایسے آدمیوں کے لئے نہ نماز جنازہ ہے اور نہ دعا مغفرت ہے۔

(خطیب جامع مسجد محلہ قبرستان گوجرانوالہ ۶۶/۶/۳)

جناب مولانا محمد صادق صاحب

خطیب زینۃ المساجد محلہ روڈ ا ضلع گوجرانوالہ

لہٰذا بصورت مسئولہ جس مولوی نے مرزائی کو مسلمان سمجھ کر اس کو امام بنانا اور اپنی مسجد میں رکھنا ہرگز جائز نہیں۔ اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔

(۲)...... جس امام اور اس کے مقتدی نے مرزائی کو مسلمان سمجھ کر اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کے لئے دعاء مغفرت کی ان کا نہ اسلام رہا نہ نکاح۔ ان پر فرض ہے کہ نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں۔ صدق دل سے توبہ کریں اور ان کا نکاح دوبارہ پڑھیں۔ ورنہ مسلمان ان سے قطع تعلق کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم (ابوداؤد محمد صادق غفرلہ، زینۃ المساجد گوجرانوالہ)

جناب مولانا احسان الحق صاحب

خطیب مسجد حاجی مہتاب دین صاحب گوجرانوالہ

غلام احمد قادیانی اور اس کو نبی یا مجدد ماننے والے سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مرتدین ہیں۔ انہیں مسلمان جاننا یا مرنے کے بعد دعا مغفرت کرنا نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا کفر و ارتداد ہے ایسوں پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ضروری ہے۔ ورنہ اہل اسلام پر فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں۔

حضرت مجیب مسئول کا جواب بالکل درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم ابو شعیب محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ جامعہ رضویہ منظر الاسلام مسجد حاجی مہتاب دین گوجرانوالہ

غلطی کا اقرار اور توبہ

علماء کرام کے فتویٰ کے بعد جنازہ پڑھنے والے مسلمانوں نے اپنے جرم کا احساس کیا اور بعض نے مسجدوں اور عام مجمع میں اپنی غلطی کا اقرار اور توبہ کی کلمہ شہادت پڑھ کر نئے سرے سے اسلام و ایمان کی تجدید کی اور اپنے اپنے نکاح بھی دوبارہ پڑھوائے چنانچہ مولوی گل حسن شاہ صاحب بریلوی امام و خطیب مسجد حنفیہ باغبان پورہ نے اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے بعد از نماز مسجد کے عام مجمع میں سب لوگوں کے سامنے توبہ کی کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان کیا اور اسی مجمع عام میں اپنا نکاح بھی دوبارہ پڑھوایا اور اسی مجلس میں ایک توبہ نامہ (بدست حاجی صوفی عبدالعزیز صاحب) پیش کیا۔ جس پر پڑھ کر مولوی صاحب مذکور نے دستخط کیے جو درج ذیل ہیں۔

مولوی صاحب کا توبہ نامہ

میں مولوی گل حسین شاہ امام و خطیب جامع مسجد باغبان پورہ گوجرانوالہ اقرار کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی تمام امت مسلمہ کے نزدیک کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو اس کو نبی یا کسی قسم کا پیشوا تسلیم کرے وہ بھی کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے چونکہ میں نے ایک مرزائی میت کا جنازہ پڑھا پڑھایا جو صریح غلطی کی ہے جس سے میرا اسلام و ایمان جاتا رہا۔ اب اس عام مجمع میں روبروان مسلمانوں کے توبہ و تجدید ایمان کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں ہو سکتی جو اقرار کرے گا کافر ہوگا اور روبرو گواہان کے اپنے نکاح کو بھی تجدید کرتے ہوئے پوری توبہ کر رہا ہوں تاکہ احکام اسلام کی پوری پابندی نصیب ہو جائے۔ خداوند کریم مجھے استقامت نصیب فرمائے اور دین اسلام پر قائم رکھے۔ آمین۔

دستخط: بقلم خود گل حسن شاہ

گواہ: (۱) صوفی عبدالعزیز (۲) چودھری غلام محمد کشمیری وغیرہ)

خانقاہوں کے منتظم خدمت گزار تھے اسی طرح وہ میدان جہاد کے شہسوار بھی تھے۔

اگر وہ دارالعلوم دیوبند کے منتظم اور مدرس ہیں تو شاملی کے میدان جہاد میں مجاہد و سپاہی بھی

ہیں اگر وہ خانقاہ امدادیہ کے بانی گوشہ نشین ہیں تو شاملی کے میدان جہاد میں بذات خود مسلمان فوج کے جرنیل وسپہ سالار بھی ہیں، اگر ایک طرف وہ دارالعلوم دیوبند اور مسجد نبوی کے شیخ الحدیث ہیں تو ساتھ ہی وہ جزیرہ مالٹا (کالے پانی) میں قید فرنگ اور ہندوستان کی جنگ آزادی کے قائد بھی ہیں۔ خداوند قدوس ہم کو دین کی حفاظت کرنے والے بزرگان اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اس مختصر رسالہ میں انتہائی اختصار کے ساتھ چند معروضات پیش کردی ہیں اور یہ ناچیز کوشش آپ حضرات کے سامنے کہاں تک اس میں کامیابی ہوئی اس کا اندازہ آپ ہی لگا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی خدمت اور رضاء کے لئے قبول فرمائے، آمین۔ فقط واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین، و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۶ء، مطابق ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

احمد سعید ہزاروی مسجد بٹ آبادی حاکم رائے شہر گوجرانوالہ، ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ پاکستان۔ (کاتب بشیر احمد)

(۱) فتاویٰ عظیمہ من علماء الحنفیہ

(۲) عدم جواز نکاح مرزائی با مسلمہ سنیہ

(۳) عدم جواز صلوۃ جنازہ قادیانیہ

مضمون رسالہ اول: مرزا قادیانی کی طرف سے دعویٰ نبوت وتوہینات انبیاء علیہم السلام و مرزا قادیانی کے عقائد انہی کی تصنیفات سے بحوالہ صفحات کتاب صراحۃً لکھا گیا ہے۔

دوم: اگر کوئی مسلمان اپنی لڑکی کا نکاح کسی مرزائی سے کردے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ شخص مرزائی ہے کیا یہ نکاح عندالشرع جائز ہے یا ناجائز اور پھر اس لڑکی کا نکاح ثانی بلا طلاق مرزائی دوسرا مسلمان کرسکتا ہے؟

سوم: جو شخص اس فتوے کے دیکھنے کے بعد کسی مرزائی کا جنازہ پڑھے یا پڑھائے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے۔ تجدید نکاح کرے یا نہ؟

فقیر حافظ سید پیر ظہور شاہ قادری وعظ الاسلام جلالپور جٹاں ضلع گجرات پنجاب

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے مریدوں کی بابت

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور عیسیٰ ابن مریم سے بڑھ کر ہوں جو کوئی مجھ پر ایمان نہ لائے گا وہ کافر ہے۔ خدا میری نسبت کہتا ہے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں تو میرے واسطے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد جس سے تو راضی اس سے میں راضی۔ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے۔ خدا نے مجھے قادیان میں اپنا سچا رسول کر کے بھیجا ہے اور خدا نے مجھ کو کرشن ہی کہا ہے معجزہ کوئی شے نہیں محض مسمریزم اور شعبدہ بازی ہے آیا اس قسم کے عقائد والے کو کافر کہا جائے یا نہ اس کی امامت و بیعت اور دوستی وسلام علیک اس سے اور اس کے مریدوں سے جائز ہے یا نہیں۔ بینو بالتفصیل جزاکم اللہ الرب الجلیل۔

الجواب..... بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمدللہ و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔ امابعد! پس مخفی نہ رہے کہ عقائد مذکورہ کے ماسوا ملحد قادیانی کے اور بہت سے عقائد کفریہ ہیں۔

الجواب..... یہ عقائد ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک مستقل طور پر مرزا ملحد کی تکفیر کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں یا توہین انبیاء علیہم السلام ہے یا ادعائے نبوت یا رد نصوص اور یہ سب کفر ہے پس مرزا قادیانی کے ملحد مرتد کافر دجال ہونے میں کوئی شک نہیں بلکہ قادیانی کا کفر تو ایسا ہے جس میں کسی بھی اہل اسلام عالم یا غیر عالم کو کوئی شک وشبہ اور تردد نہیں ہے مومن کا دل ایسے عقائد سے یہی اس کفر کی شہادت دے دیتا ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ العاجز یوسف عفی عنہ از بگیلے والا۔

الجواب..... بلا شبہ مرزا قادیانی بوجہ کثیرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اس کے اقوال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے خود کافر مرتد ہے۔

حدیث شریف لاتواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ اس کے پاس بیٹھو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا ترکنو الی

الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (ھود آیت ۱۱۳) ظالموں کی طرف نہ جھکو ایسا نہ ہو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمٰن البہاری عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبدالمجید سنبلی عفی عنہ جواب صحیح ہے۔ کریم بخش عفی عنہ سنبلی۔ صحیح الجواب عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بریلوی۔ صحیح الجواب عبدہ المذنب ظفر الدین عفی عنہ بریلوی۔ جواب درست ہے عبدالوحید مدرس اول نعمانیہ امرتسر۔ صحیح الجواب بندہ فتح الدین از ہوشیاری پورسنی حنفی قادری رضوی، عبدن المصطفےٰ ظفر الدین احمد بریلوی محمدی سنی حنفی بہاری، ابوالفیض غلام محمد سنی حنفی قادری بریلوی تواب مرزا عبدالنبی جواب ٹھیک ہے۔ الجواب صحیح خادم العلماء بندہ امام الدین کپورتھلوی ہذا الجواب صحیح سید علی عفی عنہ القادری الجالندھری وجدتہ صحیحاً ملیحاً مسکین عبداللہ شاہ مولوی پلٹن نمبر ۶۹ سیالکوٹی ثم گجراتی مہر دار الافتا مدرسہ اہل سنت و جماعت معروف بنام نامی منظر الاسلام بریلوی قولنا بہ ھذا الحکم ثابت فقیر سعد اللہ شاہ ولائتی ساکن سوات بنیر ملک ماتحت اخون صاحب سوات۔ الجواب صحیح احقر الزمان محمد حسن مدرسہ نعمانیہ امرتسر ہذا الجواب صحیح محمد اشرف مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور جوابات مذکورہ بالا مطابق اہل سنت والجماعت ہیں۔ احقر الزمان خاکسار سید حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور الجواب صحیح لاشک فیہ مسکین علم الدین لاہور ہذا الجواب صحیح لاشک فی محمد رشید الرحمٰن عفی عنہ لقد اصاب من اجاب حررہ الفقیر المفتی ولی محمد جالندھری مرزا غلام احمد قادیانی کے اعتقادات مذکورہ اور اعتقادات کفریہ نقل کر کے علمائے ہندوستان پنجاب کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ سب نے بالاتفاق اس کو دائرہ اسلام سے خارج کیا اس کے ساتھ اسلامی معاملات مثل ملاقات وسلام وکلام کرنے سے منع کر دیا ہے اور قریب قریب ان ہر سہ رسائل میں دوسو علماء کی مہریں و دستخط ثبت ہیں۔ نعمۃ ابوسعید محمد حسین بٹالوی حنفی اہل حدیث جو شخص خدا کے متعلق اس قسم کے عقائد رکھے جو سوال میں درج ہیں یا مدعی رسالت ہو اگر وہ مجنون نہیں تو کافر ہے۔ حررہ ابوالفضل محمد حفیظ اللہ دار العلوم لکھنؤ، الجواب صحیح ابوالنعماد محمد شبلی جیراجپوری مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الجواب صحیح سید علی زینبی عفی عنہ مدرس مدرسۃ العلوم دار الندوۃ لکھنؤ، ان عقائد کا معتقد کافر ہے حررہ محمد واحد نور رامپوری مرزا قادیانی

اصولی اسلامی کا منکر ہے اور ملحد اس کی امامت بیعت اور محبت بالکل ناجائز ہے۔ رقمہ احقر العباد اللہ الصمد مرید احمد میانوالی بے شک مرزا قادیانی کے عقائد و اقوال حد کفر تک پہنچ گئے ہیں اس لئے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں، محمد کفایت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ آمینیہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ آمینیہ دہلی ایسا شخص بے شک دائرہ اسلام سے خارج ہے حبیب احمد مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ جواب صحیح ہے۔ الجواب صحیح سید انظار حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ آمینیہ دہلی الجواب صحیح محمد کرامت اللہ دہلی جواب صحیح ہے ابو محمد عبدالحق دہلوی۔ جواب صحیح ہے۔ محمد امین مدرس مدرسہ آمینیہ دہلی۔ قادیانی نص قطعی کا منکر ہے اور جو نصوص قطعیہ سے منکر ہوتا ہے وہ کافر ہے پس قادیانی دعاوی مذکورہ کا مدعی ہے تو وہ بے شک کافر ہے حررہ امانت اللہ علی گڑھ، الجواب صحیح محمد لطیف اللہ از علی گڑھ۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیرو یہ سب کے سب کافر ہیں نصیر الدین خاں۔ غلام مصطفےٰ، ابراہیم، محمد سلطان احمد خان، محمد رضا خان۔ مرزا قادیانی اور اس کے معتقد اور مرید اور دوست مثل بوسلیم کے کافر ہیں حررہ عین الھدیٰ اسماہ عفی عنہ قادری از کلکتہ۔ قادیانی خنزیر مسیلمہ کذاب قادیان میں رہتا ہے مفتری زندیق مردود کافر نائب ابلیس لعنت اللہ علیہ زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ شریعت محمدیہ میں واجب القتل ہے جمال الدین از ریاست کشمیری ضلع شہر مظفر آباد الجواب صحیح احمد جی علاقہ چھچھ موضع پاٹڈنک الجواب صحیح سید حافظ محمد حسین واعظ ساڈھورہ ضلع انبالہ بے شک جو آدمی امور قطعیہ کا منکر ہے وہ کافر ہے قرآن شریف معجزہ کا ثبت ہے اس کا انکار کفر ہے اور ایسے آدمی کی بیعت بھی کفر ہے اور مسلمان جاننا درست نہیں حررہ احمد علی صفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ میرٹھ جواب درست ہے۔ عبداللہ خان مدرس اسلامیہ شہر میرٹھ جو شخص کسی پیغمبر کی نبوت کا انکار کرے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے عبدالسلام پانی پتی۔ الجواب صحیح فضل احمد ضلع پشاور علاقہ مردان تحصیل صوابی۔ مرزا قادیانی کے عقائد اس حد تک یقیناً پہنچ گئے ہیں کہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم عائد ہو جائے دعویٰ نبوت اس کے اور اس کے مریدوں کی تصنیفات میں بصراحتہ موجود ہے انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں ہتک اور

استخفاف سے ان کی کتابیں واشتہار ورسالے مملو ہیں معجزات وخوارق عادت کی دوراز کار تاویلیں نصوص قطعیہ کی تحریف معنوی ان کا ادنی کرشمہ ہے لہٰذا اس کے کافر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ان کی بیعت حرام ہے اور امانت ہرگز جائز نہیں واللہ اعلم بالصواب کتبہ الراجی الی اللہ محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری خاکسار مولوی محمد کفایت اللہ صاحب کے جواب سے اتفاق کرتا ہے کتبہ مشتاق احمد مدرس گورنمنٹ سکول دہلی مرزا غلام احمد دائرہ اسلام سے خارج ہے محمد اسحاق لدھیانوی بےشک الفاظ مذکورہ مسطورہ فتویٰ کفر کے ہیں اور قائل ان کا کافر ہے اگر مرزا مذکور سے یہ الفاظ تقریراً یا تحریراً ثابت ہیں تو بس کافر ہے راقم فقیر امانت علی ازنکودریہ۔ شخص مدعی حال نبوت ورسالت کا ہے اور یہ کفر ہے اس کے دعویٰ کا ہر ایک کلمہ کئی کئی کفریات پر مشتمل ہے۔ پس شریعت غرا میں قائل ان کلمات اور دعاوی کا مثل فرعون دجال مسیلمہ کذاب کے ہے اس کے ساتھ بیعت وغیرہ سلام وکلام شرع میں کفر ہے کتبہ محمد محی الدین صدیقی الحنفی عفی عنہ مدرس نصرۃ الحق حنفیہ امرتسر۔ ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اس کے مرید اور معتقد جو ایسے مدعی مفتری کو اس کے تعاویل کا فر یہ اور دعاوی باطلہ میں سچا جانتے ہیں اور راضی ہیں وہ بھی کافر ہیں اس لئے کہ الرضاء بالکفر کفر حررہ عبدالغفار خان رامپوری ذالک الکتب لاریب فیہ محمد امانت اللہ رامپوری۔ الجواب صحیح محمد ضیاء اللہ خان رامپوری۔ حق تعالیٰ شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین اور نیز باجماع امت ثابت ہے کہ انبیاء ورسل افضل الخلق ہیں۔ لہٰذا جو شخص اپنے لئے رسالت کا مدعی ہے اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ سے اپنے آپ کو افضل جانتا ہے وہ کتاب اللہ کا مکذب ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کی اور اس کے اتباع کی امامت اور بیعت ومحبت ناجائز اور حرام ہے ایسے شخص سے اور اس کے اذناب سے سلام کلام ترک کرنا چاہیے حررہ خلیل احمد سہارنپوری۔ صحیح الجواب محمد کفایت اللہ سہارنپوری الجیب مصیب حافظ محمد شہاب الدین لدھیانوی۔ الجواب صحیح فضل احمد رائے پور گوجراں۔ الجواب صحیح والقول نجیح والمذہب ابوالرجال غلام محمد ہوشیار پوری اصاب من اجاب محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہوریہ فوجدۃ صحیحاً نبی بخش حکیم رسول نگری۔

الجواب صحیح عنایت الٰہی سہارنپوری مہتمم مدرسہ عربیہ سہارنپور۔ الجواب صحیح محمد بخش عفی عنہ سہرائے۔ الجواب صحیح صدیق احمد انبوٹھوی۔ الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ دیو بند۔ صحیح الجواب عبدہ محمد مدرس مدرسہ اسلامیہ دیو بند۔ الجواب غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ دیو بند۔ الجواب صحیح عزیز الرحمٰن مفتی مدرس عالیہ عربیہ دیو بند۔ اصاب المجیب محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ دیو بند۔ الجواب صحیح بندہ محمود مدرس اول مدرسہ عالیہ دیو بند۔ الجواب صحیح قادر بخش عفی عنہ جامع مسجد سہارنپور، الجواب صحیح بندہ عبدالمجید۔ الجواب صحیح علی اکبر المجیب صادق محمد یعقوب المجیب مصیب۔ عبدالخالق بمقتضائے کوائف مندرجہ بیان سائل ہر ایک جواب مطابق سوال صحیح و درست ہے اور ہر ایک جواب کی تائید کے ادلہ قطعیہ موید ہیں اور کتب شرعیہ مملوکتہ احقر العباد اللہ الصمد ابوالرجا غلام احمد ہوشیار پوری الجواب صحیح نور اللہ خان الجواب صحیح محمد فتح علی شاہ الجواب صحیح فقیر غلام رسول مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ الجواب صحیح احمد علی شاہ اجمیری ہذا ہوالحق جمال الدین کوٹھالوی المجیب مصیب احمد علی عفی عنہ بٹالوی جواب درست ہے سلطان احمد گنجوی جواب درست ہے احمد علی عفی عنہ سہارنپوری الجواب صحیح محمد عظمی متوطن گکھڑ۔ جواب صحیح ہے فقیر غلام اللہ قصوری۔ جواب صحیح ہے محمد اشرف علی عفی عنہ ہوں ہندوستان ما اجاب بہ المجیب فھو فیہ مصیب غلام احمد امرتسری اڈیٹر اہل فقہ من قال سواذالک فقد قال محالا حررہ ابوالہاشم محبوب عالم عفی عنہ توکلی سیدوی ضلع گجرات۔ جواب درست ہے عبدالصمد مدرس مدرسہ دیو بند ذالک کذالک فقیر فتح محمد عفی عنہ الجواب صحیح شیر محمد عفی عنہ لاریب فی ماکتب رحیم بخش جالندھری۔ الجواب صحیح ابو عبدالجبار محمد جمال امرتسری۔ جواب صحیح ہے عبدالکریم مجددی ساکن ٹنڈہ محمد خاں ضلع حیدر آباد سندھ۔ الجواب صحیح فقیر محمد باقر نقشبندی مدرس مشن کالج لاہور۔ الجواب صحیح لاریب فیہ محمد رحیم اللہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد وصیت علی مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب مرحوم دہلی۔ ھذا ھوالحق خادم حسین مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب دہلی۔ الجواب صحیح عزیز احمد مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی المجیب مصیب محمد اکمل مدرس مدرسہ بارہ ہندو راؤ دہلی۔ الجواب صحیح عبدالرحمٰن مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب صاحب دہلی۔ الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق

عفی عنہ الجواب صحیح محمد پردل دہلی الجواب صحیح ولی محمد کرنالوی شخصیکہ رسالت باشد منکر نص قطعی است ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ودرنظر منکر قطعیات اختلاف نیست درہ چنیں کساں بیعت ومحبت چہ معنی دارد الرقم غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔

سبّ نبی کفر ہے اور دعویٰ نبوت کفر ہے اور دعوت نبوت کفر ہے نبی سے اپنے آپ کو افضل سمجھنے والا کافر ہے ابوبکر علی احمد محمود اللہ شاہ بدیوانی عفی عنہ کچھ شک نہیں کہ مرزا قادیانی ایک دہریہ معلوم ہوتا ہے مفتری علی اللہ ہے اس کے الہامات سے معلوم ہوا کہ اسے خدا پر ایمان نہیں کیونکہ خدا پر ایمان رکھنے والا اس قسم کے افترا نہیں کیا کرتا اس لئے میرا یقین ہے کہ مرزا قادیانی جو کچھ کرتا ہے سب دنیا سازی کے لئے کرتا ہے پس اس کی امامت جائز نہیں ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری چونکہ شخص مذکور اپنے کو سچا رسول کہتا ہے اور رسالت کا ختم ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نصوص قطعیہ یقینہ سے ثابت ہے جو حد تواتر میں داخل ہے اس لئے وہ شخص بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے پس امامت یا بیعت ودوستی سلام کلام اس سے اور اس کے مریدوں سے جائز نہ ہوگا واللہ اعلم احقر محمد رشید مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ جواب صحیح ہے محمد اسحاق عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ الاجوبت صحیح مقبول حسن عفی عنہ مدرس سیوم مدرسہ جامع العلوم کانپور لقد اجاب من اصاب مشتاق احمد اول مدرس فیض عام کانپور جو کلمات سوال میں مذکور ہیں ہر ایک کلمہ کا مرتکب اشد کافر ہے العاجز عبدالمنان وزیر آبادی۔ مرزا غلام احمد کے خیالات اور عقائد اکثر ایسے ہیں جن سے فتویٰ کفر عائد ہوتا ہے یوسف علی عفا عنہ میرٹھی خیر نگری۔ جواب صحیح ہے محمد عبداللہ ناظم دینیات مدرستہ العلوم علی گڑھ تمام علماء نے اس کے کافر ہونے پر اتفاق کرلیا ہے کوئی گنجائش تاویل کی نہیں لہذا اس کی بیعت اور اس کی پیروے مجالست ومواکلت قطعی حرام ناجائز ہے ابوالمعظم سید محمد اعظم شاہجہانپوری میری نظر سے مرزا کی کتابیں گزریں ان میں صراحتہ عقائد کفریہ مرقوم ہیں۔ لہذا میں باعتبار ان کتابوں کے مرزا قادیانی کو کفر سمجھتا ہوں غلام محی الدین امام جامع مسجد شاہجہانپوری۔ مرزا قادیانی کی کتابوں میں بہت سے کفریات موجود ہیں جو نصوص قاطعہ کے خلاف ہیں۔ لہذا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے عبدالکریم عفی عنہ از

ہندوستان محمد حسین عفی عنہ۔ جو شخص توہین کسی نبی کی انبیاء علیہم السلام سے کرے وہ مرتد اور کافر ہے یعنی ایسا کافر ہے کہ اس کی توبہ میں اختلاف ہے تو اس کا کفر کفار کے کفر سے زائد ہے العیاذ باللہ فقط محمد عثمان عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عین العلوم شاہجہانپور۔ بے شک ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقط محمد عبدالخالق عفی عنہ مدرس مدرسہ عین العلوم شاہجہانپور بے شک یہ شخص اسی طرح کا کافر ہے جیسا کہ مولوی محمد عثمان صاحب دام ظلہم نے تحریر فرمایا ہے فقط ابوالرفعت محمد سخاوت اللہ خاں مدرس سیوم مدرسہ عین العلوم شاہجہانپور مرزا غلام احمد قادیانی یقیناً کافر ہے اس کی تکفیر میں ذرا بھی شک نہیں ہے احقر کو اس کی کتب تمامیہ دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے اس سے اور اس کی متبعین سے اسلامی طریقہ سے ملنا جلنا ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب محمد اعزاز علی بریلوی۔ مرزا قادیانی جو عیسیٰ مسیح ہونے کا مدعی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کلمات شنیعہ لکھنے والا وغیرہ سراسر کاذب اور مفتری انتہا درجہ کا بے دین ہے مرتد ملحد خبیث النفس اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی اتباع کرتے والا بھی اسلام سے خارج ہرگز امامت کے لائق نہیں عبدالجبار عمر پوری دہلی کشن گنج مرزا قادیانی ان عقائد باطلہ کے رو سے بلا ریب کافر ظاہر ہے قرآنی اور اجماعی امر ہے کہ دنیا میں پہلا کافر ابلیس لعین ہے اور اس کا کفر نص کی بناء پر ہے اور وجوہ بھی تکفیر مرزائیوں کی آیات واحادیث سے بکثرت ملتی ہیں۔ مرزائیوں سے ارتباط اسلامی نصوص آیات واحادیث سے ممنوع ہے جملہ تکالیف شرعیہ وارشادات اسلامیہ ان سے کیا معنی رکھتے ہیں بلکہ جو شخص ان کی تکفیر میں تامل کرے اس پر بھی مخافت کفر ہے اور یہ پہلا زینہ دخول فی المرزائیت ہے۔ حررہ محمد عبدالحق الملتانی عفی عن۔ الجواب صحیح محمود عفی عنہ ملتانی بلا ریب وشک مرزائی لوگ مرتد اور کافرین ہیں ایسے ظالموں سے احتراز کرنا قرآن شریف اور حدیث نبوی سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد خوش بنیاد جناب باری تعالیٰ کا ہے۔ **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین**۔ حررہ فقیر حافظ سید پیر ظہور شاہ قادری قریشی الہاشمی جلالپوری الجواب صحیح محمد فیض اللہ عفی عنہ ملتانی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

فتویٰ نمبر دوم! اس شخص کی نسبت جو مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید نہ ہونے کے باوجود اس کو مسلمان جانتا ہے۔

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید تو نہیں ہوں اور نہ اس کے اعتقادیہ مسائل میں شامل ہوں لیکن اس کو مسلمان جانتا ہوں کیا ایسے شخص کی بیعت اور امامت درست ہے اور شرعاً اس کو کیا کہنا چاہیے بینوا بالتفصیل جزاکم اللہ الرب جلیل۔

الجواب:..... جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کفریہ کے معلوم ہونے کے باوجود اس کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے ایسے شخص اکثر وہی دیکھے گئے ہیں جو منافق اور کافر ہیں یعنی دراصل مرزائی ہوتے ہیں لیکن ظاہرداری کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم مرزا کو مسلمان جانتے ہیں یا اس پر ہم کفر کا فتویٰ نہیں دیتے یا ہم اس کو اچھا تو نہیں جانتے لیکن کافر بھی نہیں کہتے دراصل یہ سب کارروائی منافقانہ ہے۔ کوئی مصلحت مدنظر رکھ کر ظاہر نہیں ہوتے فی الحقیقت پکے مرزائی ہوتے ہیں۔ یاد رکھو مسلمان کی شان بہت بعید ہے کہ ایسے کافر کی تکفیر میں توقف یا تردد کرے۔ الحاصل مرزا اور اس کے سب مرید اور باوجود مرزا کے کفریات کے معلوم ہونے کے اس کے کفر میں توقف کرنے والے سب کے سب کافر ہیں۔ توہین انبیاء علیہم السلام ادعائے نبوت رد نصوص ایسا کفر ہے جس میں اہل سنت میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ اس واسطے دلائل لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ فقط اللہ اعلم حررہ العاجز یوسف علی عنہ از بگیلے والہ۔

الجواب جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ جانے وہ خود کافر مرتد ہے بلکہ جو شخص اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کرے وہ بھی کافر مستحق عذاب عظیم ہے۔ شفا شریف میں ہے۔ یکفر من لم یکفر من وان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیھم او مشک۔ (شفاج ۲ ص ۲۷۲) یعنی ہم اس شخص کو کافر کہتے

ہیں جو کافر نہ کہے اس کی تکفیر میں توقف یا شک وتردد کرے درر وغرر ومجمع الانہر ودرمختار وفتاویٰ خیریہ وبزازیہ وغیرہ میں ہے۔ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر یعنی جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمٰن البہاری عفی عنہ۔ صحیح الجواب احمد رضا عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبدالمجید سنبلی عفی عنہ۔ صحیح الجواب عبدہ ظفر الدین بریلوی حنفی قادری رضوی عبدالا ان المصطفےٰ ظفر الدین احمد بریلوی سردار الافتاء مدرسہ اہل سنت وجماعت بریلوی نظر الاسلام۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب احقر زمن محمد حسن مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر۔ جواب صحیح ہے سید حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ جواب صحیح ہے کریم بخش سنبلی عفی عنہ۔ الجواب صحیح عبدالوحید مدرس اول مدرسہ نعمانیہ امرتسر۔ ھذا الجواب صحیح محمد اشرف مدرس نعمانیہ لاہور۔ قولنا بہ بذا الحکم ثابت فقیر سعد اللہ شاہ ساکن سوات بنیر وجدتہ صحیحا ملیحا مسکین عبداللہ شاہ مولوی پلٹن نمبر ۱۹ اسیا لکوٹی ثم گجراتی۔ جواب صحیح ہے بندہ امام الدین کپور تھلوی۔ ہذا الجواب صحیح سید علی جالندھری ۲ القد اصاب من اجاب حررہ الفقیر المفتی ولی محمد جالندھری۔ الجواب صحیح بندہ فتح الدین ہوشیار پوری ھذا الجواب صحیح لا شک فی محمد رشید الرحمٰن۔ الجواب صحیح لا شک فیہ علم الدین لاہوری۔ جو ایسے شخص کو مسلمان سمجھتا ہے وہ یا جاہل ہے یا بدعقائد بیعت اور امامت ایسے شخص کو درست نہیں۔ کتبہ ابوالفضل محمد حفیظ اللہ مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو۔ الجواب صحیح سید علی زینی مدرس دارالعلوم ندوۃ لکھنو۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب ابوالعماد محمد شبلی عفی عنہ جی راجپوری مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو ایسا شخص جاہل ہے اس کو سمجھانا چاہیے اور اگر وہ اپنی غلطی پر مصر ہو اور ہٹ دھرمی کرے تو اس کی امامت سے بچنا چاہیے اور بیعت ایسے شخص سے نہ کی جائے یہ شخص بدعتی ہے۔ حررہ واحد نور رامپوری بہتر ہی ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ حررہ محمد امانت علی گڑھ۔ ھذا الجوبۃ صحیح محمد لطف اللہ علی گڑھ۔

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان جانے گو اس کے طریقے پر نہ ہو یا مرید نہ ہو مگر وہ ایسا ہے جیسا کہ شمر اور ابن زیاد اور یزید اور ابن ملجم کو مسلمان جانتا ہے اور جاننے والا ہے منافق اور خارجی ہے حررہ عین الہدیٰ شاہ قادری از کلکتہ ایسا شخص جاہل ہے کفر اور اسلام میں تمیز نہیں

رکھتا اس کی امامت اور بیعت قبول نہیں ہے یا واقف متعصب ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ یہ تعصب بے محل مخل امامت وارشاد ہوگا۔ حررہ ابوالحامد محمد عبدالحمید عفی عنہ حنفی القادری الانصاری النظامی لکھنوی۔ ھذا الاجوبت صحیح ابوسعید محمد صدیق عبدالخالق لکھنوی اصاب من اجاب محمد عبدالعزیز لکھنوی۔ صحیح الجواب عبدالخالق لکھنوی۔ الجواب صحیح ولی محمد کرنالوی صحیح الجواب محمد قاسم عبدالقیوم الانصاری لکھنوی۔ اصاب من اجاب محمد برکت اللہ لکھنوی۔ الجواب صحیح محمد عبدالہادی الانصاری لکھنوی۔ صحیح الجواب محمد عبیداللہ لکھنوی۔ ایسا شخص فاسق ہے محمد عبدالغنی مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ الجواب صحیح بندہ محمد قاسم مدرس مدرسہ آمینہ دہلی الجواب۔ صحیح محمد کرامت اللہ دہلوی۔ الجواب صحیح والمجیب نجیح بندہ محمد آمین مدرس مدرسہ آمینہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد عبدالحق دہلوی جو شخص مرزا کے عقائد معلوم کر کے اس کو کافر وخارج دائرہ اسلام نہ جانے وہ بھی اسی کا پیرو ابومحمد سعید محمد حسین بٹالوی اگر غلام احمد کے عقائد کو یہ عقائد کفریہ جانتا ہے اور پھر ان سے راضی وخوش ہے تو یہ بھی کافر ہے لان الرضا بالکفر کفر محمد کفایت اللہ شاہ جہانپوری مدرس مدرسہ امینہ دہلی مرزا اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو اچھا جاننے والا جماعت اسلام سے جدا ہے ایسے شخص سے بیعت کرنا حرام اور اس کو امام بنانا ناجائز ہے مشتاق احمد حنفی مدرس گورنمنٹ سکول دہلی کسیکہ قائل جواز اقتدار خلف مرزا واتباع او باشد مخصلے وناواقف از اصول دین است زیرا کہ صحت نماز بدوں ایمان صورت نے بندد وبطلان نماز امام موجب بطلان نماز مقتدی است کمالایخفی علی من لہ مسکہ بالدین وبیعت چنین ناواقف برین قیاس باید کرد غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ۔ الجواب صحیح محمد ذاکر بگوی عفی عنہ لاہوری۔ من اصاب فقد اجابہ غلام رسول ملتانی۔ الجواب صحیح ابومحمد احمد عفی عنہ چکوال لاہوری۔ الجواب صحیح نور احمد امرتسری اصاب من اجاب سید حسین مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور جو شخص غلام احمد قادیانی کو باوجود دعاوی کے اہل اسلام جانے یا اپنے دعوے میں صادق سمجھے وہ اسلام اور دین محمدی سے خارج ہے الراقم عبدالجبار امرتسری۔ الجواب صحیح عبدالعزیز ساکن قلعہ صبہا سنگھ ایسا شخص منافق ہے ایسے شخص کے خلف اقتدار درست نہیں سلام دین امرتسری۔ الجواب صحیح حکیم ابوتراب محمد عبدالحق امرتسری۔ الجواب صحیح سید شاہ حیدر آبادی جو شخص اس کو حق جانتا ہے وہ بھی صراط مستقیم دین قویم کے منحرف ہے مرید احمد قادیانی ایسا شخص

کافر اور مرتد ہے ابو یوسف امرتسری ایسا شخص سائر حق ہے اور باطن میں معتقد قادیانی کا ہے ایسے امام کی بیعت وغیرہ سے کنارہ کشی واجب ہے۔ الراقم محمد محی الدین الصدیقی الحنفی امرتسری۔ الجواب صحیح محمد اسحاق لدھیانوی اس کے عقیدے میں فرق ہے اس کی امامت اور بیعت جائز نہیں۔ الراقم عبدالسلام پانی پتی شخص مذکور اگر مرزا کے کفریہ متقدمات پر اطلاع حاصل کرنے کے بعد اس کی تکفیر کرے تو فبہا ورنہ وہ بھی قادیانی کے ساتھ کفر میں ہم رشتہ ہے اس کی بیعت اور امامت جائز نہ ہوگی۔ حررہ خلیل احمد۔ الجواب صحیح عبداللطیف سہارنپوری۔ الجواب صحیح ثابت علی سہارنپوری۔ الجواب صحیح محمد کفایت اللہ سہارنپوری۔ الجواب صحیح والقول صحیح غلام محمد ہوشیار پوری۔ الجواب صحیح حافظ محمد شہاب الدین لدھیانوی بمقتضائے کوائف مندرجہ بیان سائل ہر ایک جواب مطابق سوال صحیح و درست ہے اور ہر ایک جواب کی تائید کے ادلہ قطعیہ موید ہیں اور کتب شرعیہ اسی مملو کتبہ احقر عبداللہ الصمد ابو الوفا غلام محمد ہوشیار پوری۔ الجواب صحیح محمد ابراہیم وکیل اسلام لاہور رئیتہ فوجدہ صحیحا نبی بخش حکیم رسول نگری اصاب من اجاب فضل احمد رائے پور گجراں۔ الجواب صحیح محمد رکن الدین نقشبندی ساکن الور ما اجاب بہ المجیب فہو مصیب غلام احمد امرتسری جواب صحیح ہے۔ خادم شریعت ابو الہاشم محبوب عالم سنیدے ضلع گجرات۔ الجواب صحیح فتح محمد صحیح الجواب شیر محمد الجواب صحیح فقیر غلام رسول مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ الجواب صحیح فقیر غلام اللہ قصوری۔ الجواب صحیح فتح محمد الجواب صحیح احمد علی شاہ اجمیری ہذا ہو الحق جمال الدین کنٹیالوی الجواب صحیح سلطان احمد گنجوی ضلع گجرات الجواب صحیح محمد عظیم متوطن گکھڑ المجیب مصیب احمد علی بٹالوی۔ الجواب صحیح صدیق احمد دمونوی جواب درست ہے۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ الجواب صحیح عنایت علی سہارنپوری۔ الجواب صحیح محمد بخش سہزائی۔ الجواب صحیح احقر گل محمد خاں مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح سید محمد مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح غلام اسعد مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔ الجواب صحیح عزیز الرحمن مفتی حنفی مدرسہ عالیہ دیوبند اصاب المجیب محمد حسن مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ اول مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح قادر بخش مہتمم جامع مسجد سہارنپور۔ الجواب صحیح بندہ عبدالمجید عفی عنہ۔ الجواب صحیح علی اکبر عفی عنہ المجیب صادق عبدالخالق۔ الجواب صحیح ابو عبدالجبار محمد جلال الدین امرتسری۔ الجواب صحیح رحیم بخش

جالندھری الجواب صحیح بندہ عبدالصمد عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح عبدالکریم اشرف ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدرآباد سندھ۔ جواب صحیح ہے محمد یعقوب دیوبند۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب حبیب المرسلین مدرس اول مدرسہ حسین بخش دہلی۔ الجواب صحیح محمد وصیت علی مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی۔ ھذا ھوالحق خادم حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی۔ الجواب صحیح محمد ناظر حسن صدر مدرس عربیہ فتح پوری دہلی۔ الجواب صحیح محمد عزیز احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی المجیب مصیب محمد اکلم عفی عنہ مدرس مدرسہ بارہ ہندوراؤ دہلی۔ الجواب صحیح بندہ ضیاء الحق عفی عنہ دہلی۔ الجواب صحیح حبیب احمد مدرس مدرسہ فتح پوری۔ الجواب صحیح ولی محمد کرنالوی ایسے آدمی کی بیعت ہی کفر ہے اور مسلمان جاننا درست نہیں احمد علی عفی عنہ الجواب صحیح عبداللہ خان مدرس مدرسہ اسلامیہ۔ جو ایسے مدعی کو اس کے اقاویل کاذبہ اور دعاوی باطلہ میں سچا جانتا ہے اور راضی ہے وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ الرضاء بالکفر کفر عبدالغفار خان رامپوری۔ الجواب صحیح محمد سلامت اللہ رامپوری۔ جواب صحیح ہے احمد سعید رامپوری۔ الجواب صحیح محمد ضیاء اللہ خاں رامپوری ذالک الکتاب لا ریب فیہ محمد معز اللہ خاں رامپوری۔ ایسے صریح منکر کو مسلمان سمجھنا تو گویا خود مسلمانی سے نکل ہونا ہے۔ ابوالمعظم سید محمد اعظم حنفی شاہ جہانپوری جو شخص مرزا غلام احمد کے عقائد کو اچھا جانے اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور نہ اس سے کسی کو بیعت کرنا جائز ہے۔ ابویوسف علی میرٹھی۔ جواب صحیح ہے محمد عبداللہ علی گڑھ۔ مرزا اور اس کے اتباع کی مثل میرے نزدیک اسلامی فریق میں ایسا کافر کوئی نہیں الراجی عبدالمنان وزیرآبادی جو ایسے اعتقاد والے کو مسلمان جانے وہ شخص بھی کافر ہے جمال الدین ریاست کشمیر۔ الجواب صحیح احمد جی علاقہ چھچھ۔ الجواب صحیح سید محمد حسین واعظ ساڈھورہ جو شخص مرزا کے عقائد سے ناواقف ہو کر مسلمان کہتا ہے تو وہ بھی اسلام سے خارج ہے۔ ہرگز امامت کے لائق نہیں۔ عبدالجبار عمرپوری دہلی کشن گنج جو شخص مرزا قادیانی کے حق میں باوجود الہیت کے کہ وہ اپنے آپ کو عیسیٰ بن مریم علیہم السلام پر تفضیل دیتا ہے اور دعوی رسالت کرتا ہے حسن ظن رکھتا ہو اور اس کو مسلمان کہتا ہو تو وہ شخص خود دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے شخص کی امامت اور بیعت شرعاً ہرگز جائز نہیں ہے اور اہل اسلام کو اس سے اجتناب لازم ہے۔ حررہ محمد خدا بخش

عفی عنہ پشاوری مرزا کو یہ شخص اگر بنا بر جہالت کے مسلمان سمجھتا ہے تو معذور سمجھا جائے گا۔ مگر باوجود اس کے ایسی دعادے کفریہ اور عقائد باطلہ کے اس کو محض کلمہ گوئی کے مسلمان جانتا ہے تو خود اس کے اسلام پر خطرہ ہے۔ اس کو پہلے تعلیم کافی دی جائے اگر نہ سمجھے پھر اس کی امامت اور بیعت کو بالکل چھوڑ دیا جائے حررہ عبدالحق الملتانی۔ الجواب صحیح محمود عفی عنہ ملتانی۔ الجواب صحیح محمد فیض اللہ ملتانی عفی عنہ من سب الشیخین او طعن فیهما فقد کفر لا تقبل توبة بل یقتل (درمختار ج ۳ ص ۳۲۱) چہ جائیکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر طعن کرنے والا اور دعویٰ نبوت کرنے والا اشد کافر ہے جیسا کہ خداوند کریم اپنی واحدانیت میں لا شریک ہے ویسا ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندوں میں یکتا اور بے نظیر ہیں اور تراب اقدام اہل اللہ فقیر ابو میر محمد امیر اللہ قریشی الہاشمی جلالپور جٹاں بقلم خود۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ مرزائی لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سب عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی رسالت کے قائل ہیں اور اس کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس واسطے علمائے عرب وعجم نے مرزائیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اگر کوئی مسلمان اپنی دختر کا نکاح کسی مرزائی سے کردے بعد میں اس کو معلوم ہو کہ یہ شخص مرزائی ہے آیا یہ نکاح عندالشرع جائز ہوگا یا ناجائز اور یہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح ثانی بلائے طلاق مرزائی زوج کے کسی مسلمان سے کرسکتا ہے یا نہیں۔ بینو ابالتفصیل جزاکم اللہ الرب الجلیل۔

الجواب..... مرزائی مرد سے سنیہ عورت کا نکاح نہیں ہوتا بلا طلاق سنیہ کا باپ اس کا نکاح کسی سنی سے کرسکتا ہے بلکہ فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس مرزائی سے فوراً جدا کرے کہ اس کی صحبت اس کے ساتھ خاص زنا ہے بالکل وہی حکم ہے جو کوئی شخص اپنی دختر کسی ہندو کے گھر بلا نکاح بھیج دے بلکہ اس سے سخت تر کہ وہاں حرام کو حرام کی ہی مد میں رکھا اور یہاں نکاح پڑھا کہ معاذ اللہ اسی حلال کے پیرایہ میں لایا گیا اس سے فوراً علیحدہ کرلینا فرض ہے پھر جس سنی سے چاہے نکاح ممکن ہے۔ ردالمختار میں ہے۔ قوله حرم نکاح الوثنیة وفی شرح

الوجیز و کل مذھب یکفر و بہ معتقدہ (ردالمختار ص ۳۱۳، ۳۱۴) درمختار میں و بطل منہ اتفاقاً ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح و الذبیحۃ الخ (درمختار ج ۲ ص ۳۱۳، ۳۱۴) یہاں تک اصل حکم شرعی کا بیان تھا شرعاً یہ صورت جائز ہے اور ازدواج مکرر سے پاک کہ پہلا نکاح ہی نہ تھا۔ مگر قانون رائج میں جو امر جرم ہے شرعاً اپنی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لئے اس سے بھی بچنے کا حکم ہے قانون کا حال وکلا جانتے ہیں اگر از روئے قانون بھی یہ صورت داخل جرم نہ ہو یا قانون حکم فتویٰ کو تسلیم کر کے اس کا جرم نہ ہونا قبول کر لے تو حرج نہیں ورنہ ان سے دور رہا جائے۔ ہاں دختر کو جسے جائز طریقہ سے ممکن ہو جدا کرنا سخت فرض اہم ہے اگر چہ دوسری جگہ نکاح نہ ہو سکے واللہ اعلم وعلمہ اتم کتبہ عبدالنبی نواب مرزا عفی عنہ سنی حنفی بریلوی۔ صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا خان عفی عنہ بریلوی۔ الجواب وھو ملھم الصدق والصواب بے شک بلا تردد کر سکتا ہے کہ مرزائی سے نکاح باطل محض زنائی خالص ہے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد کا نکاح کسی قسم کی عورت کے ساتھ نہیں ہو سکتا طلاق کی حاجت نکاح میں ہوتی ہے نہ کہ زنا میں فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ (عالم گیری ج ۲ ص ۲۸۳) واللہ اعلم و علمۃ اتم و احکم فقط حررہ الفقیر القادری وصی احمد حنفی فی مدرسۃ الحدیث الدایرۃ فی پیلی بھیت۔ الجواب صحیح بلا قیل وقال والمجیب مصیب بعون اللہ المتعال الفقیر محمد ضیاء الدین جو کچھ کہ حضرت قبلہ محدث ارشد فقیہ صاحب تصانیف کثیرہ جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب قبلہ مشہور محدث سورتی دام فیضہ القوی وعدم و مدظلہ الی یوم الابدی الابدی نے تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور حضرت مجیب مدظلہ الاقدس اپنے جواب میں صحیح ہیں۔ فقط حررہ عبدالاحد مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت۔ الجواب مرزا کے پیرو جو کہ اس کی نبوت کے قائل ہیں اور اس کے عقائد کے معتقد وہ بے شک کافر ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمہ عورت کا نکاح مرزائی سے منعقد نہیں ہوتا بعد علم اس امر کے کہ زوج مرزائی ہے زوجہ کا والد اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے چونکہ پہلا نکاح کوئی چیز نہ تھا قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ ولا تنکحو المشرکات حتی یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحو المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک

ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنت و المغفرۃ باذنہ و یبین ایاتہ للناس لعلھم یتذکرون (بقرہ آیت ۲۱) فتح القدیر میں ہے۔ و یدخل فی عبدۃ الاوثان عبدۃ الشمس والنجوم و فی شرح الوجیز و کل مذھب یکفر بہ معتقدہ لان اسم المشرک یتنا ولھم جمیعاً۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۱۳۷)

مرزائی بقول صریح حکم فقہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح باطل ہوتا ہے بعد گزرنے عدت کے وہ عورت جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ کما ھو مصرح فی کتب الفقہ رقیمہ العبد الاثیم محمد ابراہیم الحنفی القادری عفی عنہ المدرس بالمدرسۃ الشمسیت جامع بلدہ بدایوں۔ الجواب صحیح والرائے نجیح حررہ محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی عفی عنہ خادم المدرسۃ القادریہ۔ صحیح الجواب والمجیب مصیب ومثاب محمد عبدالماجد عفی عنہ مہتمم مدرسہ شمسیہ بدایوں۔ الجواب صحیح والقول قوی حررہ المسکین احقر العباد فدوی علی بخش گنہ پنڈ۔ احقر العباد سید شہاب الدین جالندھری بقلم خود۔ الجواب صحیح محمد شرافت اللہ رام پوری۔ الجواب صحیح محمد شجاعت علی (صاب من اجاب نمقہ محمد علی رضا عفی عنہ رام پوری الحکم کذلک محمد مغر اللہ خاں مدرس مدرسہ عالیہ رام پور من اجاب اصاب محمد گلاب خان رام پوری الجواب صحیح خواجہ امام الدین صدیقی مدرسہ پشاوری عفی عنہ۔ الجواب نجیح والمجیب نجیح پیر حافظ سید ظہور شاہ قریشی الہاشمی جلالپوری عفی عنہ مولا۔ الجواب صحیح وصواب المجیب مصیب ومثاب محمد یونس عفی عنہ پشاوری صدور المجیب اصاب فیما اجاب الراجی الی غفران الحق نور الحق عفی عنہ پشاور مانسہری مولدا ہٰذا الجواب ھو الصواب وموافق کما فی الکتاب محمد عبدالحکیم صورتی پشاوری عفی عنہ سند یافتہ مدرسہ عالیہ ریاست رام پور۔ الجواب صحیح نور الحسن مہتمم مدرسہ جامع مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ الجواب صحیح حقیق بالقبول محمد میر عالم پشاوری ہزاروی اول مدرس عربی انجمن حمایت اسلام۔ الجواب صواب ومثاب عبدالوہاب عفی عنہ پشاوری المجیب مصیب حررہ الاثیم مفتی عبدالرحیم خلف الوحید المفتی عبدالحمید المرقوم غفرلہ القیوم الساکن فی بلدہ پشاور۔ جواب درست احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندرکوٹ۔ الجواب صحیح محمد قمر الدین عفی عنہ رامپوری ذلک کذالک سردار احمد مجددی رامپوری المجیب مصیب حررہ احمد علی عفی عنہ لاہوری۔ الجواب صحیح محمد نور الحسن عفی عنہ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ المجیب ھو المصیب محمد یار لاہوری ھو المصیب ابوالحسن حقانی خلف الرشید مولانا و اولینا مولوی ابو محمد عبدالحق

دہلوی اصاب من اجاب احقر دوست محمد جالندھری بقلم خود۔ ھذا الجواب مطابق للحق غلام محمد عفی عنہ مدھوری نمبردار چک نمبر ۴۵۵ ضلع لاہور۔ الجواب صحیح وصواب والمجیب ومثاب و یؤیدہ ماحققہ الفاضل البریلوی فی رسالتہ المسماۃ بازالۃ العاد فی حجر الکریم عن کلاب النار وکذا مافی رد الرفضۃ و نزھۃ الارواح فی احکام النکاح فی بحث الکفر و فی زاد المعاد فی ھدی خیر العباد و للعلامۃ ابن القیم فی بحث الکفولان نکاح المسلمۃ بالکافر والکافرۃ بالمسلم اصلا و المسلمۃ بالمبتدع موقوفا و للاولیاء حق الاعتراض فان ترکھا فبھا والا فالفتح للقاضی اوالحکم کما فی بھجۃ المشتاق فی احکام الطلاق فی بحث الفتح واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم حررہ فقیر محمد یوسف عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولد اپشاوری تزیلا بقلمہ۔ ترجمہ جواب صحیح اور درست ہے جیسا کہ تائید کرتا ہے اس کی وہ جو تحقیق کیا فاضل بریلوی نے رسالہ مسمی ازالۃ العار فی حجر الکریم عنہ کلاب النار میں اور جیسے کہ رد الرفضۃ نزہۃ الارواح میں ہے نکاح کے حکموں میں بحث کفو میں اور زادالمعاد فی ہدی خیر العباد للعلامہ ابن قیم میں ہے بحث کفو میں کیونکہ نکاح مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ اور کافر عورت کا مسلمان مردے کے ساتھ ہرگز منعقد نہیں ہوتا اور مسلمان عورت کا نکاح بدعتی مرد کے ساتھ موقوف ہوتا ہے۔ اگر وہ بدعت سے توبہ نہ کرے تو عورت کے ولیوں کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ پس اگر وہ بدعتی خاوند ولیوں کے اعتراض پر اس کو چھوڑ دے تو بہتر ورنہ قاضی کے حکم سے ٹوٹ جائے گا جیسا کہ بہجۃ المشتاق احکام بحث فتح میں ہے واللہ اعلم الخ۔ الجواب صحیح علماء کرام نے بے شک مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کافر ہونے کی حالت میں جو امور جواب میں تحریر فرمائے ہیں صحیح اور درست ہیں واللہ اعلم احمد علی مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور الجواب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ان کے بعد جو مدعی نبوت ہوگا کافر ہے بتقدیر صحت دعویٰ نبوت مرزا کے ان کے ساتھ معاملہ کفار رکھنا چاہیے لہٰذا نکاح عورت مسلمان کا کافر اور مرزائی سے حرام ہوگا فقط راقم محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرسہ نعمانیہ لاہور۔ اگر مذکورہ بالا مرزائی مرزا کو رسول مانتا ہو تو یقیناً کافر ہے اور کافر سے مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے راقم فیض الحسن نعمانیہ لاہور۔ الجواب اس میں شک نہیں کہ مرزا کے

عقائد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں پس اس کا پیرو جس کے عقائد مثل مرزا کے کفریہ ہیں اور تاویل ممکن نہیں مسلمہ سنیہ عورت کو اس سے نکاح نہ کرنا چاہیے اور اگر کیا تو وہ نکاح نہیں ہوا اللہ تعالیٰ اعلم ہے کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ عربیہ دیو بند ۲۲۔ رجب المرجب ۱۳۳۰ھ۔ الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ دیو بند اصاب المجیب العلام بندہ اصغر حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد سہول عفی عنہ مدرس دیو بند۔ الجواب صحیح بشیر احمد عفی عنہ دیو بند۔ الجواب صحیح خاکسار سردار احمد عفی عنہ دیو بند نحمده و نصلی علی ورسوله الکریم چونکہ مرزائی فرقہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو خاتم النبیین نہیں مانتا بلکہ ان کا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی ہی آخر الزمان نبی ہے اور ایسا ہی اس کو مسیح موعود اور کرشن وغیرہ مانتے ہیں اور نیز جمہور کے خلاف انہوں نے قرآن مجید کے معنی کیے ہیں اس واسطے یہ لوگ مسلمان نہیں تصور کیے جاتے چونکہ وہ خود ہمیں کافر جانتے ہیں اس واسطے ایسے اشخاص سے مسلمان لڑکی کا نکاح ناجائز ہے نیاز مند نبی بخش حکیم رسول نگری۔ جو لوگ مرزا کے نبی ہونے کے قائل ہیں وہ بے شک نص صریح قرآنی اور حدیث رسالت پناہی کے منکر ہیں۔ قال الله تعالیٰ و تبارک فی القرآن المجید و فی قال المجید المشتمل بالوصی والوعد الوعید ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبین وقال صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی (رواہ الترمذی ج ۲ ص ۲۰۹) محمد منور علی عفی عنہ رامپوری بے شک مرزائی حکم مرتد میں ہیں اور ان سے مسلمہ عورت کا نکاح ناجائز ہے فقد رشید الرحمان رامپوری حال وارد جالندھر۔ الجواب صحیح محمد ریحان حسین عفی عنہ بسلمة وحمدلة و صلاة وسالاماً الامر کذالک خادم الشعراء والاطبا والعلماء محمد ہادی رضا خان رئیس لکھنوی خلف حکیم مولوی محمد حسین رضا خاں صاحب مرحوم۔ الجواب صحیح محمد عبد السلام ٹوہانوی حصار ذلک کذلک فقیر سید عبد الرسول عفی عنہ جالندھری بے شک مرزائی سے سنیہ عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا اگر کوئی کر دے تو بلا طلاق مرزائی زوج کے نکاح ثانی کے مسلمان سے کر سکتا ہے کیونکہ پہلا نکاح نکاح ہی نہ تھا حکیم مولوی عبد الرزاق راہول بقلم محمد اسحاق راہول۔ جواب صحیح ہے حبیب الرحمٰن منجن آبادی۔ ای عزیز باتمیز آگاہ اور ہوشیار ہو جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ دعویٰ ہمسری کا کرے وہ بے

شک مرتد اور کافر ہے اس کے ساتھ کھانا اور پینا اور سلام علیک کرنا ناجائز اور ممنوع ہے خیال کرنے کی جا ہے طریقۃ المسلمین میں ہے۔ فجعلہ عبداً کاملا بحیث لاشریک لہ فی العبودیت وکمالھا کما انہ لاشریک للرب فی الربوبیت وخواصھا۔ خلاصہ کلام اور مطلب مراد یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شریک الوہیت اور ربوبیت میں نہیں ہے اسی طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر اور سہیم عبودیت میں نہیں ہے جیسا کہ شاعر نے کیا خوش لہجہ میں کہا ہے۔

محمد سا اگر کوئی بشر ہو تو میں جانوں جہاں میں گر نظیر انکا گر ہو تو میں جانوں

خاکپائے اہل اللہ فقیر میر محمد امیر اللہ عفی عنہ مولا قریشی الہاشمی جلالپور جٹاں بقلم خود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلي علي رسوله الكريم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین ایسے شخص کے حق میں ایک مسجد کا امام ہو اور مدعی علم ہو ایک مرزائی مر گیا پہلے اس کا جنازہ مرزائیوں نے کیا اور دوبارہ امام مذکور جو اہل سنت والجماعت ہے اس نے جنازہ کیا۔ تکفیر مرزا اور اس کے پیروان کا وہ عالم ہے کہ کل علمائے عرب وعجم تکفیر مرزا پر مواہیر ثبت کر چکے ہیں۔ امام مصلی جنازہ اس فتویٰ کو دیکھ چکا ہے دیدہ ودانستہ جو ایسا کام کرے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب...... مرزا غلام احمد قادیانی علانیہ نزول وحی، نبوت اور رسالت کے مدعی ہیں اور ان کے مرید اور مقلد ان کے ان سب دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں اس لحاظ سے ان کا اور ان کے مریدوں کا نکاح خارج از دائرہ اسلام ہونا مسلم الثبوت مسئلہ ہے۔ امام ابوالفضل قاضی عیاض (کتاب الشفاء ج ۲ ص ۲۴۷، ۲۴۶ باب عقائد کفر)

تعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں۔ وذالک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحاب مسیلمۃ والاسود العنسی و بعدہ کالعیسویۃ من الیھود القائلین تخصیص رسالتہ الی العرب و کالجرمیۃ القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الرفافضۃ القائلین بمشارکۃ علی فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعدہ وکذالک کل امام عند ھؤلاء

يقوم مقامه في النبوة والحجة و كالبزيغية والبيانية منهم القائلين بنبوة بزيغ و بيان او من ادعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها والبلوغ بصفا القلب الى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذالك من ادعى منهم انه يوحى اليه و ان لم يدع النبوة وانه يصعد الى السماء ويدخل الجنة و ياكل من ثمرتها و يعانق الحور العين فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم لانه اخبر انه خاتم النبيين لا نبي بعده و اخبر عن الله تعالیٰ انه خاتم النبيين و انه ارسل الى كافة الناس و اجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره و ان مفهوم المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شک في كفر هولاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً و سمعاً۔(ج۲ص۵۱۹)

ترجمہ: اور ایسا ہی جو شخص کہ دعویٰ کرے کسی ایک کی نبوت کا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یعنی ان کی موجودگی میں جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے پیرو اور اسود عنسی کے تھے اور ایسے ہی جو دعویٰ کرے پیچھے ان کے مانند عیسویہ کے یہودیوں سے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو عرب کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور مانند جرمیہ کے جو تواتر رسل کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول ہمیشہ آتے رہیں گے اور مانند بعضوں کے جو کہتے ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک تھے اور ان کے پیچھے بھی نبی تھے اور ایسے ہی ان کا ہر امام ان کے نزدیک نبوت اور حجت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے اور مانند بزیغیہ اور بیانیہ کے جو ان سے بزیغ اور بیان کی نبوت کے قائل ہیں یا وہ شخص جو اپنی ذات کے واسطے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حاصل کرنے اور صفائی قلب کے ساتھ نبوت کے مرتبہ پر پہنچنے کو جائز کہتا ہو مانند فلسفیوں اور گمراہ صوفیوں کی اور ایسا ہی وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اور اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے اور دعویٰ کرے کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور جنت کے میوے کھاتا ہے اور حوروں سے بغل گیر ہوتا ہے پس یہ سب کافر ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے اس لئے کہ انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ نبیوں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں ان کے پیچھے کوئی نبی نہیں ہوگا

اور خبر دی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور تحقیق وہ تمام خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اجماع کیا امت نے اس بات پر کہ اس کلام کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے پس ایسے مدعیوں کے کفر میں قطعاً اور اجماع اور سمع کے طور پر کوئی شک نہیں ہے۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد کے مریدوں کو پیش امام بنانا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ہرگز درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم كفروابالله ورسوله وما تواوهم فاسقون۔** ترجمہ: اور نہ نماز پڑھ کسی ایک پر ان میں سے جو مرے کبھی بھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو کے دعا کرے تحقیق انہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ کفر کی حالت میں مر گئے پس جس شخص نے دیدہ و دانستہ مرزائی کے جنازہ کی نماز پڑھی ہے اس شخص کو علانیہ توبہ کرنی چاہیے اور مناسب ہے کہ وہ اپنے تجدید نکاح کرے اور حسب طاقت آدمیوں کو کھانا کھلائے اور اگر وہ شخص علانیہ توبہ نہ کرے تو اہل سنت والجماعت کو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے ایسے منافق کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی ہذا واللہ اعلم بالصواب کتبہ عبد المذنب محمد عبداللہ ٹونکی از لاہور عفی عنہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو نصوص قطعیہ کے منکر ہیں پس جو شخص نص قطعی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ کافر کے واسطے بخشش مانگنی گناہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **استغفرلهم اولا تستغفرلهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذالك بانهم كفروا بالله و رسوله والله لا يهد القوم الفسقين۔** ترجمہ: (اے پیغمبر) تم ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرو یا ان کے حق میں مغفرت کی دعا نہ کرو (ان کے لئے یکساں ہے) اگر تم ستر دفعہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے تو خدا ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا۔ یہ ان کے اس فعل کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ (ایسے) سرکش لوگوں کو (توفیق) ہدایت نہیں دیا کرتا۔ حررہ فقیر حافظ سید پیر ظہور قادری جلالپوری۔

سوال..... مرزائی کا جنازہ پڑھنا کیا ہے۔

الجواب..... کفر ہے، کافر کو مثل مسلمین کہنا جیسا کہ مسلمان کو کافر کہنا جنازہ کی دعا میں یہ

لفظ آتے ہیں۔ اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام و من توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان یعنی ہم میں سے جس کو زندہ رکھتا ہے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو مارتا ہے اس کو ایمان پر مار اس نے میت کو اپنے زمرہ اسلام میں شامل کیا اور آپ میت کے ساتھ شامل ہوا یہ اقرار عدم امتیاز کا ہے درمیان کافر اور مسلمان کے اور جو کافر اور مسلمان کو برابر سمجھے وہ بے ایمان ہے حدیث کا فتویٰ ہے کہ جو کسی قوم سے مل کر کھائے اور مل بیٹھے اور اس کا دل ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ ملعون ہو جاتا ہے۔ عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقف بنو اسرائیل فی المعاصی فنھتھم علماء ھم فلم ینتھوا فجالسوا فی مجالسھم و اکلوھم و شاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ولعنھم علی لسان داؤد وعیسی بن مریم۔ (مسند احمد مطبع بیروت حدیث نمبر ۳۷۱۳ ج ۲ ص ۲۵۱۔۲۵۰)

یعنی جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا باز نہ آئے۔ وہی علماء ان کے ساتھ مل بیٹھے اور مل کے کھایا پیا تو اللہ تعالیٰ نے سب کے دل یکساں سیاہ کر دیئے اور داؤد اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام کی زبان پر ان کو ملعون بنایا۔ فقیر غلام قادر بھیروی از لاہور۔ قد صح الجواب المجیب المصیب احقر محمد باقر عفی عنہ نقشبندی مجددی لاہوری۔ الجواب صحیح بندہ عبدالسلام عفی عنہ ٹوہانوی مولداً دیوبندی۔ ھذا الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد یار عفی عنہ لاہور امام مسجد نہری۔ الجواب صحیح الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد حسن عفی عنہ اول مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور۔ المجیب مصیب محمد عمر خان عفی اللہ عنہ لاہور۔ الجواب صحیح محمد عالم دوم مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور ذلک کذلک محمد حسین عفی عنہ لاہوری۔ الجواب صحیح غلام رسول مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہوری۔ الجواب صحیح ابو سعید محمد حسین بٹالوی۔ الجواب صحیح محمد یونس عفی عنہ کشمیری مولداً فشاوری الخ۔ الجواب صحیح حررہ الراجی بارگاہ حق نور الحق مانسہرا۔ الجواب صحیح وصواب المجیب مصیب ومثاب نور الحق مانسہرا مولداً۔ لیس الشاب الاھذا الجواب واللہ اعلم بالصواب عبدالوہاب پشاوری۔ الجواب صحیح بالقول محمد میر عالم عفی عنہ ہزاروی حال انجمن حمایت اسلام پشاور۔ ھذا الجواب الصحیح والحق الصریح عبدالحکیم صواتی مولداً پشاوری سند یافتہ مدرسہ عالیہ رام پور ریاست۔ الجواب صحیح نور الحسن عفی عنہ نائب مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور۔ الجواب صحیح محمد نور الحسن مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور الجواب صحیح خان زمان مدرس سوم جامع العلوم

کانپور۔ هذا الجواب مطابق للحق غلام محمد عفی عنہ مدحپوری الجواب صحیح ابوالحسن حقانی ابن مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی الجواب چونکہ نماز جنازہ میں دعائے مغفرت للمیت ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ دعائے مغفرت للکافر ہے علمائے کرام فتویٰ کفر مرزا اور اس کے متبعین پر دے چکے ہیں بناء بریں مصلی صلوٰۃ جنازہ للمرزائی بغیر توبہ جدید مسلمان نہ ہوگا۔ عبدالروف مدرس مدرسہ اسلامیہ عین العلم شاہجہان پوری عفی عنہ۔ الجواب صحیح بندہ سلطان حسن غفرلہ مدرس مدرسہ عین العلوم شاہجہانپور۔ صحیح الجواب عاجز عبدی سرعفی عنہ المجیب مصیب محمد سخاوت اللہ مدرس مدرسہ عین العلوم۔ الجواب امام کو مناسب نہ تھا کہ اس کی نماز پڑھنا اگر امام توبہ نہ کرے تو اس کو عہدہ امامت سے معزول کرنا چاہیے ابومحمد عبدالحق دہلوی قادیانی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ ابومحمود محمد رمضان عفی عنہ لدھیانوی۔ صورت مذکورہ میں امام مذکورہ تحت مداہنت اور جرم عظیم کا مرتکب ہے اور اس لئے فاسق ہے توبہ کرنا لازم ہے اگر توبہ نہ کرے تو زجراً مسلمان اس سے اسلامی تعلقات ترک کردیں محمد کفایت اللہ عفی عنہ مولا مدرس امینیہ دہلی الجواب صحیح مشتاق احمد مدرس دہلی الجواب مصاب امام مذکور اگر معتقد کفر غلام احمد قادیانی کا نہیں تو بلا سبب ادا کرے صلوٰۃ جنازہ پیروانِ اس کے کافر ہوگیا اس لئے کہ غلام احمد مذکور قطعاً کافر ہے اس نے کلام اللہ کو محرف کردیا ہے اور تحریف کتاب اللہ کا کفر ہے اور ایضاً اللہ جل شانہ قرآن میں فرماتا ہے:۔ **ولا تصل علی احدٍ منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره انهم کفرو اباللہ ورسوله وماتوا وهم فاسقون۔** العبد الاثیم مفتی عبدالرحیم خلف الوحید مفتی عبدالحمید پشاوری ھوالموفق صحت نماز جنازہ کی شرائط میں سے ایک شرط اسلام میت بھی کما صرح بہ الفقہاء الکرام اگر کوئی شخص قطعاً اسلام سے خارج ہوجائے وہ جس گروہ کا ہو دیدہ ودانستہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ناجائز اور ایسی ناجائز نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا ورنہ نہ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ محمد عبدالحمید۔ الجواب جبکہ اس امام نے بعد علم اس بات کے کہ وہ میت ہم عقیدہ وہم مذہب مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اس میت کے عقائد کفر قطعی تک پہنچے ہوئے تھے اور میت کا تائب ہونا اس کو نہ معلوم ہوا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اس کے متعلق دعائے مغفرت کافر کا حکم عائد ہوگا۔ بعض علماء نے دعائے مغفرت کافر پر حکم کفر دیا ہے اور بعض نے احتیاط کی ہے بہرحال یہ فعل اجماعاً حرام ہے اگر اس کو حلال سمجھے گا تو سب کے نزدیک

حکم کفر عائد ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ والحق حرمة الدعآء بالمغفرة للكافر ردالمختار میں ہے۔ رد علی الامام الوافی ومن تبعه حیث قال انا الدعآء بالمغفرة للكافر كفراً الخ۔ (درمختار ج ۲ ص ۳۱۳، ۳۱۴) علماء محققین فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں علماء آپس میں کفر اور عدم کفر میں مختلف ہوں تو احتیاط عدم تکفیر میں ہے ہاں ایسے شخص کو توبہ اور تجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا گیا ہے اور وہ جب تک توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس سے اجتناب اور اس کی اقتداء سے پرہیز کرنا چاہیے فقیر حافظ محمد بخش عفی عنہ قادری مدرس مدرسہ محمدیہ بدایوں۔

مولوی محمد شمس الدین نقشبندی مجددی محمودی جالندھری

مرزے قادیانی داسیاپا

اول آخر حمد اللہ نوں جس نے موت او پائی مرزا گزر گیا
چاہے رکھے چاہے مارے اس دی بے پرواہی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

مغل بچہ اک قادیاں اندر ہویا کیسی واہی مرزا گزر گیا
دنیا ساری بیشک اس نے تھلے تک ہلائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

دہری سی اوہ بہارا اس دا مذہب دین نہ کائی مرزا گزر گیا
دشمن سی اللہ دا بیشک نبیاندا بد خواہی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

مہر علی شاہ نوں اس نے چٹھی لکھ بھجوائی مرزا گزر گیا
بھی ہور علماواں لکھیا اس سودائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

وچہ لاہور اکٹھے آ ؤ یعنی رل سب بھائی مرزا گزر گیا
میرے نال مباحثہ کرلو جے ہے طاقت کائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

مہر علی شاہ سن شوخی اسدی ایدھر واگ اٹھائی مرزا گزر گیا
بھی علماواں ہر ہر طرفوں کیتی اسول وہائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

غرض تاریخ مباحثہ اُتے جو سی ایس ٹھہرائی مرزا گزر گیا
پہنچے اوہ لاہور تمامی دیر نہ بالکل لائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

ڈیرہ لایا انہاں آ کر اندر مسجد شاہی مرزا گزر گیا
جاری کیتی آ کر انہاں اپنی کارروائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

اوس ویلے مرزایاں نے فوراً تار دوڑائی مرزا گزر گیا
مرزے ولوں پر انہاں نوں کجھ آواز نہ آئی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

مہر علی شاہ جد سورج وانگوں اپنی چمک دکھائی مرزا گزر گیا
تاب نہ اس چمگڈر بالکل اس دے اگے پائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

سید مہر علی شاہ دی ملکیں ہوئی شاہی مرزا گزر گیا
مرزے تے مرزایاں اتے فتح انہاں نے پائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

دین اسلام ہویا ہے غالب کفر ہویا ہے راہی مرزا گزر گیا
آیا حق تے باطل زاہق ہویا ترت ہوائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

غرض اقامت پنج دن تیکر شاہ صاحب نے فرمائی مرزا گزر گیا
مرزا پر لاہور نہ آیا نہ اس طاقت پائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

ہو مبہوت گیا سن خبراں ہیبت اس تے چھائی مرزا گزر گیا
باہر گھر تھیں مول نہ آیا شکل نہ اس دکھائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا
منہ کالا ہن ہویا اس دا جگ اندر رسوائی مرزا گزر گیا
جھوٹا ہویا جانو مویا اس وچ شک نہ کائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا
احمد بیگ دے بیٹی فر اس اپنے کارن چاہی مرزا گزر گیا
آسماناں دے اتے اس دی ہوئی فرکرمانی مرزا گزر گیا
پر اوہ عورت بالکل اس نوں اج تک ہتھ نہ آئی مرزا گزر گیا
آسمانی منکوحہ اس دے یار حریف ویاہی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا
ایویں پیر ملکیت اپنی اس نے گہنے پائی مرزا گزر گیا
انی ہتھیں اپنی عورت کوٹھے اس چڑھائی مرزا گزر گیا
ایویں خبر طاعونی جو اس دنیا وچ پھیلائی مرزا گزر گیا
مدت گزری اوہ بھی اج تک وچ ظہور نہ آئی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا
غرض یقیناً ہے ایہ جھوٹا شک نہ اس وچ رائی مرزا گزر گیا
کافر کتا ملحد اسنوں آکھے کل لوکائی مرزا گزر گیا
توبہ کر توہن مرزا تو جاندا...... دہائی مرزا گزر گیا
کھلے مارد سر وچ اس دے پکڑ و صاف جدائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا
بول کرو قبر اس دے تے ہی یہ عین بھلائی مرزا گزر گیا
لکھ لکھ لعنت آکھو اس نوں سارے مومن بھائی مرزا گزر گیا
ہے ہے مرزا گزر گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول ۱۳۰۱ ہجری میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی۔

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر

یعنی جو کفریات اس کے صاف صاف آیات قطعیات کے مخالف ہیں ان پر ان کے ایمان کی بنیاد جیسا کہ رسالہ ازالۃ الاوہام میں عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے اور جو خدا تعالیٰ جل شانہ نے ان کے معجزے مثل احیاء اموات اور مادرزاد نابینوں کو بینا کرنا اور جانور مٹی سے بنا کر خدا کے حکم سے جاندار بنا دینا وغیرہ وغیرہ جن کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے ان سب کو اس قادیانی نے مشرکانہ خیال لکھ کر منکر قرآن ہو کر اپنا کفر ظاہر کر کے زمرہ مرتدین میں داخل ہوا اکثر مباحثات میں قادیانی اس امر پر زور دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کے فوت ہونے کا ثبوت آیات قرآنیہ میں موجود ہے اگرچہ اس کا جواب علماء اسلام نے دندان شکن اپنی اپنی تصانیفوں میں دے چکے ہیں۔

ازالہ الاوہام میں لکھا ہے عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (ازالہ ص ۳۰۳ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) حضرت یسوع مسیح کی نسبت لکھا ہے شریر مکار کے پیچھے چلنے والا جھوٹا (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۶) اس میں لکھا ہے کہ ”آپ کی تین دادیاں نانیاں زنا کار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ) انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالہ ص ۶۶۸ تا ۶۶۹) حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ (ازالہ ص ۶۸۸ تا ۶۸۹) حضرت جبرائیل علیہ السلام کسی نبی کے پاس زمین پر نہیں آئے۔ (توضیح مرام ص ۶۶۸ تا ۶۵۷) قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۷ تا ۳۰۸) دجال پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے

گا۔ دجال کا گدھا ریل ہے۔ کوئی گدھا نہیں۔ یاجوج ماجوج انگریز ہیں اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ دخان کچھ نہیں غلط خیال ہے۔ (ازالہ ص ۵۱۳ خزائن ص ۳۷۵) آفتاب مغرب سے کوئی نہیں نکلے گا۔ (ازالہ ص ۵۱۵ خزائن ص ۳۷۶) دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ (ازالہ ص ۶۹۲ خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

مرزا کی طرف سے دعویٰ نبوت

(۱)...... الہام قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو بلفظ (براہین احمدیہ ص ۲۴۶ خزائن ج ۱ ص ۲۶۶)، (۲)...... مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی بلفظہ ابتداء (ٹائٹل پیج) (ازالہ الاوہام خزائن ج ۳ ص ۱۰۱)، (۳)...... حدیث میں وارد ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے نماز میں امام تمہارے میں سے ہوگا یعنی عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوکر نماز ادا کریں گے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ اپنی نئی شریعت جاری کریں گے اور نزول آپ کا دمشق میں ہوگا قوم یہود آپ کے پاس اگر کہیں گے کہ ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ فرمائیں گے کہ تم جھوٹے ہو اور اسی طرح نصاریٰ کو کہا جائے گا فرمادیں گے کہ اصحاب میرے وہ ہیں جو مہاجرین ملحمہ سے باقی رہیں گے۔ پس پائیں گے ان کے خلیفہ کو جوان کو نماز پڑھا رہا ہوگا آپ کو دیکھ کر وہ پیچھے کو ہو جائے گا آپ فرمادیں گے تو ہی نماز پڑھا تحقیق خدا تعالیٰ تیرے سے راضی ہے مجھ کو خدا تعالیٰ نے وزیر کر کے بھیجا ہے نہ امیر کر کے اور ٹھہرانا آپ کا بعد نزول کے زمین پر بقید حیات چالیس برس تک روایت کیا گیا اور نکاح کریں گے تاکہ معلوم ہو لوگوں کو یہ خدا نہیں ہیں اور اولاد بھی ہوگی اور دفن کیے جائیں گے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں یہ سب عینی شرح بخاری میں مذکور ہے چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے یقیناً ثابت ہے اسی واسطے کتب عقائد میں درج کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے عقیدے میں اس امر کو یقین خیال کر کے ایمان لائے کہ عیسیٰ علیہ

السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بیان فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بلا باپ پیدا کیا یہ مرتد ان کا باپ یوسف نجار بیان کرتا ہے اور جو معجزے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بیان فرمائے ہیں ان کو ازالۃ الاوہام میں مرزا نے لکھا ہے کہ ”وہ شعبدہ بازی کے قسم سے ہیں اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے“۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۲ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) اس کلام کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں خدا تعالیٰ نے وہ معجزات برخلاف عادت واسطے ایمان لانے لوگوں کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر کیے ان کو یہ مرتد عمل مسمریزم اور بے سود بتاتا ہے۔ ازالۃ الاوہام میں لکھا ہے کہ علماء نے سورۃ الزلزال کے معنی نہیں سمجھے (ازالہ ص ۱۲۸ خزائن ج ۳ ص ۱۶۶) توضیح مرام میں اس نے لکھا ہے۔ (ص ۶۸ مرزا خزائن ص ۸۶) جبرئیل علیہ السلام کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں۔ (ملخصاً صفحہ ۶۸۔ ۷۰۔ ۸۵ ازالہ ص ۶۲۹ خزائن ص ۴۳۹) لکھتا ہے انبیاء ابراہیم علیہ السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالۃ الاوہام ۱۲۸، ۶۲۹ ازالہ ۶۸۸ خزائن ص ۴۷۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی (ازالۃ الاوہام ص ۶۸۸ ازالہ ص ۶۹۱ خزائن ص ۴۷۳) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن مریم اور دجال، یاجوج ماجوج دابۃ الارض کی خبر نہیں دی۔ (ازالۃ الاوہام ص ۶۹۱ ازالہ ص ۷۵۰ خزائن ص ۵۰۴) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۱۵۰) قرآن شریف میں جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں۔ (حقیقت ص ۸۸ خزائن ص ۹۱) قرآن شریف میں انا انزلنا ہ قریبا من القادیان موجود ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۷۶، ۷۷) مکہ مدینہ قادیان تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۷۶، ۷۷) حضرت رسول اکرم خاتم النبیین والمرسلین نہیں ہیں۔ (ازالۃ الاوہام ص ۴۲۲ خزائن ص ۳۲۲) قیامت نہیں ہوگی تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔ (صفحہ دوم ٹائیٹل پیج ازالۃ الاوہام ص ۵۱۵ خزائن ص ۳۷۶) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔ (ازالۃ الاوہام ص ۵۱۵) عذاب قبر نہیں ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۲۱۵) تناسخ صحیح ہے۔ (ست بچن ص ۸۴ خزائن ج ۱۰ ص ۲۰۹) ایسے ایسے اس کے کلمات بے شمار ہیں جن کا کفر ہونا علماء اسلام پر کیا بلکہ عوام پر بھی ظاہر ہے اور جو شخص اعتراض کرے کہ قادیانی اہل قبلہ

ہے اس کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہو اور ایک وجہ اسلام کی ہو اس کو بھی کافر قرار دینا شرعاً منع ہے تو اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک اس میں کوئی وجہ کفر کی یقینی موجود نہ ہو مثلاً اگر کوئی رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر اصل پیغمبری حضرت علی کا حق گمان کرے تو اس کے کفر میں کسی کو کلام ہے اور سو وجہ کفر کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسا کلمہ کہا کہ جس کے ایک کم سو معنی کفر کی طرف عائد ہوتے ہیں اور بموجب ایک معنی کے وہ لفظ کفر کا نہیں ہے تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر کا جاری نہ کرے جیسا کہ ایک شخص کو کسی نے نماز کے واسطے تاکیداً کہا اس نے نماز سے انکار کیا تو انکار اس کا نماز کو برا جان کر یا نماز کے فرض ہونے کا منکر ہو کر یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے تو بے شک وہ شخص کافر ہے اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز کو تیرے کہنے سے نہیں ادا کروں گا تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں ہے ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق فتویٰ کفر کا نہ دے اور جو امر یقیناً کفر کا کسی میں پایا جائے جیسا کہ بتوں کو سجدہ کرنا پیغمبروں کی اہانت کرنی اس کے کافر ہونے میں کسی کو کلام نہیں اگرچہ نماز روزہ کا پابند ہو ملا علی قاری نے ان دونوں امروں کو شرح فقہ اکبر میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے پہلے فتویٰ میں جو مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے جواب میں لکھا گیا ہے اس میں ملا علی قاری صاحب کی عبارت درج ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس فرقہ کو راہ ہدایت پر لائے ورنہ ان کی شر سے عوام اہل اسلام کو بچائے۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ واخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔**

مرزائیوں سے ترکِ موالات

جس میں قرار پایا ہے کہ حسب فتاویٰ علمائے اسلام (سنی وشیعہ) مرزائیوں سے میل جول اور شادی غمی میں شریک ہونا منع ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزائی جماعت کے عقائد اہل اسلام کے خلاف ہیں۔ وفات مسیح کا مسئلہ ثابت نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں اور یہ کہ مرزائی اور ایران کے بابی مذہب کے پیرو ہمارے نزدیک

یکساں ہیں اور یہ کہ جو شخص مرزا غلام احمد کی نسبت حسن ظن رکھے یا اس کے کفر کا اظہار نہ کرے وہ بھی مرزائی فرقہ میں داخل ہے نہ اس کی امامت جائز ہے اور نہ جنازہ۔

باہتمام انجمن حفظ المسلمین امرتسر

سوال...... کیا مرزائیوں کا یہ کہنا درست ہے کہ حضرت مسیح کی قبر محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں موجود ہے؟

جواب...... مرزا قادیانی پہلے کہتے تھے کی مسیح کی قبر گلیل یا شام میں ہے اب کہتے ہیں کہ ایک نئی انجیل کی رو سے مسیح کی قبر کشمیر میں قرار پائی ہے۔ جناب مفتی حسام الدین صاحب مفتی اعظم کشمیر لکھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہندو مذہب کے سوا کشمیر میں یہودی اور عیسائی مذہب کا نام ونشان تک نہیں ملتا اور نہ کوئی ملکی تاریخ ثبوت دیتی ہے۔ اور نہ ہی کسی فرد بشر کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں عیسائیت بھی تھی اور محلہ خانیار میں ایک مسلمان بزرگ کی قبر ہے اور جن کا یہ خیال ہے کہ یہ حضرت مسیح کی قبر ہے محض جھوٹ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔

سوال...... کیا مرزائی کا جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب...... نہیں کیونکہ مرزائی ہمارے نزدیک کافر ہیں اور جنازہ مسلمان کا ہوتا ہے۔

(مولوی غلام قادر مرحوم بھیروی)

سوال...... جو اہلسنت مرزائی کا جنازہ پڑھے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اس سے علانیہ توبہ لینی چاہیے کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔ **لا تصل علی احد منهم احد** (توبہ ۸۴) کتبہ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی لاہور حال وارد کلکتہ)۔

سوال...... جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان جانے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب مرزا انبیاء کی توہین کرتا ہے نصوص قطعیہ کا منکر ہے مدعی نبوت ہے اس لیے اس کے کفر میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔

ناظرین! آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب میں مرزائی جماعت نے ایک نئی نبوت کی بنیاد ڈال کر اہل اسلام کو بظاہر دو مختلف فرقوں میں تقسیم کردیا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف سنی شیعہ کے ساتھ ان کا اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے بلکہ لین دین، عقائد، اصول اور عبادات و

معاملات میں بھی زمین و آسمان کا فرق پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی آغاز مسیحیت میں کئی رنگ بدلے۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو صوفی منش ظاہر کیا۔ پھر مجدد بنے۔ پھر حکم، پھر نذیر، اس کے بعد مسیح ہونے کے مدعی ہوئے۔ پھر کرشن اوتار اور سب کے اخیر نبوت کا دعویٰ شائع کیا اور بہت جلد دنیا سے رخصت ہوئے۔

سوال (استفتاء)

بخدمت شریف جناب علمائے اسلام سلمکم اللہ الیٰ یوم القیام.

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع مبین اس امر میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

اوّل...... آیۂ مبشر ابرسول یاتی من بعد اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں۔
(ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)۔

دوم...... مسیح موعود (جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے) میں ہوں۔
(ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۶۵ خزائن ج ۳ ص ۴۵۹)۔

سوم...... میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔
(معیار الاخیار ص الملفوظات ج ۳ ص ۲۷۸)

چہارم...... ان قدمی علی منارۃ ختم علیا کل رفعۃ (میرا قدم اس بنیاد پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہو چکی ہیں) (خطبہ الہامیہ ص ۷۰ خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

پنجم...... لا تقسیونی باحد ولا ادابی۔ میرے مقابل کسی کو پیش نہ کرو۔
(خطبہ الہامیہ ص ۵۲ خزائن ج ۱۶ ص ۵۲)

ششم...... میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔
(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۷)

ہفتم...... وانی قتیل الحب لکن حسینکم. قتیل العدی فالفرق اجلی واظہر۔ میں عشق کا مقتول ہوں مگر تمہارا حسین دشمن کا مقتول ہے فرق بالکل ظاہر ہے۔
(اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

نہم...... ''یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں''۔ (معاذ اللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

دہم...... یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (معاذ اللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

یازدہم...... یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔

(ازالہ ص ۳۰۲، ۳۲۲ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴ تا ۲۶۳، ضمیمہ انجام ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

دوازدہم...... میں نبی ہوں، اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

سیزدہم...... مجھے الہام ہوا ہے۔ قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ (لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ (تذکرہ ص ۳۵۲)

چہاردہم...... میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

پانزدہم...... میرے منکروں بلکہ متاملوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔

(نجم المصلی فتاویٰ احمدیہ ج ۱ ص ۲۷۶)

(۱۶)...... مجھے خدا نے کہا ہے اسمع ولدی (اے میرے بیٹے سن!)

(البشریٰ ج ۱ ص ۴۹)

(۱۷)...... لولاک لما خلقت الافلاک (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمان پیدا نہ کرتا)

(حقیقۃ الوحی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

(۱۸)...... میرا الہام ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ یعنی میں بلا وحی نہیں بولتا۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

(۱۹)...... مجھے خدا نے کہا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین۔ (یعنی خدا نے تجھے رحمت بنا کر بھیجا) (حقیقۃ الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

(۲۰)...... مجھے خدا نے کہا۔ انک لمن المرسلین (خدا کہتا ہے کہ تو بلاشک رسول ہے) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

(۲۱)......اتانی مالم یؤتی احد من العالمین۔ (خدا نے مجھے وہ عزت دی جو کسی کو نہیں دی گئی) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

(۲۲)......ان اللہ معک ان اللہ یقوم اینما قمت (خدا تیرے ساتھ ہوگا جہاں کہیں تو رہے)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۱ حاشیہ)

(۲۳)......انا اعطیناک الکوثر (خدا نے مجھے حوض کوثر دیا ہے)۔

(انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۵۸)

(۲۴)......رایتہ فی المنام عین اللہ و تیقنت انی ہو فخلقت السمٰوت والارض۔ میں نے اپنے آپ کو بعینہ خدا دیکھا اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے زمین آسمان بنائے۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۴، ۵۶۵ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

(۲۵)......میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں۔ (نہج المصلی فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱)......سنی از ریاست بھوپال

مندرجہ سوال ہذا میں متعدد ایسے اقوال ہیں جن کے کلمہ کفر ہونے میں تاویل بھی نہیں ہوسکتی لہٰذا جس شخص کے عقائد ایسے ہوں وہ بوجہ مخالفت اسلام کے جماعت اسلام سے جدا ہے اور مسلمان مرد و عورت کا نکاح ایسے خارج عن الاسلام سے درست نہیں۔ ۳ رجب ۱۳۳۶ھ۔ مہر و دستخط: محمد یحییٰ عفا اللہ عنہ مفتی بھوپال

(۲) از ریاست رام پور (خلد اللہ ملکہا)

جو شخص کہ مرزائے قادیانی کے اقوال مذکورہ میں تصدیق کرے وہ اعلیٰ درجہ کا ملحد اور کافر ہے۔ ایسے شخص کے یہاں نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے اور اگر کوئی شخص بعد نکاح اقوال مذکورہ میں مرزائے قادیانی کی تصدیق کرے گا تو اس سے افتراق لازم ہوگا۔ (دستخط: ظہور الحسن محلہ پہلوار)

ذالک کذالک مظفر علی خاں مقبرہ عالیہ۔ الامر کما حررہ مولانا السید ظہور الحسن۔ انصار حسین عفی عنہ۔ فان القول ماقالت حذام۔ ذوالفقار حسین نفی عنہ۔

(۳) از ریاست حیدر آباد (خلد اللہ ملکھا)

(یہاں کے جوابات کے بجائے کتاب افادۃ الافہام بجواب ازالۃ الاوہام مصنفہ جناب مولانا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب مرحوم ناظم امور مذہبیہ کا مطالعہ کر لینا کافی ہوگا۔

(۴) از مدرسہ عالیہ دیو بند ضلع سہارنپور (سنی)

اقوال مذکورہ کا کفر وارتداد ہونا ظاہر ہے۔ پس وہ شخص جو ایسا کہتا اور عقیدہ رکھتا ہے اور جو اس کی پیروی اور تصدیق کرنے والے ہیں وہ کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اہل اسلام کو ان سے مناکحت درست نہیں اور ان کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان نکاح کے بعد مصدق قادیانی کا ہو جائے تو وہ فوراً مرتد ہو جائے گا اور نکاح اس کا فسخ ہو جائے گا اور تفریق لازم ہوگی۔ مہر و دستخط:۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیو بند ۱۲۔ رجب ۱۳۳۶ھ۔

الجواب صحیح گل محمد خان مدرس مدرسہ عربیہ دیو بند۔ الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ۔ الجواب صواب الحسن عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد رسول خان عفی عنہ۔ الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد اعزاز علی عفی عنہ۔ اصاب المجیب محمد ادریس عفی عنہ۔ الجواب صحیح احمد امین عفی عنہ۔ الجواب صواب محمد تفضل حسین عفی عنہ۔ الجواب صواب عبد الوحید عفی عنہ۔

(۵) از تھانہ بھون ضلع سہارنپور (سنی)

جو مسلمان ایسے عقائد اختیار کرلے جن میں بعضے یقینی کفریہ ہیں بحکم مرتد ہے اور مرتد کا نکاح مسلمان عورت سے اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح مسلمان مرد سے صحیح نہیں اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر عقائد کفریہ اختیار کرلے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

دستخط:۔ اشرف علی عفی عنہ (حکیم الامت مصنف تصانیف کثیرہ) ۱۳۳۶ھ

(۶) مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور (سنی)

سوال مذکور الصدر میں اکثر ایسے امور ذکر کیے گئے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک متفق علیہ

ناجائز اور موجب کفر وارتداد قائل ہیں۔ پس جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو اوران اقوال کا مصدق ہو تو اس کے کفر میں کچھ کلام نہیں۔ وہ شرعاً مرتد ہوگا۔ جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جو پہلے سے اہل اسلام تھا۔ بعد نکاح کے قادیانی عقائد کا ہوگیا۔ اس کا نکاح فوراً شرعاً باطل ہوجائے گا۔ قضاء قاضی اور حکم حاکم کی بھی شرعاً اس میں ضرورت نہیں ارتداد احدھما (الزوجین) فسخ عاجل بلا قضاء (شامی جلد ثانی ص ۴۲۵) لایجوز له ان یتزوج مسلمة الخ و یحرم ذبیحة و صیده بالکلب والبازی و الرمی۔ (عالمگیریہ ج ۲ ص ۲۵۵)

حررہ عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم ۱۹ اپریل ۱۸ء

الجواب صحیح خلیل احمد۔ صحیح ثابت علی۔ الجواب صحیح عبدالرحمان۔ الجواب صحیح عبداللطیف۔ الجواب صحیح بلا ارتیاب عبدالوحید سنبھلی۔ قدا صاب من اجاب ممتاز میرٹھی۔ الجواب صحیح منظور احمد۔ ھذا ھوالحق محمد ادریس۔ الجواب صحیح عبدالقوی۔ الجواب حق محمد فاضل۔ الجواب صحیح بدر عالم میرٹھی۔ جواب المجیب صحیح علم الدین حصاری۔ الجواب مصیب غلام حبیب پشاوری۔ ھذا الجواب حق عبدالکریم نوگانوی۔ ھذا الجواب صحیح فصیح الدین سہارنپوری۔ جواب المجیب اصح محمد روشن الدین محمد پوری۔ الجواب صحیح نور محمد۔ الجواب صحیح دلیل الرحمان۔ الجواب صحیح محمد بلوچستانی۔ الجواب حق ظریف احمد مظفر نگری۔ للہ در المجیب محمد حبیب اللہ عفی عنہم۔

(۷) رائے پور ضلع سہارنپور (سنی)

جو شخص مسلمان ہوکر ان اقوال اور عقائد کا معتقد ہو وہ بلاتردد مرتد ہے۔ اس سے کوئی اسلامی معاملہ کرنا اور رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں اور جو ان کے عقائد تسلیم کر کے مرتد ہوجائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہے۔ حررہ نور محمد لدھیانوی مقیم رائے پور

الجواب صحیح عبدالقادر شاہ پوری۔ الجواب صحیح مقبول سبحانی کشمیری۔ مصدق عبدالرحیم رائے پوری۔ مصدق خدا بخش فیروز پوری۔ مجھے اتفاق ہے محمد سراج الحق۔ جواب درست ہے۔ محمد صادق شاہ پوری۔ ھذا الجواب صحیح احمد شاہ امام جامع مسجد بھت۔ الجواب صحیح اللہ بخش از بہاولنگر۔

(۸) ازشہر کلکتہ (سنی)

ان باتوں کا ماننے والا اقسام کفر وشرک کا معجون مرکب ہے۔ پس ایسی حالت میں ان سے عقد مناکحت ومواخاۃ بالکل جائز نہیں اور یہ سب عقائد باعث ارتداد وموجب تفریق نکاح بنتی ہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ عبدالنور مدرس اول مدرسہ دارالہدیٰ کلکتہ

الجواب صحیح افاض الدین۔ الجواب صحیح ابوالحسن محمد عباس۔ مہر عبدالنور۔ الجواب صحیح محمد سلیمان مدرس مدرسہ الکتاب و السنۃ۔ الجواب صحیح شمس العلماء مفتی محمد عبداللہ صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ الجواب صحیح احمد سعید انصاری سہارنپوری حال وارد کلکتہ۔ الجواب موافق الکتاب والسنۃ عبدالرحیم۔ الجواب صحیح محمد یحییٰ۔ الجواب صحیح محمد اکرم خان سیکرٹری انجمن علمائے بنگالہ۔ اڈیٹر اخبار محمدی کلکتہ۔ الجواب صحیح محمد یحییٰ مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ لاریب فی صحۃ الجواب محمد مظہر علی۔ لاریب فی الجواب عبدالصمد اسلام آبادی مدرس صفی اللہ شمس العلماء مدرس۔ الجواب صحیح عبدالواحد مدرس دوم مدرسہ دارالہدیٰ۔ الجواب صحیح محمد زبیر۔ الجواب صحیح ضیاء الرحمٰن از کلکتہ کولوٹولہ نمبر۲ مسجد اہل حدیث ۲۴۔ رجب ۳۶ھ۔

(۹) ازشہر بنارس (سنی)

مرزا مسائل اعتقادیہ منصوصہ کا منکر ہے لہٰذا اس عقیدہ رکھنے والے کے ساتھ عقد مناکحت واستقرار نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا اور تصدیق (مرزا) بعد نکاح موجب افتراق وفسخ نکاح ہوگا۔

کتبہ محمد ابوالقاسم البنارسی مدرسہ عربیہ محلہ سعید نگر بنارس ۱۰۔ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ۔

میں بھی اس تحریر کے موافق ہوں محمد شیر خاں مدرس کان اللہ لہ۔ ماکتب صحیح حکیم محمد حسین خاں۔ الجواب صحیح محمد عبداللہ مدرس کانپوری۔ الجواب صحیح محمد حیات احمد۔ جواب صحیح ہے حکیم عبدالمجید عفی عنہ۔

(۱۰) شہر آرہ (سنی)

اقوال مندرجہ سوال مرزا قادیانی کا حد کفر تک پہنچنا ظاہر ہے۔ بلکہ اس کے بعض اقوال سے شرک ثابت ہوتا ہے اور مشرکین میں وارد ہے۔ ولا تنکحو المشرکین حتی

یؤمنو الایۃ اور مرزا کے منکر رسالت ہونے میں کوئی کلام نہیں بلکہ وہ خود مدعی نبوت والوہیت ہے۔(اعاذنا اللہ منہ) پس جو لوگ ان اقوال کے قائل ومصدق ومعتقد ہیں ہرگز وہ مومن نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ مخالطت ومجالست ومناکحت قطعاً جائز نہیں۔ قال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ای لا تمیلوا الیھم بمودۃ ومخالطۃ ومجالسۃ و یناکحۃ و مداھنۃ و رمنی باعمالکم فتصیبکم النار کما صرح بہ المفسرون المحققون من المتقدمین منھم والمتاخرین رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ بالجملہ قادیانیوں کے ساتھ کسی مسلمہ کا نکاح ہرگز جائز نہیں اور اگر نکاح ہوگیا تو تفریق کرادینی چاہیے اور اگر کوئی مسلمان قادیانی ہوگیا تو اس کا نکاح بلا طلاق فسخ ہوگیا اس کی عورت کسی مسلمان صالح سے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ ابوطاہر البہاری عفا عنہ الباری المدرس الاول فی المدرسۃ الاحمدیہ۔

قد صح الجواب محمد طاہر ابن حضرت مولانا ابوطاہر دام فیضکم۔ قد اصاب من اجاب محمد مجیب الرحمان دربھنگوی۔

(۱۱) بدایوں (سنی)

مرزائیوں سے رشتہ زوجیت قائم کرنا حرام ہے۔ اگر لاعلمی سے ایسا ہوگیا تو شرعاً نکاح ہی نہ ہوا کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر کے ساتھ قطعاً حرام ہے۔(ھکذا فی کتب الفقہ) اور اگر بعد نکاح کوئی مسلمان باغوائے شیطان عقائد کفریہ مرزائیہ کا معتقد ہوگیا تو اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور اگر عورت معتقد ہوگئی تو اس کا نکاح قائم نہ رہے گا۔ حکم مثل مرتدین کے ہوجائے گا۔

مہر محمد ابراہیم قادیانی بدیونی۔ مہر محمد قدیر الحسن حنفی قادری۔ الجواب صحیح محمد حافظ الحسن مدرس مدرسہ محمدیہ۔ الجواب صواب احمد الدین مدرسہ شمس العلوم۔ ذلک کذالک شمس الدین قادری فرید پوری۔ مہر محمد عبدالمجید۔ حسین احمد۔ واحد حسین مدرس مدرسہ اسلامیہ فضل الرحمٰن ولایتی۔ عبدالرحیم قادری عبدالستار عفی عنہ۔ محمد عبدالماجد منظور حق مہتمم مدرسہ شمس العلوم۔

(۱۲)شہرالورو سنبھل (سنی)

مرزا کافر مرتد ملعون خارج از اسلام ہے اور ایک ہے ان تیس میں کا جن کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ میرے بعد تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے جو اپنے نبوت باطلہ کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور جو شخص غلام احمد قادیانی کا ہم عقیدہ ہے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمان عورت اور مردوں کا نکاح ان مرتدین کے رجال ونسا سے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اگر نکاح پہلے ہو چکا تھا پھر زوجین میں سے کسی ایک نے ان کفریات کا ارتکاب کیا تو فوراً ہی نکاح ٹوٹ گیا۔ زن وشوہر کا جو تعلق درشتہ تھا وہ منقطع ہوگیا۔ اب اگر صحبت ہوگی تو زنا ہوگا اور اولاد حرامی۔

حررہ العبد المسکین محمد عماد الدین السنبھلی السنی الحنفی القادری۔

بے شک ایسے کفری قول کرنے والا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہے اور مرتد اور اس کا نکاح مسلمانوں سے جائز نہیں۔ محمد ابوالبرکات سید احمد الوری سلمہ اللہ القوی

(۱۳) از آگرہ (اکبرآباد) وبلندشہر (سنی)

(الف)...... جو ان اقوال کفریہ کا مصدق ہے وہ کافر ہے۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت جائز نہیں اور زوجین میں سے کسی ایک کا بعد نکاح ان اقوال کی تصدیق کرنا۔ موجب افتراق ہے۔ فقط محمد محمامام امام مسجد جامع آگرہ۔

(ب)...... ان اقوال کے قائل اور معتقد کے ساتھ نکاح مطلق جائز نہیں ہے اور ایسا نکاح موجب افتراق ہے۔ سید عبداللطیف مدرس مدرسہ حالیہ جامع مسجد آگرہ۔

(ج)...... قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقاً جائز نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہوگا۔ انتہیٰ مختصراً فقط۔

حررہ العبد الراجی رحمتہ ربہ القوی ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع اکبر آباد۔

(د)...... عقائد مندرجہ سوال رکھنے والا قطعاً کافر ہے۔ عورت اس کے نکاح سے

باہر ہے۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ احکام و معاملات میں ان سے احتراز رکھیں۔ حکذا فی کتب الاسلام۔ خادم الطلبا محمد مبارک حسین محمودی صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ضلع بلند شہر۔

(۱۴) از مراد آباد (سنی)

غلام احمد قادیانی کے کفریات بدیہی ہیں کہ جن پر استدلال کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لئے اس کے تابعین سے رشتہ اخوت، سلسلہ مناکحت، تعلق محبت، ربط، ضبط، شرعاً قطعی حرام ہے۔ ہرگز ہرگز ان اسلامی روپ کے کافروں سے مومنین کو کوئی دینی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔ ان سے نکاح زنا ہوگا۔ جو دین و دنیا میں وبال ونکال ہے۔ خادم العلماء والفقراء غلام احمد حنفی قادری مراد آبادی ۱۸۔ رجب ۳۶ھ۔

(۱۵) شہر لکھنؤ (از حضرات شیعہ)

(نوٹ)...... حضرات شیعہ کے فتوے اس لئے معدودے چند ہیں کہ انہیں سوائے مجتہد کے کوئی دوسرا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ اور مجتہد کا فتویٰ تمام افراد شیعہ کو ماننا پڑتا ہے۔

(الف)...... الجواب ومن اللہ التوفیق۔ عقد مسلم یا مسلمہ قادیانی یا قادیانیہ سے جائز نہیں اور اگر کوئی مسلم یا مسلمہ خدانخواستہ قادیانی مذہب اختیار کرے تو نکاح اس کا باطل ہو جائے گا۔ واللہ العاصم۔ (ناصر علی عفی عنہ بقلم)

(ب)...... باسمہ سبحانہ۔ جو شخص ان اقوال کا قائل اور ان معتقدات کا معتقد ہو اس کا عقد ان مسلمین و مسلمان سے اور علی الخصوص مومنین و شیعیان اثنا عشریہ سے جو کہ ان معتقدات باطلہ کے قائل و معتقد نہیں ہیں حرام و باطل ہے اور تصدیق ان عقائد کے بعد عقد بھی موجب افتراق و بطلان عقد ہے۔ حررہ السید آقا حسن۔

(ج)...... باسمہ سبحانہ۔ جو شخص ان تمام امور مندرجہ استفتاء کا معتقد ہو۔ وہ کافر ہے اس کے ساتھ زن مسلمہ کا عقد ناجائز و باطل ہے اور جس زن مسلمہ کا شوہر بعد الاسلام ان عقائد کا معتقد ہو جائے۔ اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا بلکہ جمیع احکام کفر وارتداد ایسے اعتقاد والے پر جاری ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم۔ سید نجم الحسن عفی عنہ بقلم۔

(۱۶) شہر لکھنؤ۔ندوۃ العلماء(سنی)

جوشخص ان اقوال مندرجہ استفتاء کا مصدق ہو۔اس کے ساتھ مسلمہ غیر مصدقہ کا رشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں اور جوشخص کہ نکاح کے بعد ان اقوال کا مصدق اس کی یہ تصدیق ضرور موجب افتراق ہے۔قال تعالیٰ **افان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن** خداتعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تم یقیناً معلوم کرلو کہ عورتیں مسلمان ہیں تو کبھی کفار کو واپس نہ دو۔نہ یہ(عورتیں)ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ(کافر)ان کے لئے حلال ہیں۔واللہ اعلم۔کتبہ محمد عبداللہ۔اجمادی الاخری ۱۳۳۶ھ۔

جوان اقوال کا معتقد اور مصدق ہے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔اور نکاح وغیرہ ایسے لوگوں سے ناجائز ہے۔ **حررہ الراجی رحمتہ ربہ القوی ابوالعماد محمد شبلی المدرس فی دارالعلوم الندوۃ العلماء عفی عنہ۔**

مذکورہ بالا جوابات بالکل صحیح ہیں۔عبدالودود عفی عنہ مدرس دارالعلوم

ان اقوال مذکورہ استفتاء کا جوشخص قائل ہو وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے مناکحت وغیرہ اس سے جائز نہیں۔امیر علی عفا اللہ عنہ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء صدر مدرس

معتقد ان اعتقادات کا مسلمان نہیں ہے۔لہٰذا کسی مسلمہ کا نکاح ان سے جائز نہیں اور اگر نکاح کیا گیا ہو وہ عدم محض سمجھا جائے گا اور تفریق واجب ہوئی۔حیدر شاہ،فقیہ دوم دارالعلوم،ندوۃ العلماء۔

واقعی بعض از معتقدات مذکورہ کفر است و معتقد را بسر حد کفر رساند و کفر کہ بعد ایمان ارتداد است و با مرتد و مرتدہ نکاح ایماندار درست نیست واللہ اعلم بالصواب۔ **حررہ الوجی الی رحمة ربا لھادی محمد عبدالھادی الانصاری حفید العلامة ملامبین شارع المسلم والمسلم اسکنہ اللہ فی اعلیٰ علیین۔**

میں نے ایک عرصہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات و دعاوی کی تحقیق کی۔ دوران تحقیق میں اس امر کا خاص لحاظ رکھا کہ ذرہ بھر نفسانیت کا دخل نہ ہولیکن خدا اس کا بہتر شاہد ہے جس قدر میں تحقیق کرتا گیا اسی قدر میرا یہ اعتقاد پختہ ہوتا گیا کہ جولوگ مرزا قادیانی

کی تکفیر کرتے ہیں۔ یقیناً وہ حق پر ہیں۔ پس ایسی صورت میں مرزائیوں سے مناکحت وغیرہ ہرگز جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو چکا ہے تو تفریق ضروری ہے۔ حررہ ابو الهدی فتح الله اله آباد کان الله له حال مدرس اول انجمن اصلاح المسلمین لکھنؤ۔

(۱۷) از شہر دہلی (دارالخلافہ پنجاب) (سنی)

(الف)...... فرقہ قادیانی قطعاً منکر آیات قرآنی اور حادیث صحیحہ اور اجماع امت کا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ان سے مناکحت یقیناً ناجائز اور باطل ہے۔ حکیم ابراہیم مفتی دہلوی مدرسہ حسینیہ۔

(ب)...... مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال مندرجہ سوال اکثر میرے دیکھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنا دینے کے لئے کافی ہیں۔ پس مرزا قادیانی اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ کا مصدق ہو سب کافر ہیں۔ تعجب ہے کہ مرزائی تو غیر احمدی کا جنازہ بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی ان کے ساتھ رشتے ناطے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔ حررہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس و مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(ج)...... جو شخص مرزائے قادیان کا ان اقوال مذکورہ میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ مناکحت کرنا ہرگز جائز نہیں اور تصدیق کے بعد موجب افتراق ہے۔ حررہ السید ابو الحسن عفی عنہ- الجواب صحیح- احمد سلمہ الصمد مدرس مدرسہ مسجد حاجی علی جان مرحوم دھلی ماجاب المجیب فھو حق حری ان یعمل بہ- حررہ ابو محمد عبیداللہ مدرس مدرسہ دار الھدیٰ کشف گنج دھلی۔

مرزائی بوجہ اپنے کفر کے اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے مسلمان رشتہ داری، مناکحت و مواکلت، ومجالست کریں اور نہ ایسے لوگوں میں مسلمان عورت کا نکاح ہو سکتا ہے۔

(حررہ الراجی رحمۃ الحنان عبدالرحمٰن مدرسہ دار الہدیٰ)

(د)...... مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے اور جتنے اس کے (اقوال مندرجہ سوال ہیں) معتقد ہیں۔ سب کافر و مرتد ہیں۔ ان کے نکاح میں مسلمہ عورتیں دینا جائز نہیں۔ مسلمانو!

بچاؤ اور اپنے بھائیوں کو ان سے بچاؤ۔ (حررہ احمد اللہ مدرس مسجد حاجی علی جان دہلی)

الجواب صحیح۔ عبدالستار کلانوری نزیل دہلی مفتی مدرسہ دار الکتب والسنۃ، ۱۰ جمادی الثانی ۳۶ء۔ عبدالعزیز عفی عنہ۔ عبدالرحمٰن عفی عنہ۔ عبدالسلام خلف مولوی عبدالرحمٰن۔ ابوتراب عبدالوہاب عفی عنہ۔ للہ دار المجیب۔ ابوزبیر محمد یونس پرتاب گڈھی۔ مدرسہ علی جان مرحوم۔

(۱۸) ہوشیار پور (سنی)

مرزائے قادیانی کے دعاوی کاذبہ کی جو تصدیق کرتا ہے اس کا رشتہ و نکاح کسی مسلمان سے ہرگز ہرگز جائز نہیں اور جو شخص اس کے عقائد باطلہ کی تصدیق بعد عقد زوجیت کرے تو اس کی یہ تصدیق موجب تفریق اور باعث فسخ نکاح ہے۔ خادم اراکین انتظامیہ ندوۃ العلماء غلام محمد ہوشیار پوری۔ ھذا ھو الجواب الحق۔ کتبہ مولوی احمد علی عفی عنہ نور محلی۔

(۱۹) لدھیانہ (سنی)

(الف)..... ایسے عقائد مذکور کا شخص کافر ہے بلکہ اکفر۔ ان سے رشتہ لینا دینا درست نہیں ہے۔ کتبہ العبد العاجز علی محمد عفا عنہ مدرس مدرسہ حسینیہ لدھیانہ۔

(ب)...... چونکہ یہ شخص نصوص قطعیہ کا منکر ہے اور یہ کفر و ارتداد ہے۔ اس لئے ایسے کافر و مرتد سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر قبل از ارتداد نکاح ہوا تو ارتداد سے فسخ ہو جاتا ہے۔

حررہ رحمت العلی مدرس مدرسہ غزنویہ محلہ دھولیوال

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ غزنویہ۔ نور محمد از شہر لدھیانہ

عاجز حافظ محمد الدین مہتمم مدرسہ بستان الاسلام لدھیانہ محلہ صوفیان

(۲۰) لاہور (سنی و شیعہ صاحبان)

(الف)..... چونکہ مرزائے قادیانی اور اس کے پیروؤں کا کفر منجاب علمائے ہندو پنجاب قطعی ہے۔ لہٰذا ان کے ساتھ کسی مسلمہ عورت کا نکاح جائز نہیں۔ اور بروقت ظہور مرزائیت نکاح فسخ ہو جائے گا۔ العبد نور بخش (ایم اے) ناظم انجمن نعمانیہ، لاہور

(۲۱) شہر پشاور معہ مضافات (سنی)

عقائد مرقومہ کا معتقد اور مصدق یقیناً اسلام سے خارج ہے اور کسی مسلمان عورت کا نکاح ایسے شخص سے جائز نہیں اور تصدیق بعد از نکاح موجب افتراق ہے تمام کتب فقہ میں ہے (وارتداد احدھما فسخ فی الحال) کو بیوی میاں میں سے کسی کا مرتد ہونا نکاح فوراً فسخ کرتا ہے۔ حررہ محمد عبدالرحمٰن ہزاروی۔ الجواب صحیح بندہ محمود شہر پشاور۔ عبدالواحد از پشاور۔ عبدالرحمٰن بقلم خود۔ مفتی عبدالرحیم پشاوری۔ محمد خان پوری۔ محمد رمضان پشاوری۔ مولوی عبدالکریم پشاوری۔ حافظ عبداللہ نقشبندی۔

(۲۲) راولپنڈی معہ مضافات (سنی)

جو الفاظ مرزا غلام احمد قادیانی کے استفتاء میں ذکر ہوئے یہ تمام کفریہ ہیں۔ پس عورت مسلمان کا نکاح مرزائی کے ساتھ ہرگز جائز نہیں اور اگر پہلے وہ مرزائی تھا اور پیچھے وہ مرزائی ہوگیا اور عورت مسلمان ہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ کتبہ عبدالاحد خانپوری از راولپنڈی۔

الجواب صحیح عبداللہ عفا عنہ از مدرسہ سنیہ راولپنڈی۔ سید اکبر علی شاہ متصل جامع مسجد۔ محمد کیچ عکرانی مقیم شہر راولپنڈی۔ محمد مجید امام الجمعہ راولپنڈی۔ محمد عصام الدین مدرس مدرسہ احیاء العلوم راولپنڈی۔ عبدالرحمٰن بن مولوی ہدایت اللہ صاحب مرحوم امام مسجد اہلحدیث صدر پیر فقیر شاہ از راولپنڈی۔

(۲۳) شہر ملتان معہ مضافات (سنی)

بلا ارتیاب یہ تمام اعتقادات صریح کفر و الحاد ہیں۔ قائل و معتقد ان کا خود بھی کافر ہے اور جو شخص اس کو باوجود ان اعتقادات کے مسلم یا مجدد یا نبی یا رسول مانے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ اور بحکم آیت لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن مناکحت مسلمہ بمرزائی و بالعکس نہ ابتداء صحیح ہے نہ بقاء یعنی نہ رشتہ مناکحت ہوسکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا ہے اسی طرح حقوق ارث سے بھی حرمان ہوجاتا ہے۔ حررہ ابو محمد عبدالحق ملتانی۔

الجواب صحیح احقر العباد ابو عبید خدا بخش ملتانی عفی عنہ۔ خاکسار محمد عفی عنہ از ملتان۔

(۲۴)ضلع جہلم (سنی)

باسمہ سبحانہ۔ مرزائے قادیانی کے یہ دعاوی اور اسی قسم کے دوسرے دعاوی کفر و شرک تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کا الہام ہے کہ (الارض والسماء معک کما ھو معی) زمین آسمان جیسے خدا کے ماتحت ہیں ایسے مرزا کے بھی ماتحت ہیں ایک اور الہام ہے کہ (یتم اسمک ولایتم اسمی) خدا کہتا ہے کہ میرا نام تو ناقص رہے گا مگر تیرا نام ضرور کامل ہوجائے گا۔ پہلے دعویٰ میں شرک جلی ہے اور دوسرے میں وہ غرور دکھایا ہے کہ کسی فرعون نے بھی نہیں دکھایا۔ اس لئے جو ان اقوال کا مصدق ہو وہ بلاشبہ کافر و مشرک ہے۔

حررہ محمد کرم الدین از بھین ضلع جہلم تحصیل چکوال

الجواب صحیح۔ نور حسین از بادشہانی۔ محمد فیض الحسن مولوی فاضل بھین ضلع جہلم

(۲۵)ضلع سیالکوٹ (سنی)

(الف)..... مرزا کے عقائد ہیں اور جو ایسے مذہب کا مصدق ہے اس کے رشتہ زوجیت کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ تصدیق بعد از نکاح موجب افتراق ہے۔ من تلفظ بلفظ کفر یکفر کانا کل من ضحک علیہ او استحسنہ اویرضی بہ یکفر (قواطع الاسلام) من حسن کلام اھل الھول وقال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذلک کفرامن القائل کفر السحسن (البحر الرائق) ایما ارجل سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ اوعابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ و بانت منہ امرء تہ (کباب الخراج للامام ابی یوسفؒ) ابویوسف محمد شریف عفی عنہ کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ)

(ب)..... مرزا کے عقائد کفریہ کا جو مصدق ہو وہ بھی کافر ہے لقولہ تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مقام استدلال پر علامت نبوت کے لیے کچھ مہلت مانگی تھی تو آپ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جو شخص اس سے نبوت کی علامت کرے گا۔ وہ کافر ہوگا کیونکہ وہ آنحضرت صلی علیہ السلام کے اس فرمان کا

مکذب قرار دیا جائے گا۔ کہ (لا نبی بعدی) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (الخیرات الحسان لابن حجر المکی) پس مرزا کے مصدق سے رشتہ زوجیت جائز نہیں۔ کوئی کرے بھی تو کالعدم ہوگا۔ (حررہ ابوالیاس محمد امام الدین قادری کوٹلی لوہاراں مغربی)

(ج)...... ایسا شخص کافر ہے اور کافر سے نکاح درست نہیں۔ جامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یریدبه۔ من پیغامبرم یکفر علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں لکھتے ہیں کہ من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لها او اعتقد نبیا فی زمانه صلی الله علیه وسلم اوقبله من لکم یکن نبیا کفرا جو شخص ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعوئ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا یہ اعتقاد رکھے کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ سے پہلے وہ شخص نبی تھا کہ جس کی نبوت کا ثبوت نہیں۔ وہ کافر ہوگا۔ فقط ابوعبدالقادر محمد عبداللہ امام مسجد جامع کوٹلی مذکور۔ الجواب صحیح سید میر حسن عفا عنہ کوٹلی لوہاراں۔ الفقیر السید فتح علی شاہ حنفی قادری از کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ۔

(۲۶) ضلع ہوشیار پور (سنی)

جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کاذبہ کی تصدیق کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اہل اسلام کے ساتھ ایسے شخص کا تعلق زوجیت جائز نہیں اور ازدواج کے بعد اس کے دعاوی کی تصدیق موجب فرقت ہے۔ حررہ نورالحسن جہلمی مدرس مدرسہ خالقیہ کوٹ عبدالخالق۔ الجواب صحیح اللہ بخش پٹیالوی مدرس عربی مدرسہ خالقیہ محمد فاضل گجراتی مدرس مدرسہ خالقیہ۔ عبدالحمید جسری از کوٹ عبدالخالق۔

(۲۷) ضلع گورداسپور (سنی)

عورت اگر مرزائی عقیدہ کی ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ مرد اس عقیدہ کا ہو۔ اگر بعد انعقاد نکاح یہ اعتقاد احدالزوجین کا ہو جائے تو نکاح باطل ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ بندہ عبدالحق دنیانگری (مورخہ ۲۰۔ جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ)

(۲۸)ضلع گجرات پنجاب (سنی)

مرزا کے مصدق سے اہل اسلام کا باہمی رابطہ ازواج ہرگز درست نہیں۔ فقہاء نے بعض بدعات بھی مکفرہ فرمائی ہیں۔ بھلا یہ تو صاف کفریات ہیں واللہ الہادی۔
حررہ العبد الاواہ الشیخ عبداللہ عفی عنہ از ملکہ۔ الجواب صحیح بندہ عبیداللہ از ملکہ۔

(۲۹)ضلع گوجرانوالہ (سنی)

(الف)...... جولوگ اعتقادات مذکورہ میں مرزا کے معتقد و مصدق ہیں ان سے علاقہ زوجیت ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ حررہ حافظ محمد الدین مدرس مسجد حافظ عبدالمنان مرحوم۔

(ب) بے شک جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہے ان کے ساتھ مخالطت اور مناکحت جائز نہیں۔
حررہ عبداللہ المعروف بغلام نبی از سوہدرہ
الجواب صحیح محی الدین نظام آبادی عفی عنہ۔ عمرالدین معلم از وریآ باد مسجد برنے والی خاکسار عبدالغنی۔

(ج) بے شک مرزا کے کفر میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کا شریک ثابت کرتا ہے اس لئے مرزائیوں سے مناکحت ناجائز ہے۔ حررہ احمد علی بن مہدی غلام حسن از چک بھٹی

(۳۰)شہر امرت سر (سنی)

(۱)...... مدعیان نبوت و رسالت کے ارتداد و کفر میں کوئی اہل ایمان و علم متردد نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے لوگوں سے رشتہ و ناطہ کرنا بالکل حرام ہے اور اگر بیوی یا میاں اب مرزائی ہوجائے تو نکاح واجب الفسخ ہے۔

(۲)...... مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیفات اس کے کفر پر معتبر گواہ (شاہد عدل) ہیں جن کے سامنے اس کا ایمان بالکل ثابت نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص کشتی نوح ضمیمہ انجام آتھم اور دافع البلاء کو دیکھنے والا اس کے کفر میں کبھی شک نہیں کرسکتا۔ پس جولوگ اسے نبی مانتے ہیں ان سے محبت، دوستی، رابطہ رشتہ پیدا کرنا یا قائم رکھنا جائز نہیں۔ **لقوله تعالیٰ لا تتخذوا الكفرين اولياء من دون المؤمنين – ولقوله تعالیٰ لا يتخذ المؤمنون الكفرين اولياء من دون المؤمنين و من يفعل ذلک فليس من الله في شئ۔**

حررہ محمد جمال امام ومتولی مسجد کوچہ سعی امرت سر

(۳)......مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔ (دیکھو شرح فرقہ اکبر ملا علی قاریؒ) لہٰذا جماعت مرزائیہ مرتد خارج از اسلام ہے۔ سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے اور شرعاً مرتد کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اس کی عورت اس پر حرام ہے اور اپنی عورت کے ساتھ جو صحبت کرے گا وہ زنا ہے اور ایسی حالت میں جو اولاد کہ پیدا ہوتی ہے ولد الزنا ہوگی اور مرتد جب بغیر توبہ کے مرجائے تو اس پر جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے۔ بلکہ مانند کتے کے بغیر غسل و کفن کے گڑھے میں ڈالا جائے۔ (ملاحظہ ہو کتاب اشباہ والنظائر) **اللّٰھم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین ولا تجعلنا من المرزائین – حررہ عبدالغفور الغزنوی عفا اللہ عنہ– الجواب صحیح محمد حسین مدرس مدرسہ سلفیہ غزنویہ۔**

(۴)...... مرزا قادیانی کا فتنہ اسلام میں آفات کبریٰ سے ہے۔ اس کا کفر علماء ربانیین نے قدیماً وحدیثاً ثابت کیا ہوا ہے۔ اہل اسلام کے اس باب میں کئی کتب ورسائل و اشتہارات موجود ہیں اور وہ اسی عقیدہ کفریہ پر مرگیا۔ اب بھی جو کوئی اس کو نبی جانے اور اسی طرح کا عقیدہ رکھے وہ بھی بلا ریب بموجب شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰت والتحیۃ کافر ہے اور مومنہ سنیہ سے اس کا نکاح فسخ ہے اور مومنہ سنیہ کا نکاح مرزائی سے باندھنا حرام ہے اور یہ نکاح باطل ہے۔ **قال اللہ عزوجل لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن۔**

(۶)...... مرزا غلام احمد قادیانی نے علی الاعلان دعویٰ نبوت کیا۔ اور دیگر انبیاء کی توہین کی بعض کو گالیاں دیں اور مذکورۃ الصدر سارے دعویٰ بھی کئے جن کی بناء پر وہ خود کافر ہو کر مرا۔ اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔ ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کر لیا جائے۔ (سید عطاء اللہ بخاری)

(۷)......اقوال مذکورہ میں اکثر کفریہ ہیں جن کی تاویل سے بھی مخلصی کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ لہٰذا ان اقوال کا ماننے والا اور مصدق اس قابل ہرگز نہیں کہ اس کے ساتھ رشتہ زوجیت پیدا کیا جائے اور اگر نکاح پہلے ہو چکا ہے تو افتراق ضروری ہے۔ مسکین سلطان محمد بقلم خود جواب صحیح ہے۔ سلام الدین عفا اللہ عنہ۔

(۸)...... الجواب۔ جو شخص مرزا غلام قادیانی کے اقوال مذکورہ بالا کا مصدق ہے اوران کو صحیح مانتا ہے وہ شرعاً کافرومرتد ہے اورکافرومرتد کا نکاح عورت مسلمہ سے ہرگز جائز نہیں اوراگر بعداز نکاح ناکح مرزائی ہوگیا توفوراً نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔لہٰذا اعلان کرنا چاہیے کہ کوئی شخص مسلمان،مرزائیوں سے زوجیت کاتعلق پیدانہ کرے۔ حکیم ابو تراب محمد عبدالحق۔الجواب صحیح ابوالفقر محمد شمس الحق

(۳۱) فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (سنی)

قال المرزا ما تعريبه و تلخيصه كنت اعتقدان المسيح فى فنزل الوحى باه قدمات فثبت به ان القول بحيوته من الشرک والکشف على ان الجنة والنار لذات والآم روحانية و ان ربنا اماج (ناب الفيل) وهو قيوم و وجودله من الايدى والاقدام والجوارح والقوى مالا يدركه مدرک و کک له من الاعصاب والمعروق مالا يحيط به محيط بهاتتم ارادته فى العالم وهذه الاعضاء والعروق هى المسماة بالعالم- و ان الاخبار بنزول المسيح و اشراط الساعة ليست على ظواهر ها ولما معان كانت مخزونة لم يطلع عليها احدالي يومنا هذا بل و لم ينكشف محمد صلى الله عليه وسلم الامور الخمسة الدجال دوابته و دابة الارض دين مريم و ياجوج ماجوج فنزل الوحي بان دابة الارض علماء هذا الزمان و ياجوج ماجوج اقوام اور دباد الدجال علماء البرطانيه و دابتها مركب الدخان و ابن مريم انانى تحصيل صفاته الذاتيه ولما جرت سنة الله بعثه الانبياء اذ غلبت داعية الشرلم يكن بدمن نبى فى هذه الايام وقد كان الله وعدانه يبعث فى امته محمد نبيا كا براهيم اذا متفرق على فرق كثيرة فلن ينجوالامن تبعه- فسمانى الله اسماء الانبياء من آدم الى محمد صلى الله عليه وسلم ومن قل كنت احسب ان المسيح نبى بين انا منه في مرتبته و كنت اذظهرلى فضل ماحسبه انها فضيلة جزوية ولكن لما اخذت تنزل على من الوحى الامطار الموصلة الدر محلم يدعى الله عليه فاعطيت منه النبوة وانما اعليتها اذ فيست ذاتى فى اتباع

محمد صلی اللہ علیه وسلم فنسبوتی لاتنافی ختم الرسالة – والذی نفسی بیده انه هو سمانی مسیحا موعود اوجعلنی بنیاد صدقنی بالآیات فانا آخر الخلفاء علی قدم عیسیٰ وما کان لمومن ان یکفر بی فانه کفر بکتاب اللہ ولا یفلح الکافر حیث ذاتی– الم یختص احد باسم النبوة سوائی فی هذا الزمان فما اوحی الی فهومز و عن الخطام والنسیان فما ایها المسلمون اعلمکم فهو ملاک النجاة من النارو– أعلموا انه ما یخالفنی من الاحادیث رمعیته کمر جاة من البضاعة فلما آمنت بما اوحی الی کما آمنت بالقرآن اعتقدته قطعیا فکیف ان آمن باحادیث ظنیة او موضوعة تخالفه و فضلنی اللہ علی المسیح الناصری واللہ لوکان المسیح الیوم لما ظهر له من الآیات ماظهرت لی بل ولم یظهرها اللہ لبنی قبلی مثل ما اظهر ما لی ماخلا محمدا صلی اللہ علیه وسلم بل انما ظهرت له ثلث آلاف و ظهرت لی ثلثمایة آلاف ولم یخل منها شهر فلما ثبت عند اللہ وعند جمیع المرسلین ان المسیح الموعود فی هذا– الزمان افضل من المسیح الناصری فلم یشق علی الناس افضل نفسی علیه اذکان المسیح لیتاد الکذب ویشرب الخمر و من جداته بغایا و یحیٰی افضل منه اذ لم یکن یشرب الخمر ولولم استنکف عن عمل الترب لما زادنی المسیح فی المعجزات وقد غلط اربعمائة بنی فی اخبار هم بالغیب لکن لم یغلط احدمنهم ما غلط المسیح فیه– وقال لی اللہ لولاک لما خلقت الافلاک وکم من سریر قد تسفل و بسریرک فوق السرر کلها دانت من مائنا وهم من فشل دانت معنی بمنزلة اولادی وانت منی و انامنک و فضلنی اللہ بفسو القمرین و فضل محمد صلی اللہ علیه وسلم نجسف القمر و مرة جعلنی اللہ امرة اظهر علیها قوة الرجولیة فیریدون ان یرو مرة جالست اللہ کتبت انا بیدی من الواقعات والحوادث کیف اریدها و قبله اللہ و کتب التصدیق بقلمه و قطایر رشجات بقلمه علی خادمی ولما غلب علی الالوهیة خلقت السماء والارض و خلت آدم– انتهی ما قال وله مثله هفوات لا تحصی وما ذکرنا فیه کفایة لما نرید ان نقول–

فتقول ان المرزا ادعی فیما ذکر نا وفات المسیح ، القول بحیوة المسیح شرک ، الجنة والنار لاحقیقة لهما ، الله جسم غیرمتناه، النصوص لیست علی ظواهرها ، فوقیة نفسه علی رسولنا صلی الله علیه وسلم علماً ، النبوة لنفسه ، دوامها بعد ختم الرسالة ، تحصیل النبوة بالاکتساب ، التمثل بعیسی بل بجمیع الانبیاء ، فضیلة نفسه علی المسیح ، الازراء الوحی ، ضرورة الایمان به ، المجالسة بالله ، المجانسته به ، کونه زوجزالله ، ولدالله ، کونه قیم الله فی کائناته ، واتحاد ذاته بذات الله ، شرکته فی هفته الخلق و قدرته فهذه عشرون امرا کله کفر یخالف الاسلام بل و تصدیق المرزافیه الکفر وکفی منها الرجل فی کفره واحد فکیف اذا اجتمعت جمیعا فی قائلها لا اقول ذلک وحدی بل صرح بکفره من الائمة المتقدین القاضی عیاض فی الشفاء والملا علی القاری فی شرح الفقه الاکبر وابن حجر وآخرون فی مصنفاتهم ، و نحن تذکر نبذة مما قالوا قال علی القاری ، دعوی النبوة بعد نبینا کفر بالا جماع قال ابن حجر فی فتاوی من اعتقد و حیا بعد محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم کان کافراباجماع المسلمین — قال الشیخ الاکبر فی الفتوحات اسم النبی زال بعد محمد صلی الله علیه وسلم قال القاضی عیاض من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی الله علیه وسلم اوبعده کالعیسویة من الیهود القائلین بتخصیص رسالة الی العرب وکالخرمیة القائلین بتواتر الرسل و کالبربغیة والبیانیه منهم القائلین بنبوة بنویغ دبیان واشباه هولا واومن ادعی النبوة لنفسه اوجوزاکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتها کالفلاسفه وغلاة المتصوفة و کذلک من ادعی منهم انه یوحی الیه و ان لم یدع النبوة وانه یصعد الی السماء او یدخل الجنة و یاکل من اثما رها و یعانق الحور العین فهو لا وکلهم مکذبون للنبی صلی الله علیه وسلم لانه اخبر انه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین و انه لا نبی بعده و اخبر عن الله انه خاتم النبیین و انه ارسل کافة للناس و اجتمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی الظاهر و

ان مشهور المراد به دون تاويل و تخصيص فلاشک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعاً اجماعاً سمعاً ومن اعتقادان اللّٰه جسم او المسيح او بعض من يلقاه في الطريق فليس بعارف به فهو کافر و کذلک من ادعی مجالسة اللّٰه و العروج اليه و مکالمة و حلوله في الاشخاص او استخف بحمد صلى اللّٰه عليه وسلم او باحد من الانبياء او آذاهم اوقتل نبيا او حاربه اوزرى بالانبياء فهو کافر باجماع المسلمين و کک من جوز على الانبياء الکذب فيما اتوابه وادعی فی ذلک المصلحة اولم يدعها فهو کافر بالاجماع وکذلک من قال ان المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثواب والعقاب معانی غير ظاهرة وانها لذات روحانية و معانی باطنة وکک تقطع بتکفير کل قائل قولا موصل به الی تضليل الامة او تکفير جميع الصحابة و قال محمد من تنباء يستتاب اسر ذلک او اعلنه وهو کالمرتد قاله سخنون وغيره.

فان قيل ان لکلام المرزا تاويلات کالصوفية قلنا من قال بکلمة الکفر من الصوفية کفر و استيب اورجع مما قال علا ان للتاويل مجالا لمسن آمن بنبوته ومن لا يحسن الظن به فيکفره قطعا و ان قيل ان المرزائية من اهل القبله قلنا انهم انکروا نصوصا قطعيته عند جميع المسلمين واولوها لم يؤل به احد من الائمة فلا ريب فی کفرهم و ان کانو من اهل القبلة ونحن لم نکفرهم مالم ياتو الصريح الکفر ولم يخالفوا القطعيات الاترى الى قوله عليه السلام لا يقبل اللّٰه لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادًا ولاصرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجين – يخرج فی آخر الزمان قوم يقولون من خير قول الناس يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الاسلام کما يمرق السهم من الرمية وعن ابی سعيد ومالک بن انس مرفوعاً قوم يحسنون القيل و يسيؤن الفعل فثلت ان المرزائية و ان کانوا من اهل القبلة کفار لانهم انکرو ، بديهيات الاسلام و مسلماته قال علی

القاری فی شرح الفقه الاکبر ثم اعلم لان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ماهو من ضروریات الدین کحدوث العالم فمن واظب طول عمره علی الطاعات مع اعتقاد قدم العالم اونفی الحشر لایکون من اهل القبلة–

فلما ثبت کفر المرزائیة وشرکهم لم یکونوا کفو اللمسلمین فلا یجوز التناکح بهم لقوله تعالیٰ ولا تنکحو المشرکات حتی یومن ولامة مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار واللّٰه یدعوا الی باذنه فان علمتموهن مومنات فلا ترجعوهن الی الکفار لاهن حل لهم ولاهم یحلون لهن ولا تمسکو ابعصم الکوافر–

رقمه عبدالحی عفا اللّٰه عنه ۴ ذیقعده ۱۳۳۸ھ ولا یجوز لاهل الاسلام ان یعاملو المرزائیة فی امردیناً کان او غیر دین انا المعاجز محمد فاضل بن المولوی محمد اعظم مرحوم فتح گڑھی– مرزائیوں سے نکاح ہی درست نہیں چہ جائے کہ افتراق محمد عبداللہ فتح گڑھی۔

تمت ذه الفتاویٰ فالمرجو عن المسلمین ان یعملوابها

اوائل ذی الحجة ۱۳۳۸ھجریة مقدسة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث دل

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ اما بعد۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قادیانیت کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے، جسے اسلام واہل اسلام کے لئے بلاشبہ خطرناک، مہلک اور بدترین قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس فتنہ کے بانی، فتان اعظم مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ (بھارت) میں اس فتنہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو "صد سالہ جشن" منانا چاہتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے پاکستانی مرکز ربوہ میں یہ انتظام کیا کہ:

(۱) پورے ربوہ اور گردونواح کی پہاڑیوں اور عمارتوں پر چراغاں کے لئے لائٹ اینڈ ڈیکوریشن پارٹیوں سے گوجرانوالہ، سرگودھا، فیصل آباد، راولپنڈی اور جھنگ وغیرہ سے سامان کرایہ پر لینے کے لئے معاہدے کیے۔ ہزاروں روپیہ ایڈوانس دیا اور اہتمام پر تحریریں حاصل کیں۔

(۲) بجلی بند ہونے کی صورت میں وسیع پیمانہ پر جنریٹروں کا انتظام کیا۔

(۳) مٹی کے "دیئے" کئی ٹرکوں پر منگوائے جو سرسوں کے تیل سے جلانے تھے۔

(۴) صد سالہ جشن کی مناسبت سے، ربوہ میں سو گھوڑے، سو ہاتھی اور سو ملکوں کے جھنڈے لہرانے کا انتظام کیا۔

(۵) اس موقعہ پر ربوہ میں عورتوں اور مردوں کے لئے فوجی وردی تیار کی گئی، جسے پہن کر انہیں عسکری طاقت کا مظاہرہ کرنا تھا۔

(۶) اس کے علاوہ تقسیم مٹھائی، جشن، جلسے اور تقریبات وغیرہ کے دیگر لوازمات کا اہتمام کیا۔ غرض اس طرح وہ اپنے کفر کی تبلیغ کے لئے سرگرم عمل تھے۔ اور تماشہ دیکھئے کہ جھوٹے کے جھوٹ کے سو سال مکمل ہونے پر "صد سالہ جشن" اور وہ بھی آئین وقانون کی خلاف ورزی اور مسلمانوں کے لئے اشتعال کا باعث۔

قادیانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لاحق ہوئی۔ عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت نے فوری طور پر اپنی مرکزی ورکنگ کمیٹی کا دفتر مرکزیہ ملتان میں ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء کو اجلاس طلب کیا اور اس تشویشناک صورت حال پر غور کر کے اہم فیصلے کئے۔

(۱) روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، راولپنڈی، کراچی، ملتان، روزنامہ ''جنگ'' لاہور، کراچی، راولپنڈی، کوئٹہ کے تمام ایڈیشنوں میں آخری صفحہ پر ہزاروں روپیہ کی لاگت سے اشتہار دیا، جس میں جشن پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا اور پابندی نہ لگنے کی صورت میں ۲۳ مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن ربوہ پر ''آل پاکستان ختم نبوت ریلی'' منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔

(۲) ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو پورے ملک کے تمام مکاتب فکر نے یوم احتجاج منایا۔

(۳) ۱۲ مارچ کو ملتان، ۱۸ مارچ کو بہاولنگر، ۱۹ مارچ دوالمیال جہلم میں عظیم الشان احتجاجی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ربوہ میں مشترکہ جمعہ اور سرگودھا، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب اپنے رفقاء کی ٹیم لے کر پورے پنجاب میں سرگرم عمل ہوگئے۔

(۴) ۱۸ مارچ کو سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی کی قیادت میں مسلمانان سرگودھا نے احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں تمام دینی جماعتوں اور شبان ختم نبوت نے بھرپور حصہ لے کر نمایاں کردار ادا کیا۔

(۵) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا اور چنیوٹ نے ۲۳ مارچ کو سرگودھا اور چنیوٹ سے ربوہ کی طرف لانگ مارچ کا اعلان کیا۔

(۶) پورے ملک کے اخبارات میں احتجاجی بیانات اور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ اس سلسلہ میں مولانا فقیر محمد صاحب سیکرٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد نے بھرپور اور موثر کردار ادا کیا۔ یوں پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان ورہنما سراپا احتجاج بن گئے۔

(۷) پورے ملک سے وفود اور قافلے ''جشن'' بند نہ ہونے کی صورت میں احتجاج کے لئے ربوہ پہنچنے کی تیاری کرنے لگے۔

(۸) مولانا زاہد الراشدی مرکزی سیکرٹری اطلاعات مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے گوجرانوالہ کی لائٹ اینڈ ڈیکوریشن کی پارٹیوں سے ملاقات کی اور مرزائیوں کی

خودساختہ جشن پر چراغاں کا سامان سپلائی نہ کرنے کا وعدہ لیا اور تمام مکاتب فکر کی طرف سے ایک مشترکہ فتویٰ مرتب کیا کہ مرزائیوں کے جشن پر مسلمانوں کا سامان چراغاں مہیا کرنا تعاون علی الکفر کے باعث قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ مولانا کی اخلاص بھری کاوش سے گوجرانوالہ کی لائٹ اینڈ ڈیکوریشن کی پارٹیوں نے نہ صرف سامان دینے کے معاہدے منسوخ کئے' بلکہ ایک وفد مرتب کیا اور تمام ایسے شہر جہاں سے مرزائیوں نے سامان کی بکنگ کا معاہدہ کیا تھا' کا دورہ کر کے تمام مسلمان پارٹیوں کو سامان دینے سے روکا' جس پر انہوں نے اپنی دینی حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مرزائیوں کو کورا جواب دے دیا۔

(۹) مولانا منظور احمد چنیوٹی ان دنوں پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے اسمبلی میں آواز بلند کی۔

مرزائیوں نے یہ صورت حال دیکھ کر ربوہ میں جشن کے انتظامات کے علاوہ بھارتی سرحد کے قریب جلو موڑ سے تقریباً تین کلومیٹر آگے ''ہانڈو'' نامی گاؤں میں وسیع قطعہ اراضی لے کر اس پر بلڈوزر اور کرینیں لگا کر پنڈال بنایا۔ ٹیوب ویل بور کئے' پانی کے پائپ بچھائے اور متبادل انتظام کی مکمل تیاری کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر الحاج بلند اختر نظامی کو ایک خط کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوئی۔ مرزائیوں کی اس سازش پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے اخبارات کو بیان جاری کیا' جو روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے صفحہ اول پر مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو شائع ہوا۔ عالمی مجلس نے لاہور کے کمشنر' ڈی۔ سی اور ہوم سیکرٹری پنجاب کو ٹیلی گرام دیئے۔ یوں قادیانی کفر نے مسلمانوں کو الجھانے کے لئے ربوہ کے علاوہ دوسرا محاذ کھول دیا۔

لاہور کے قریب اس سازش کی اخبارات میں خبر آتے ہی مولانا عبدالتواب صدیقی نے باغبانپورہ سے داروغہ والا تک ۲۲ مارچ کو لانگ مارچ کا اعلان کر دیا۔

جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر محترم مولانا قاری محمد اجمل خان' مولانا محمد اجمل قادری اور جامع مسجد وزیر خاں لاہور کے خطیب مولانا خلیل احمد قادری سرگرم عمل ہو گئے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب نے وفاقی حکومت کی سربراہ بے نظیر بھٹو کو اس طرف متوجہ کیا۔ وفاقی وزیر

داخلہ اعتزاز احسن‘ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار بہادر خاں اسے صوبائی مسئلہ کہہ کر فارغ ہو گئے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے ۲۰ مارچ کو اسلام آباد میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس جامع مسجد دارالسلام میں طلب کر لیا۔ اسلام آباد میں عالمی مجلس کے مبلغ مولانا عبدالرؤف‘ مولانا قاری محمد امین‘ مولانا محمد رمضان علویؒ اور مولانا محمد عبداللہ اراکین شوریٰ شب و روز ایک کر کے اسے کامیاب بنانے پر لگ گئے۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں کے جانشین مولانا قاضی احسان الحق صاحب نے اپنی راجہ بازار کی جامع مسجد میں ۲۰ مارچ کو ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔

۱۸ مارچ کی شام کو ڈی۔ سی اور ایس۔ پی جھنگ ربوہ گئے‘ جہاں عالمی مجلس کے راہنما مولانا محمد اشرف ہمدانی‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا فقیر محمد اور مولانا خدا بخش نے ان سے ملاقات کر کے سارے ملک کی صورت حال سے ان کو باخبر کیا۔ صوبائی حکومت عالمی مجلس‘ مرکزی مجلس عمل‘ اسلامیان پاکستان اور تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھ رہی تھی۔

۲۰ مارچ کو اسلام آباد میں مجلس عمل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اسلام آباد‘ راولپنڈی کے تمام علماء کرام‘ جماعت اسلامی‘ جمعیت علماء اسلام‘ جمعیت اہل حدیث‘ جمعیت علماء پاکستان اور منہاج القرآن‘ غرضیکہ تمام مکاتب فکر اور دینی جماعتوں کے پچاس نمائندگان نے شرکت کی۔ مولانا سید چراغ الدین نے مولانا سمیع الحق صاحب سے ہسپتال جا کر ملاقات کی۔ انہوں نے بتایا کہ میری عیادت کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد نواز شریف آ رہے ہیں۔ ان سے میں دوٹوک بات کروں گا۔ وفاقی وزارت داخلہ و مذہبی امور کے نمائندگان عمل عجیب ذہنی کیفیت اور دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

مجلس عمل کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ مولانا زاہد الراشدی آئی۔ جے۔ آئی کی جماعت کا وفد لے کر ہوم سیکرٹری پنجاب کو ملیں۔ اتحاد العلماء کے مولانا محمد عبدالمالک نے حضرت امیر مرکزیہ کے نام قاضی حسین احمد صاحب کا پیغام پہنچایا کہ اس جدوجہد میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہی پیغام ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے ان کے نمائندے لائے۔

صوبائی حکومت آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کی کارروائی سے لمحہ بہ لمحہ آگاہی حاصل کر

رہی تھی۔ پورے صوبہ کی صورت حال ان کے سامنے تھی۔ مجلس عمل کا یہ فیصلہ کہ اگر مرزائی جشن بند نہ ہوا تو ۲۳ مارچ کو پورے ملک کا رخ ربوہ کی طرف ہوگا۔ اس فیصلہ کی اطلاع ملتے ہی لاہور میں ہوم سیکرٹری نے مجلس عمل کے نمائندگان کو بلایا اور اسی وقت ۲۰ مارچ کو ڈی۔سی اور ایس۔پی جھنگ ربوہ گئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اشرف ہمدانی' صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا فقیر محمد' ربوہ اور چنیوٹ کے رفقاء سمیت ان افسران سے ملے اور پنجاب حکومت کی ہدایت پڑھی۔ ڈی۔سی جھنگ نے قادیانی جشن پر مکمل پابندی کا اعلان کر دیا۔ مولانا فقیر محمد صاحب قادیانوں کے تمام پروگراموں سے باخبر تھے۔ انہوں نے ان کی تفصیل ڈی۔سی کو بتائی۔ انہوں نے تمام پروگراموں کو منسوخ کرنے کا آرڈر جاری کر دیا۔

۲۰ مارچ کی رات کو راولپنڈی راجہ بازار میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس سے قبل ریڈیو کے ذریعہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ''جشن'' پر پابندی کا اعلان ہو چکا تھا۔ کانفرنس سے فارغ ہوتے ہی حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم گوجرانوالہ' فیصل آباد کے راستہ ربوہ روانہ ہوئے۔ صوفی ریاض الحسن گنگوہی اور دوسرے رفقاء فیصل آباد سے آپ کے ہمراہ ہوگئے۔ ۲۳ مارچ کو آپ نے اپنی آنکھوں سے ربوہ میں مرزائی سازش کی ناکامی کا منظر دیکھا اور خدا کے حضور سجدہ شکر بجالائے۔ اس مختصر دورہ کے بعد آپ خانقاہ عالیہ تشریف لے گئے۔

یوں ایک بار پھر کفر ہار گیا اور اسلام اور مسلمان جیت گئے۔ فالحمدللہ: ربوہ کی طرح ''ہانڈو'' گاؤں میں بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ لاہور پولیس نے سب سامان اٹھوا دیا۔ مرزائی' مرزا قادیانی کو ماننے کے گناہ سمیت جلسہ کا سامان سروں پر رکھ کر دوڑے۔ پورے پنجاب میں مرزائیوں کے جشن پر پابندی لگ چکی تھی۔ بلوچستان اور سرحد کے مسلمانوں کے سامنے بھی مرزائیوں کی سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ البتہ سندھ میں جہاں خالصتاً پیپلز پارٹی کی حکومت تھی' بعض مقامات پر مرزائیوں نے پروگرام کئے مگر انتہائی رازداری سے بزدلانہ طریقہ پر چھپ کر۔ الحمدللہ' یوں ۲۳ مارچ کا سورج مرزائیت کی رسوائی کا سامان لے کر طلوع ہوا۔ فالحمدللہ۔

مرزائیوں نے اس پابندی کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم ''پابندی جشن'' کو چیلنج کیا گیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے عزت مآب جسٹس خلیل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کے ہاں کیس لگا۔

ہائیکورٹ کے قابل احترام جج نے مرزائیوں کو کہا کہ اب جشن کا وقت گزر گیا ہے اب یہ رٹ بعد از وقت ہے۔ مگر مرزائی مصر تھے کہ نہیں جناب فیصلہ ہونا چاہئے کہ یہ پابندی جائز تھی یا ناجائز۔

مرزائیوں کی طرف سے اصرار پر عدالت میں کارروائی شروع ہوئی۔ مرزائیوں کے وکیل مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پنڈورہ بکس لے کر آئے۔ ادھر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کی سعادت و وکالت کے لئے قدرت نے جناب مقبول الٰہی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نذیر احمد غازی صاحب کو منتخب فرمایا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ اور جناب عبدالرشید قریشی ایڈووکیٹ بھی مرزائیت کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ اس موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اللہ رب العزت نے پھر توفیق بخشی۔ ملتان مرکز سے مرزائیت کی کتابوں کا سیٹ لے کر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' لاہور کے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور سندھ سے مولانا احمد میاں حمادی پہنچ گئے۔ اللہ رب العزت جزائے خیر دے لاہور کے رفقاء کرام جناب محمد متین خالد' جناب طاہر رزاق' جناب سید محمد صدیق شاہ' سید منظور الحسن شاہ' جناب محمد صابر شاکر اور ننکانہ صاحب کے مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ' قدیر شہزاد' چوہدری محمد اختر اور دوسرے رفقاء کو کہ وہ ہر روز عدالتی کارروائی میں دیوانہ وار دلچسپی لیتے رہے۔ پاکستان کے نامور عالم دین علامہ خالد محمود صاحب نے بھی دن رات ایک کر دیا۔

مرزائیوں کے جواب الجواب کا جب مرحلہ آیا تو قدرت نے عالی جناب محترم و مکرم مجاہد و محافظ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جناب نذیر احمد غازی صاحب اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کو توفیق دی۔ ان کے رفقاء و متوسلین جناب پروفیسر سید قمر علی زیدی' جناب پروفیسر ملک خالق داد' جناب مسعود ایڈووکیٹ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ محترم مولانا اللہ وسایا اور محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پوری رات جاگ کر جواب الجواب تیار کیا۔ غازی نذیر احمد صاحب نے

اس کیس کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے لئے باعث سعادت سمجھ کر اس کی تیاری کی۔ صبح جب عدالت میں پیش ہوئے اور گھنٹوں دلائل و براہین کے ساتھ نپے تلے انداز میں مرزائیوں کا جواب الجواب دیا تو عدالت میں سناٹا چھا گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ایمان و اسلام کا نمائندہ اور ختم نبوت کا وکیل دل کی دنیا سے ایمان ووجدان' محبت وعشق سے نغمہ ساز ہے۔ مرزائیت پر اوس پڑ گئی۔ ان کے چہرے ان کے دلوں کی طرح سیاہ ہوگئے اور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء کو سماعت مکمل ہوگئی۔ عالی جناب عزت مآب جسٹس خلیل الرحمن صاحب نے مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو فیصلہ سنایا۔ یہ فیصلہ ایمان پرور بھی ہے' حقائق افروز بھی۔ اس فیصلہ سے ایک بار پھر لاہور ہائیکورٹ کے عزت ووقار میں مزید درمزید اضافہ ہوا۔ فیصلہ کا ایک ایک حرف قدرت کی طرف سے مرزائیت کی رگ جان کے لئے نشتر ہے۔ پڑھئے' سردھنئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔ تائید رحمت حق اور شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ بندہ عاجز آپ کے لئے دعا گو بھی ہے اور دعا جو بھی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ رفقاء' آل پارٹیز مجلس عمل کے تمام نمائندگان' تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کو اس پر مبارک باد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں' اس کے علاوہ ماہنامہ ''اردو ڈائجسٹ'' کے جناب عنایت اللہ رشیدی صاحب' ہفت روزہ ''زندگی'' کے محمود صادق صاحب اور واحد علی صاحب اور گرافو ورڈ کمپوزنگ کے جاوید بٹ صاحب' ارشد غوری صاحب' محمد یاسین صاحب اور کامران پراسس کے سعید صاحب بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں' جن کے تعاون سے یہ فیصلہ شائع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہماری اس آزمائش میں جس شخص نے جتنا حصہ ڈالا' وہ اسی قدر مبارک باد اور شکریہ کا مستحق ہے۔

طالب دعا

عزیز الرحمن

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ دفتر مرکزیہ ملتان ۱۹۹۱ء۔۱۲۔۳۰

فیصلہ.... جسٹس خلیل الرحمان (جج)

ا۔ یہ رٹ پٹیشن سائلان مرزا خورشید اور حکیم خورشید احمد کی طرف سے دائر کی گئی جو احمدیہ برادری کے ارکان اور اس کی مرکزی و مقامی تنظیم کے عہدیداران ہونے کے دعویدار ہیں۔ اس آئینی درخواست میں اس امر کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی تھی کہ پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات پر پابندی کی بابت جو حکم صادر کیا نیز جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری جو حکم جاری کیا گیا جس کی رو سے ضلع جھنگ کے قادیانیوں کو ایسی سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی جو مذکورہ بالا حکم میں مذکور تھیں۔ بعد ازاں ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء ایک حکم کے ذریعے احمدیہ جماعت ربوہ کے عہدیداران کو خبردار اور ہدایت کی کہ وہ شہر ربوہ میں لگائے گئے آرائشی گیٹ ہٹا دیں۔ جھنڈے اور چراغاں کے لئے لگائی گئی روشنی کی تار اتار لیں اور اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ دیواروں پر مزید اشتہار نہ لکھے جائیں گے۔ نیز یہ کہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جاری کئے گئے حکم کی میعاد میں تاحکم ثانی توسیع کر دی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات خلاف قانون و باطل ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔ یہ استدعا بھی کی گئی کہ مسؤل الیہان کو اس امر کی ہدایت کی جائے کہ وہ سائلان کو ان واضح بنیادی و اساسی حقوق کے استعمال سے نہ روکیں جو سائلان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے حاصل ہیں۔

۷۔ آگے بڑھنے سے پیشتر ایک درخواست (دیوانی متفرق درخواست نمبر ۵۳۷۷ بابت ۱۹۸۹) پر ایک نظر ڈالنا مناسب ہوگا جو فریق مقدمہ بنائے جانے کی خاطر مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے داخل کی گئی تھی تاکہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا نقطہ نظر بھی پیش کیا جا سکے کیونکہ دنیا کے مسلمان آنحضرتؐ کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ ایک مرتد و مکار شخص تھا۔ درخواست گزار نے گزارش کی کہ وہ اس مقدمہ کا ایک لازمی فریق ہے کیونکہ اس نے

بین الاقوامی ختم نبوت مشن کے عہدیدار کی حیثیت سے احمدیوں کی متذکرہ بالا سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے جن سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کا خدشہ اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے بھڑکنے کا امکان تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ مندوبین کی معیت میں حکومت پنجاب سے رابطہ قائم کیا۔ قادیانی جشن کے پروگرام کی بابت اپنی گہری تشویش واضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ ان تقریبات پر فوراً پابندی لگائی جائے' ورنہ ملک گیر سطح پر شدید ہنگامے شروع ہو جائیں گے یہ کہ حکومت پنجاب نے ان کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ درخواست ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو زیر سماعت آئی۔ اس موقع پر سائلان کے فاضل وکلاء نے تجویز کیا کہ درخواست دہندہ کو اس سلسلہ میں بیان حلفی داخل کرنا چاہئے اور یہ کہ فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پر اصل درخواست کے ساتھ غور کر لیا جائے۔ درخواست دہندہ کو بیان حلفی داخل کرنے کی اجازت دے دی گئی اور اس کی درخواست معہ اصل پٹیشن کی سماعت کے لئے تاریخ سماعت مقرر کر دی گئی۔

۸۔ فریق مقدمہ بنائے جانے کی ایسی ہی درخواست عبدالناصر گل نامی شخص کی طرف سے دی گئی تھی جو عیسائیت سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس استدلال پر مبنی تھی کہ عیسائیت کے خلاف مرزا غلام احمد کی تقاریر اور اس کا لٹریچر تمام عیسائیوں کے نزدیک قابل مذمت اور نفرت انگیز ہے۔ درخواست دہندہ کے فاضل وکیل نے وضاحت سے بتایا کہ ان تقریبات کی مسلمہ غرض وغایت جماعت احمدیہ کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کا اعادہ کرنا تھا جس میں جماعت کی تحریروں اور ادب سے حوالے لازماً دیئے جاتے جن میں حضرت عیسیٰؑ اور عیسائیت کی بابت انتہائی قابل اعتراض اور توہین آمیز ریمارکس شامل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود (وہ مسیح جن کی دوبارہ آمد کی بشارت دی گئی ہے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے پیروا سے مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کے عقائد اور حضرت عیسیٰؑ کے عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ایسے لغو دعویٰ کی تردید وتکذیب ضروری تھا۔ ان کی تحریروں میں حضرت عیسیٰؑ کے خلاف ملامت آمیز مواد نیز ان کے جلسوں اور تقریبات میں متوقع حملے

عیسائی برادری کے غیض وغضب کا موجب بنتے۔ اس سے احمدیوں اور عیسائیوں کے مابین دشمنی ونفرت میں اضافہ ہوتا اور نقص امن کی سنگین صورتحال پیدا ہو جاتی۔

۹۔ سائلان کے فاضل وکلاء نے ہر دو درخواستوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ان دونوں درخواستوں کو مزید دلائل سنے بغیر خارج کر دیا جائے۔

۱۱۔ اب دوسری درخواست کو لیتے ہیں۔ سی ایم ۹۱/۲۰۵۱ اس وقت داخل کی گئی جب سائلان کے فاضل وکیل مسٹر کی۔ اے۔ رحمان نے اپنے دلائل مکمل کر لئے تھے۔ اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے فاضل وکیل مسٹر اسماعیل قریشی نیز فاضل ایڈووکیٹ جنرل فریق مخالف کے وکیل کے پیش کردہ مباحث کے جواب میں کچھ معروضات پیش کر چکے تھے۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بحث شروع کرنے سے پہلے ایک فہرست داخل کی جو ظاہر کرتی تھی کہ وہ مرزا غلام احمد کے افکار کو کس کس موضوع کے تحت زیر بحث لائیں گے جیسا کہ وہ خیالات مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنہیں صد سالہ جشن کی تقریبات میں دہرایا جانا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی یہ تحریریں جن کی نشاندہی عدالت میں پیش کردہ درخواست میں کی گئی ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی محسوسات کو مشتعل و مجروح کرنے والی ہیں جو روز اول سے ان افکار و نگارشات کی مخالفت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ گزشتہ ۱۰۰ برسوں کے دوران انہوں نے مرزا صاحب کے کذب وافترٰی کو طشت ازبام کرنے کے لئے قدم قدم پر قربانیاں دی ہیں۔ عام اجتماعات میں ایسے افکار کا تذکرہ واعادہ نہ صرف ارتکاب جرم کے مترادف ہوتا بلکہ مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر شدید غم وغصہ کو ابھارنے کا سبب بنتا۔ اور اس سے نقص امن کو خطرہ لاحق ہونا ناگزیر ہو جاتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے 'جماعت احمدیہ کی تاریخ کو دہرانے' مرزا صاحب کے مقام وحیثیت کو اجاگر کرنے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے سے امن وامان کی صورتحال پر جو اثرات مرتب ہوتے انہیں تاریخی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا دستوری فیصلہ بھی شامل ہے۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے دلائل میں قادیانی برادری کی ان تصنیفات کی

نشاندہی کی، جن کے حوالے سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ان کتابوں میں درج افکار ونظریات کا کھلے بندوں پر چار کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو وہ تعزیرات پاکستان اور قانون کے تحت ارتکاب جرم کے مترادف ہوتی اور یہ چیز مسلمانوں کی بھاری اکثریت والے ملک میں ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کا موجب ہوتی اور فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دیتی' انہوں نے مزید کہا کہ عائد کردہ پابندی خودان کے اپنے مفاد میں ہے' کیونکہ پبلک میں ان کے رویہ وعمل کا نتیجہ باہمی تصادم کی صورت میں نکلتا' جس سے خودان کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا۔ سائلان اپنی پٹیشن میں خود کہہ چکے ہیں کہ ان اجتماعات میں مذہبی موضوعات بشمول رسول اکرمؐ کی سیرت پاک اور مرزا صاحب کے حالات زندگی کے بارے میں تقاریر ہوتی تھیں' اب وہ نہیں کہہ سکتے کہ اعتقادی اختلافات اور مذہبی مباحث پر گفتگو کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بانی جماعت احمدیہ اوراس کے حواریوں کی تعلیمات وتحریرات کی اشتعال انگیزی کو عریاں کرنا اعتقادی اختلافات کو چھیڑنا نہیں' بلکہ اس تباہ کن تاثر کو اجاگر کرنا مقصود تھا جو ان افکار وتعلیمات کے پرچار سے امن عامہ کی صورتحال پر مرتب ہوئے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ایسا کر کے وہ مذہبی عقیدہ سے متعلق سوالات حل کرانا چاہتے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اراکین اپنے مذہب کی پیروی اوراس پر عمل کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ ان کا مذہب اچھا ہے یا برا' ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں' تاہم جب وہ اپنے عقیدہ پراس طرح عمل کرنا چاہیں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتے یا ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرے تو خواہ وہ ہوں یا کوئی اور' ملکی قانون کی نظر میں جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے ان کی کتابوں کے ان مذہبی موضوعات سے عدالت کو آگاہ کرنا میرا حق ہے جو مذہبی احساسات کو برافروختہ کرنے والے ہیں اور ان کی نشرواشاعت ارتکاب جرم کے مترادف ہے اور زیر دفعہ ۱۴۴ احتیاطی تدابیر بروئے کار لانے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔

قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں' یہ چیز خودان کے طرز عمل اور

عقائد سے ثابت ہے وہ خود کو مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ احمدی لوگ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے اب ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد امت مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کر کے انگریزوں کے مفادات کے لئے کام کر تا رہا تھا۔ امت مسلمہ کے اتحاد و یک جہتی کے متعلق اسلامی معاشرہ کے عظیم اصحاب فضل و کمال کی آراء کا نچوڑ یہ ہے کہ "یہ امت محض عقیدہ ختم نبوت کی بدولت انتشار سے محفوظ ہے"۔ انہوں نے مزید کہا۔ اگر کسی قوم کی یک جہتی کو خطرہ لاحق ہو جائے تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ انتشار و تفریق پیدا کرنے والی قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور حفاظت خود اختیاری کا طریقہ اس کے سوا اور کونسا ہو سکتا ہے کہ متنازعہ تحریروں اور ایسے شخص کے دعاوی کی تردید و تکذیب کی جائے جسے مورث قوم ایک مذہبی زمانہ ساز اور عیار سمجھتی ہے؟ کیا ایسی صورت میں اس مورث قوم کو جس کی یک جہتی معرض خطر میں پڑ چکی ہو تحمل و رواداری کی تلقین کرنا اور باغی گروپ کو بلا خوف و خطر اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھنے کی اجازت دینا قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ پروپیگنڈہ مورث قوم کے نزدیک انتہائی غلیظ و بیہودہ ہو"۔

(Thoughts and Reflections of Iqbal P-263)

مسلمانوں اور احمدیوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبوت و رسالت رسول اکرمؐ پر ختم ہو گئی' اس کے برعکس احمدی مرزا صاحب کو نیا نبی مانتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ احمدی زیر اعتراض افکار یا استدلال کی جو وضاحت پیش کرتے ہیں کہ ان افکار کی تعبیر و تشریح ایک مخصوص طریقہ سے کی جانی چاہئے۔ اور انہیں ایک خاص زاویہ نظر سے دیکھا جانا چاہئے تاکہ انہیں اسلامی احکام کے موافق بنایا جا سکے۔ ان کی گہرائی میں اترنے کی ضرورت نہیں۔ ایسا کیا جائے تو اعتقادی اختلافات کو ہوا دینے کا الزام لگ جاتا ہے۔ دوسرے ان وضاحتوں' جوازات اور عبارات کو امت مسلمہ کب کا مسترد کر چکی ہے۔ پس اس دعویٰ میں کوئی وزن نہیں کہ ان افکار و خیالات سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگنے کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ استدلال کہ اگر کسی شخص یا جماعت اشخاص کا عقیدہ زیر بحث ہو تو اس عقیدہ کی بابت مذکورہ بالا شخص یا اشخاص کے اختیار کردہ

موقف یا پوزیشن کو اس گروپ میں مروجہ مفہوم کے حوالہ سے اس کی تصدیق کرنا لازم ہوتا ہے اور یہ کہ انفرادی مخصوص خیال یا رائے کو اس شخص یا اشخاص کے موقف یا نقطہ نظر کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ بیان کی حد تک تو بڑا اچھا لگتا ہے تاہم یہ استدلال زیر بحث صورتحال پر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ کسی خیال یا عقیدہ کو ذاتی طور پر اپنانے کا نہیں' بلکہ اس کی اعلانیہ تبلیغ و پرچار کرنے یا ایسے طریقہ سے اس کی پیروی کرنے کا ہے۔

''پس یہ بات شک و شبہ کے ادنیٰ شائبہ کے بغیر ثابت ہو چکی ہے' جیسا کہ سر ظفر اللہ خان نے کہا تھا: ''یا تو پاکستان میں رہنے والی اکثریت کے لوگ کافر ہیں یا پھر قادیانی کافر ہیں''۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ دونوں ملتیں ایک نہیں ہو سکتیں اور مسلمان و قادیانی ایک امت کے فرد نہیں بن سکتے۔ دونوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک و اتحاد نہیں' کیونکہ مسلمان ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں جبکہ قادیانی اس کے قائل نہیں' وہ مسلمانوں کے برعکس مرزا صاحب کو ایک نیا نبی مانتے ہیں.........

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ دونوں ایک ہی امت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس سوال کو حل نہیں کیا گیا کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا اصل مسلمان ہے کیونکہ برطانوی ہند میں اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کوئی فورم موجود نہیں تھا۔ تاہم ایک اسلامی ریاست میں جہاں اس مسئلہ کو طے کرنے والے ادارے موجود ہیں' اسے حل کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔ مجلس دستور ساز کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت بھی اسے حل کرنے کی قانوناً مجاز ہے۔

پس ثابت ہوا کہ مسلمان اور احمدی دو الگ اور جداگانہ وجود ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی کتب سے حوالے پیش کرنا اور دونوں علیحدہ وجداگانہ ملتوں میں امتیاز و تفریق کے لئے بلکہ زیر بحث احکام و ہدایات جاری کرنے کی ضرورت' جواز کو ثابت کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر متفرق درخواست (سی۔ایم۔۸۹ء۔۲۰۴۹) خارج کی جاتی ہے۔

۱۵......... اب اس متنازعہ فیہ مسئلہ پٹیشن کے متنازعہ معاملہ کو میرٹ پر جانچنے کا مرحلہ آ گیا ہے۔ سائلان نے اپنی رٹ میں حسب ذیل کو چیلنج کیا ہے یعنی:

(ا) صوبائی حکومت کی طرف سے ۲۰ مارچ ۸۹ء کو صادر کردہ حکم' جس کی رو سے صد

سالہ جشن کی ان تقریبات پر پابندی لگائی گئی' جن کا اعلان اور تشہیر احمدیہ برادری کی مقامی تنظیم کے عہدیداران نے کی تھی۔

(۲) جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ جاری کردہ حکم اور

(۳) ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری کیا گیا حکم:

مذکورہ بالا احکام کو منجملہ دیگر امور کے' ان وجوہات کی بنا پر چیلنج کیا گیا تھا کہ عائد کردہ پابندی آئین کے آرٹیکل ۲۰ میں ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے بنیادی حق کی ضمانت دی گئی ہے' یہ پابندی اس حق کو پامال کرتی ہے۔ نیز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے زیر دفعہ ۱۴۴ جو حکم جاری کیا تھا' وہ خلاف قانون' ناجائز' بے موقع اور دخل در معقولات کے مترادف ہے۔ چونکہ رٹ میں اصل حملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ وریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے احکام پر کیا گیا تھا' اس لئے بغرض حوالہ اور استفادہ دونوں حکم ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جو حکم جاری کیا' اس میں کہا گیا تھا:

''چونکہ مجھ پر واضح اور عیاں کیا گیا ہے کہ ضلع جھنگ کے قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیت کے صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے والے ہیں' جس کے لئے انہوں نے عمارتوں پر چراغاں' مکانوں کی سجاوٹ' آرائشی دروازوں کی تیاری' جلوسوں کا اہتمام' جلسوں کے انعقاد' پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹروں کی چسپائی' مٹھائیوں کی تقسیم' خصوصی کھانوں کا انتظام' بیجوں' جھنڈیوں اور جھنڈوں کی نمائش وغیرہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید اعتراضات و احتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور اس سے عام لوگوں کے امن و امان اور سکون و اطمینان میں خلل پڑنے کا قوی امکان ہے' جس سے انسانی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور چونکہ حکومت پنجاب کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مورخہ ۲۰ مارچ ۸۹ء کو ٹیلی فون پر پیغام نمبر ۷ آئی۔ ایچ۔ ایس۔ پی۔ ایل۔ ۸۸۔ ۱۱۱ کے ذریعے ان تقریبات پر پورے پنجاب میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اور چونکہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی میں کہا گیا ہے کہ قادیانی گروپ کا کوئی شخص جو خود کو اعلانیہ یا بصورت مسلمان ظاہر کرے' کہلائے یا اپنا مذہب اسلام بتائے'

اپنے مذہب کی دوسروں میں تبلیغ کرے' یا انہیں زبانی یا تحریری طور پر اسے قبول کرنے کی دعوت دے' یا کوئی اور طریقہ' خواہ کوئی بھی ہو' بروئے کار لائے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوتے ہوں' وہ موجب تعزیر ہوگا۔

اور چونکہ میری رائے میں نیز حکومت پنجاب کے فیصلہ اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کے احکام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ فوری روک تھام مناسب ہوگی اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت کارروائی کی معقول وجوہ موجود ہیں اور ذیل میں درج کی گئی ہدایات' انسانی جان و مال کو لاحق خطرہ' نیز امن عامہ اور سکون و اطمینان میں پڑنے والے خلل کی روک تھام کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے اب میں چوہدری محمد سلیم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ضلع جھنگ میں بسنے والے قادیانیوں کو مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

(۱) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں۔

(۲) آرائشی گیٹ لگانا۔

(۳) جلوسوں اور جلسوں کا انعقاد۔

(۴) لاؤڈ سپیکر یا میگافون کا استعمال۔

(۵) نعرے بازی۔

(۶) بیجوں' جھنڈوں اور جھنڈیوں کی نمائش۔

(۷) پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں اور پوسٹروں کی چسپائی' نیز دیواروں پر اشتہاروں کی لکھائی۔

(۸) مٹھائیوں اور اشیائے خورد و نوش کی تقسیم۔

(۹) کوئی اور سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل یا مجروح کرے' یہ حکم فوری طور پر نافذ ہوگا اور دو ماہ تک موثر رہے گا۔

اس حکم کی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود ہر کام جو کیا جائے' ہر قدم جو اٹھایا جائے' ہر فعل جو انجام دیا جائے' ہر فرض یا ذمہ داری جو عائد کی جائے' تعزیر یا سزا یا زیر التوا تفتیش' تحقیقات یا کارروائی' تفویض کردہ اختیارات سماعت یا اختیارات' درجہ اول کے مجسٹریٹوں کی عدالت

میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ہونے والی تازہ کارروائی اور اس حکم کی تنفید کے دوران ارتکاب کردہ جرائم پر دی گئی سزا جاری رہے گی یا شروع رہے گی اور یہ تصور کیا جائے گا گویا یہ حکم زائد المیعاد نہیں ہوا۔ اس حکم کی ڈھول بجا کر' سرکاری جریدہ میں شائع کرکے ضلع کی عدالتوں' ایس۔ پی جھنگ' اسٹنٹ کمشنر' تحصیل دار کے دفاتر' میونسپل اور ٹاؤن کمیٹی' نیز ضلع کے تمام تھانوں میں نوٹس بورڈز پر چسپاں کرکے وسیع پیانہ پہ تشہیر کی جائے گی۔

"آج مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو میرے دستخطوں اور عدالت کی مہر کے ساتھ جاری کیا گیا"۔

۱۶..... ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے ۲۱ مارچ کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا۔ "ابھی ابھی اسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دی ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر ۱۹۰۵ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء میں مزید توسیع کر دی گئی ہے اور یہ پابندی تاحکم ثانی جاری رہے گی۔ نیز انہوں نے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ ناظر امور عامہ' صدر عمومی جماعت احمدیہ ربوہ اور دیگر اکابرین کو اس ضمن میں مطلع کیا جائے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ ہر قسمی دروازے' بینرز' چراغاں کے متعلق بجلی کی تاروں وغیرہ کو اتار دیں اور اس امر کی تسلی کریں کہ دیواروں پر مزید عبارت ہرگز نہ لکھی جائے۔

مورخہ ۸۹-۳-۲۵

ان احکامات کے اجرا کا واقعاتی پس منظر یہ تھا کہ صد سالہ جشن کی تقریبات کی بابت اعلان' احمدیہ جماعت کی مقامی تنظیم کے عہدیداروں کی طرف سے اخباروں میں کیا جا چکا تھا۔ احمدیوں کے بارے میں سال ۱۹۸۹ء کے دوران جو قانونی پوزیشن بتائی گئی' وہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ اگرچہ احمدی زبانی طور پر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ملک کا دستور دوسرے شہریوں کی طرح ان کے لئے بھی واجب التعمیل ہے' تاہم وہ خود کو مسلمان کہلانے' اپنے مذہب کو اسلام ظاہر کرنے اور ان القابات کو جو خالصتاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کے لئے مخصوص ہیں' مرزا قادیانی اور اس کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال پر اصرار کرتے ہیں' اس لئے ۱۹۸۴ء میں احمدیوں کو وہ کچھ کہلانے سے' جو کچھ وہ نہیں ہیں' باز رکھنے کے لئے آرڈیننس نمبر ۲۰ نافذ کیا گیا۔ انہیں اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر

کر کے امت مسلمہ کو دھوکہ دے سکیں۔ آئینی ترمیم پر عمل درآمد کے لئے مخصوص القابات کے استعمال پر پابندی کا حکم بھی جاری کیا گیا تاکہ قادیانی خود کو واضح طور پر یا کنایتاً مسلمان ظاہر نہ کر سکیں۔ مزید برآں مجیب الرحمان (سپرا) کے مقدمہ میں وفاقی شرعی عدالت یہ قرار دے چکی ہے کہ دستور کا آرٹیکل ۲۶۰ (۳) قادیانیوں کو آئین و قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل ۲۰ میں پاکستان کے شہریوں کے منجملہ دیگر امور یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آرٹیکل آئین کے دیگر مشمولات کے تابع ہے۔ حقیقت میں یہ چیز مسٹر مجیب الرحمن نے خود بھی تسلیم کی تھی۔ اس آرٹیکل کو آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس سے یہ مطلب بنتا ہے کہ "قادیانی اس امر کا اقرار کرنے کے مجاز ہیں کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تاہم اپنے کو مسلمان یا اپنے دین کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے"۔

"قادیانیوں نے امت مسلمہ کے افراد میں بڑی حد تک پنجاب میں تھوڑی بہت کامیابی اس سٹریٹجی کے تحت حاصل کی کہ خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اصل اسلام ظاہر کیا اور دوسروں کو یقین دلایا کہ احمد ازم (قادیانیت) کو قبول کرنے کا مطلب اسلام کو ترک کرنا یا اسلام سے کفر کی طرف مراجعت نہیں' انہوں نے لوگوں کو بہکایا کہ اگر وہ بہتر مسلمان بننا چاہتے ہیں تو احمدیت کے سایہ عاطفت میں آ جائیں۔

مسٹر سی" اے رحمان ایڈووکیٹ نے بڑے وثوق سے یہ بات کہی کہ تقریبات کے تحت جلسہ ہائے عام منعقد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ نہ کوئی آرائشی گیٹ بنائے گئے تھے' جھنڈیوں' بیجوں اور پھریروں کی نمائش کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جلوس نکالنے کا بھی کوئی منصوبہ زیر غور نہیں تھا۔ جبکہ ۲۶ مارچ ۱۹۸۹ء کے "الفضل" نے اس کے بالکل برعکس کہانی شائع کر کے ڈھول کا پول کھول دیا۔ "اخبار" نے لکھا تھا۔ "حکومتی احکامات کی تعمیل میں کوئی آرائشی گیٹ نہیں بنایا گیا' حالانکہ پچاس سے زائد آرائشی دروازے بنائے جانے تھے' نہ کہیں کوئی چیز آویزاں کی گئی جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں بینر لگانے کا منصوبہ تھا۔ ربوہ میں منگائی گئی پولیس نے ۲۴ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے چار کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف

ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۲۰ کو دفعہ ۲۹۸۔سی ت پ نیز دفعہ ض ف ۱۴۴ کی مشترکہ خلاف ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ان پر الزام ہے کہ انہوں نے پٹاخے چلائے' نعرے لگائے سینوں پر بیج سجائے اور محلوں پر پہرہ دیا۔چار لڑکوں پر الزام ہے کہ انہوں نے ایسی ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں' جن پر "Hundred Years of Truth" (سچائی کے سو سال) لکھا ہوا تھا۔اس جشن کی تیاری کا انتظام اس انداز میں کیا گیا تھا کہ اگر اسے آزادی سے منانے دیا جائے تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد جشن ہوتا"۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نیز مسئول الیہان کے فاضل وکلاء نے گزارش کی کہ جس قسم کے جلسوں کا اعلان مشتہر کیا گیا تھا' وہ بھی مسلمہ مقاصد کے لئے خواہ وہ سو سالہ جشن کی تقریبات کی شکل میں ہوتا یا بصورت دیگر امن عامہ کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا۔مزید عرض کیا گیا' اگرچہ یہاں قادیانی مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق پر زیادہ زور نہیں دیا جا رہا بلکہ ایسے جلسے منعقد کرنے کا ذکر ہو رہا ہے جن میں مرزا صاحب کے حالات زندگی اور مقام و منزلت نیز گزشتہ ۱۰۰ سالوں کے دوران حاصل ہونے والی کامرانیوں کا تذکرہ کیا جاتا۔جس کی غرض و غایت قادیانیت کی تلقین' تبلیغ اور تشہیر و پرچار کے سوا کچھ نہ ہوتی۔اس کے معنے یہ ہوئے کہ ایک طرف خلاف قانون فعل کا ارتکاب عمل میں آتا' دوسری طرف مسلمانوں نیز عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی۔تقریبات کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے مرزا صاحب اور اس کے جانشینوں کی تعلیمات و افکار کو درج ذیل عنوانات کے تحت نقل کیا گیا تھا۔

(۱) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور فضیلت میں خود رسالت مآب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت لے جانے کا خبط۔

(۲) خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات۔

(۳) حضرت عیسیٰ روح اللہ کے بارے میں غلیظ اور توہین آمیز عبارات۔

(۴) اہل بیت اطہار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شان میں بے ادبی و گستاخی پر مبنی ریمارکس۔

(۵) امت مسلمہ کو گروہ منافقین اور قادیانیوں سے جدا گانہ ملت ظاہر کرنے والی تحریریں۔نیز مسلمانوں کے مستند علماء کے بارے میں ہفوات۔

۲۰..... مسلمانوں کے متعلق مرزائیوں کی کتابوں میں مذکورہ متنازعہ آراء افکار اور نظریات و تعلیمات جو بحث کے دوران پڑھ کر سنائی گئیں، انہیں یہاں درج کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا نقل کرنا مزید احتجاج و ہنگامہ آرائی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔

ہمارے خیال میں فاضل وکیل کا یہ استدلال' قادیانی مذہب اور مرزا صاحب کی نبوت کے خلاف' مسلمانوں کے غیظ و غضب اور ان کی شدید مخالفت و مزاحمت سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کے بارے میں جو انتہائی ناشائستہ اور گندی زبان میں تحریریں لکھیں' مشتے از خروارے کے طور پر ان سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ مرزا صاحب نے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو مسیح موعود کی صورت میں حضرت عیسیٰ کا بدل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مسیح موعود ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس نے دعویٰ سے کہا:

"خدا نے براہین احمدیہ" (مرزا صاحب کی تالیف جو ان پر نازل ہونے والے الہام و انکشافات پر مشتمل ہے) کی تیسری جلد میں میرا نام میری (مریم) رکھا۔ عرصہ دو سال تک مریم کی طرح تنہائی کی حالت میں میری پرورش کی گئی اور میری تربیت زنانہ خلوت میں ہوئی پھر عیسیٰ کی روح بھی پھونکی گئی' بالکل اسی طرح جیسے یہ روح حضرت مریم کے نفس میں پھونکی گئی تھی۔ اس طرح مجازی معنوں میں مجھے بھی حاملہ سمجھا گیا' کئی ماہ کی مدت (جو فکر کرنے لگیں۔

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قادیانیوں نے خود کو مسلمان ظاہر کرکے ہر مسلمان کو' جس سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی' اپنے مذہب کی دعوت دینے کی کوشش کی۔ وہ مرزا صاحب کو نبی کہہ کر ان کے جذبات مجروح کرتے' کیونکہ ہر مسلمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے' اس لئے یہ بات ان کے غم و غصہ کو بھڑکانے کا سبب بنتی اور نفرت میں اضافہ کرتی۔

"عیسیٰ خود کو ایک پارسا شخص کے طور پر پیش نہیں کر سکے کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ وہ ایک پیٹو اور شرابی شخص تھے"۔ (ست بچن...... روحانی خزائن' جلد ۱۰' ص ۲۹۶)

۲۲........ مرزا صاحب نے خدا کے اس محبوب نبی کا مذاق اڑانے اور ان کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے میں بائبل کو بھی مات کر دیا۔ مثال کے طور پر اس کی درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کیجئے۔

’’عیسیٰ میں طوائفوں کے لئے زبردست رغبت اور اشتیاق پایا جاتا تھا۔شاید ان کے ساتھ آبائی تعلق اس کا سبب ہو‘ورنہ کوئی پارسا اور نیکوکار شخص کسی نوجوان فاحشہ کو یہ اجازت ہرگز نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے ناپاک ہاتھوں سے اس کی مالش کرے اور بدکاری کی کمائی سے خریدی ہوئی خوشبو (روغن) سے اس کے سر پر مساج کرے اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں کو صاف کرے۔سمجھدار آدمی خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے کردار کے حامل تھے‘‘۔

(ضمیمہ انجام آتھم‘مشمولہ روحانی خزائن‘ جلد نمبر ۱۱‘ص ۲۹۱)

یہ درست ہے کہ مسلمان اور عیسائی علماء دین کے مابین بعض پہلوؤں پر دیانتدارانہ اختلافات موجود ہیں۔تاہم یہ اختلافات ایک دوسرے کے مذہب یا پیغمبر کی تنقیص و بے حرمتی کی بنیاد یا جواز نہیں بن سکتے۔رسول اکرمؐ سے مروی ہے ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا: دنیا و آخرت میں مجھے عیسیٰ سے زیادہ قربت ہے۔کیونکہ تمام انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں۔یعنی گو سب کی مائیں مختلف ہیں لیکن دین سب کا ایک ہے‘‘۔ (صحیح مسلم.....کتاب الفضائل)

اردو ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد دوم ص......۱۴۸۰

۲۷.....مرزا صاحب کی یہی تحریریں اور افکار و خیالات تھے جن کی بناء پر مسلمانوں نیز عیسائیوں نے ان کے دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ہونے کے ادعا کی مخالفت کی خود مرزا صاحب کی زندگی میں‘ پھر اس کی وفات کے بعد اور قیام پاکستان کے بعد بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جب عوامی احتجاج ۱۹۵۳ء لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بنا اور ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر کھڑی ایک ٹرین پر مرزائیوں کے حملہ کے نتیجہ میں ملک گیر ہنگامے پھوٹ پڑے۔مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں اپنے خلاف مسلمانوں کے عمومی غم و غصہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔’’یہ میرا دعویٰ ہے جس پر لوگ (غیر احمدی مسلمان) میرے ساتھ جھگڑتے ہیں اور مجھے مرتد سمجھتے ہیں۔انہوں نے بڑا شور مچایا اور اس آدمی کی قدر نہ جانی جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔انہوں نے مجھے غدار‘جھوٹا‘ مکار اور مرتد کہا اگر انہیں حکمرانوں کے تیر و تفنگ کا ڈر نہ ہوتا تو مجھے کبھی کا جان سے مار ڈالتے‘‘۔

۲۸.....نوجوانوں کی ٹی شرٹس یا بینرز یا آرائشی گتوں پر لکھے ہوئے نعرہ سچائی کے سو

سال" کو لیجئے اس سے کیا سمجھانا اور ذہن نشین کرانا مقصود ہے؟ احمدیہ جماعت کی صد سالہ تقریبات کے پس منظر میں اس نعرہ پر غور کیا جائے تو اس سے یہ پیغام پہنچانا مطلوب ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا جو دعویٰ کیا وہ درست ہے' مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ اصل میں امت مسلمہ انہی پر مشتمل ہے' درست ہے' دوسرے لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے وہ رافضی و بدعتی ہیں تم بھاری اکثریت والے دستور فیصلہ آ جانے کے باوجود رافضی ہو۔" فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بجا طور پر کہا کہ اگر پابندی کا یہ حکم جاری نہ کیا جاتا تو اس قسم کی اشتعال انگیزی امن و امان کی سنگین صورت حال پیدا کر دیتی۔ ان کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ممنوعہ افعال کو انفرادی طور پر لیا جائے تو وہ قابل نفرت و مکروہ' دلازاری کرنے والے اور ضرر رساں نہیں لگتے۔ مثلاً آرائشی دروازے لگانا' جھنڈے لہرانا' عمارت پر چراغاں کرنا' غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا' یا کسی شخص کا نئے کپڑے زیب تن کرنا' نہ ہی وہ دوسروں کے لئے موجب تکلیف و باعث آزار بنتا ہے۔ ان افعال کو کئے گئے اعلانات' مطلوبہ مقاصد ان سے جو پیغام پہنچانا مقصود ہے اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ردعمل کے پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ ان افعال کو تاریخی تناظر میں لیا جائے تو ایک اقلیتی جماعت کی طرف سے انہیں خالی از خطر اور بے ضرر قرار نہیں دیا جا سکتا جو اپنے ماضی کی یاد منانا اور اپنے بانی و موسس نیز قائدین کی مدح و ثناء کرنا چاہتی ہو۔

ایسی صورتوں میں بھی جہاں الفاظ یا طرز عمل اشتعال انگیز یا توہین آمیز ہو' قیام امن و امان کے لئے پولیس کی طاقت استعمال کی جا سکتی ہے۔ وائز بنام ڈنگ (1902-I.K.B-167) کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس نالش میں ایک پروٹسنٹ مبلغ کو اس کی طرف سے رومن کیتھولک مذہب پر بار بار حملوں کے بعد لیورپول کے علاقہ میں قیام امن کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا اور امن میں خلل پڑ گیا تھا قرار دیا گیا کہ حقائق کی رو سے مجسٹریٹ اس امر کا مجاز تھا کہ کیتھولک فرقہ کی طرف سے معاندانہ جواب کو وائز کے توہین آمیز رویہ کے قدرتی نتیجہ پر محمول کرتا۔

۳۰.......اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کلمہ طیبہ والے بینرز کی نمائش توہین

آمیز اور دلآزار ہے یا نہیں۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسئول الیہان کے فاضل وکلاء کے مطابق ''محمد'' رسول اللہؐ کے الفاظ سے قادیانی مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں اور اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اس کے پیروکار اسے ایسا ہی مانتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ جب قادیانی جھنڈے لہراتے ہیں یا اپنے سینوں پر بیج سجاتے ہیں تو وہ رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اپنے اس ادعا کی حمایت میں ''کلمۃ الفضل'' سمیت بشیر الدین محمود مرزا کی کتابوں کے حوالے پیش کئے جس میں لکھا ہے کہ:

''پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پڑتی۔'' ''ایک غلطی کا ازالہ'' نامی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا جس کے صفحات ۴، ۵، ۷، ۱۱ اور ۱۶ پر درج ذیل عبارتیں موجود ہیں

ص.....۴ ''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی

ص.....۵ اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی۔ غرض میری نبوت و رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے'

ص.....۷ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

ص.....۱۱ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم ...... یعنی میں جب کہ بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ۱۶ اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی' علیہ الصلوٰۃ والسلام''۔

مسئول الیہان کے فاضل وکیل نے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ مذکورہ مفہوم اور عقیدہ کے ساتھ کلمہ طیبہ والے جھنڈوں کا لہرانا یا بیجوں کا لگانا تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت جرم کے مترادف ہے۔

۲۳..... سب سے اہم بات جسے مسٹر مجیب الرحمان نے بڑی آسانی سے نظر انداز کر

دیا اور اس کی تردید نہیں کی وہ یہ تھی کہ جو کوئی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے اسے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی نبوت ہے یہ کہ مرزا غلام احمد آنحضرت کا صحیح ظل یا بروز ہے۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ قادیانیت اختیار کرتے وقت جس فارم پر دستخط کرنا ہوتے ہیں' اس میں مرزا غلام احمد کو نبی اور مسیح موعود مہدی ماننا پڑتا ہے۔ فارم میں استعمال کردہ الفاظ منجملہ دیگر امور' حسب ذیل ہیں۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا کروں گی اور حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا رکھوں گی۔'' مسلمانوں نے رسول اکرمؐ کے بعد ہر زمانہ میں وقتاً فوقتاً نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو مسترد کیا ہے۔ مرزا یہ بات قابل غور ہے کہ اس قول کے نتائج کہ مرزا صاحب بذات خود محمد اور احمد تھے (یہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں) خاصے دوررس نکلتے ہیں مرزا صاحب کے خلفاء' رسول اکرمؐ کے خلفاء بن گئے۔ مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے معنے ہیں۔ ''اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔'' مرزا صاحب کو محمد مان لیا جائے تو جب بھی اور جہاں بھی لفظ محمد پڑھا یا ادا کیا جائے گا' اس سے مراد مرزا صاحب ہی ہوں گے۔''

مولانا محمد یوسف بنوری نے موقف الامۃ الاسلامیہ میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا: مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظلیت اور بروز کا سارا تصور سراسر ہندووانہ تصور ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں' حضرت عبدالقادر بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے بھی فرمایا ہے کہ حلول کی حمایت کرنے والا تصور جھوٹا اور بے ہودہ ہے۔'' (اصول الدین ص......۲۰۷) حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی جن کے ملفوظات پر مرزا صاحب یقین رکھتے تھے' نبوت میں ظل کے منکر ہیں' اپنے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں انہوں نے فرمایا ''نبوت اللہ کی قربت پر دلالت کرتی ہے۔ جس میں ظلیت کا کوئی شائبہ یا شک وشبہ نہیں۔''

۳۴...... تیسرا پہلو جس کی نشان دہی مسئول الیہان نے کی وہ یہ تھا کہ قادیانی مذہب میں داخل ہونے والے شخص سے بیعت کی شکل میں جس دستاویزات پر دستخط کرائے جاتے ہیں' وہ بھی دھوکے کی ٹٹی اور مکروفریب کا جال ہے جو مسلمانوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے

اور پھانسنے کے لئے بچھایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کو اسلام کے نئے نبی کے روپ میں دکھایا جاتا ہے واضح رہے کہ بیعت کے فارم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الفاظ ''خاتم النبین'' کے استعمال سے مسلمہ طور پر یہ مراد نہیں کہ حضرت محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' بلکہ اس کے برعکس اس شخص کو مرزا غلام احمد کے جملہ دعاوی پر ایمان لانا ہوتا ہے جس میں اس کا دعویٰ نبوت بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کے مطابق رسول اکرمؐ کے بعد

۳۶..... مزید برآں ایسے بینرز اور بیجوں کی نمائش غالب اکثریت کی حامل مسلم آبادی کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کا موجب بنتی۔ یہ چیز سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا دوسرا جواز فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا زبردست خدشہ تھا۔ یاد رہے کہ صرف مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کا دعویٰ تو کیا گیا لیکن سائلان کے فاضل وکلاء یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ ان تقریبات کے کھلے بندوں انعقاد اور جس طریقے سے انہیں منانے کا پروگرام بنایا گیا' اس پر پابندی لگانے سے قادیانی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کی کس طرح خلاف ورزی ہوتی یا اس میں کمی واقع ہوگئی؟ ہندوؤں' سکھوں' پارسیوں اور دوسری مذہبی اقلیتوں کی طرح قادیانی بدستور اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر رہے ہیں اور مکمل مذہبی آزادی سے مستفید ہو رہے ہیں۔ خود کو مسلمان ظاہر کر کے اور شریعت اسلامیہ یا کلمہ طیبہ کو جو کہ اسلام کے اساسی ارکان میں سے ایک ہے' استعمال کر کے وہ اپنے رویہ سے خود مشکل صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر قادیانی دستوری فیصلہ کو قبول کر لیں اور خود کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اور جداگانہ برادری سمجھنے لگیں جیسا کہ ان کا اپنا دعویٰ ہے تو کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا نہ ہو۔ ان کا خود کو مسلمانوں کا بدل ظاہر کرنا اور عامۃ المسلمین کو اسلام کے دائرہ سے خارج کرنا' مسلمانوں کے لئے کس طرح قابل قبول اور قابل برداشت نہیں۔ ملک اور دستور سے ان کی وفاداری اور ان کا جداگانہ وجود ان کی سلامتی و بھلائی کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے' چاہے وہ کوئی سا مذہب اختیار کریں لیکن وہ مسلمانوں کے دین کو ناپاک کرنے پر کیوں مصر ہیں؟ اگر مسلمان اپنے

مذہب کو ہر قسم کی آمیزش سے پاک و خالص رکھنے کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو اس پر قادیانی کیوں سیخ پا ہوتے ہیں اور اسے مسئلہ کیوں بنا لیتے ہیں۔

''میرے خیال میں وزیر اس امر کا مجاز ہے کہ اپنے اختیارات کسی ایسے مقصد کے لئے کام میں لائے جو اس کے نزدیک پبلک کی بھلائی اور اس ملک کے لوگوں کے مفاد میں ہو۔ یہ سوچنے کی معمولی سی وجہ بھی موجود نہیں کہ وزیر داخلہ نے اس معاملہ میں اپنے اختیارات کو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا یا بد نیتی سے کام لیا۔ وزیر کے مقصد کو اس بیان میں واضح طور سے ظاہر کر دیا گیا تھا جو اس نے دار العوام میں دیا۔ اس نے سوچا کہ ان لوگوں' یعنی سائنس ٹولوجسٹس کے اعمال ہمارے معاشرہ کے لئے

۳۹...... اسی طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد سالگرہ تقریبات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تا کہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۴۰...... مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر اس پٹیشن کو کسی استحقاق کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے۔ مقدمہ کے اخراجات دونوں فریق خود برداشت کریں گے۔

مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو سنایا گیا۔ اس موقع پر مسٹر مجیب الرحمان ایڈووکیٹ حاضر تھے۔

دستخط (جج)

(PLD1992 Lahore)

ہدیہ تبریک

(جناب جسٹس خلیل الرحمن ہائی کورٹ لاہور کے حضور نذرانہ عقیدت' جنہوں نے قادیانی جشن صد سالہ کی تقریبات پر پابندی کے خلاف رٹ مسترد کردی)

تیرے حسن تدبر سے ہوا' صد پارہ' دوبارہ
منانے والے تھے' جو قادیانی' جشن صد سالہ
تیرا ذوق تحفظ' آیہ ختم الرسل ﷺ سا تھا
یہ استحقاق خاص الخاص' ہر مسلم بشر کا تھا
نگاہ عدل آفاق پہ تیری' آفریں کہیے
تجھے دور عمر رضی اللہ عنہ کے قاضیوں کا جانشین کہیے
مدبر' دیدہ ور' دانا نے دستور جہانبانی
سلام شوق تجھ کو پیش کرتا ہے یہ وجدانی

(ملک حنیف وجدانی)

قادیانی شبہات کے جوابات

اقتباسات از عبدالقیوم مسکین مدینہ منورہ

نام کتاب : قادیانی شبہات کے جوابات

نام مرتب : حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تصحیح وتخریج : مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4514122

ختم نبوت پر پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ

اسلام آباد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

ان صفحات میں خصوصی کمیٹی کی قرارداد کا متن، آئین میں ترمیم کا بل اور وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن دیا جا رہا ہے جو انہوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اس وقت کی، جبکہ پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قانون پاس کیا۔

قرارداد: قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لئے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے

---

۱ بلکہ اب ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے نام پر

سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالبہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ، ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف)..... کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(اوّل)..... دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم)..... دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب)..... کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج

کی جائے۔

تشریح:۔کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج)...... کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ، ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد، ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د)...... کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان ومال، آزادی عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے۔

(قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کیلئے)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کیلئے

ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

ا..... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ..... (ا) یہ ایکٹ (ترمیم دوم) ایکٹ، ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ (۳) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲..... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین "اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کیے جائیں گے۔

۳..... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی، یعنی

"(۳) جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

بیان اغراض وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے، اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تا کہ ہر وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا

یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ (عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر انچارج)

وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن جو انہوں نے قومی اسمبلی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کی تھی۔

جناب اسپیکر! میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کی عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکا۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا، اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس مسئلے کے حل کرنے کے لئے اس سے پہلے کیا کچھ کیا گیا، لیکن مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۵۳ء میں کیا گیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلے کو حل کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لئے نہیں، بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لئے تھا۔ کسی مسئلے کو

دبا دینے سے اس کا حل نہیں نکلتا۔ اگر کچھ صاحبان عقل وفہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے، اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے، تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا، لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا، اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے، غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لحات...... بھی آئے۔ تمام قوم گزشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم ورجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں، مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں یہاں اور اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ ۲۲ اور ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میرے لئے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہہ تک جاؤں، لیکن میں اجازت چاہتا کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ۱۳ جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں، میں نے پاکستان کی عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی اور اسکے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا۔ اس لئے میری حکومت کے لئے یا ایک فرد کی حیثیت میں میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ

رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقعے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا، اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان اصحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں پر چھوڑتا ہوں، اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی ایک مواقع پر انہیں بلا کر اپنی پارٹی کے مؤقف سے آگاہ کیا، وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے ایک موقع کی جبکہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یہ بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی ردعمل اور اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے، جس کا اثر مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔ پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام

ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لئے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے چنانچہ ہمارے لئے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو۔ ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے، اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے تین اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے کئی بار کہا کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب وملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخرو اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے۔ پاکستان کے آئین میں پاکستان شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہوگئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے۔ میری حکومت کے لئے اب یہ بات بہت اہم ہوگئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے۔ ہم کسی قسم کی غارتگری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی

طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر! گزشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ کئی لوگوں کو جیل میں بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کیے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک پر بدنظمی کا اور نراجی عناصر کا غلبہ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے، ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا لیکن میں اس موقع پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کرلیا ہے، آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے، اور جب کہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے، ہمارے لیے یہ ممکن ہوگا کہ ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ مناسب وقت کے اندر اندر کچھ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انہیں رہا کردیا جائے گا۔ جنہوں نے اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہمیں امید کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کردیا ہے۔ یہ میری کامیابی نہیں، یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں، یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں، میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جاسکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے۔ اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ اسی جذبہ کے تحت، ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کرلیا ہے۔

جناب اسپیکر! کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے، لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا، یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا، کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آسکتے ہیں۔ جن کے بارے میں

کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا۔ ہر دیہات میں اس کا اثر تھا اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا۔ یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا۔ ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تمام حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائیکورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی، سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انہیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضرہ صورتحال سے نمٹنے کے لئے معمولی اقدامات کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی۔ ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ خفیہ اجلاس کرنے کے لئے قومی اسمبلی کی کئی ایک وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آ سکتے! اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے؟ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں۔ اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے، جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا۔ ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہے چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہی ہے، اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو، اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یہ یقین دلایا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کو سیاسی، یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لئے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ ہم ان

خفیہ اجلاسوں کی کارروائی آشکار کردیں، کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان خفیہ اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے، ہرگز نہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہوگی۔ میں فقط یہ کہتا ہوں کہ اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لئے اور ایک نیا باب کھولنے کے لئے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے، آگے بڑھنے کے لئے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لئے اور پاکستان کے حالات کو معمول پر رکھنے کے لئے اس مسئلہ کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی، ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہوگا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لئے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں۔

جناب اسپیکر! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے میں انہیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے، یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا، اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لئے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں، جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں۔ ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گزشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا، تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا۔ وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے پر

نہایت ناخوش ہوں گے۔ اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کا ترجمانی کروں، لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کرلیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا۔ ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی، مجھے یاد ہے کہ جب حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے، یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا، جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آ کر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے، تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب اسپیکر صاحب! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ!

قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں

حکومت پاکستان کی توثیق (۱۹۸۲ء)

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارہویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء (صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء) جاری کیا تھا۔ جس کی رو سے یہ اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی توانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ باب سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہے، تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) ''غیر مسلم'' کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی، اور وہ بدستور ''غیر مسلم'' ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا، مگر با ایں ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا موثر طریقے سے سد باب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور، نے قاری سعید الرحمن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل، کی جانب سے قادیانی کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التواء کے متعلق مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۹۸۲ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء، کے آرٹیکل ۲۶۰ میں شق (۳) کا اضافہ کیا گیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس ضمن میں آرٹیکل ۱۰۶ کی شق (۳) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال ۱۹۷۶ء میں دفعہ ۴۷ الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ ۴۷ الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو ''غیر مسلموں'' کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور ''غیر مسلم'' اقلیت متعین ہو جانے کی بناء پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمان وصوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۷۷ء (فرمان صدر بعد از اعلان نمبر ۵ مجریہ سال ۱۹۷۷ء) میں بھی بذریعہ فرمان نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نااہلیت کے متعلق ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے۔ جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لئے اہل قرار نہیں پاسکتا جب تک کہ اس کا نام ''مسلمانوں'' یا ''غیر مسلموں'' کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل ۲ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء جو فی الحال معطل ہے، کے کچھ آرٹیکل کو فرمان عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل ۲۶۰ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لئے فرمان عارضی طور دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء میں آرٹیکل

نمبرا۔الف کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور اور مذکورہ نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء سال کے آرٹیکل ۱۔ الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال (۱۹۸۱ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارت قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو، جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں، منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین (نظرثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال ۱۸۹۷ء کی دفعہ ۲۔الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود مؤثر رہتی ہے۔ بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور مؤثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقا کے لیے یکساں ہے۔ اس لیے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہرحال نافذ العلم رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی وفاقی قوانین (نظرثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعہ سے کی جانے والی

ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لٰہذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے ''ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے۔'' مذکورہ بالا شک وابہام کو دور کرنے کے لئے حکومت نے مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر ۸ مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، ۱۹۷۳ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو، یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر ۱۷ مجریہ سال ۱۹۷۸ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لئے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور، ۱۹۸۱ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر ۱ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو، پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو

دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے مرسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنے مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈی نینس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈی نینس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا اب ۵۔ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز مرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

ا۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(ا)...... یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء کے نام سے موسوم ہوگا۔ (۲)...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ استقرار

بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) کی جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) کی شمولیت سے جس کی رو

سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف)...... مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورہ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار ہیں یا

(ب)...... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں)

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلمہ پر قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال ۱۹۸۱ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں، لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر ا۔الف میں بیان کی گئی ہے، وہ بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت سال ۱۹۷۴ء) جس کی رو سے ۱۹۷۳ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈی نینس مجریہ سال ۱۹۸۱ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے۔ اس لئے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جاتا ہے، دستور (ترامیم ثانی) ایکٹ سال ۱۹۷۴ء کی رو سے جو ترامیم ۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ و آرٹیکل ۱۰۶ میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ: وزارت اطلاعات ونشریات، محکمہ فلم ومطبوعات، اسلام آباد، ۱۸ مئی ۱۹۸۲ء

1973ء کے آئین کی روشنی میں

لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ

جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے۔

عزت مآب جناب جسٹس گل محمد خاں لاہور ہائیکورٹ لاہور

''عبوری آئینی حکم مجریہ ۱۹۸۱ء میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ''احمدی'' غیر مسلم ہیں۔ سائلان نے مذہب کے کالم میں اسلام لکھ کر آئینی دفعات کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں اپنے جواب کی تصحیح کا ایک موقع دیا گیا مگر ان کے انکار نے ان کے خلاف مزید جواز پیدا کیا۔ اگر یونیورسٹی ان حالات میں خاموش رہتی تو آئین کی خلاف ورزی میں حصہ دار بنتی۔ سائلان نے اپنے کردار سے یونیورسٹی کو یہ اختیار دیا کہ ایسی درخواست مسترد کر دی جائے جو بادی النظر میں آئین کی خلاف ورزی کر رہی تھی اور آئینی دفعات کا مضحکہ اڑانے کے مترادف تھی۔ سائلان کی اس کارروائی سے ڈسپلن کی خلاف ورزی بھی ہوئی''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفیس نامی وغیرہ قادیانی طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے داخلہ فارم کے مذہب کے خانہ میں اپنے آپ کو ''احمدی مسلمان'' لکھا۔ یونیورسٹی کی داخلہ کمیٹی نے قادیانی طلباء کو کہا کہ آئین کے اعتبار سے قادیانی غیر مسلم ہیں' لہٰذا آپ درستگی کریں۔ قادیانی طلباء نے ایسا کرنے سے اور یونیورسٹی حکام نے داخلہ سے انکار کر دیا۔

مبشر لطیف قادیانی وکیل کے ذریعہ قادیانی طلباء نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر دی۔ عزت مآب جسٹس گل محمد خان نے سماعت کے بعد قرار دیا کہ ''(سائلان کو) آئین کے مطابق جواب دینا لازم تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہئے تھی کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے''۔ رٹ خارج کر دی گئی اور لازم قرار دیا گیا کہ ''قادیانی از روئے قانون اپنے کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے''۔

جسٹس گل محمد خان ہائیکورٹ کے جج کے عہدہ سے ترقی پا کر بعد میں وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اسلامی اقدار کے تحفظ اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے عمر بھر کوشاں رہے۔ حال ہی میں ان کا وصال ہوا ہے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ ان کا دو صحافتی فیصلہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہونے پر رب کریم کے حضور شکر گزار ہیں۔

والسلام

عزیز الرحمٰن جالندھری
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملتان پاکستان ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء
لاہور ہائی کورٹ۔ لاہور

نفیس احمد وغیرہ بنام پنجاب یونیورسٹی

حاضر مبشر لطیف احمد ایڈووکیٹ

حاجی اظہار الحق ایڈووکیٹ

جسٹس گل محمد خان

۵۔ عبوری آئینی حکم کی دفعہ کے مطابق آئین کی دفعات ۲۰ اور ۲۲ کو نہیں اپنایا گیا۔ لہٰذا مندرجہ بالا موقف میں کوئی قوت نہیں ہے۔ مزید برآں یہ بھی عیاں ہے کہ عبوری آئینی حکم مجریہ ۱۹۸۱ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ''احمدی'' غیر مسلم ہیں۔ سائلان نے مذہب کے کالم میں اسلام لکھ کر آئینی دفعات کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں اپنے جواب کی تصحیح کا ایک موقع دیا گیا مگر ان کے انکار نے ان کے خلاف مزید جواز پیدا کیا۔ اگر یونیورسٹی ان حالات میں خاموش رہتی تو آئین کی خلاف ورزی میں حصہ دار بنتی۔ سائلان کے اپنے کردار نے یونیورسٹی کو یہ اختیار دیا کہ ایسی درخواست مسترد کر دی جاوے جو بادی النظر میں آئین کی خلاف ورزی کر رہی تھی اور آئینی دفعات کا مضحکہ اڑانے کے مترادف تھی۔ سائلان کی اس کارروائی سے ڈسپلن کی خلاف ورزی بھی ہوئی۔ اس طرح سائلان کے اپنے کردار کی بنا پر بھی میں یونیورسٹی کے حکم میں تبدیلی کو قرین انصاف نہیں گردانتا۔

۶۔ بعد ازاں فاضل وکیل نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرنا صریحاً غیر مناسب ہے۔ چونکہ یہ قابلیت کا کھلا مقابلہ ہے اور داخلہ کی کارروائی پر اس کا چنداں اثر نہیں ہوتا۔ ان کے مطابق درخواست فارم کے اخیر میں منسلک ''عمومی ہدایات'' کے پیرا نمبر ۶ کی رو سے مذہب کو زیر بحث ہی نہیں لایا جا سکتا۔

۷۔ یہ ضروری نہیں کہ مذہب کے بارے میں استفسار کے پس پردہ عقلی وجوہ پر بحث ہو۔ یقیناً کوئی معقول مقصد موجود ہے۔ بہر حال سائلان سے مذہب کے بارے میں استفسار کیا گیا اور آئین کے مطابق جواب دینا ان پر لازم تھا۔ انہیں امید نہیں کرنی چاہئے کہ حکام ان کے غیر آئینی جوابات میں ان کے ہاتھ بٹائیں گے۔ مزید برآں انہیں داخلے

سے انکار اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ کسی مخصوص فرقہ یا مذہب سے متعلق ہیں۔

دراصل ان کے فارم درخواست اس بنا پر مسترد کئے کہ انہوں نے ایک غیر آئینی موقف اختیار کیا

۸۔ براں بریں عدالت اسے معاف نہیں کر سکتی کہ سائلان نے یونیورسٹی اور عدالت کو ایک ایسے نازک مسئلے میں ملوث کرنے کی سعی کی۔ ان پر لازم ہے کہ جب تک یہ شق موجود ہے وہ آئین کے مطابق عمل کریں۔ مندرجہ بالا امور کی روشنی میں مجھے اس رٹ درخواست میں کوئی خوبی معلوم نہیں ہوتی۔ لہذا اسے فوری طور پر خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط مسٹر گل محمد خان جج لاہور ہائیکورٹ (ترجمہ: اظہار الحق ایڈووکیٹ)

2- لاہور ہائیکورٹ کا یادگار فیصلہ

''کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہوسکتا''۔

عزت مآب جناب جسٹس میاں محبوب احمد صاحب لاہور ہائیکورٹ لاہور

''کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہوسکتا''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیصل آباد (لائل پور) کے ایک گاؤں کی نمبرداری کی سیٹ خالی ہونے پر دیگر امیدواروں کے علاوہ قادیانی بھی نمبرداری کے لئے آئے۔ معاملہ اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد ہوا انہوں نے جانچ پڑتال کے بعد مسلمان کو نمبرداری تفویض کر دی۔ ان دنوں فیصل آباد سرگودھا ڈویژن میں شامل تھا۔ قادیانی گروہ نے سرگودھا کمشنر کے ہاں اپیل دائر کی' جو خارج کر دی گئی۔ انہوں نے ریونیو بورڈ میں اور وہاں سے مسترد ہونے پر عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر دی۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس میاں محبوب احمد نے کیس کی سماعت کی اور قادیانی موقف کو کمزور قرار دے کر رٹ خارج کر دی۔ عزت مآب میاں محبوب احمد صاحب اس وقت لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی عزتوں میں برکت نصیب فرمائیں۔ یہ فیصلہ بھی کتاب میں شامل کرنے پر خوشی ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

والسلام عزیز الرحمن جالندھری دفتر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء

عدالت کا حکم

اس رٹ پٹیشن کے ذریعے جو عبوری دستور کے حکم مجریہ ۱۹۸۱ء پڑھے بشمول قوانین کے (مسلسل نفاذ) کے حکم مجریہ ۱۹۷۷ء کے تحت دائر کی گئی ہے۔

معاملات کی نوعیت کے پیش نظر جانشین نمبردار کی سلیکشن یا چناؤ کا کام محکمہ مال کے افسران پر چھوڑ دینا چاہئے جو اپنے تجربے' تربیت اور علاقائی امور کے بارے میں معلومات کی بنا پر مناسب انتخاب کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ پس نمبردار کی تقرری کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس کے تعین کے لئے اس عدالت کے آئینی اختیار سماعت سے مدد لی جائے۔

گذشتہ بحث کے پیش نظر مجھے اس رٹ پٹیشن میں کوئی میرٹ دکھائی نہیں دیتا۔ چنانچہ اسے خارج کیا جاتا ہے۔ (درخواست خارج کردی گئی) (سی۔ایل۔سی ۱۹۸۲ء صفحہ ۳۵۷)

قادیانیت میری نظر میں

''عقیدۂ ختم نبوت' اسلامی ایمانیات کا بنیادی حصہ ہی نہیں' تاریخ وتمدن انسانیت کا پر جمال کمال بھی ہے۔ جب تک انسانی عقل وشعور نے ارتقاء کی منزلیں سر نہیں کی تھیں' انسانی معاشرہ عالمگیر بنیادوں پر استوار نہیں ہوا تھا۔ ہر سو جہالت کی گھپ اندھیری رات تھی' جسے اجالنے کے لئے مختلف ادوار میں وحی کے چراغ جلتے رہے۔ نبوت کے ستارے ابھرتے رہے اور رسالت کے قمر طلوع ہوتے رہے۔ ان کی روشنی چمکی اور خوب چمکی' مگر ضلالت کی شب تار اس وقت تک سحر نہ ہوئی' جب تک نبوت کے آفتاب جہاں تاب ''سراج منیر'' نے طلوع اجلال نہ فرمایا۔ ان کے ظہور قدسی سے سارے اندھیرے چھٹ گئے اور رب کائنات نے اعلان فرمادیا کہ اس آفتاب نبوت کی روشنی سارے جہانوں میں رحمت بن کر پھیلے گی۔ ان کی نبوت کسی قریہ کوچہ یا سال وصدی تک محدود نہیں' بلکہ تمام انسانیت' تمام زمانوں کے لئے اب انہی کے در اقدس سے اخذ فیض کرے گی۔ اس پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کہا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اب انسانی تہذیب عالمگیر وحدت کی طرف بڑھے گی اور انسانی شعور اپنے کمال کو پہنچے گا۔

سراج منیر کے طلوع کے بعد بھی اگر کوئی سمجھتا ہے کہ کسی چراغ یا ستارے کی ضرورت ہے تو اسے اپنی عقل کا علاج کرانا چاہئے اور اگر حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد بھی کوئی کسی اور نبی کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اس کا خرمن ایمان یقیناً جل کر خاکستر ہو چکا ہے۔

ہر شخص اور ہر اس شخص کے متبعین، جنہوں نے اسلامی عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کیا ہے، نہ صرف انہوں نے اپنے ایمان تباہ کئے ہیں بلکہ ملت اسلامیہ کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ قادیانیت نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اسلام انسانی تہذیب کو اعلیٰ منزلوں کی طرف لے جانا چاہتا ہے لیکن انہوں نے ان راستوں کو مسدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری نظر میں یہ لوگ (قادیانی) اسلام اور انسانیت دونوں کے دشمن ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مساعی قبول فرمائے جو سنت سیدنا صدیق اکبرؓ کو تازہ کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔''

(جسٹس) میاں محبوب احمد، چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ، لاہور

3-''قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے''

وفاقی شرعی عدالت کا تاریخ ساز فیصلہ

جس کا ایک ایک لفظ فتنۂ قادیانیت کے لئے رگ نشتر ہے۔

☆.....جسٹس فخر عالم ☆.....جسٹس چودھری محمد صدیق

☆.....جسٹس مولانا ملک غلام علی ☆.....جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ ۲۹۵ سی۔

نبی کریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال

جو شخص بذریعہ الفاظ زبانی، تحریری یا اعلانیہ، اشارتاً یا کنایتاً، بہتان تراشی کرے یا رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کرے، اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی۔ اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

''دفعہ ۲۹۵ سی میں ''یا عمر قید'' کا لفظ مکمل اسلامی سزا کے خلاف تھا، اس لئے وفاقی شرعی

عدالت نے اکتوبر ۱۹۹۰ء میں اپنے فیصلے میں صدر پاکستان کو ہدایت کی کہ وہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء تک اس قانون کی اصلاح کریں اور ''یا عمر قید'' کے الفاظ ختم کریں اور یہ کہ اگر تاریخ مقررہ تک ایسا نہ کیا گیا تو پھر اس کے بعد یہ الفاظ خود بخود کالعدم متصور کیے جائیں گے اور صرف سزائے موت ملک کا قانون بن جائے گا۔ چنانچہ مقررہ تاریخ تک یہ کام نہ ہو سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق یہ الفاظ خود بخود کالعدم ہو گئے۔''

''قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ تناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد

۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے آرڈیننس نمبر ۲۰ موسومہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جس کے تحت مرزائیوں کے ہر دو گروپ لاہوری وقادیانی کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے روک دیا گیا۔ آرڈیننس کے ذریعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی اور سی کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت:

۱۔ یہ آرڈیننس قادیانی و لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع وتعزیر) آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۳۔ اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود موثر ہوں گے۔

۴۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ نمبر ۴۵ ۱۹۶۰ء میں باب ۱۵ میں دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد نئی دفعات بی اور سی کا اضافہ ہوا۔

۲۹۸ ب: بعض مقدس شخصیات یا مقامات کیلئے مخصوص القاب یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال۔

(i) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو ''احمدی'' یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ۔

(الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین خلیفۃ المومنین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

(ii) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸ ج: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے

مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے۔ کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

اس آرڈیننس کے تحت سب پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ۱۹۶۳ کی دفعہ ۲۴ میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے۔ جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد

۱۔ قادیانی گروپ کا لیڈر مرزا طاہر، ملک عزیز پاکستان سے مجرمانہ فرار اختیار کر کے یکم مئی ۱۹۸۱ء کو انگلستان چلا گیا۔ جو تادم تحریر وہاں پر ہے، اور تادم زندگی وہاں پر رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

۲۔ قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ پر (جسے وہ نعوذ باللہ ظلی حج کا درجہ دیتے ہیں) پابندی لگ گئی۔

۳۔ قادیانیوں کے اخبار الفضل پر پابندی لگ گئی۔ قادیانیوں اور لاہوریوں نے فوری طور پر اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا کہ یہ آرڈیننس قرآن و سنت کے منافی ہے۔

وفاقی شرعی عدالت کے پانچ رکنی بنچ نے اس کیس کی سماعت کی۔ بنچ جسٹس آفتاب احمد، جسٹس فخر عالم، جسٹس چوہدری محمد صدیق، جسٹس مولانا ملک غلام علی، جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی پر مشتمل تھا۔

قادیانیوں کی طرف سے مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کی طرف سے کیپٹن ریٹائرڈ عبدالواجد لاہوری مرزائی پیش ہوئے۔ جب کہ مدعا علیہ حکومت پاکستان کی طرف سے حاجی شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ، جناب ایم۔ بی زمان ایڈووکیٹ اور سید ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے پیروی کی۔

۱۵ جولائی ۱۹۸۴ء سے ۱۲ اگست ۱۹۸۴ (سوائے چھٹیوں) کے سماعت جاری رہی۔

کیس کی سماعت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے حکم پر مفکر اسلام حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ (جو ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ تھے) نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی لائبریری ملتان سے بیسیوں بکسوں پر مشتمل ضروری کتب و رسائل و ریکارڈ لاہور منگوالیا۔

☆......کراچی سے عالم اسلام کے معروف سکالر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشریات (ان دنوں) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور ملتان سے مناظر اسلام اور عالمی مجلس کے ناظم تبلیغ (ان دنوں) حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر اور ربوہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اللہ وسایا کو لاہور طلب کر لیا۔ لاہور میں ان حضرات کی معاونت کے لئے مولانا کریم بخش علی پوری جو ان دنوں لاہور مجلس کے مبلغ تھے' کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

☆......ایک فوٹوسٹیٹ مشین کرایہ پر حاصل کر لی گئی۔

☆......جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اور مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ نے جامعہ کی لائبریری ان حضرات کے لئے کھول دی۔

☆......تقریباً مہینہ بھر میں اکیس دن سماعت ہوئی۔

☆......عدالت نے مولانا صدر الدین الرفاعی' پروفیسر محمود احمد غازی' علامہ تاج الدین حیدری' پروفیسر محمد اشرف' علامہ مرزا محمد یوسف' پروفیسر مولانا طاہر القادری اور قاضی مجیب الرحمٰن کو اپنی معاونت کے لئے بلایا جن کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ مفکر اسلام مولانا علامہ خالد محمود نے مناظر اسلام منظور احمد چنیوٹی کی معاونت سے ایک تحریری بیان مرتب کیا جو عدالت میں پڑھا تو نہ جا سکا' البتہ عدالت میں جمع کرا دیا گیا۔ (بعد میں اسے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ترجمان الرشید میں ''قادیانیوں کی قانونی حیثیت'' کے نام سے مستقل اشاعت میں شائع بھی کر دیا گیا)۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم حضرت سید انور حسین نفیس رقم دامت برکاتہم کی سربراہی میں لاہور کے علماء عدالت میں ہر روز تشریف لاتے رہے۔

عدالت میں اتنا رش ہوتا کہ عدالت کا وسیع و عریض ہال اپنی تمام تر وسعتوں کے

باوجود ناکافی ہو جاتا۔ آخر میں عدالت کو پاس جاری کرنے پڑے۔

ہر روز کی کارروائی کے بعد شام کو مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عبدالرحیم اشعر کے ساتھ مسلمان وکلاء کی جامعہ اشرفیہ فیروز پور لاہور کی لائبریری میں گھنٹوں ملاقات ہوتی۔ متعلقہ امور پر مشاورت' حوالہ جات کی تلاش ہوتی۔ ان کے فوٹو سٹیٹ حاصل کئے جاتے' بیانات لکھے جاتے' قادیانی وساوس و دجل و فریب کے جواب تیار کئے جاتے اور یوں حق تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ توفیق و کرم سے مہینہ بھر یہ محنت جاری رہی۔

☆...... جب مسلمان وکلاء کے بیانات و بحث شروع ہوئی تو عدالت کے سامنے وکلاء کے ساتھ پہلی لائن میں وسیع و عریض دو میز رکھے' جن پر اسلامی اور قادیانی کتب کا ذخیرہ سلیقہ سے رکھا جاتا۔ وکلاء کو پہلے سے تیار شدہ حوالہ جات و کتب دینے کی ذمہ داری مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر اور مولانا اللہ وسایا نے نبھائی۔

☆...... قادیانی وکلاء جب پیش ہوتے اور لایعنی تاویلیں کرتے تو مسلمانوں میں اشتعال اور قادیانی حاضرین پر اداس پڑ جاتی۔

☆...... جب مسلمان وکلاء نے اپنے دلائل و براہین کے انبار لگائے تو مسلمانوں کے چہرے ہشاش بشاش اور قادیانیوں پر شرمندگی کے آثار قابل دید ہوتے۔

☆...... مسلمان وکلاء کے دلائل سے متاثر ہو کر کچھ قادیانیوں نے حضرت مولانا عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ (اخبارات میں خبریں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں)

قومی پریس نے ہر روز کی کارروائی شہ سرخیوں سے شائع کی۔ جس سے اندرون و بیرون ملک تمام مسلمانوں کی نگاہیں اس کیس کی طرف لگ گئیں۔

اللہ رب العزت کی رحمت و کرم اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات عالیہ امت مسلمہ کے لئے واحد سہارا تھیں۔ قادیانی اپنے طور پر اندرون و بیرون ملک سے دباؤ بڑھا رہے تھے۔ ملک کی تمام بے دین لابیاں اسے اپنے لئے موت و حیات کا مسئلہ بنائے کھڑی تھیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم ایک مارشل لاء کے ذریعہ برسراقتدار آئے تھے۔ اس کی

آمریت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے بعض جمہوری بچوں کو اور سیکولر جماعتوں کے بعض کارکنوں کو قادیانیوں نے خوب خوب استعمال کیا۔

غرضیکہ کفر اور اسلام کا معرکہ تھا' حق و باطل کی جنگ تھی' مسلمان اور قادیانی آپس میں برسرپیکار تھے۔ قادیانی اپنے طور پر خوش تھے کہ جسٹس آفتاب پہلے ڈیرہ غازی خان کی ایک مسجد کے کیس میں قادیانیوں کے حق میں فیصلہ دے چکا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے زمانہ میں یہودیوں کی ایک تنظیم فری میسن پر پابندی لگا دی تھی۔ یہودیوں اور ان کے آلہ کاروں نے لاہور ہائیکورٹ میں اس پابندی کو چیلنج کیا تو اسی جسٹس آفتاب نے یہودی تنظیم پر سے پابندی ختم کر دی تھی۔ ایسے ڈھب کے جج صاحب' قادیانیوں کی مطلب برآری کے لئے مفید مطلب ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا۔

آخر حق تعالیٰ کی شان کریمی کا اظہار ہوا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں امت کے کام آ گئیں اور ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء کو اس جسٹس آفتاب صاحب کے قلم سے قادیانیوں کی اپیلیں خارج کر دی گئیں۔ قادیانیوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور امت مسلمہ کو ایک بار پھر جھوٹی امت قادیانیت پر فتح حاصل ہو گئی۔ ۱۲ جولائی کو پہلے وقت جب بحث سمیٹی گئی تو تمام حاضرین ہال کے باہر آ گئے۔ جج صاحبان فیصلہ لکھنے کے لئے عدالت سے ملحقہ ریٹائرنگ روم میں چلے گئے۔ عدالت کے لان میں ایک پیپل کے درخت کے زیر سایہ علماء و مشائخ جمع تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز سید حضرت انور حسین نفیس راقم دامت برکاتہم جو دو بزرگوں نے زمین پر بیٹھتے ہی سر جھکائے اور مراقبہ میں چلے گئے۔ اس منظر کی آسان تعبیر یہ ہو گی کہ عدالت کے اندر جج صاحبان فیصلہ کے لئے قلم تول رہے تھے اور عدالت سے باہر یہ بزرگ اپنے رب کی رحمتوں کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ اللہ رب العزت کا کرم و فضل ہوا کہ جسٹس آفتاب نے دو صفحاتی اجمالی فیصلہ لکھا۔

باقی تمام جج صاحبان نے دستخط کئے۔ متفقہ طور پر فیصلہ ہوا۔ وکلاء کو اندر بلا لیا گیا۔ اہل

اسلام کے وکیل اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی سعادت حاصل کرنے والے ایڈووکیٹ جناب سید ریاض الحسن گیلانی جب فیصلہ سن کر عدالت کے کمرے سے وکٹری کا نشان بنائے باہر آئے تو مسلمانوں نے عشق نبویؐ سے سرشار ہو کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔ نعرۂ تکبیر کی آواز پر حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور سید انور حسین نفیس رقم دامت برکاتہم نے مراقبہ سے سر اٹھایا تو دونوں بزرگوں کے چہرہ پر خوشی کے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فیصلہ سنتے ہی سربسجود ہو گئے۔

اسلام زندہ باد قادیانی مردہ باد یہ منظر کبھی نہ بھولے گا کہ فیصلہ کے بعد قادیانی وکیل تو کسی عقبی دروازہ سے کھسک گئے اور باقی قادیانی ایسے گم ہوئے جیسے مرزا قادیانی کے دل سے حیاء گم ہو گئی تھی۔ اس دو صفحاتی فیصلہ میں لکھا تھا کہ تفصیلی فیصلہ بعد میں دیا جائے گا۔ جسٹس آفتاب ریٹائرڈ ہو گئے تو اس کے بعد جسٹس فخر عالم صاحب چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت بنے۔ وہ بنچ کے بھی سینئر رکن تھے۔ انہوں نے اس مقدمہ کا تفصیلی فیصلہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو سنایا۔ جو اردو ایڈیشن کے ۲۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ فیصلہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

اس فیصلہ نے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا۔ قادیانیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ مرزائیت رسوا ہو گئی اسلام جیت گیا۔ کفر ہار گیا۔ **قل جاء الحق وزهق الباطل** کی عملی تفسیر مسلمانوں نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

فلحمدلله اولا واخرا

وفاقی شرعی عدالت نے آرڈیننس کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دے دیا۔

اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد پریس آرڈیننس میں بھی ترمیم کر دی گئی تھی۔ جس کے تحت الفضل ربوہ بند ہو گیا تھا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی صاحبزادی بیگم زرداری محترمہ بے نظیر صاحبہ تشریف لائیں تو پریس کی آزادی کے ضمن میں اقدامات کرتے ہوئے پریس آرڈیننس کی ترمیم کو آزاد کر دیا۔ جناب صدر مملکت غلام اسحاق خان نے اس پر تائیدی دستخط کر دیئے۔ الفضل جاری ہو گیا۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ اور اسحاق خان کی اس حرکت کا ہمارے پاس

سوائے افسوس کے اور کوئی علاج نہ تھا۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ان دنوں قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ انہوں نے بڑی کوشش وسعی کی مگر محترمہ بے نظیر صاحبہ اور وزیر داخلہ اعتزاز صاحب نے پٹھے پر ہاتھ نہ دھرنے دیا۔ الفضل نے اپنی ترنگ میں آکر چوکڑی بھرنی چاہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسے مقدمات میں الجھادیا۔ اسے چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔

رفقائے گرامی! رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ مقدس فریضہ بھی ہے اور سعادت ابدی بھی۔ کفر واسلام کی یہ جنگ جاری ہے۔ قادیانی اپنا کام کررہے ہیں تو مسلمان اپنا فرض ادا کررہے ہیں۔ اسی فرض کی ادائیگی کے ضمن میں ایک بار پھر یہ فیصلہ شائع کرکے آپ لوگوں کے ہاتھوں میں دیا جارہا ہے۔ حق تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور تمام امت مسلمہ کو اپنے دشمنوں کو پہچاننے اور ان سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ امین بحرمۃ النبی الامی الکریم۔

دعا گو

عزیز الرحمٰن جالندھری خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان پاکستان۔

وفاقی شرعی عدالت میں

(اصل دائرہ کار)

☆......مسٹر جسٹس فخر عالم چیف جسٹس
☆......مسٹر جسٹس چودھری محمد صدیق
☆......مسٹر جسٹس مولانا ملک غلام علی
☆......مسٹر جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

شریعت پٹیشن نمبر۱۷ آئی ۱۹۸۴ء

فیصلہ

فخر عالم چیف جسٹس

آرڈیننس نمبر۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء جو قادیانی گروہ' لاہوری گروہ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کہلاتا ہے گزٹ آف پاکستان کی (غیر معمولی) اشاعت مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اس آرڈیننس نے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر۵ مجریہ

۱۸۹۸ء) اور پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۳ء کی بعض دفعات میں ترمیم کردی۔

۲...... قادیانی لوگ جو قادیان کے مرزا غلام احمد (جنہیں بعد میں مرزا صاحب کہا جائے گا) کے پیروکار ہیں' دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ تاہم دونوں گروہ احمدیوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

۳...... ایک گروہ جو عموماً قادیانی گروہ کے نام سے معروف ہے' یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مرزا صاحب مہدی معہود' مسیح موعود اور پیغمبر تھے۔ لاہوری گروہ کہتا ہے کہ وہ مجدد' مہدی معہود اور مسیح موعود تھے۔

۴...... دو درخواستیں' ایک قادیانی گروہ کے چند ارکان کی جانب سے اور دوسری لاہوری گروہ کے دو ارکان کی جانب سے بمطابق نمبر ۱/۱۷ آئی ۱۹۸۴ء اور ۱۲ اپریل ۱۹۸۴ء دائر کی گئی تھیں جن میں قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی رو سے آرڈیننس کے مندرجات کو چیلنج کیا گیا تھا۔

۵...... اس مسئلے کی مفصل سماعت چار ہفتوں سے زیادہ مدت تک جاری رہی۔

۶...... ۱۹۷۳ء کے دستور کی دفعہ ۱۰۶ اور دفعہ ۲۶۰ میں دوسرے دستوری ترمیمی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء (ایکٹ نمبر ۴۹ مجریہ ۱۹۷۴ء) کے ذریعے ترمیم کردی گئی تھی۔ دفعہ ۲۶۰ میں ذیلی دفعہ (۳) کا اضافہ کردیا گیا تھا اور ایسے تمام اشخاص کو غیرمسلم قرار دیا گیا تھا جو کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی اور غیرمشروط ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتے یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم یا لفظ میں نبی ہونے کا دعویٰ کریں یا جو کسی بھی ایسے مدعی کو نبی یا مذہبی مصلح مانیں دوسروں کے علاوہ اس تعریف میں قادیانیوں کے دو گروہوں کو شامل کرتے ہوئے انہیں غیرمسلم قرار دیا گیا تھا۔

۷...... دفعہ ۱۰۶ صوبائی اسمبلیوں کی تشکیل سے بحث کرتے ہوئے ان ارکان کی تعداد اور اوصاف کو واضح کرتی ہے جن کا اسمبلیوں کے لئے چناؤ ہوگا نیز ان اسمبلیوں میں غیرمسلموں یعنی عیسائیوں' ہندوؤں' سکھوں' بدھوں اور پارسیوں کے لئے مخصوص اضافی نشستوں کا تعین کرتی ہے۔

دوسری دستوری ترمیم مجریہ ۱۹۷۴ء کی رو سے ان گروہوں میں ''قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کے اشخاص (جوخود کو احمدی کہتے ہیں)'' کا اضافہ کیا گیا تھا۔

۸..... یوں دفعہ ۱۰۶ کو دفعہ ۲۶۰ کی ذیلی دفعہ ۳ کے اعلان میں عملی شکل دی گئی اور ہردو عقیدوں کے احمدیوں کو دوسری اقلیتوں کے مساوی حیثیت دے دی گئی۔

۹..... دستور کی ان دفعات کے علی الرغم احمدی' خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینے پر قائم رہے اور انہوں نے بڑی بے حسی کے ساتھ مسلمانان پاکستان کی پریشانی کو نظرانداز کئے رکھا۔ ان کی جانب سے متذکرہ دستوری دفعات کی خلاف ورزی اور مرزا صاحب کی بیوی' افراد خانہ' ساتھیوں اور جانشینوں کے لئے علی الترتیب ام المومنین (مومنوں کی ماں) اہل بیت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد)' صحابہ (ساتھی) خلفاء راشدین (راستباز خلفاء)' امیر المومنین' خلیفۃ المومنین' خلیفۃ المسلمین (ایسے القاب جو عموماً مسلمان حکمرانوں اور پاکباز خلفاء ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور جو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں اور کبھی بھی غیر مسلموں کے استعمال میں نہیں آئے) ایسے القاب' اوصاف اور الفاظ کا مسلسل استعمال اور ان کی بے حرمتی جاری رہی۔ اسی وجہ سے مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز کلمات کے استعمال کو مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) کی دفعہ ۲۹۸ اے (جس کا اضافہ حال ہی میں آرڈیننس نمبر ۴۴ مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت کیا گیا ہے) کے مطابق فوجداری اور قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ دفعہ یوں ہے:

۲۹۸ اے

''مقدس شخصیات کے بارے میں ہتک آمیز کلمات وغیرہ کا استعمال۔ جو کوئی بھی زبانی یا تحریری الفاظ میں یا کسی بھی ذریعہ اظہار سے خواہ براہ راست یا بالواسطہ یا کسی چوٹ یا اشارے یا کنائے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی (ام المومنین) یا افراد خاندان (اہل بیت) یا آپؐ کے راستباز خلفاء (خلفائے راشدین) یا ساتھیوں (صحابہؓ) میں سے کسی کے مقدس نام کی توہین کرتا ہے' وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہوسکتی ہے یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا''۔

۱۰...... یہ دفعہ عمومی الفاظ میں ادا ہوئی تھی اور صرف احمدیوں پر لاگو نہیں کی گئی تھی۔ احمدیوں کے اصرار کی وجہ سے مسلمانوں میں پائے جانے والے احتجاج کے نتیجے میں زیر بحث آرڈیننس جاری کیا گیا جس نے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) میں دفعہ ۲۹۸ بی اور دفعہ ۲۹۸ سی کا اضافہ کیا اور مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر ۵ مجریہ ۱۸۹۸ء) اور ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ء میں ذیلی ترامیم کیں۔

دفعہ ۲۹۸ بی اور دفعہ ۲۹۸ سی یوں ہیں:

۲۹۸ بی

مقدس شخصیات اور مقامات کیلئے مخصوص القاب، اوصاف اور الفاظ کا غلط استعمال:۔

(۱) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) کا کوئی شخص جو خواہ تحریری یا زبانی الفاظ کے ذریعے یا کسی بھی اظہار بیان سے۔

(الف) رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے القاب سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

(ب) رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے سوا کسی شخص کو ام المومنین کے نام سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

(ج) رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد خاندان کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہل بیت کے نام سے یاد کرتا یا مخاطب کرتا ہے، یا

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرتا، ذکر کرتا یا پکارتا ہے۔

وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

(۲) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص بھی زبانی یا تحریری کلمات سے یا کسی محسوس اظہار سے نماز کے لئے بلانے کے طریقے یا شکل، جو اس کے اپنے عقیدے کے مطابق مروجہ اذان ہو کا ذکر کرتا ہے یا مسلمانوں میں مروجہ اذان پڑھتا ہے وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

۲۹۸سی

قادیانی گروہ وغیرہ کے اشخاص جو خود کو مسلمان پکاریں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کریں۔

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرے گا یا اپنے عقیدے کو اسلام کے نام سے ذکر کرے گا یا پکارے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے گا یا خواہ زبانی یا تحریری کلمات سے یا محسوس تعبیرات یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرتا ہے وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہو سکتی ہے کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

۱۱......ان دفعات نے احمدی کے لئے ان امور کو فوجداری جرم قرار دیا ہے:۔

(الف) خود کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرنا یا اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینا۔

(ب) اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرنا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دینا یا کسی انداز سے خواہ وہ کیسا ہو' مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین کرنا۔

(ج) لوگوں کو نماز کے لئے اذان پڑھ کر بلانا یا نماز کے لئے بلانے کے اپنے طریقے یا شکل کو اذان کا نام دینا'۔

(د) اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے ذکر کرنا یا پکارنا۔

(ہ) رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو امیر المومنین' خلیفۃ المومنین' خلیفۃ المسلمین' صحابی یا رضی اللہ عنہ' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہل بیت کا نام دینا۔

۱۲۔ وہ بڑی وجہ جس کی خاطر یہ درخواستیں دائر کی گئی ہیں اور جس پر مختلف زاویوں سے استدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ زیر بحث آرڈیننس سے شریعت کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور احمدیوں کے اپنے مذہب کو ماننے' اس پر عمل پیرا ہونے اس کی تبلیغ یا تشہیر کرنے کے دستوری حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

۱۳......یہ امر قابل توجہ ہے کہ دستوری دفعات کے باوجود درخواست دہندگان اپنے دلائل میں

خود کو مسلمان اور اپنے عقیدے کو اسلام کہنے پر مصر ہے اور انہوں نے یہ موقف اختیار کئے رکھا کہ انہیں غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کسی مذہبی ادارے کی جانب سے نہیں بلکہ اس وقت کی حکمران جماعت کی جانب سے کیا گیا تھا۔ درخواست دہندگان پر یہ حقیقت واضح کر دی گئی تھی کہ دستوری ترمیم تمام پارٹیوں کے اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی اور پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ تقریباً عدالتی طریقے پر فریقین جن میں قادیانی جماعت کے سربراہ بھی شامل ہیں کے دلائل سننے کے بعد دیا تھا۔

۱۴..... مسٹر مجیب الرحمٰن نے کہا کہ چونکہ عدالت کو دستور کی دفعات کے خلاف فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل نہیں اس لئے وہ یہ نکتہ اٹھانا نہیں چاہتے کہ آیا قادیانی مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ تاہم وہ اس امر پر زور دیتے رہے کہ چونکہ قادیانی غیر مسلم نہیں ہیں بلکہ اقتدار اعلیٰ نے انہیں ایسا قرار دیا تھا۔

۱۵..... بعد میں انہوں نے واضح کیا کہ اگر سرکاری وکیل نے یہ استدلال کیا کہ قادیانی، شریعت کی رو سے بھی غیر مسلم ہیں تو وہ اس استدلال کی مفصل تردید کرنا پسند کریں گے۔ تمام مکاتب فکر کے مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسے اپنے ایمان کا جزو سمجھتے ہیں۔

(۱۸) فتاویٰ عالمگیری، جسے بارہویں صدی ہجری میں ممتاز علماء کے ایک بورڈ نے شہنشاہ ہند اورنگزیب عالمگیر کی ہدایت پر مدون کیا تھا میں ہے:۔

''اگر کوئی شخص اس بات کا منکر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کا رسول یا نبی ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا''۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے، اس لئے میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی''۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۳، طبع ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی)

ایک آدمی نے امام ابوحنیفہؒ (۸۰۔۱۵۰ھ) کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا ''آپ مجھے اپنی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں''۔ امام صاحب نے فرمایا ''جو شخص اس سے اس کی نبوت کا ثبوت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، ابی احمد المکی، جزء اول، صفحہ ۱۶۱، طبع حیدر آباد)

کلمۃ الفصل (ریویو آف ریلیجنز شمارہ ۳، جلد ۱۴، صفحہ ۱۴۷) میں مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ

یہ ممکن نہیں کہ جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے وہ کافر ہو لیکن جو شخص مسیح موعود کا منکر ہو وہ کافر نہ ہو۔ اگر ظہور اول کا انکار کفر ہے تو ظہور ثانی' جس میں مسیح موعود کے مطابق اس کی روحانیت زیادہ قوی' اکمل اور اتم ہے' کے انکار کو کفر نہ سمجھا جائے۔

مولانا محمد یوسف بنوری ''موقف الامۃ الاسلامیہ'' میں لکھتے ہیں کہ مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ظلیت اور بروز کا سارا نظریہ ہندو تصور ہے اور اسلام میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں۔ نیز عبدالقادر بغدادی (م ۴۲۹ھ) نے بھی کہا ہے کہ حلول کی دلیل جھوٹی اور بیکار ہے۔ (اصول الدین' صفحہ ۲۷)

مجدد الف ثانی' جن کی تحریروں پر مرزا صاحب اعتماد کرتے ہیں' بھی نبوت میں ظل کے تصور کی تردید کرتے ہوئے اپنے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں کہتے ہیں کہ نبوت قرب الٰہی سے عبارت ہے۔ اس میں ظلیت کا کوئی اشارہ یا اشتباہ تک موجود نہیں ہوتا کلمۃ الفصل میں کہا گیا ہے:

''حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے''۔ (صفحہ ۱۶۹)

آئینہ صداقت میں مرزا بشیر الدین محمود' مرزا صاحب کی ایک مزعومہ وحی کا ذکر کرتا ہے کہ ''جو شخص مسیح موعود کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا خیال کرے گا' وہ خدا کے دربار میں مردود ٹھہرے گا''۔ پھر وہ احمدیوں پر زور دیتا ہے کہ ''وہ اپنے امتیازی نشانات کو نہ چھوڑیں کہ وہ ایک سچے نبی کو مانتے ہیں اور ان کے مخالف اسے نہیں مانتے''۔ مرزا صاحب کے زمانے میں ایک تجویز پیش کی گئی کہ احمدی اور غیر احمدی دونوں مل کر (اسلام کی) تبلیغ کریں لیکن مرزا صاحب نے پوچھا: ''تم کس اسلام کی تبلیغ کرو گے؟ کیا تم خدا کی نشانیوں اور نعمتوں کو چھپاؤ گے جو اس نے تمہیں عطا کی ہیں؟''

نمازوں اور نکاح کے بارے میں ہدایات خود مرزا صاحب کی ہیں نہ کہ کسی جانشین

کی۔انہوں نے خاص دعویٰ نبوت سے پہلے لکھا تھا ”جو شخص میری پیروی نہیں کرتا اور ہماری بیعت نہیں کرتا یا ہمارا مخالف ہے وہ خدا کا نافرمان اور جہنمی ہے“۔
(تذکرہ صفحہ ۳۴۲-۳۴۳ اقتباس از خط مرزا صاحب مورخہ ۱۶ جون ۱۸۹۹ء بنام بابو الٰہی بخش)

یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔اخبار ”زمیندار“ مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق ۔نے سر ظفر اللہ سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائداعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؟ ”حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی“ سر ظفر اللہ نے جواب دیا: آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔

مسٹر مجیب الرحمٰن سر ظفر اللہ کے اس موقف کی تردید نہ کر سکے۔لہٰذا یہ امر کسی قسم کے شک وشبے کے بغیر ثابت ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ سر ظفر اللہ نے پیش کر دیا ہے یا تو پاکستان میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کافر ہے یا قادیانی کافر ہیں جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دونوں ہرگز نہیں مل سکتے۔اور نہ ہی ایک امت کے افراد ہو سکتے ہیں دونوں میں وحدت کا کوئی نکتہ موجود نہیں کیونکہ مسلمان ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کے برعکس قادیانی مرزا صاحب کو ایک نیا نبی مانتے ہیں۔مسلمانوں کی ایک عظیم صاحب بصیرت شخصیت نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کی سالمیت کے لئے خطرہ اور انتشار کے علمبردار قرار دیا تھا۔انہوں نے کہا تھا ”اس (امت مسلمہ) کی سالمیت صرف عقیدۂ ختم نبوت کی رہین منت ہے“۔

(Thoughts and Reflections of Iqbal P.249)

علامہ اقبال نے مزید کہا: ”آخر کار اگر جماعت کی وحدت وسالمیت ہی کو خطرہ لاحق ہو تو اس کیلئے صرف ایک چارۂ کار رہ جاتا ہے کہ وہ انتشار انگیز قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے۔

(د) ”ڈپٹی کمشنر نے حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے تحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔ایسا حکم صرف وہی شخص صادر کرتا ہے جس کی ہمدردیاں پوری جماعت کو شامل ہوں۔تمہارے مالا باری

بھائیوں سے اس حکومت کا یہ تازہ سلوک ہے اور جو کسی کے بھائی سے ہمدردی کرے تو وہ اس سے بھی کرتا ہے سو تمہیں اس حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ مالابار احمدی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا ایک مبلغ مارشیس گیا تھا۔ غیر احمدیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ جہاں چاہے اسے تقریر نہ کرنے دی جائے۔ اس نے حکومت سے سرکاری ہال (کے استعمال) کی اجازت مانگی۔ گورنر نے اسے اس ہال میں ہفتے میں تین دن خطاب کرنے کی اجازت دے دی۔ یوں اس نے آدھا ہفتہ ہمارے مبلغ کو دے دیا اور آدھا ہفتہ اپنے لئے رکھ لیا"۔

(انوار خلافت از مرزا بشیر الدین محمود احمد' صفحہ ۹۶)

فاضل وکیل نے مرزا صاحب پر تنقید کی کہ انہوں نے قرآن کریم کی مخالفت میں جہاد کو منسوخ کیا۔ انہوں نے اپنے نکتے کے ثبوت میں مرزا صاحب کی تحریروں کا حوالہ دیا اور درج ذیل چند مثالیں پیش کیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔ دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے ۔ دین کی تمام جنگوں کا اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے ۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۰۲ء صفحہ ۴۱' مرزا صاحب کی نظم)

۲۔ "اس (کسر صلیب) کا یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ لکڑی کی وہ صلیب جسے عیسائی لٹکاتے ہیں' اسے مسیح توڑ دے گا۔ اس سے ایک اور صداقت ظاہر ہوتی ہے جو وہی صداقت ہے جو ہم لائے ہیں۔ ہم نے صاف صاف کھول کر اعلان کر دیا ہے کہ اب جہاد منسوخ ہے۔ (امن کا قیام) مسیح موعود کا فریضہ ہے کہ جہاد کا خاتمہ کر دے۔ سو اس مقصد کی خاطر جہاد کی ممانعت کر دینا ہمارے لئے لازمی تھا۔ سو ہم کہتے ہیں کہ یہ ممنوع ہے اور دین کے نام پر تلوار اٹھانا یا ہتھیار اٹھانا سخت گناہ ہے"۔ (ملفوظات' جلد ۴' طبع ۱۹۰۲ء' صفحہ ۱۸)

۳۔ "میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے' ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے

معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے“۔
(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۹)

(۱) پہلا طوفان عظیم جس نے احمدیت کو ہلا کر رکھ دیا وہ مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کے بعد کہ اسی حمل کے دوران پسر موعود پیدا ہوگا ۱۸۸۶ء میں لڑکی کی پیدائش تھی۔

(۲) دوسرا طوفان اس لڑکے کی وفات پر اٹھا جو اس لڑکی کے بعد پیدا ہوا تھا۔

(۳) تیسرا صدمہ جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو متزلزل کر دیا وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ تھا۔

(۴) چوتھا طوفان آتھم کی موت کے بارے میں پیش گوئی کے پورا نہ ہونے پر اٹھا۔

(۵) پانچواں زلزلہ مرزا صاحب کا انتقال تھا۔ (مولوی ثناء اللہؒ کی وفات سے بہت پہلے اور وہ بھی ایک مہلک بیماری سے جو ہیضہ بتائی گئی تھی۔ (اور پھر ایسی موت جو مرزا صاحب کے اپنے وضع کردہ اصول کے مطابق بارگاہ الٰہی سے مردود اور اس پر افتراء کرنے والوں کے لئے ہی مخصوص ہے)۔ (سیرت المہدی نمبر ۱۱۳ صفحات ۸۶ تا ۹۰)

اس تعداد کی بنیاد بھی مرزا صاحب کی ایک پیش گوئی پر رکھی گئی ہے جس میں انہوں نے پانچ زلزلوں کی پیش گوئی کی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء کے مارشل لاء کا نفاذ منیر انکوائری کمیٹی کی تشکیل اور ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم یہ سب مسلمانوں کے سخت اشتعال، احتجاج، جھنجھلاہٹ اور غم و غصے کو ثابت کرتے ہیں۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری پاکستانی کی دفعہ ۲۹۸ سی مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور یہ خود ان امور پر مسلمانوں کے اضطراب اور غم و غصے کا ثبوت ہے، نہیں آخرکار آرڈیننس نے ممنوع قرار دے دیا ہے۔

جب قادیانی قادیان میں تھے اور وہاں ان کی اکثریت تھی اور انہیں کافی قوت حاصل تھی تو ان کا اپنا طرز عمل بہت متعلق ہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو خود ان کی اپنی مساجد میں اذان دینے سے روک دیا تھا۔ احرار نے قادیان میں مسلمانوں کی مساجد میں اذان کہنے کے لئے کچھ رضاکار بھیجے لیکن قادیانیوں نے ان پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا اور ان سب کو کئی زخم

لگائے اور وہ ہسپتالوں میں بستروں پر پڑے رہے۔ (تحریک ختم نبوت ۱۸۹۱ء.....۱۹۷۴ء از شورش کاشمیری صفحہ ۸۷) یہ انگریز سرکار کے دور میں وحشیانہ قوت کے بل بوتے پر ہوا ہوگا۔

اس بحث کو معروف احمدی سر ظفر اللہ خان کی رائے پر ختم کیا جاتا ہے۔

"اگر احمدی غیر مسلم ہیں تو پھر ان کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا"۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۱۶۲)

دفعہ ۲۰ بھی قانون اور امن عامہ کے تابع ہے اور تبلیغ کا حق اسی کے تابع ہے۔

اور جب ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا گیا تو مسلمانوں کی بے چینی غم و غصے اور عداوت میں اضافہ ہوا۔ یہ مرزا صاحب کی کتابوں اور دوسرے قادیانی لٹریچر سے واضح ہوتا ہے کہ جب وہ مختلف شہروں میں جاتے تو مسلمان ان کی قیام گاہ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ علماء بھی سخت مشتعل تھے۔

۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب کے صاف دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ اشتعال اپنے عروج پر پہنچ گیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس مسئلے پر ایسا احتجاج ہوا کہ اس کو دبانے کے لئے ۱۹۵۳ء کا مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ تاہم یہ مسلمانوں کے اس مطالبے کو خاموش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا جسے علماء نے اپنے ۲۲ نکاتی پروگرام میں آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور اقلیتی حیثیت دینے کے لئے پیش کیا تھا۔

مارشل لاء کے نفاذ کے علی الرغم احتجاج جاری رہا۔ یہاں تک کہ پارلیمنٹ اور قومی اسمبلی میں مسلمان عوام کے نمائندوں کو قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد تک قادیانیوں کی مکمل سماعت کرنے کے بعد (دوسرا ترمیمی) آئینی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء منظور کرنا پڑا۔ اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ایک تعریف کا اضافہ کرنا پڑا۔ جس کی رو سے دونوں معروف گروہوں کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا اور دفعہ ۱۰۶ میں ایک ترمیم کے ذریعے انہیں پاکستان کی دوسری اقلیتوں مثلاً عیسائیوں، پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے مساوی مقام دے دیا گیا۔

اس اعلان کے نتیجے میں جو مسلمانوں کے متفقہ مطالبے پر منظور ہوا تھا قادیانیوں کے لئے روا نہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے یا اپنے تصور کے اسلام کی حقیقی اسلام کے طور پر اشاعت کرتے۔ لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو

پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی اشاعت کے ذریعے نیز انفرادی طور پر مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب کی آزادانہ تبلیغ کرتے ہوئے غیظ وغضب کا باعث بنتے رہے۔ اس سے لازماً اور واضح طور پر امن وامان کی صورتحال پیدا ہو جاتی۔ یہ سلسلہ موجودہ آرڈیننس کے پاس اور نافذ ہونے تک جاری رہا۔ ان حالات میں یہ آرڈیننس، دفعہ ۲۰ کے قانون اور امن وامان کے تحفظ کے تابع ہونے کا استثناء میں شامل دکھائی دیتا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر ان دونوں پٹیشنز میں کوئی وزن نہیں ہے اور انہیں خارج کیا جاتا ہے۔

اس فیصلے کو ختم کرنے سے پہلے ہم مسٹر مجیب الرحمٰن پٹیشنر اور مسٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ برائے وفاقی حکومت کی جانب سے دی گئی معاونت کے لئے اپنی گہری قدردانی کو ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ مسٹر گیلانی کی مقدمے کی تیاری اور پیشکش قابل تعریف تھی۔

چیف جسٹس

جج نمبر۲ جج نمبر۳ جج نمبر۴

اسلام آباد ۱۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء

(PLD 1985 FSC 8)

اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر اور باہر یہودی لابی سے مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے بنیاد پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں''۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر معروف سائنس دان)

(''قادیانیت ہماری نظر میں'' از محمد متین خالد)

قادیانیوں کی کلمہ طیبہ کی توہین پر لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ

جس میں قادیانیت کے بھیانک چہرے سے نقاب اٹھایا گیا ہے

عزت مآب جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب

’’مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود ’’محمد رسول اللہ‘‘ ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا اور اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا ’’خود کاشتہ پودا‘‘ ہے۔ لہذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود ’’محمد رسول اللہ‘‘ ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں‘ تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں‘‘۔

عرض احوال

قادیانیوں کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں کو حکم جاری کیا کہ وہ صدارتی امتناع قادیانی آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے مکانوں‘ دکانوں اور عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ تحریر کریں اور سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگائیں تاکہ وہ عوام الناس میں خود کو مسلمان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ قادیانیوں نے اپنے گورو کے حکم پر یہ فعل شنیع شروع کر دیا۔ ’’روڈہ‘‘ ضلع خوشاب کے رہنے والے ایک اکھڑ مزاج‘ فرعون صفت اور دریدہ دہن قادیانی جہانگیر جوئیہ ایڈووکیٹ نے قسم کھائی کہ وہ ساری زندگی اپنے سینہ سے کلمہ طیبہ کا بیج نہیں اتارے گا۔ جہانگیر جوئیہ ایڈووکیٹ خوشاب کا زمیندار تھا اور وہیں وکالت کرتا تھا۔ مقامی مسلمانوں نے اس کی دل آزار حرکتوں پر پولیس سے رابطہ قائم کیا اور اس کے خلاف پرچہ درج کرایا۔ کیس عدالت میں چلا۔ جہانگیر جوئیہ نے ضمانت کرا لی۔ لیکن دوبارہ پھر قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کا بیج لگا لیا۔ اس کے خلاف

دوبارہ پرچہ درج ہوا لیکن ضمانت پر رہا ہو گیا۔ اسی طرح کئی مرتبہ وہ قانون کی دھجیاں اڑاتا اور ضمانت پر رہا ہوتا رہا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے امیر مولانا غلام ربانی اور دیگر مسلمان اس قادیانی کی ان رذیل حرکتوں سے بہت تنگ آ چکے تھے۔ ایک دن جہانگیر جوئیہ اپنے سینہ پر کلمہ طیبہ کا بیج لگائے سرگودھا کے ایک بازار میں کپڑا خریدنے کے لئے آیا۔ اس کے ساتھ اس کے گاؤں کے دو قادیانی زمیندار بھی تھے اور انہوں نے بھی اپنے سینوں پر کلمہ کے بیج لگا رکھے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں بھی اسی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے جب اس کے غلیظ سینہ پر کلمہ طیبہ کا مقدس بیج دیکھا تو فوراً اسے اتارنے کو کہا لیکن اس نے بڑی رعونت سے مجھے کہا ''چل اوئے' دنیا کی کوئی طاقت میرے سینے سے یہ بیج نہیں اتار سکتی''۔ میں نے جھپٹ کر تینوں کے سینوں سے بیج اتار لئے۔ اتنے میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کافی کارکن اکٹھے ہو گئے اور ہم نے تینوں قادیانیوں کو پکڑ لیا۔ میں نے فوری طور پر تھانہ فون کیا۔ انسپکٹر محمد اکرم' جواب ڈی ایس پی ہو چکے ہیں مجھے فون پر ملے۔ میں نے انہیں مختصراً صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ فوراً پہنچیں ورنہ حالات خراب ہونے کا شدید اندیشہ ہے' کیونکہ مسلمان بہت بپھرے ہوئے ہیں۔ انسپکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ میں صرف پانچ منٹ میں تمہارے پاس پہنچتا ہوں۔ انسپکٹر محمد اکرم پانچ منٹ سے پہلے ہی جیپ لے کر موقعہ پر پہنچ گئے اور تینوں قادیانیوں کو پکڑ کر جیپ میں بٹھا لیا۔ جیپ میں بیٹھتے ہی جہانگیر جوئیہ نے اپنی جیب سے نیا بیج نکالا اور سینہ پر لگا لیا۔ وہ بیج بھی تھانے میں اتروا لیا گیا۔ جوئیہ قادیانی انیس دن جیل میں رہا۔ پیشی پر عدالت میں بیج لگا کر آیا۔ سیشن جج نے ضمانت خارج کر دی۔ ملزم جوئیہ نے لاہور ہائیکورٹ میں اپیل کر دی۔ ہائیکورٹ کے جناب جسٹس رفیق تارڑ صاحب نے ملزم کی ضمانت خارج کر دی اور کہا کہ چونکہ قادیانی ''محمد رسول اللہ'' سے مراد ''مرزا قادیانی'' لیتے ہیں' اس لئے وہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پنجاب حکومت کی طرف سے ایڈووکیٹ جنرل جناب خلیل الرحمٰن رمدے صاحب پیش ہوئے۔ موصوف آج کل ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ جناب خلیل الرحمٰن رمدے نے اس کیس کو کفر و اسلام کی جنگ سمجھ کر لڑا۔ انہوں نے اپنے دلائل قاہرہ کے ہتھوڑوں سے

عدالت کے ایوان میں کفر وارتداد کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے اس محافظ نے قادیانیوں کو وہ چرکے لگائے کہ قادیانی آج بھی ان زخموں کو چاٹ رہے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ وکیل ختم نبوت اور عاشق رسولؐ جناب خلیل الرحمٰن رمدے صاحب نے دنیا کے میدان میں آمنہؓ کے لالؐ کی عزت وعصمت کی حفاظت کا کیس لڑ کر حشر کے میدان کے لئے شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ حاصل کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے اور مزید ترقیوں سے نوازے۔ جناب ریاض الحسن گیلانی' ڈپٹی اٹارنی جنرل پاکستان اور جناب رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے بڑی جانفشانی اور جگر کاوی سے مقدمہ کی تیاری کی اور پوری امت کی طرف سے وکالت کا حق ادا کر دیا۔ ان کے دلائل کا ہر ہر جملہ قادیانیت کے ناپاک جسد پر بجلی بن کے گرتا اور اسے جلا کر خاکستر بناتا محسوس ہوتا جبکہ حزب شیطان کی طرف سے مجیب الرحمٰن ملک مجید اور مرزا نصیر احمد ایڈووکیٹ نے پیش ہو کر دنیا وآخرت کی روسیاہی کا سامان اکٹھا کیا۔

قادیانی سربراہ مرزا طاہر جہانگیر جوئیہ کو شیر پنجاب کے نام سے پکارتا تھا لیکن یہ شیر پنجاب صرف چند پخنیوں سے ہی گیدڑ پنجاب بن گیا اور آج کل بھیگی بلی بنا ہوا ہے۔ شنید ہے کہ مرزا طاہر پھر جہانگیر جوئیہ کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی ترغیب دے رہا ہے' لیکن جہانگیر جوئیہ اسے جواباً کہہ رہا ہے کہ ''گرو جی! خود تو انگلستان کی ہواؤں میں مزے اڑا رہے ہو جبکہ ہمیں جیل کی ہوائیں کھلا رہے ہو''۔

اس تاریخی کیس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ سرگودھا کے شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ مولانا اکرم عابد محمد بدر عالم جمال الدین بشیر رانا قدیر عبدالقدیر اور شبان ختم نبوت کے دیگر مجاہدوں نے بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبولیت بخشے۔ (آمین)

خادم ختم نبوت (مولانا) محمد اکرم طوفانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا۔

لاہور ہائیکورٹ لاہور کا فیصلہ

جسٹس محمد رفیق تارڑ

(۱) یہ درخواست برائے ضمانت ملک جہانگیر محمد خاں جوئیہ ایڈووکیٹ کی طرف سے
ہے جس پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی ۲۹۸ کے تحت جرم کا الزام ہے۔

(۲) ایف آئی آر کے مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۸۷ء کو سائل اور اس کے ساتھی ملزموں
نے جو بلحاظ عقیدہ قادیانی ہیں اپنے سینوں پر ''کلمہ طیبہ'' کے بیج لگائے اور اس طرح
تعزیرات پاکستان کی دفعہ سی ۲۹۸ کے تحت جرم کا ارتکاب کیا۔

(۳) سائل اور اس کے ساتھی ملزموں نے سیشن کورٹ سرگودھا میں ضمانت کے لئے
درخواست گزاری۔ مذکورہ ساتھی ملزموں کی ضمانت ایڈیشنل سیشن جج نے منظور کر لی۔ لیکن
سائل کو یہ رعایت دینے سے اس لئے انکار کر دیا گیا کہ وہ قانون کی نظر میں ''ضدی رویہ''
رکھتا ہے اور ضمانت کے بعد اس رعایت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

(۴) ۹ جون ۱۹۸۷ء کو سائل کے وکیل شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے دلائل مکمل کر لئے
تھے کہ سید ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے نکتہ پیش کیا کہ یہ جرم تعزیرات پاکستان کی دفعہ
لیکن چونکہ یہ درخواست برائے واپسی تیار کرنے والے ایڈووکیٹ صاحبان ایک
اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا اس عدالت کو خیراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس
سلسلے میں مزید کارروائی کرنے سے ہاتھ روک لینا چاہئے۔

اس اظہار رائے کے ساتھ مذکورہ درخواست ضمانت بطور دستبرداری خارج کی جاتی ہے۔

(دستخط) جج (۴۵۸۔ لاہور ۱۹۸۷۔ پی۔ ایل۔ ڈی)

پوسٹ مارٹم

قادیان مرزائیت کی جائے پیدائش ربوہ اعصابی مرکز تل ابیب تربیتی کیمپ لندن پناہ
گاہ اور واشنگٹن اس کا بینک ہے۔ (آغا شورش کاشمیری)

قادیانیوں کے شعائر اسلامی

کلمہ طیبہ کی توہین اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کی خلاف ورزی پر

کوئٹہ ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ

جس نے قادیانیوں کو قانونی شکنجے میں جکڑ دیا

عزت مآب جناب جسٹس امیر الملک مینگل صاحب

''دفعہ ب۔ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج۔ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان' دو آزاد دفعات ہیں جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ ب۔ ۲۹۸ کا ابتداء یہ منشا تھا کہ مقدس ہستیوں' ناموں' القابوں اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے لیکن دفعہ ج ۲۹۸ کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لئے اس صورت میں سزا دہی کا مستوجب قرار دیتی ہے جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے' یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے' یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشرو اشاعت کرتا ہے' یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا منشا دریافت کرنے کے لئے کوئی ابہام موجود نہیں ہے''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث دل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں جن فتنوں کے ابھرنے اور امت کے ابتلائے آزمائش ہونے کی خبر دی تھی ان سنگین فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال و کذاب پیدا ہوں گے۔ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۱۸۵۰ء میں انگریز' متحدہ ہندوستان پر قابض ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے

انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اس مقدس جہاد میں بہادر شاہ ظفر سے لے کر عام مسلمانوں نے علماء کرام کی قیادت میں حصہ لیا۔ انگریزوں نے ظلم و ستم اور بعض نام نہاد مسلمانوں کے ذریعے متحدہ ہندوستان پر مکمل قبضہ کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے اقدامات شروع کئے۔

۱۸۶۴ء میں انگریزوں نے لندن سے ایک کمیشن ''ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر'' کی قیادت میں ہندوستان بھیجا۔ جس نے اپنی رپورٹ تیار کی۔ ۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں کمیشن نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس میں کمیشن کے نمائندوں کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادریوں نے بھی شرکت کی۔ جنہوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی، جو بعد میں **The Arrival Of The British Empire In India** کے نام سے شائع ہوئی۔ کمیشن، جس کے سربراہ سر ولیم ہنٹر تھے، نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ۔

''مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں جوش اور ولولہ ہے وہ جہاد کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ ان کی یہ کیفیت کسی بھی وقت ان کو حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے''۔

پادریوں نے اپنی رپورٹ میں کہا: ''یہاں کے باشندوں کی بڑی اکثریت پیری مریدی کے اعتقادات کی حامل ہے۔ اگر ہم اس وقت کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو جعلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعویٰ کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ وہ مرحلہ وار تھے۔ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی۔ اب جب کہ ہم برصغیر کے چپے چپے پر حکمران ہو چکے ہر طرف امن وامان بحال ہو گیا ہے ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو''۔

(اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس، وائٹ ہاؤس لندن، دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا)۔

بالاخر انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو تلاش کر لیا۔ اس نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ مسلمانوں نے کسی دور میں کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے خلاف بھی تحریک کا آغاز ہوا۔ برصغیر میں پوری صدی تک اس فتنے کے خلاف تحریک چلی جس میں ہزاروں علماء کرام نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد دوسرے قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد نے کہا:

''بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے' لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ پس جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنائیں تا کہ تاریخ میں آپ کا نام رہے''۔ (مرزا صاحب محمود احمد کا بیان' اخبار الفضل' ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

فتنہ گر خلیفہ قادیان کے حکم پر قادیانیوں نے بلوچستان میں بڑے پیمانے پر تبلیغی سرگرمیاں شروع کیں لیکن غیرت اسلامی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور مسلمانوں نے تبلیغ کرنے پر ایک قادیانی میجر ڈاکٹر محمود کو فی النار جہنم کیا اور اس طرح ان کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ الحمد للہ' بلوچستان پہلا صوبہ ہے جہاں ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ کن تحریک شروع ہوئی' جو ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ مسلمانوں کی نوے سالہ جدوجہد کے بعد شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانیوں کو پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ آئین میں ترمیم کر دی گئی' لیکن قانون سازی نہ ہو سکی۔ مسلمانوں نے دوبارہ تحریک شروع کی۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا گیا تو مرزا طاہر کی ہدایت پر قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی شروع کر دی۔ اپنی دکانوں' مکانوں اور عبادتگاہوں پر

کلمہ طیبہ تحریر کرنا شروع کر دیا۔ سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگانے شروع کر دیئے اور آئین پاکستان کی دھجیاں اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہنا شروع کر دیا۔ لیکن انہیں کیا خبر کہ مسلمان ہمیشہ اپنے آقا و مولا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جنہوں نے فرنگی دور میں کالے قانون کی پرواہ کئے بغیر گستاخان رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خود مسکراتے ہوئے تختہ دار پر چڑھ گئے وہ کلمہ طیبہ کی توہین کس طرح برداشت کر سکتے ہیں؟

بلوچستان میں مشرق وسطیٰ کا قبائلی نظام ہے، جس کے اعلیٰ اقدار ہیں۔ قبائلی معاشرہ میں دیندار ماحول ہے۔ اس پرامن صوبے میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی دینی حمیت کو للکارا اور کلمہ طیبہ کے بیج لگائے۔ سب سے پہلے ایک قادیانی محمد حیات کو لیاقت بازار میں کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے دیکھ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک پرعزم کارکن حاجی محمد رفیق بھٹی مرحوم نے مجلس کے مبلغ اور مجاہد ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی کو اطلاع دی۔ انہوں نے حیات قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا۔ سٹی تھانہ کے ایس ایچ او چودھری محمد شریف نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کیا۔ ایک دینی جذبہ سے سرشار پولیس افسر سب انسپکٹر نذیر احمد نے تفتیش کی۔ مولانا نذیر احمد تونسوی نے دو اور قادیانیوں ظہیر الدین اور عبدالرحمٰن کو بھی پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا۔ دینی حمیت سے سرشار پولیس افسران انسپکٹر حاجی راجہ ارشاد احمد انسپکٹر شاہنواز وٹو، سب انسپکٹر عبدالعزیز اور سید رفیع اللہ شاہ نے مقدمہ کی احسن طریقے سے پیروی کر کے حق ادا کر دیا۔ پی ڈی ایس پی اور اب ایس پی سردار دریمن حاجی ملک محمد سرور اعوان پی ڈی ایس پی سید اقتیاز شاہ اور پراسیکوٹنگ انسپکٹر ملک نثار عباس نے مقدموں میں معاونت کی۔ سٹی مجسٹریٹ رحیم شاہ عبداللہ زئی پہلے پاکستانی ہیں جو سب سے پہلے دشمنان رسول کو سزا دے کر شافع محشر کی شفاعت کے حقدار بن گئے۔ علاوہ ازیں ایڈیشنل سیشن جج جناب سردار نادر خان، جناب چودھری محمد اسلم مرحوم بھی رحمت دو عالم کی شفاعت کے حق دار بن گئے۔

مولانا نذیر احمد تونسوی نے مقدمات میں وکلاء کی شاندار معاونت کی۔

مزید برآں ممتاز علماء کرام، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا محمد منیر الدین استاذ

العلماء مولانا عبدالغفور' سینیٹر حافظ حسین احمد' مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوارالحق حقانی' جامع مسجد قندھاری کے خطیب مولانا عبدالواحد حاجی محمد زمان خان اچکزئی' مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالحق حقانی مرحوم' مجلس کے سیکرٹری حاجی تاج محمد فیروز' اس فیصلہ کی اشاعت میں محترم محمد متین خالد اور محترم طاہر رزاق کی کاوشیں شامل ہیں۔ ان کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگی اللہ تعالیٰ ان مجاہدین ختم نبوت کو شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت فیاض حسن سجاد سینئر سٹاف رپورٹر روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ

ہائی کورٹ آف بلوچستان' کوئٹہ

بعدالت جناب جسٹس امیر الملک مینگل

فوجداری نگرانی نمبر ۸۷/۳۸

فیصلہ

جسٹس امیر الملک مینگل

میں اس واحد فیصلے کے ذریعے مندرجہ ذیل فوجداری نگرانیوں کے تصفیئے تجویز کرتا ہوں کیونکہ درخواستیں حقائق اور قانون کے مشترکہ مسئلے پر مبنی ہیں۔

۱۔ فوجداری نگرانی نمبر ۳۸ (۱۹۸۷ء) ظہیر الدین بنام سرکار

۲۔ فوجداری نگرانی نمبر ۳۹ (۱۹۸۷ء) رفیع احمد بنام سرکار

۱۔ فوجداری نگرانی نمبر ۴۰ (۱۹۸۷ء) عبدالمجید بنام سرکار

۱۔ فوجداری نگرانی نمبر ۴۱ (۱۹۸۷ء) عبدالرحمان بنام سرکار

۱۔ فوجداری نگرانی نمبر ۴۲ (۱۹۸۷ء) چودھری محمد حیات بنام سرکار

ان درخواستوں کی بنیاد ان متعلقہ واقعات پر ہے کہ مذکورہ سائلوں کے خلاف مختلف ایف آئی آر درج کی گئیں جن میں ایک ہی طرح کے الزامات ہیں کہ انہوں نے احمدی (قادیانی) ہونے کے باوجود ''کلمہ طیبہ'' کے بیج لگائے۔ چنانچہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ا اور سٹی مجسٹریٹ کوئٹہ کی عدالتوں میں ان کے چالان پیش کیے گئے اور مقدمات کی سماعت

ہوئی۔ بعدازاں ان کا جرم ثابت ہونے پر ضابطہ فوجداری کی ج ۲۹۸ کے تحت فرداً فرداً ہر سائل کو ایک سال قید بامشقت کے علاوہ ایک ہزار روپے فی کس جرمانہ کی سزا سنائی گئی' جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں مزید ایک ماہ قید بامشقت دی جانی تھی۔

مذکورہ سائلان احمدی (قادیانی) ہیں اور انہوں نے واقعی کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ سماعت کے دوران اس امر واقعہ سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

ابتدائی سماعت مقدمہ میں تمام سائلوں نے متعلقہ مجسٹریٹ کے سامنے یہ بات تسلیم کی تھی کہ وہ احمدی ہیں اور انہوں نے واقعی کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ ان سب کا ایک ہی مشترکہ موقف تھا کہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے درحقیقت کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔

متذکرہ بالا نزاع کو جانچنے کے لئے بہتر ہوگا کہ سائلوں کے خلاف فرد جرم کو یہاں پیش کر دیا جائے' جو اس طرح سے تھی:

''تم پر یہ الزام ہے کہ تم نے قادیانی / لاہوری (مرزائی) ہوتے ہوئے کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر زیر دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کی خلاف ورزی کی ہے۔ کیا تم جرم سے انکار کرتے ہو یا اقرار کرتے ہو''۔

فریقین کے فاضل وکیل نے جو نزاعات اٹھائے ہیں' ان کی جانچ پرکھ کرنے کی غرض سے اس مرحلے پر مناسب ہوگا کہ آرڈیننس XX مجریہ ۱۹۸۴ء یہاں پیش کیا جائے جس کا پورا انگریزی نام یوں ہے:

Anti Islamic Activities of Qadyani Group, Lahori Group and Ahmadis.

(prohibition and punishment0 Ordinance. 1984.

(یعنی قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا امتناعی اور تعزیری آرڈیننس' مجریہ ۱۹۸۴ء)

ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور ہرگاہ صدر مملکت کو ایسے حالات کی موجودگی کے بارے میں کوئی شبہ نہیں جو فوری

اقدام کی ضرورت کے متقاضی ہیں۔

لہٰذا اب صدر مملکت نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کی پیروی میں' اور ان تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو انہیں اس سلسلے میں حاصل ہیں' بخوشی مندرجہ ذیل آرڈیننس کو تشکیل کر کے مشتہر کیا ہے۔

حصہ اول: ابتدائی ۱۔ مختصر نام اور آغاز نفاذ: (i) اس آرڈیننس کو ''قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا امتناعی اور تعزیری آرڈیننس' مجریہ ۱۹۸۴ء کہا جائے گا۔

(ii) یہ آرڈیننس فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر فوقیت کا آرڈیننس اس آرڈیننس کی دفعات بلالحاظ کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے' اثر پذیر ہوں گی۔

حصہ دوم: ترمیم تعزیرات پاکستان (ایکٹ XLV مجریہ 1860ء)

(ایکٹ XLV مجریہ 1860ء) میں نئی دفعات ب ۲۹۸ اور ج ۲۹۸ کا اضافہ۔

تعزیرات پاکستان (پاکستان پینل کوڈ)

ایکٹ XLV مجریہ 1860) باب XV' دفعہ الف ۲۹۸ کے بعد مندرجہ ذیل نئی دفعات بڑھائی جائیں گی یعنی۔

ب ۲۹۸ معینہ مقدس ہستیوں یا مقامات مقدسہ کے لئے مختص القابوں' وصفی بیانوں اور صفاتی ناموں وغیرہ کا بیجا استعمال۔(ا) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بولے گئے یا لکھے گئے لفظوں کے ذریعے یا نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے۔

(الف) رسول کریم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کے لئے ''امیر المومنین'' ''خلیفۃ المومنین'' ''خلیفۃ المسلمین'' ''صحابی'' یا ''رضی اللہ عنہ'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے۔

(ب) رسول کریم حضرت صلی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کسی زوجہ (مطہرہ) کے

علاوہ کسی اور کے لئے ''ام المومنین'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے۔

(ج) رسول کریم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھرانے (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کے لئے ''اہل بیت'' جیسے الفاظ کا حوالہ دیتا یا اسے موسوم کرتا ہے' یا

(د) اپنی عبادت کی جگہ کے لئے ''مسجد'' جیسے لفظ کا حوالہ دیتا' نام لیتا یا پکارتا ہے'۔

تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کے لئے قید کی سزا دی جائے گی' جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال ہوگی اور وہ جرمانے کی سزا کا مستوجب بھی ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے اپنے عقیدے کے مطابق کی جانے والی عبادت کے لئے بلانے کی صورت یا طریق کے لئے ''اذان'' کا لفظ استعمال کرتا ہے یا مسلمانوں میں استعمال ہونے والی اذان دیتا ہے تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے اپنے عقیدے کے مطابق کی جانے والی عبادت کے لئے بلانے کی صورت یا طریق کے لئے ''اذان'' کا لفظ استعمال کرتا ہے یا مسلمانوں میں استعمال ہونے والی اذان دیتا ہے تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کی سزا دی جائے گی۔ جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

ج۔ ۲۹۸ قادیانی گروپ وغیرہ کے شخص کا خود کو مسلم (یا مسلمان) کہنا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرنا قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو ''مسلم'' (یا مسلمان) ظاہر کرتا ہے یا کہتا ہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشر و اشاعت کرتا ہے یا دوسروں کو خواہ بولے گئے خواہ لکھے ہوئے الفاظ کے ذریعے اپنے عقیدے کو قبول کرنے کی

دعوت دیتا ہے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو برانگیختہ کرتا ہے تو اس کو بمطابق تفصیل میعاد کی سزا دی جائے گی جو زیادہ سے زیادہ تین سال تک بڑھائی جاسکتی ہے اور جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا''۔

دفعہ ج ۲۹۸ میں صرف انہی کاموں کو جرائم قرار دیا گیا ہے جو دفعہ ب ۲۹۸ تعزیرات پاکستان میں واضح اور خصوصی طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ سائلوں کی وکیل نے جو بحث کی اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ عدالت کا یہ کار منصبی نہیں ہے کہ وہ قانون موضوعہ میں ان لفظوں کا اضافہ کرے جو مقننہ نے بصورت دیگر نظرانداز کردیئے ہوں۔ چونکہ کلمہ طیبہ کا تذکرہ موجود نہیں ہے بلکہ دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان میں اس کو نظرانداز کیا گیا ہے لہٰذا مذکورہ دفعہ میں اس کی توسیع یا اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت فاضل وکیل تعبیر کے ایک ایسے ضابطے کی تفصیل بیان کررہے تھے جو بخوبی تصفیہ شدہ ہے کہ جرم کو کنایتاً وجود میں نہیں لایا جاسکتا۔

پہلا مرحلہ (یا دور) ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء تک موجود رہا، جب قانون میں یا آئین کے تحت کوئی ایسی صریح قانونی دفعہ (یا شق) نہ تھی کہ قادیانی غیرمسلم ہیں۔ دوسرا مرحلہ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وجود میں آیا جب کانسٹی ٹیوشن (سیکنڈ امنڈمنٹ) ایکٹ، ۱۹۷۴ء (یعنی آئین میں دوسری ترمیم کا قانون، مجریہ ۱۹۷۴ء) وضع کرکے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین'' (محولہ بعدازیں: ''آئین'') میں شامل کیا گیا۔ مذکورہ بالا ''امنڈمنٹ'' (یعنی ترمیم) کے مطابق آرٹیکل ۲۶۰ میں کلاز (۲) کے بعد مندرجہ ذیل کلاز کا اضافہ کیا گیا:

''(۳) جو شخص (ہمارے) آخری نبی (یعنی خاتم النبیین) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قطعی اور غیرمشروط ختم نبوت کو نہیں مانتا یا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے خواہ وہ اس لفظ سے کچھ بھی معنی نکالتا ہو یا کسی ایسے دعوے دار کو نبی یا مجدد (مذہبی ریفارمر) مانتا ہے، وہ بغرض آئین یا قانون مسلم نہیں ہے''۔

یہ دور (یا مرحلہ) تھا جب مجلس قانون ساز نے اعلان کیا کہ قادیانی غیرمسلم ہیں۔ غیرمسلم قرار دیئے جانے کے بعد بھی قادیانی یا احمدی وغیرہ مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے رہے مگر کسی قانون کے تحت کوئی ایسی تعزیری دفعہ نہ تھی جس کی بناپر انہیں مسلم کہلانے سے منع کیا جاتا تاہم

بغرض آئینی حقوق وہ غیر مسلم ہی تھے بعد ازیں اس سے اگلا مرحلہ آیا کہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کی صراحت کے لئے آئین میں ایک ترمیم کی جائے جو "کانسٹی ٹیوشن (تھرڈ امنڈمنٹ) آرڈر ۱۹۸۳ء" (یعنی آئین میں تیسری ترمیم کا حکم، مجریہ ۱۹۸۳ء) کے نام سے موسوم کر دی گئی۔

تب وہ آخری مرحلہ آیا جب متذکرہ بالا آئینی ترمیم کو موثر بنانے کے لئے قانون میں تعزیری فقرات (clauses) وضع کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی یہ کام آرڈیننس XX مجریہ ۱۹۸۴ء سے انجام پایا، جس کو گزشتہ پیراگرافوں میں پہلے ہی نقل کیا جا چکا ہے۔ یہی آرڈیننس تھا جس کی بدولت مجموعہ تعزیرات پاکستان میں دفعات ب ۲۹۸ اور ج ۲۹۸ کو داخل کیا گیا۔ اس کا آغاز اس تمہید سے ہوتا ہے:۔

"ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ لاہوری گروپ اور احمدیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے"۔

جس کا مطلب یہی ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہونے کے ناطے اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہوتے رہتے ہیں قادیانیوں کی اس حیثیت کے بارے میں قانون سازی کا جو مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے اس سے بہ آسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آرڈیننس XX مجریہ ۱۹۸۴ء سے ابتداء قادیانیوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے روکنا ہی مراد تھا۔

مندرجہ بالا بحث سے میں نے یہ نتیجہ نکالا اور قرار دیا ہے کہ دفعہ ب ۲۹۸ تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان دو آزاد دفعات ہیں جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ ب ۲۹۸ کا ابتداء یہ منشاء تھا کہ مقدس ہستیوں، ناموں، القابوں اور مقامات وغیرہ کو بیجا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔ لیکن دفعہ ج ۲۹۸ کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لئے اس صورت میں سزا ہی کا مستوجب قرار دیتی ہے جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشرو اشاعت کرتا ہے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا

منشا دریافت کرنے کے لئے کوئی ابہام موجود نہیں۔

اب دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان میں استعمال شدہ الفاظ کی تعبیر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اس بات کا پتہ چلانا ہے کہ آیا یہ الفاظ مختلف معانی کا اثر قبول کرنے والے ہیں یا ایک سے زیادہ معنی رکھنے پر دلالت کرتے ہیں یا ان کو سادہ ترین شکل میں مجلس قانون ساز کی نیت (یعنی منشا) کا اظہار کرنے کے لئے موزوں طریقے سے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ دفعہ کا پہلا لفظ جو منظر عام پر لایا گیا "pose" (بمعنی خود کو ظاہر کرنا) تھا۔ سائلوں کے وکیل مسٹر مجیب الرحمان نے اس کی درست نشاندہی کی کہ لفظ "پوز" دراصل ایک عدالتی لفظ نہیں ہے۔

اور اس کو عام طور پر قانونی اصطلاحات میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

اگر کوئی قادیانی خود کو مسلم "پوز" کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ ایک مسلم کی طرح ایکٹ کرتا ہے یا ایک مسلم کا رول اختیار کرتا ہے۔ اس طرح جب ایک قادیانی اپنے طریقہ کار یا کسی مثبت عمل کے ذریعے ایک مسلم کا رول اختیار کرتا ہے یا ایک مسلم کی طرح ایکٹ کرتا ہے تو اس کا یہ فعل دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کی نقصان رسانی کی ذیل میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی قادیانی کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر خود کو نشان زد کرتا یا دکھاتا ہے جیسا کہ موجودہ مقدمے میں مذکور ہے تو گویا وہ اپنے آپ کو مسلم "پوز" کرتا ہے۔

اس سے اگلا لفظ جو اس دفعہ میں بار بار استعمال ہوا "or" (بمعنی یا) ہے۔ فاضل وکیل کے بموجب لفظ "یا" کو زیادہ تر توضیحی یا تشریحی صورت میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو حرف عطف کے طور پر استعمال ہوا ہے اور نہ حرف افتراق کے طور پر۔ تاہم فاضل وکیل کے بموجب دفعہ ج ۲۹۸ تین جرائم کا احاطہ کرتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اگر کوئی قادیانی بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا موسوم کرتا ہے۔

(۲) اپنے عقیدے کی بولے گئے یا لکھے گئے الفاظ کے ذریعے یا کسی دکھائی دینے والی قائم مقامی کے ذریعے تبلیغ کرتا ہے یا نشرواشاعت کرتا ہے یا اس کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

(۳) خواہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتا ہے۔

اس طرح فاضل وکیل کے بموجب لفظ ''یا'' صرف دوبار حرف افتراق کے طور پر استعمال ہوا ہے اور بقایا ''یا'' بطور حرف عطف یا توضیحی صورت میں استعمال ہوئے ہیں۔

فاضل وکیل نے اپنے بیان کا ثبوت مندرجہ ذیل چارٹ کی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کی جو انہوں نے خود تیار کیا اور جس کو بجنسہ یہاں نقل کیا جارہا ہے:۔

چارٹ 1 دفعہ ج ۲۹۸

(I) اپنے آپکو مسلم ظاہر کرتا ہے یا موسوم کرتا ہے اپنے عقیدے کو بطور اسلام حوالہ دیتا ہے

یا جو بلاواسطہ

(ii) تبلیغ کرتا ہے اپنے عقیدے کی خواہ بولے گئے یا بالواسطہ نشرو اشاعت کرتا ہے یا لکھے گئے لفظوں سے یا دوسروں کو قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے یا کسی دکھائی دینے والی قائم مقامی سے۔

(iii) خواہ کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے جذبات کو برانگیختہ کرتا ہے

لیکن سوال اپنی سادہ ترین شکل میں یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی خود کو مسلم ''پوز'' کرتا ہے یا...... تو وہ دفعہ ج ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کے مفہوم میں جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ لفظ ''مسلم'' کی آئین میں جو تعریف ہے اس سے مراد ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی وحدت اور یکتائی کو مانتا ہو (یعنی توحید کا قائل ہو) خاتم النبیین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مطلقاً اور غیر مشروط ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہو اور کسی بھی ایسے شخص کو نبی یا مجدد نہ سمجھتا ہو یا تسلیم نہ کرتا ہو جس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد، خواہ کسی لفظی معنی میں، خواہ کسی بھی اور مفہوم میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا یا دعویٰ کرتا ہے۔ اس طرح کوئی شخص صرف اسی صورت میں دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے اور اس کی توحید پر ایمان رکھنے کے علاوہ ہمارے آخری نبی یعنی خاتم النبیین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مطلق اور غیر مشروط ختم نبوت پر پختہ یقین رکھے۔ فاضل صدیق العدالت مسٹر محمد مقیم انصاری نے اس بات کی بالکل درست نشاندہی کی کہ کلمہ طیبہ ایک ''شعار'' نہیں ہے جیسا کہ مسٹر مجیب الرحمان نے کہا ہے، بلکہ یہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے، جس کے بغیر کوئی شخص دین اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔ فاضل سرکاری وکیل مسٹر اعجاز یوسف نے بھی اس بات کی

نشاندہی کی کہ صحیح بخاری شریف کے مطابق کلمہ طیبہ اسلام کے ارکان خمسہ (یعنی پانچ ستونوں) میں سے ایک ہے۔ ویسے بھی سب کو معلوم ہے کہ جب بھی کوئی غیر مسلم اپنا مذہب چھوڑ کر دین اسلام قبول کرتا ہے تو سب سے پہلا بنیادی رکن یہی ہے کہ وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ یوں اس امر میں کہ کلمہ طیبہ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے کوئی خواہ مخواہ کا اعتراض نہیں رہتا۔ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اسے عموماً مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح جب کوئی قادیانی کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں بازاروں میں چلتا پھرتا ہے تو گویا خود کو مسلم ظاہر کرتا ہے (یعنی ''پوز'' کرتا ہے)۔ موجودہ مقدمے میں سائلوں نے اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے قادیانی ہوتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج لگائے ہوئے تھے۔ جب وہ گرفتار کیے گئے یوں اس امر میں بمشکل کوئی شک باقی رہتا ہے کہ سائلوں نے دفعہ ج ۲۹۸ کے مفہوم میں جرم کا ارتکاب کیا۔ سائلان کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کے متعلق کوئی وضاحت کرنے میں ناکام رہے سوائے اس کے کہ سائلوں کے فاضل وکیل نے اپنی بحث میں یہ موقف اختیار کیا کہ کلمہ طیبہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا مشترکہ ''شعار'' ہے۔ مسئلہ کا یہ پہلو وفاقی شرعی عدالت میں کلی طور پر اور بڑے ماہرانہ انداز میں نمٹایا جاچکا ہے۔

شریعت اسلامیہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتی کیونکہ شعائر کا مطلب ہے وہ امتیازی خدوخال جن سے کوئی جماعت متمیز ہوتی ہے۔''

خواہ کچھ بھی ہو موجودہ مقدمے میں تو یہ دیکھا جانا ہے کہ ان قادیانیوں کی نیت کیا تھی۔ جب وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر گلیوں کے ہجوم میں گھومتے پھرے؟ اس کی صریح وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مذکورہ سائلان لوگوں سے یہ منوانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ مسلم ہیں۔ یہی بات ان کی طرف سے مجرمانہ نیت یا مجرم ضمیر (mensrea) کا اظہار کرتی ہے۔

آئین کے آرٹیکل 203-GG کے مطابق وفاقی شریعت کورٹ کا فیصلہ ہائی کورٹ کے لئے واجب التعمیل ہے۔ آئین کی مذکورہ دفعہ یہاں نقل کی جاتی ہے:

203-GG بہ پابندی آرٹیکل 203-D اور 202-F اس عدالت کا کوئی بھی فیصلہ جو اس کے اختیار سماعت کے مطابق زیر سماعت ہو اس باب کے تحت کسی ہائی کورٹ

(عدالت عالیہ) کے لئے اور ان تمام عدالتوں کے لئے واجب التعمیل ہوگا جو ایک ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں۔اس طرح یہ عدالت اختیار سماعت بصیغہ نگرانی کے مطابق سماعت مقدمہ کے دوران مذکورہ آرڈیننس XX مجریہ 1984ء کے جواز پر بحث نہیں کرسکتی۔

جہاں تک اس مقدمے کے حقائق کا تعلق ہے جو پیشتر ازیں زیر بحث آچکے ہیں مذکورہ سائلان نے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں اور انہوں نے کلمہ طیبہ کے بیج لگا رکھے تھے اور کسی بھی طرح کی کوئی وضاحت ریکارڈ پر نہیں لائی گئی کہ انہوں نے ایسا کس وجہ سے کیا تھا۔مندرجہ بالا واقعاتی اور متعلقہ قانونی پہلوؤں کو ابتدائی عدالت میں اور عدالت مرافعہ میں بھی بڑے مناسب طریقے سے زیر بحث لانے کے بعد عدالتی فیصلہ سنایا جاچکا ہے۔اس مقدمے میں بظاہر کوئی غیر قانونیت' ناموزونیت یا اختیار سماعت میں کوئی تجاوز یا اس کے تحت معاملے کو نمٹانے میں ناکامی یا ذمہ دارانہ مداخلت نہیں پائی گئی۔

متذکرہ بالا بحث و تمحیص کا ماحصل یہ ہے کہ مجھے ان درخواستوں میں کوئی اہلیت نظر نہیں آئی۔ بہر حال اس مقدمے کی عجیب صورت حال اور اس امر واقعہ کے پیش نظر کہ درخواست دہندگان اولین مجرم ہیں سزا کی مقدار کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ ایک سال قید بامشقت کو کم کر کے ۹ ماہ قید بامشقت کی سزا دی جاتی ہے تاہم جرمانے کی رقم اتنی ہی رہے گی۔

نتیجے کے طور پر متذکرہ تخفیف سزا کے ساتھ پانچوں درخواستوں کو برخاست کیا جاتا ہے۔

اس کیس کو چھوڑنے سے پہلے میں مسٹر مجیب الرحمان اور فاضل صدیق العدالت مسٹر بشارت اللہ اور مسٹر محمد مقیم انصاری ایڈووکیٹ صاحبان کے علاوہ مسٹر اعجاز یوسف کی قابل قدر اعانت پر اظہار تحسین کو واجب سمجھتا ہوں۔

اعلان کردہ

مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء　　　(دستخط) امیر الملک مینگل جج

(پی ایل ڈی 1988 کوئٹہ 22)

سپریم کورٹ شریعت اپیل بنچ کا فیصلہ

جس نے قادیانیوں نے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخی اور یادگار فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کردی

☆...... جناب جسٹس محمد افضل ظلہ چیئرمین

☆...... جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ

☆...... جناب جسٹس شفیع الرحمان

☆...... جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

☆...... جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

''اس ترمیم نے مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں، غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں (جس کے محرکین میں دوسروں کے علاوہ وہ واحد رکن بھی شامل تھا۔ جس نے بعد میں واک آؤٹ کیا تھا) یہ تصریح بھی موجود تھی کہ:

''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں''۔

اور یہ کہ: ''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود نے شرکت کی تھی، بالاتفاق قرار دیا تھا کہ'' قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے''۔ (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد۲، ۱۹۷۴ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل کی بات

الحمد لله وحده والصلوٰة والسلام على من لانبي بعده. امابعد

امتناع قادیانیت آرڈیننس کو قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کرتے ہوئے اسے قرآن وسنت کی تعلیمات اور بنیادی حقوق کے منافی قرار دینے کی درخواست کی۔ فاضل عدالت کے پانچ جج صاحبان نے اپنے مفصل اور متفقہ فیصلہ کے ذریعے قادیانیوں کی اپیلوں کو خارج کر دیا اور آرڈیننس کو قرآن وسنت اور بنیادی حقوق کے مطابق قرار دیا۔

قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کو سپریم کورٹ آف پاکستان کی وفاقی شرعی اپیل بنچ میں کالعدم قرار دینے کی اپیل کی۔

سپریم کورٹ کے ۵ رکنی کے اپیل بنچ نے اس کی سماعت کی۔ جسٹس محمد افضل ظلہ اس کے چیئرمین تھے۔ اراکین میں جسٹس نسیم حسن شاہ (جو اس وقت چیف جسٹس آف پاکستان ہیں) جسٹس شفیع الرحمٰن' جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری' جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی شامل تھے۔ سماعت کے لئے جونہی کوئی تاریخ نکلتی قادیانی درخواست دے کر سماعت رکوا دیتے۔ اڑھائی سال تک اسی طرح ہوتا رہا۔ بالآخر ۱۰ جنوری ۱۹۸۸ء کو اس کی راولپنڈی سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہوئی۔ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں نے پھر روائتی دجل سے کام لیا' عدالت کے کام میں روڑے اٹکائے۔ غیر ضروری طوالت دینے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال میں لائے اور بالآخر ایک درخواست کے ذریعہ عدالت سے اپنی اپیلوں کو واپس لینے کی استدعا کی۔ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کی واپسی اپیلوں کی درخواست پر سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچویں جج صاحبان نے متفقہ فیصلہ تحریر فرمایا۔ یہ فیصلہ مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ نے' جو اس وقت اپیل بنچ کے چیئرمین تھے اور بعد میں چیف جسٹس آف پاکستان بنے' نے تحریر فرمایا اور باقی جج صاحبان نے اس سے اتفاق کیا۔ فیصلہ میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے وفاقی شرعی عدالت اپیل بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے

فیصلہ کو بحال رکھا۔ حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدیہ کی ایک دفعہ پھر دستگیری فرمائی۔ قادیانی ایک اور ذلت سے دوچار ہوئے۔ فیصلہ پڑھئے اور آگے بڑھئے رحمت حق شفاعت پیغمبر" آپ کے شامل حال ہو۔ امین بحرمتہ النبی الامی الکریم۔

دعا گو

عزیز الرحمٰن جالندھری خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(صدر دفتر ملتان' پاکستان)

سپریم کورٹ آف پاکستان میں

(شرعی مرافعہ کا دائرہ کار

حاضر

☆...... جناب جسٹس محمد افضل ظلہ' چیئرمین ☆...... جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ

☆...... جناب جسٹس شفیع الرحمٰن ☆...... جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ

☆...... جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی۔

شرعی مرافعہ نمبر ۲۴ برائے ۱۹۸۴ء شرعی مرافعہ نمبر ۲۵ برائے ۱۹۸۴ء

(شریعت پٹیشن نمبر ۱۷ آئی ۱۹۸۴ء ۱۲ ایل ۱۹۸۴ء ۱۷ ایل ۱۹۸۴ء اور ۲۱ ایل ۱۹۸۴ء میں وفاقی شرعی عدالت' لاہور کے فیصلے/ احکامات مجریہ ۱۲' ۸' ۱۹۸۴ء کے خلاف اپیل)

کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالواجد

اور ایک دوسرا (ایس اے ۲۴' ۱۹۸۴ء)

مجیب الرحمٰن اور تین دیگر ایس اے ۲۵۔ ۱۹۸۴ (اپیل کنندگان)

بنام

وفاقی حکومت پاکستان مدعی علیہ

بتوسط اٹارنی جنرل آف پاکستان

برائے مدعی علیہ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

(دونوں معاملات میں) ڈپٹی اٹارنی جنرل چودھری اختر علی ایڈووکیٹ آن ریکارڈ

فیصلہ.... محمد افضل ظلہ چیئرمین

اپیل نمبر۲۴ اور ۲۵ میں جو علی الترتیب دو اور چار اپیل کنندگان کی جانب سے مشترکہ طور پر دائر کی گئیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے ایک فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے جو دستور کی دفعہ ۲۰۳ ڈی کے تحت دیا گیا انہیں دفعہ ۲۰۳ الف کے تحت داخل کیا گیا اور چونکہ اب انہیں واپس لے لیا گیا' اس لئے انہیں خارج کر دیا گیا ہے۔

متنازعہ فیصلہ اپیل کنندگان کی ان دو درخواستوں پر دیا گیا تھا جنہیں انہوں نے الگ الگ پیش کیا اور ان میں ایک قانون ''قادیانی گروہ' لاہوری گروہ اور احمدیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں (کی ممانعت اور سزا) کے آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء'' کو چیلنج کرتے ہوئے اسے دفعہ ۲۰۳ ڈی کے مطابق ''احکام اسلام'' کی رو سے کالعدم قرار دینے کی درخواست کی تھی۔ عدالت نے اس دفعہ کی ذیلی شق (۲) (الف) کے مطابق مفصل وجوہ (جو ۲۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہیں) بیان کرتے ہوئے دادرسی سے انکار کر دیا تھا۔

اپیل نمبر ۲۴' ۱۹۸۴ء احمدیوں کے لاہوری گروہ اور اپیل نمبر ۲۵' ۱۹۸۴ء ان کے قادیانی گروہ کی طرف سے دائر کی گئی ہیں۔ جیسا کہ انہیں آرٹیکل ۱۰۶ اور آرٹیکل ۲۶۰ کی ذیلی شق (۳) میں قرار دیا گیا ہے۔ دراصل ان دفعات کا اضافہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے ان انتخابات میں جنہیں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ تسلیم کیا گیا باقاعدہ منتخب ہونے والی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء کی دوسری آئینی ترمیم کو منظور کرتے ہوئے کیا تھا۔ اس عدالت نے بھی ملک کے دو حصوں میں تقسیم ہونے کے بعد اسے آئین سازی کے اہل تسلیم کیا تھا۔ اس نے یہ ترمیم اس مقصد کے لئے صرف دونوں کی مطلوبہ لازمی اکثریت سے نہیں بلکہ دونوں ایوانوں میں اتفاق رائے سے پاس کی تھی جبکہ اس کے خلاف کوئی ووٹ نہ تھا۔ اس کے اصل محرکین میں سے ایک کا صرف ایک رکنی واک آوٹ بھی جیسا کہ سرکاری ریکارڈ/ کارروائی سے واضح ہے' محض اس بنا پر تھا کہ یہ ترمیم ناکافی ہے۔

اس ترمیم نے مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں غیر مسلم قرار

دے دیا تھا یہ ترمیم جمہوری پارلیمانی نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں (جس کے محرکین میں دوسروں کے علاوہ وہ واحد رکن بھی شامل تھا جس نے بعد میں واک آؤٹ کیا تھا) یہ تصریح بھی موجود تھی کہ:

''احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں''۔

اور یہ کہ: ''اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس (ا) نے جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا تھا کہ ''قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے''۔ (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ جلد۴' ۱۹۷۴ء)

ان وجوہ کی بنا پر ترمیم کرنے کی درخواست کی گئی تھی اس خاص کمیٹی نے اپنی طویل سماعت اور مفصل کارروائی (جو ریکارڈ کا حصہ ہے) مکمل کرنے کے بعد اتفاق رائے سے درج ذیل قرارداد منظور کی:

(الف) پاکستان کے دستور میں درج ذیل ترمیم کی جائے:

(ا) آرٹیکل ۱۰۶ (۳) میں قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر شامل کیا جائے۔

(۲) آرٹیکل ۲۶۰ میں ایک نئی شق کا اضافہ کر کے اس میں غیر مسلم کی تعریف کر دی جائے۔

ان سفارشات کو عملی شکل دینے کے لئے خاص کمیٹی کا متفقہ طور پر منظور کردہ ایک مسودہ منسلک ہے۔

(ب) تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (الف) میں درج ذیل توضیح کا اضافہ کیا جائے:

توضیح: ''جو مسلمان دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ کی شق (۳) میں درج کردہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف اظہار کرے گا عمل کرے گا یا تبلیغ کرے گا وہ اس دفعہ کے تحت سزا کا مستحق ٹھہرے گا''۔

(گزٹ آف پاکستان کا غیر معمولی شمارہ' مجریہ ۱۴-۱۱-۱۹۷۴ء' پی پی ۱۲۰۵ اور ۱۲۰۶)

کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ مسودہ وہی تھا' جسے بالآخر پارلیمنٹ نے منظور کر لیا۔
(متن کے لئے دیکھئے: مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ' جلد ۵' ۱۹۷۴ء)

آرٹیکل ۲۰۳ ڈی کے تحت دیئے ہوئے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کا کلی اختیار حاصل ہے۔ یہ بنچ عدالت کے تین مستقل ججوں اور دو علماء ججوں پر مشتمل ہے۔ اس بنچ کے مستقل جج' سپریم کورٹ کے تین ایسے سینئر جج ہیں جو تقریباً بیس سال سے اعلیٰ عدلیہ کے ارکان چلے آرہے ہیں جبکہ علماء جج عالمی شہرت کے حامل ایسے اسکالرز ہیں جو نمایاں دینی اداروں کے منتظم اور سربراہ ہیں اور مختلف علوم میں اعلیٰ درجے کی صلاحیت کے مالک ہیں۔ وہ شریعت مرافعہ بنچ میں تقرری سے قبل وفاقی شرعی عدالت میں خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

یہ بے بنیاد اعتراض اٹھایا گیا کہ عدالت کے کچھ ارکان متعصب ہیں' حالانکہ وہ اپیل پر زور نہ دینے کا فیصلہ ہی کر چکے تھے۔

مذکورہ بالا حقائق اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں شریعت اپیلیں نمبر ۲۴ اور ۲۵ برائے ۱۹۸۴ء واپس لیے جانے کی وجہ سے خارج کی جاتی ہیں اور قرار دیا جاتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا زیر بحث فیصلہ ملک میں نافذ العمل رہے گا۔ خرچ کا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔

دستخط

مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ چیئرمین

☆.....جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ جج ☆.....جسٹس پیر محمد کرم شاہ جج

☆.....جسٹس شفیع الرحمٰن جج ☆.....جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی جج

۲۹۰۔ مہر سپریم کورٹ آف پاکستان

راولپنڈی ۱۰-۱-۱۹۸۸' ۱۱-۱-۱۹۸۸ء (PLD 1988 SC 667)

(۱) اسلامی تنظیموں کی عالمی کانفرنس (موتمر المنظمات الاسلامیہ فی العالم) کی طرف اشارہ ہے جو ۱۴ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ (اپریل ۱۹۷۴) رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ سعودی عرب میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میں دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور حکومتوں کے ۱۴۰ نمائندہ وفود شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس نے قادیانیوں کے بارے میں جو قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی تھی وہ یہ ہے:

''قادیانیت یا احمدیت''

یہ ایک ایسا تخریبی گروہ ہے جو اپنے ناپاک مقاصد کو چھپانے کے لئے اسلام کا نام استعمال کرتا ہے۔اس کے اسلامی تعلیمات کے منافی بنیادی امور یہ ہیں:۔

(۱) اس کے بانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(۲) یہ قرآن کریم کی آیات میں تحریف کرتے ہیں۔

(۳) یہ جہاد کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔

قادیانیت' برطانوی سامراج کی پروردہ ہے اور یہ اسی کی حمایت اور سرپرستی میں ترقی کر رہی ہے۔ یہ امت مسلمہ کے مسائل اور معاملات میں خیانت کرتی رہی ہے اور سامراج اور صیہونیت کی وفادار ہے۔ قادیانیت' اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کرتے ہوئے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کے لئے ان کے آلہ کار کے طور پر کام کرتی ہے۔ان مقاصد کے لئے قادیانیت یہ ذرائع اختیار کرتی ہے:۔

(الف) اسلام دشمن عناصر اور طاقتوں کی امداد سے ایسی عبادت گاہوں کا قیام جن میں گمراہ کن قادیانی افکار کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب) سکول' ادارے اور یتیم خانے قائم کر کے لوگوں کو قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی تعلیم دینا۔ علاوہ ازیں قادیانی مختلف عالمی اور مقامی زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم کی اشاعت کرتے ہیں۔

ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے کانفرنس سفارش کرتی ہے کہ:

(۱) تمام اسلامی تنظیمیں اس امر کا اہتمام کریں کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو ان کے سکولوں اداروں اور یتیم خانوں کے اندر محدود کیا جائے۔ نیز مسلمانان عالم کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچانے کے لئے عالم اسلام کو ان کی حقیقت اور سیاسی سرگرمیوں سے آگاہ کیا جائے۔

(۲) اس گروہ کے کافر اور اسلام سے خارج ہونے کا اعلان کیا جائے اور اسی وجہ سے مقدس مقامات میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا جائے۔

(۳) مسلمان' قادیانیوں یا احمدیوں کے ساتھ کوئی لین دین نہ کریں۔ نیز ان کا معاشی' سماجی اور تعلیمی بائیکاٹ کیا جائے' نہ ان سے شادی بیاہ کیا جائے اور نہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ان سے ہر طرح' کافروں جیسا برتاؤ کیا جائے۔

(۴) تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ نبوت کے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکیں اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیں اور انہیں حکومت کی کلیدی اسامیوں پر تعینات نہ کریں۔

(۵) قرآن کریم میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں اور ان کے تراجم کا شمار کرکے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے۔ نیز ان تراجم کی نشرواشاعت کو روکا جائے۔

(۶) اسلام سے منحرف ہونے والے تمام گروہوں سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے۔

''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے'' (علامہ اقبالؒ)

قادیانیوں کی توہین رسالتؐ توہین اہل بیتؓ اور اسلام دشمن
سرگرمیوں پر لاہور ہائیکورٹ کا

تاریخی فیصلہ

جس کا ہر ایک لفظ امت مسلمہ کو دعوت فکر و عمل دیتا ہے! پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے۔

عزت مآب جناب جسٹس میاں نذیر اختر صاحب

''اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ 298-B پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عالم مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے، جو قانون کے مطابق ممنوع ہے''۔

حدیث دل: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ دنیا میں تشریف آوری سے متعلق ذخیرہ احادیث میں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نبی ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا مدعی نبوت و مسیحیت تھا۔ مزید یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے۔ مگر مرزا قادیانی غلام تھا۔ نام کے اعتبار سے بھی اور کام کے اعتبار سے بھی۔ (ساری زندگی انگریز کی غلامی کا دم بھرتا رہا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ ''یحکم باالعدل'' عدل وانصاف کے ساتھ حکومت (فیصلے) کریں گے۔ مرزا قادیانی زندگی بھر انگریز کی عدالتوں کے چکر لگاتا رہا۔ مسٹر جی ایم ڈبلیو ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور اور مسٹر جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالتوں میں خود مرزا قادیانی جس طرح ذلیل وخوار ہوا وہ جھوٹے مدعیان نبوت کے لئے ایک عبرت ناک مثال ہے۔ آج

بھی مرزا قادیانی کی خودساختہ امت عدالتوں کے چکر کاٹ رہی ہے۔ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے ناصر احمد نامی قادیانی نے ننکانہ صاحب میں ایک مسلمان نوجوان کو مرزائیت کی تبلیغ کی۔ اطلاع اور ثبوت ملنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب نے تھانہ سٹی ننکانہ میں مقدمہ درج کروادیا۔ مرزائی نے ضمانت کرالی۔ ابھی اس قادیانی شرارت کو چند دن بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اسی ناظر احمد قادیانی اور دیگر ملزمان نے اپنے ہاں شادی کے لئے ایک دعوتی کارڈ شائع کیا۔ جس میں ایسی اصطلاحات (اسلامی شعائر) استعمال کی گئیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شادی کارڈ کسی غیر مسلم کا نہیں بلکہ مسلمان کا ہے مثلاً نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ' بسم الله الرحمن الرحیم ' السلام علیکم ' ان شاء اللہ' نکاح مسنونہ وغیرہ کے الفاظ لکھوائے۔ ظاہر ہے کہ قادیانیوں کے لئے اسلامی شعائر کا استعمال شرعاً وقانوناً ممنوع ہے' چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے امیر جناب حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب اور ناظم اعلیٰ جناب مہر شوکت علی شاہد صاحب نے ان کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا۔ اس پر ملزمان کی گرفتاری ہوئی۔ چند ملزمان نے لاہور ہائیکورٹ میں قبل از گرفتاری ضمانت کے لئے درخواستیں گزاریں۔ ایک اور درخواست ضمانت بعد از گرفتاری ناصر احمد قادیانی کی طرف سے دائر کی گئی۔ اس پر جناب جسٹس اختر حسن صاحب لاہور ہائیکورٹ نے ان کی عبوری ضمانتیں منظور کرلیں اور مستقل ضمانت کے لئے ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب کے روبرو پیش ہونے کو کہا۔ مگر قادیانی ملزمان عبوری ضمانتوں کی مدت ختم ہونے پر اس موقف کے ساتھ پھر لاہور ہائیکورٹ میں جناب جسٹس راشد عزیز خان صاحب کی عدالت میں پیش ہوگئے کہ ہمیں ایڈیشنل سیشن جج سے انصاف کی توقع نہیں۔ حالانکہ تھوڑا عرصہ پہلے پورے ننکانہ صاحب' بالخصوص بارایسوسی ایشن نے بار بار درخواستیں کرکے ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت ننکانہ صاحب میں منظور کرائی۔ بہرحال قادیانیوں کی درخواست پر مستقل ضمانتوں کے کیس کی سماعت لاہور ہائیکورٹ کے عزت مآب جسٹس جناب میاں نذیر اختر صاحب کی عدالت میں شروع ہوئی۔

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے جناب نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل

پنجاب اور مدعی کی طرف سے جناب رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ پیش ہوئے۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر جناب نذیر احمد غازی صاحب بلاشبہ عطیہ خداوندی ہیں' قدرت نے انہیں بے پناہ خوبیوں سے نوازا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سچے عاشق رسولؐ ہیں۔ عدالت عالیہ میں انہوں نے جس جانفشانی اور جان گسل محنت سے دلائل و براہین کے انبار لگائے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ان شاء اللہ یہ دلائل و براہین قادیانیت پر بجلی بن کر گریں گے اور انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ جناب رشید مرتضیٰ قریشی صاحب اللہ کے ولی اور مجذوب ہیں۔ انگریز سامراج کی پیداوار ''قادیانیت'' کے خلاف نفرت ان کے جسم میں رچی بسی ہے۔ انہوں نے اس کیس میں تمام مسلمانان عالم کی طرف سے نمائندگی کا بھرپور حق ادا کیا۔ عدالت عالیہ کے عزت مآب جسٹس جناب میاں نذیر اختر صاحب مدظلہ نے فریقین کے دلائل و مباحث سنے اور پھر فیصلہ صادر فرمایا۔ فیصلے کا ایک ایک لفظ تمام مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت تحفظ ناموس اہل بیتؓ اور تحفظ شعائر اسلامی کے بارے میں لمحہ فکریہ فراہم کرتا ہے۔اس فیصلہ سے عدالت عالیہ کے وقار میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ رب العزت کی کروڑ رحمتیں ہوں ان مقدس روحوں پر جن کی ایک صدی کی مخلصانہ کاوشوں کے باعث آج قادیانیت کا کفر کھل کر سامنے آ رہا ہے۔کاش کوئی جسٹس منیر کے پاس جا سکتا اور اسے یہ فیصلہ سناتا اور کہتا کہ قادیانیت کا کفر عدالتوں پر آشکارا ہو چکا ہے اور اب عدالتوں میں قادیانیت کے لئے مزید کوئی بھی ''جسٹس منیر'' نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس فیصلہ نے ایک بار پھر اس حقیقت کو آشکارا کر دیا ہے کہ قادیانی جماعت جان بوجھ کر خلاف قانون کاموں کا ارتکاب کر کے اشتعال انگیزی اور فتنہ ریزی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔ روزنامہ پاکستان میں آج مورخہ ۴ اگست ۱۹۹۲ء کو خبر شائع ہوئی ہے کہ ''قادیانی جماعت کے سالانہ میلہ میں بھارتی ہائی کمشنر نے شرکت کی۔ اور اس کی تقریر پر قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے بھارت زندہ باد' مرزا غلام احمد قادیانی کی جے کے نعرے لگوائے''۔ پاکستان میں قادیانی جو کچھ کر رہے ہیں اسے اسی تناظر میں دیکھا جائے تو معاملہ

واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں ہے۔ بھارت کے اشارہ پر قادیانی جان بوجھ کر پاکستان میں افراتفری اور لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کر کے حکومت پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت اور عوام دونوں کا ایک دوسرے سے بڑھ کر فرض بنتا ہے کہ وہ قادیانی سازشوں کا نوٹس لیں اور قادیانیت کو لگام دیں تاکہ قادیانی ملک عزیز میں فتنہ وفساد کی آگ نہ بھڑکا سکیں۔ آخر میں میں جناب حاجی عبدالحمید رحمانی صاحب' امیر عالمی مجلس تحفظ نبوت ننکانہ' جو قادیانیت کے خلاف کسی بھی مقدمہ کی F.I.R کے سپیشلسٹ ہیں' کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کیس کے تمام مراحل میں خصوصی توجہ اور محنت فرمائی۔ مزید برآں ننکانہ صاحب کے مہر شوکت علی شاہد' چودھری نذیر احمد صاحب' محمد شاہین پرواز صاحب' محمد قدیر شہزاد' محمد اکرم ناز' حبیب احمد عابد' محمد عباس بٹ' مہر تاج دین' ظفر عباس' منظور احمد' محمد خالد نسیم اور لاہور کے جناب محبوب احمد' نور محمد قریشی' حافظ عبدالخالق اور رانا رمیض خاں خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے ہر دم گرم رہ کر مجلس کے لئے کامیابی حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' جناب متین خالد' اور جناب محمد طاہر رزاق صاحب نے مقدمہ کے متعلقہ ہر قسم کی کتب فراہم کیں اور مقدمہ کی مکمل نگرانی کرتے رہے۔

ایڈیشنل سیشن جج صاحب ننکانہ کی عدالت میں اس کیس کی مذہبی نوعیت اور دینی غیرت و حمیت کے پیش نظر تمام مقامی وکلاء صاحبان رضاکارانہ طور پر پیش ہوئے۔ جن میں بالخصوص جناب کمال دین ڈوگر صاحب' صدر بار ایسوسی ایشن' شیخ محمد امین صاحب' جناب مہر محمد اسلم ناصر صاحب' جناب برکت علی غیور صاحب' جناب محمد امین بھٹی صاحب' جناب رائے ہدایت علی خاں کھرل صاحب' جناب حق نواز صاحب' جناب رائے ولایت علی خاں صاحب اور جناب محمد صدیق ڈوگر صاحب سرفہرست ہیں۔ انہوں نے بڑی محبت اور محنت سے یہ کیس لڑا' مزید برآں ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنی جناب سید نور حسین شاہ صاحب نے بھی خوب حق ادا فرمایا۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اس کیس کی رپورٹنگ کے لئے میں ننکانہ اور لاہور کے تمام صحافی بھائیوں کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کیس کی اہمیت کے پیش نظر اپنے اپنے اخبارات میں نمایاں جگہ

دی۔ جناب مقصود احمد صاحب سینئر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ اور جناب برکت علی غیور صاحب ایڈووکیٹ (سابق ایم پی اے) نے اس فیصلہ کا بڑا سلیس اور عام فہم ترجمہ فرمایا۔ جناب طارق مسعود ضیاء ایم اے' جناب قدیر شہزاد ایم اے اور جناب محمد صابر شاکر ایم اے نے ان کی معاونت کی۔ سٹیٹ بنک کے جناب محمد صدیق شاہ صاحب اور چودھری محمد جاوید صاحب نے اس کی پروف ریڈنگ کی۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

طالب دعا

فقیر اللہ وسایا رابطہ سیکرٹری آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۴۰۹۷۸

لاہور ہائیکورٹ لاہور

متفرق فوجداری مقدمہ نمبر.......... 2162-B-1992

تاریخ سماعت .... ۱۵ جولائی ۱۹۹۲ء

درخواست دہندگان سرفراز احمد وغیرہ..... وکیل درخواست دہندگان مسٹر مبشر لطیف ایڈووکیٹ

وکیل سرکار........ مسٹر نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

وکیل مستغیث.......... مسٹر رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ

بعدالت جناب.......... مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر

ا۔ درخواست دہندگان' جن کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعات ,295-C 295-A اور 298-C کے تحت پولیس سٹیشن سٹی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں درج ہوا تھا' نے ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست گزاری تھی۔ میرے برادر محترم جسٹس راشد عزیز خاں نے اپنے حکم مورخہ ۱۹۹۲-۶-۱۰ کے تحت عبوری ضمانت قبل از گرفتاری منظور کی تھی۔

تاہم میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ پولیس کی یہ تفتیش کہ ''مسز سرفراز احمد ملزمہ نمبر۲ قادیانی نہیں ہے'' بڑی حد تک مشکوک ہے کیونکہ فاضل عدالت کے متعدد سوالات کے جواب میں ملزمہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ملزمہ کی ضمانت کی توثیق پہلے ہی خاتون ہونے کی بنیاد پر کر دی گئی ہے اور رہا یہ سوال کہ وہ قادیانی ہے یا

نہیں اور کیا اس نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے؟ اس کا فیصلہ ماتحت عدالت پر چھوڑا جاتا ہے۔

(iii) السلام علیکم' ان شاء اللہ' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' نکاح مسنونہ' نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم' جیسے الفاظ کا محض استعمال کسی جرم کی تعریف میں نہیں آتا اور یہ کہ قادیانیوں کو ان الفاظ کے استعمال کرنے کا حق ہے۔

(iv) قانون قادیانیوں کو صرف ان مخصوص الفاظ کے استعمال سے روکتا ہے جو دفعہ 298-B پی پی سی میں درج ہیں نہ کہ دوسرے کلمات جو دعوت ناموں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

(v) دعوت نامے سرفراز احمد نے شائع کرائے تھے جو کہ قادیانی نہیں تھا۔ وکیل صفائی نے ریکارڈ کے لئے اس رسید کی فوٹو کاپی یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کی کہ پچاس عدد دعوت ناموں کی اشاعت کی قیمت سرفراز احمد نے ادا کی تھی۔

فاضل وکیل سرکار نے مندرجہ ذیل فیصلہ جات کے حوالے بھی پیش کئے۔

ا۔ مراد خاں بنام سبحان وغیرہ (پی ایل ڈی ۱۹۸۳ء سپریم کورٹ صفحہ ۸۲)

۲۔ مجیب الرحمٰن وغیرہ بنام فیڈرل گورنمنٹ آف پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ فیڈرل شریعت کورٹ صفحہ نمبر ۸)

۳۔ ملک جہانگیر ایم جوئیہ بنام سرکار (پی ایل ڈی ۱۹۸۷ء لاہور صفحہ نمبر ۴۵۸)

۴۔ مرزا خورشید احمد وغیرہ بنام حکومت پنجاب (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء لاہور صفحہ نمبر ۱)

مسٹر رشید مرتضٰی قریشی فاضل وکیل مستغیث نے نذیر احمد غازی فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے دلائل کی مکمل تائید و حمایت کی اور مزید کہا کہ ملزمان نے ان جرائم کا' جو FIR (ابتدائی رپورٹ) میں درج ہیں' ارتکاب کیا ہے اور قانون کے تحت یہ سخت ترین سزا کے مستحق ہیں۔ یہ غیر مسلم ہیں لیکن انہوں نے اپنے نام دعوت ناموں میں نمایاں جگہوں پر شائع کرا کے یہ ظاہر کیا ہے کہ دعوت مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ انہوں نے اصرار کیا کہ دعوت نامے ناصر احمد نے چھپوائے تھے نہ کہ اعجاز احمد نے' جیسا کہ ملزم نے دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مرزائی متذکرہ بالا دفعات کے تحت بار بار جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ سخت ترین سزا کے مستحق ہیں۔

۷۔ درخواست دہندگان کے فاضل وکیل کی اس دلیل میں کوئی وزن نہیں ہے۔

۸۔ فاضل وکیل سرکار اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور فاضل وکیل مدعی کے ان دلائل میں خاصا وزن ہے کہ قادیانی اور لاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار غیر مسلم ہیں اور امت مسلمہ سے ہٹ کر ایک الگ گروہ ہیں۔ اس نظریئے کو مجیب الرحمان اور خورشید احمد کے مقدمات سے بھی بھرپور تقویت ملتی ہے جن کے حوالہ جات اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے پیش کئے۔

قادیانی اور لاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار آئین پاکستان کی دفعہ 260(3)(B) کے تحت غیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ ''وہ احمد اور محمد ہے اور اس میں نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی خوبیاں موجود ہیں۔'' اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میرے دعویٰ نبوت سے متاثر نہیں ہوئی کیونکہ وہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ (ظلی اور بروزی شکل میں) وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔ قادیانی' جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں' اس کے لئے درود وسلام پڑھتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے مطابق یہ (درود وسلام) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا استحقاق ہے۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے ہوئے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس طرح نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کو گھٹا کر مرزا غلام احمد قادیانی کے برابر قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ فعل واضح طور پر نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور مقدس نام کی تحقیر کے مترادف ہے۔ جو زیر دفعہ C-295 پی پی سی قابل سزا ہے۔

فاضل وکیل سرکار مسٹر نذیر احمد غازی نے انتہائی پرجوش انداز میں اس بات پر زور دیا کہ متنازعہ دعوت ناموں پر شائع شدہ درود "نحمده و نصلي على رسوله الكريم" مرزا غلام احمد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم فاضل وکیل ملزمان نے اس دعویٰ اور دلیل کی کوئی تردید نہیں کی۔ جرم زیر دفعہ C-295 پی پی سی کی سزا' سزائے موت یا عمر قید اور جرمانہ ہے اور یہ جرم دفعہ ۴۹۷ سی آر پی سی کی امتناعی تعریف میں آتا ہے جس کے تحت ضمانت نہیں لی جاسکتی۔

۱۔ مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں بشیر احمد یوسف اور اعجاز احمد ملزم نمبر۴، نمبر۵ اور نمبر۶ بالترتیب ضمانت قبل از گرفتاری کی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ان کی عبوری ضمانت کے حکم مورخہ ۱۹۹۲-۶-۱۰ پر نظر ثانی کرتے ہوئے ان کی درخواست ضمانت خارج کی جاتی ہے۔

سائلان ملزمان نمبر۱، ۲، ۳ اور ۸ کی درخواست قبل از گرفتاری منظور کرتے ہوئے عبوری ضمانت کی توثیق کی جاتی ہے۔

دستخط مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر لاہور ہائیکورٹ

تاریخ فیصلہ: ۱۲ اگست ۱۹۹۲ء

لاہور ہائیکورٹ لاہور

متفرق فوجداری مقدمہ نمبر 2163-B-1992

تاریخ سماعت ۹۲-۷-۱۵

ناصر احمد بنام سرکار وغیرہ

وکیل ملزمان مسٹر مبشر لطیف احمد ایڈووکیٹ

وکیل سرکار مسٹر نذیر احمد غازی' اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

وکیل مستغیث مسٹر رشید مرتضٰی قریشی ایڈووکیٹ

۱۔ درخواست دہندگان اور چند دیگر اشخاص نے جن کے خلاف جرم زیر دفعہ 295-C, 295-A اور 298-C پی پی سی' پولیس سٹیشن سٹی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں مقدمات درج ہوئے ہیں۔ ضمانت کی درخواست گزارکی۔

۲۔ F.I.R (رپورٹ ابتدائی) میں درج شدہ الزامات کے مطابق ناصر احمد سائل نمبر۱ قادیانی ہے اور اکثر قادیانی مذہب کی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک فوجداری مقدمہ پہلے بھی اس کے خلاف درج ہو چکا ہے۔ موجودہ مقدمہ میں ناصر احمد ملزم کی لڑکی کی شادی کے دعوتی کارڈ ملزمان نے شائع کرائے اور انہیں تقسیم کیا۔ دعوت ناموں پر شعائر اسلام مثلاً ۱۔ السلام علیکم' ۲۔ ان شاء اللہ ۳۔ نکاح مسنونہ' ۴۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۵۔نحمد و نصلی علی رسوله الکریم جنہیں مسلمان ہی استعمال کرتے ہیں تحریر تھے۔اس طرح سے سائل اور دیگر ملزمان نے دعوت ناموں پر شعائر اسلام (کے الفاظ و عبارات) شائع کرا کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس طرح سے دفعہ 298-C پی پی سی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

۴۔دوسری طرف فاضل وکیل سرکار نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے درخواست ضمانت کی بھرپور انداز میں مخالفت کی اور اس بات پر زور دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار خواہ ان کا تعلق قادیانی یا لاہوری جماعت سے ہو غیر مسلم ہیں اور ان کا تعلق مسلمانوں سے الگ گروہ سے ہے اور یہ لوگ کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

مسٹر نذیر احمد غازی کے دلائل کی من وعن تائید وحمایت کی اور مزید کہا کہ ملزمان F.I.R (ابتدائی رپورٹ) میں درج شدہ جرائم کے ارتکاب میں ملوث ہیں اور قانون کے مطابق انتہائی سزا کے مستحق ہیں۔وکیل مستغیث نے اسی بات کی نشاندہی کی کہ ملزم نمبر ا عادی مجرم ہے،جس کے خلاف ایک دوسرا فوجداری مقدمہ پہلے ہی سے درج ہے۔

۶۔شادی کے دعوت نامے پر سرسری نظر ڈالنے سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی طرف سے شائع اور تقسیم کئے گئے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ 298-B پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المومنین، خلیفۃ المومنین،خلیفۃ المسلمین،صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ (قادیانی) اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے جو قانون کے مطابق ممنوع ہے۔

۷۔فاضل وکیل سرکار اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور فاضل وکیل مدعی نے اپنے دلائل میں اس بات پر زور دیا کہ مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکار غیر مسلم ہیں اور وہ ایک جداگانہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ امت مسلمہ کا جزو نہیں ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی کی

تعلیمات کے مطابق صرف اسی کے پیروکار (قادیانی اور لاہوری جماعت) مسلمان ہیں اور دوسرے تمام مسلمان جو مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرتے' کافر اور غیر مسلم ہیں۔

۸۔ فاضل وکیل سرکار مسٹر نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے اپنے دلائل میں مرزا غلام احمد کی بہت سی کتابوں پمفلٹوں اور تحریروں کے حوالہ جات یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی سامراج کا لگایا ہوا پودا تھا۔ انہوں نے اس درخواست کا بھی حوالہ دیا جو مرزا غلام احمد کی طرف سے اس وقت کے لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ارسال کی گئی تھی جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو برطانوی سامراج کا ''خود کاشتہ پودا'' کے الفاظ سے منسوب کیا تھا۔ (تبلیغ رسالت جلد نمبر ۷ صفحہ ۸۸)

وکیل سرکار نے مزید کہا کہ مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان مکمل طور پر برطانوی حکومت کے فرمانبردار اور مطیع ہو جائیں انگریز حکومت کی غلامی اور اطاعت کو اسلام کا ایک حصہ سمجھیں اور آئندہ جہاد کو حرام جانیں اور ''شرک فی الرسالت'' کے ذریعے مسلمانوں کا حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا رشتہ ختم کر دیں۔

غلام احمد کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب ''تذکرہ'' کے صفحہ نمبر ۷۷ پر ایک وحی یہ درج ہے۔ ''صلی اللہ علیک وعلی محمد''

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ میں مندرجہ ذیل دعویٰ کیا ہے۔

''بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواز یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسرے کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی نے یہ لفظ کہا' صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا' تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔'' (اربعین نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶)

مطلب یہ ہے کہ اصحاب صفہ مرزا صاحب پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی' مرزا غلام احمد کے لئے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد کو حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر گردانتے ہیں قادیانیوں کی اس حرکت اور فعل سے واضح طور پر حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور مبارک نام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔ حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو گھٹا کر مرزا قادیانی کے برابر کیا گیا۔ وہ (مرزا قادیانی) جس نے اپنے آپ کو برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔

جس نے برطانوی گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو اسلام کا ایک حصہ سمجھا اور جہاد کے حرام ہونے کا دعویٰ کیا حضرت امام حسینؓ کی تذلیل واہانت کی جس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ تمام مسلمان جو اس (مرزا قادیانی) پر ایمان نہیں لاتے' کافر ہیں۔ بحث کے دوران فاضل وکیل سرکار اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے انتہائی وثوق سے کہا کہ شادی کے دعوت نامے پر تحریر کیا گیا درود "نحمده و نصلی علی رسوله الکریم" مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن فاضل وکیل سرکار کے اس دعویٰ پر فاضل وکیل ملزم نے نہ تو کوئی اعتراض کیا اور نہ اس پر کوئی بحث کی۔ لہذا ان معقول دلائل کی بناء پر ملزم جرم زیر دفعہ 295-C پی پی سی کا مرتکب ہوا جو دفعہ ۴۹۷ سی آر پی سی کی امتناعی شق کے زمرے میں آتا ہے۔ (جس کے تحت ضمانت نہیں لی جاسکتی)

۱۴۔ عدالت کے روبرو پیش کردہ دلائل اور فریقین کے مباحث کی روشنی میں ملزمان ضمانت کے مستحق نہیں ہیں۔ نتیجتاً ان کی درخواست ضمانت خارج کی جاتی ہے۔

دستخط مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر لاہور ہائیکورٹ

تاریخ فیصلہ ۲ اگست ۱۹۹۲ء

تحفظ ناموسِ رسالتؐ پر ایک مستند دستاویز

گستاخ رسول کی سزا قتل

وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔

''جابر ابن عبداللہؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کعب بن اشرف کے خلاف میری کون مدد کرے گا۔ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی''۔ اس پر محمد ابن مسلمہ کھڑے ہوئے اور بولے'' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے ہلاک کر دوں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' ہاں'' چنانچہ وہ عباس ابن جابرؓ اور عباد ابن بشرؓ کے ہمراہ گئے اور اسے قتل کر دیا۔ (بخاری' جلد دوم' صفحہ ۸۸)

حدیث دل

جو شخص حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ہو حتیٰ کہ اگر کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ اشارے کنائے سے بھی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ کافر' مرتد' زندیق' واجب القتل اور جہنمی ہے۔ امت مسلمہ کی بقاء اسی میں ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

غازی نذیر احمد اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

(توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدمہ کا تاریخی پس منظر)

مسلمان اپنے آقا و مولانا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام و ناموس پر مر مٹنے اور اس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ اس پر تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی ایسی شہادت موجود ہے جو مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو خواہ وہ ایشیا ہو یا یورپ' افریقہ ہو یا کوئی اور خطہ ارض مسلمانوں کو جہاں بھی اقتدار حاصل رہا وہاں کی عدالتوں نے اسلامی قانون کی رو سے شاتمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا اس کے برعکس' جب کبھی یا جہاں ان کے پاس حکومت نہیں رہی۔ وہاں جانثاران تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلم حکومت کے رائج الوقت قانون کی پروا کئے بغیر گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خود ہنستے مسکراتے تختہ دار پر چڑھ گئے۔

برصغیر پاک و ہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل' حتیٰ کہ مغل شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سزائے موت دی گئی۔ لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعہ انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا تو انہوں نے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قانون کو یکسر موقوف کر دیا۔ پھر انگریز حکومت ہی کی شہ پر جب ہندوؤں آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی پر حملے کرنے شروع کر دیئے تو مسلمانوں نے شاتمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے اقرار جرم کرتے ہوئے دار و رسن کی روایت کو از سر نو زندہ کیا۔

مسلمانوں کے احتجاج اور مولانا محمد علی جوہرؒ کی تحریک پر اس وقت کی قانون ساز اسمبلی نے ۱۹۲۷ء میں ایک معمولی سی دفعہ ۲۹۵ اے کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا' جس کی رو سے توہین مذہب کے جرم کی سزا دو سال تک قید یا جرمانہ مقرر ہوئی لیکن اس سے مسلمانوں کی اشک شوئی نہ ہو سکی۔

مشتاق راج نے ۱۹۸۳ء میں Heavenly Comunisim (آفاقی اشتمالیت) نامی ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔ یہ کتاب راقم الحروف تک بھی پہنچائی گئی۔ اگرچہ میں مصنف کے مبلغ علم سے واقف تھا مگر یہ دیکھنے کے لئے کہ اس کتاب میں کمیونزم کا مذہبی نقطہ نظر سے کس طرح جائزہ لیا گیا ہے میں نے کتاب کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا میری قوت برداشت جواب دیتی چلی گئی مجھ پر غم وغصہ کی جو کیفیت طاری ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا تھا بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو ''مذہبی شیطان'' کہا گیا' انبیائے کرام علیہ السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کئے گئے اور انتہا یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔ میں نے نہایت صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس (پاکستان زون) کا اجلاس طلب کیا جس میں پاکستان کے نامور علمائے دین کے علاوہ بیرون ملک سے عالم اسلام کے دو ممتاز سکالر ڈاکٹر ربیع المدخلی اور پروفیسر سعید صالح نے بھی شرکت کی سب علماء کا متفقہ فتویٰ تھا کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب القتل ہے لہذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو فوری طور پر ضبط کر لے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قانون بنا کر اسے نافذ العمل کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی بدبخت کو اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جرات نہ ہو سکے۔

لہٰذا راقم الحروف نے فیڈرل شریعت کورٹ میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور تمام صوبوں کے گورنروں کے خلاف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۰۳ ڈی کے تحت ۱۹۸۴ء میں اپنے ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء' سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان' سابق وزرائے قانون' سابق اٹارنی جنرل' سابق ایڈووکیٹ جنرل' لاہور ہائی کورٹ بار اور دیگر بار کونسلوں کے صدر صاحبان سمیت ایک سو پندرہ شہریوں کو شامل کر کے شریعت پٹیشن نمبر ۱/ایل ۱۹۸۴ء دائر کی۔

سندھ کی حکومت نے بھی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا سزائے موت تسلیم

کی ۔لیکن عمر قید کی سزا کی مخالفت نہیں کی۔

بفضل تعالیٰ اب پاکستان میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا بطور حد سزائے موت حتمی اور قطعی طور پر جاری ہو چکی ہے اور اسی قانون کے تحت سرگودھا کے ایڈیشنل سیشن جج نے گستاخ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی ماہ نومبر میں سزائے موت سنادی ہے جس میں ملزم کو صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا ہے۔اس قانون کی بدولت اب کوئی شخص شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے عدالت سے رجوع کرے گا۔ جہاں فریقین سے شہادت لی جائے گی ملزم کو صفائی کا موقع دیا جائے گا اس کے بعد اگر جرم ثابت ہو تو پھر مجرم کو سزا دی جائے گی۔

آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام دشمن یہودیوں کے آلہ کار بدبخت سلمان رشدی کی شرانگیز کتاب "شیطانی کلمات" کی اشاعت پر سارا عالم اسلام سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔اگرچہ پاکستان میں شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانون کی رو سے واجب القتل قرار دیا جا چکا تھا۔ لیکن حکومت ایران نے شیطان رشدی کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا جس پر یورپ کی حکومتوں اور حقوق انسانی کی نام نہاد انجمنوں کی طرف سے بے جا اعتراضات کئے جا رہے ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس فیصلہ کو ہم سب کے لئے وسیلہ نجات بنائے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین۔

لاہور ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۳ ہجری مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء

دعا گو اور طالب دعا!

محمد اسماعیل قریشی ۲۶ رچنا بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن لاہور فون: ۴۴۲۹۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان

(فیصلہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس' جناب جسٹس عبدالکریم خان کندی' جناب جسٹس عبادت یار خان' جناب جسٹس عبدالرزاق اے تھہیم' جناب جسٹس فدا محمد خان۔

شریعت پٹیشن نمبر ۶ ایل سال ۱۹۸۷ء منفصلہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء بمقدمہ: محمد اسماعیل قریشی' پٹیشنر بنام حکومت پاکستان بذریعہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور' ریسپانڈنٹ

جس سے درخواست گزار مطمئن نہیں' اس لئے عدالت ہذا سے رجوع کیا گیا ہے (۲) دفعہ ۲۹۵ سی کا متن حسب ذیل ہے۔

دفعہ ۲۹۵ سی: رسول پاک کے لئے اہانت آمیز الفاظ کا استعمال۔

''کوئی شخص بذریعہ الفاظ زبانی' تحریری یا اعلانیہ اشارتاً' کنایتاً' بہتان تراشی کرے اور رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کرے' اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا''۔

۲۔ اس دفعہ کے خلاف صریح اعتراض یہ ہے کہ اس میں متبادل سزا' سزائے عمر قید ان احکامات اسلامی کے خلاف حکیم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیئے گئے ہیں۔

عدالت ہذا نے اس مقدمہ کی سماعت کے لئے عوام الناس کے نام نوٹس جاری کئے اور فقہا حضرات سے بھی معاونت طلب کی۔ مقدمہ مذکور کی لاہور' کراچی اور اسلام آباد میں متعدد تاریخوں پر سماعت ہوئی اور عدالت کو مندرجہ ذیل فقہا حضرات کا تعاون حاصل رہا۔

۱۔ مولانا سبحان محمود صاحب — ۲۔ مولانا مفتی غلام سرور قادری صاحب

۳۔ مولانا حافظ صلاح الدین صاحب — ۴۔ مولانا محمد عبدہ الفلاح صاحب

۵۔ مولانا سید عبدالشکور صاحب — ۶۔ مولانا فضل ہادی صاحب

۷۔ مولانا سعید الدین شیر کوٹی صاحب

مندرجہ بالا میں سے درج ذیل نے سائل کے موقف کی تائید کی' کہ اس جرم کی سزا صرف سزائے موت ہی ہے۔

(۱) حضرت علیؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس شخص کو قتل کرو جو ایک نبی کو گالی دیتا ہے اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے درے لگاؤ۔'' (الشفاء' قاضی عیاض جلد دوم صفحہ ۱۹۴)

(۳) حضرت علیؓ کی سند سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی اس کو ایک شخص نے قتل کر دیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون بے حقیقت قرار دیا۔ (مندرجہ بالا)

(۴) ابو برزہؓ کی سند سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ''میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس بیٹھا تھا جب وہ ایک شخص پر برہم ہوئے' میں نے ان سے کہا ''اے خلیفہ رسول اللہ! مجھے حکم دیجئے' میں اسے قتل کر دوں۔ اتنی دیر میں ان کا غصہ فرو ہو گیا اور وہ اندر گئے اور مجھے بلایا اور کہا ''تم نے کیا کہا تھا؟'' میں نے عرض کیا ''مجھے حکم دیجئے اسے قتل کرنے کا۔'' آپ نے فرمایا ''اگر میں تمہیں حکم دے دیتا تو کیا تم اسے قتل کر دیتے؟'' میں نے کہا ''ہاں'' انہوں نے کہا ''نہیں'' میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی شخص اس حیثیت میں نہیں کہ اس کو برا کہنے والا قتل کیا جائے۔'' (مندرجہ بالا)

(۵) جابر ابن عبداللہؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کعب بن اشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا۔ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی۔'' اس پر محمد ابن مسلمہ کھڑے ہوئے اور بولے ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے ہلاک کر دوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' چنانچہ وہ عباس ابن جابرؓ اور عباد ابن بشرؓ کے ہمراہ گئے اور اسے قتل کر دیا (بخاری جلد دوم صفحہ ۸۸)

(۶) براء ابن عازب سے سند کے ساتھ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے کچھ آدمی عبداللہ ابن عتیق کی سرکردگی میں ایک یہودی

24 ابورافع نامی کے پاس بھیجے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔" (الصارم المسلول از ابن تیمیہ صفحہ ۱۵۲)

(۷) عمیر ابن امیہ کی سند سے روایت ہے کہ اس کی ایک مشرکہ بہن تھی جو اس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات پر طعنے دیتی تھی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی۔ آخرکار ایک دن انہوں نے اپنی تلوار سے اسے ہلاک کر دیا۔

(۸) بیان کیا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام معافی کے اعلان کے بعد ابن خطل اور اس کی لونڈیوں کے قتل کا حکم دیا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتی تھیں۔ (الشفاء از قاضی عیاضؒ جلد دوم صفحہ ۲۸۴ اردو ترجمہ)

(۹) قاضی عیاضؒ نے الشفاء میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا "اس شخص کو کون ہلاک کرے گا" اس پر خالد بن ولیدؓ نے کہا۔ "میں اسے قتل کروں گا"۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (الشفاء از قاضی عیاضؒ جلد دوم ص ۲۸۴)

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور بولا "اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے باپ نے آپ کو برا بھلا کہا میں برداشت نہ کر سکا اور انہیں قتل کر دیا"۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس عمل کی توثیق فرمائی۔ (الشفاء از قاضی عیاض جلد دوم صفحہ ۲۸۵)

نوٹ:۔ بعض حصہ بخوف طوالت نقل نہیں ہو سکا معذرت ہے ت ع۔ ملک محمد شفیع وینس وکیل مجلس تحفظ ختم نبوت رحمہ اللہ ایماء پر

۲۸۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں۔ "اس نکتہ پر آئمہ کا اجماع ہے کہ ایک مسلمان مرتکب توہین رسالت کی سزا موت ہے۔" (الشفاء جلد دوم صفحہ ۲۱۱)

قاضی عیاض مزید رقم طراز ہیں "ہر وہ شخص جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی نقص نکالے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں یا آپ کی کسی صفت میں یا آپ کی طرف کوئی کنایہ کرے یا کسی دوسری چیز سے آپ کی

مشابہت کرے بطور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین، بے عزتی، تذلیل، بے لحاظی یا نقص کے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاتم ہے اور وہ قتل کیا جائے گا اور علماء وفقہاء کا اس نکتہ پر اجماع، صحابہ کے زمانہ سے آج تک ہے۔" (الشفاء از قاضی عیاضؒ جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

۲۹۔ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں۔ "مسلمانوں میں اس امر میں کوئی اختلاف رائے نہیں کہ ایک مسلمان جو دانستہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تضحیک و توہین کرتا ہے مرتد ہو جاتا ہے اور سزائے موت کا مستوجب ہوتا ہے۔" (احکام القرآن، جلد ہشتم صفحہ ۱۰۶) یہاں ایک اور حدیث بیان کرنا مفید ہوگا۔

"عبداللہ ابن عباسؓ کی سند سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو قتل کر دو جو اپنا مذہب (اسلام) تبدیل کرتا ہے۔" (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

۳۰۔ قاضی عیاضؒ نے بیان کیا ہے کہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ عراق کے کچھ فقہاء نے اس کو درے لگانا تجویز کیا ہے اس پر امام مالکؒ غضب ناک ہو گئے اور کہا "اے امیر المومنین! اس امت کو زندہ رہنے کا کیا حق حاصل ہے جب اس کے رسول کو گالیاں دی جائیں پس اس شخص کو جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہے، قتل کرواور اس کے درے لگاؤ جو آپ کے صحابہ کو برا بھلا کہے۔" (الشفاء جلد دوم، صفحہ ۲۱۵)

۶۶۔ عملاً تمام فقہاء اور علماء نے اتفاق کیا کہ مندرجہ بالا آیات کے پیش نظر اور تمام پیغمبروں کے ہم مرتبہ ہونے کے سبب سے وہی سزائے موت جو اوپر قرار دی گئی ہے، اس معاملہ میں بھی لاگو ہوگی، جہاں کوئی شخص ان میں سے کسی کے متعلق بھی کوئی توہین آمیز بات کہتا یا کسی طرح کی گستاخی کرتا ہے۔

۶۷۔ مندرجہ بالا بحث کے پیش نظر ہماری رائے ہے کہ عمر قید کی متبادل سزا، جیسا کہ دفعہ ۲۹۵ سی پاکستان ضابطہ تعزیرات میں مقرر ہے، احکامات اسلام سے متصادم ہے جو قرآن پاک اور سنت میں دیئے گئے ہیں لہٰذا یہ الفاظ اس میں سے حذف کر دیئے جائیں۔

۶۸۔ ایک شق کا مزید اضافہ اس دفعہ میں کیا جائے تاکہ وہی اعمال اور چیزیں جب دوسرے

پیغمبروں کے متعلق کہی جائیں وہ بھی اسی سزا کے مستوجب جرم بن جائے جاو پر تجویز کی گئی ہے۔

۶۹۔اس حکم کی ایک نقل صدر پاکستان کو دستور کی آرٹیکل ۲۰۳ د (۳) کے تحت ارسال کی جائے' تا کہ قانون میں ترمیم کے اقدامات کئے جائیں اور اسے احکامات اسلامی کے مطابق بنایا جائے۔ اگر ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ تک ایسا نہیں کیا جائے تو ''یا عمر قید'' کے الفاظ دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان میں اس تاریخ سے غیر موثر ہو جائیں گے۔ (PLD- FSC- 1991- VOL XLIII PAGE 10)

شعائر اسلام استعمال کرنے پر قادیانیوں کے خلاف
سپریم کورٹ آف پاکستان کا
تاریخ ساز فیصلہ

''جس نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی''

عزت مآب جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری

عزت مآب جناب جسٹس ولی محمد خان

عزت مآب جناب جسٹس محمد افضل لون

عزت مآب جناب جسٹس سلیم اختر

جسٹس شفیع الرحمٰن

''اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور رشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔ (تفصیلات کے لئے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی بلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی

دروازوں پر یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے' جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے"۔

"ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں"۔

الحمد لله و حده و الصلوة و السلام علی من لانبی بعده. اما بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے **انا حظکم من الانبیاء و انتم حظی من الامم. او کماقال.** "نبیوں میں سے' میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارا حصہ ہوں اور امتوں میں سے" تم (امت محمدیہ) میرا حصہ ہو"۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد گرامی میں امت محمدیہ کو کتنے بڑے اعزاز سے نوازا ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے جس کے حصول کی گزشتہ انبیاء علیہم السلام تمنائیں کیا کرتے تھے۔ کتنے ہی دکھ' افسوس' صدمہ اور شرم کی بات ہے ان لوگوں کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ سے نکل کر کسی اور شخص کے حصہ میں داخل ہونے کی نامراد کوشش کرتے ہیں۔ قادیانی طبقہ ایسا محروف القسمت طبقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی بجائے مردود ازلی مرزا غلام قادیانی کی نام نہاد امت میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

مرزا قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو دعویٰ ماموریت کیا اور لدھیانہ میں بیعت لی۔ بعد میں دعویٰ مسیحیت و نبوت اور نہ معلوم کیا کیا گل کھلائے۔ مرزا کے الحاد و زندقہ کے خلاف علمائے لدھیانہ نے پہلا فتویٰ جاری کیا۔ بعد میں متحدہ ہندوستان کے تمام مکاتب فکر' درس گاہوں کے شیوخ اور خانقاہوں کے سجادہ نشین حضرات نے متفقہ فتویٰ کی رو سے اسے اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ۱۹۳۵ء میں بہاولپور کی عدالت نے اور بعد میں

دوسری عدالتوں نے قادیانیت کے کفر کو طشت از بام کیا۔ ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے ریٹائرڈ میجر محمد ایوب صاحب کی پیش کردہ قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ جبکہ اس سے قبل عرب ممالک' شام' مصر وغیرہ میں قادیانیت کے کفر پر سرکاری مہر لگ چکی تھی۔ ٦ سے ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ تک رابطہ عالم اسلامی کے منعقدہ اجلاس مکہ مکرمہ مرکز اسلام میں دنیائے اسلام کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندگان نے ان کے کفر کا اعلان کیا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو' ان دنوں پاکستان کے وزیراعظم تھے۔ مارشل لاء دور حکومت میں جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے صریحاً قانون کی خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے۔ سول عدالتوں سے معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچا۔ قادیانیوں کے کفر پر ہائی کورٹ نے بھی مہر تصدیق ثبت کی۔ قادیانیوں نے ہائیکورٹ کے ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں۔ جوں جوں فیصلے ان کے خلاف ہوتے گئے وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتے رہے۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک کل اپیلوں یا رٹ پٹیشنز کی تعداد آٹھ ہو گئی۔

آج سے سالہا سال قبل کراچی میں سپریم کورٹ میں سماعت شروع ہوئی تو قادیانیوں نے آئیں بائیں شائیں کی۔ سپریم کورٹ کے بنچ کے معزز جج صاحبان نے مقدمات' چیف جسٹس صاحب کو بھجوا دیئے کہ ان کی سماعت کے لئے بڑا بنچ تشکیل دیا جائے۔ ان دنوں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس محمد افضل ظلہ تھے۔ انہوں نے ان کیسوں کی سماعت کے لئے پانچ رکنی بنچ تشکیل دیا۔ ۱۹۹۱ء کے اواخر میں ان کیسوں کی سماعت کے لئے تاریخ مقرر ہوئی۔ قادیانیوں نے سماعت کے روز' وکیل کی مصروفیت کا عذر داغ دیا۔ سماعت ملتوی ہو گئی۔ جسٹس محمد افضل ظلہ صاحب ۱۹۹۲ء میں کئی ماہ کے لئے امریکہ و برطانیہ کے دورہ پر گئے تو ربوہ میں یہ صدا گونجنے لگی کہ قادیانی لیڈران اور تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے ارکان کی' چیف جسٹس صاحب سے قادیانی مقصد براری کے لئے ملاقاتوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ قادیانی اس قسم کے مذموم پروپیگنڈے سے جو مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے ہم اس سے بے خبر نہ تھے۔ چیف جسٹس

صاحب واپس تشریف لائے بنچ تشکیل دیا۔ جو جسٹس شفیع الرحمان' جسٹس عبدالقدیر چودھری' جسٹس محمد افضل لون' جسٹس ولی محمد اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ مقدم الذکر اس بنچ کے سربراہ مقرر ہوئے۔ تاریخ مقرر ہوئی۔ سماعت کے روز عدالت میں مسلمانوں کے آنے سے قبل قادیانی بمع اپنے وکیلوں کے براجمان تھے۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ اس دفعہ یہ پھرتیاں کیوں؟ ربوہ میں ہونے والا پروپیگنڈہ بھی ہمارے سامنے تھا۔ قادیانیوں نے اس بار مسٹر فخر الدین جی ابراہیم بوہری کو بھی وکیل کیا ہوا تھا۔ خود بھی ان کی ٹیم بڑے غرور و تکبر سے جمع تھی۔

پاکستان گورنمنٹ کی طرف سے اٹارنی جنرل مسٹر عزیز اے منشی کے علاوہ چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے ماہر قانون دان جناب سید ریاض الحسن گیلانی پیش ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مکرم محترم جناب راجہ حق نواز صاحب وائس چیئرمین پاکستان بار کونسل اور فدائے ختم نبوت' محافظ ناموس مصطفیٰ جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پیش ہوئے۔ قادیانی اپنے اثر ورسوخ' مال و دولت پر نازاں تھے اور مسلمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے ناطے رب کریم کے حضور اس کی رحمت کے طلب گار تھے۔ حق و باطل کا معرکہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان تمام کیسوں میں فریق رہی ہے' حتیٰ کہ بلوچستان ہائی کورٹ کے فیصلوں میں تو مدعی بھی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مجاہد مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی تھے۔ سپریم کورٹ میں سماعت کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا احمد میاں حمادی' مولانا اللہ وسایا راولپنڈی پہنچ گئے۔ ان کی معاونت کے لئے مولانا محمد عبداللہ قاری محمد امین حکیم قاری محمد یونس اراکین شوریٰ مجاہد مبلغ مولانا عبدالروف ازہری اور مولانا محمد علی صدیقی مبلغ راولپنڈی کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ مولانا قاری احسان الحق مولانا محمد شریف ہزاروی شیخ الحدیث مولانا عبدالروف مولانا نذیر احمد فاروقی اسلام آباد کے جناب کے۔ ایم سلیم' مولانا قاری زرین احمد اور دوسرے حضرات راولپنڈی سے (جن حضرات کے نام یاد نہیں ان سے معذرت) اپنے رفقاء سمیت ہر روز عدالت عظمیٰ میں تشریف لاتے۔ مسلمانوں کی طرح قادیانیوں نے بھی اس میں گہری دلچسپی لی۔ کارروائی

کے آغاز سے عدالت کا ہال اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ناکافی ہوتا۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی سماعت کے دوران میں اسلام آباد تشریف لائے اور مولانا اللہ وسایا صاحب سے نہ صرف کیس کی تفصیلات دریافت فرمائیں بلکہ ہر قسم کی سرپرستی واعانت سے نوازا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۹۳ء سے ۳ فروری تک مسلسل پانچ روز سماعت ہوئی۔ میجر ریٹائرڈ میر افضل اور میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس نے بھی مسلمانوں کی طرف سے اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔

قادیانیوں کی بحث ہوگئی تو جناب ریاض الحسن گیلانی کا بیان ہوا۔ بڑا معتدل، واضح اور ایمان پرور بیان تھا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی نے اپنی ایمانی جرات سے عدالت عظمیٰ کے درو دیوار کو مسحور کیا۔ ان کے بیان کا ہر ہر لفظ اہل اسلام کی روح کی بالیدگی اور قادیانیوں کی رگ جان کے لئے نشتر ثابت ہو رہا تھا جناب عزیز اے منشی اٹارنی جنرل آف پاکستان نے متعدد سپریم کورٹوں کے فیصلہ جات، امریکہ، بھارت، آسٹریلیا، فرانس کی عدالتوں کے حوالہ جات دے کر قانونی لحاظ سے جنگ جیت لی۔ آخری دن پھر قادیانی جماعت کے وکیل فخر الدین جی ابراہیم بوہری نے بحث کو سمیٹا۔ عدالت عظمیٰ نے اعلان کیا کہ کوئی شخص اگر عدالت کی معاونت کے لئے اپنا تحریری بیان داخل کرانا چاہے تو اجازت ہے۔ عزت مآب جناب راجہ حق نواز صاحب پہلے ہی عدالت سے درخواست کر چکے تھے کہ وہ تحریری بیان داخل کرائیں گے چنانچہ راجہ صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اول، مفکر ختم نبوت، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے علیحدہ علیحدہ اپنے بیانات تحریری عدالت کو بھجوائے۔ حضرت المخدوم مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا بیان ''عدالت عظمیٰ کی خدمت میں'' کے نام سے عالمی مجلس کے مرکزی دفتر نے شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔ راجہ صاحب نے قانونی طور پر اور حضرت لدھیانوی صاحب نے شرعی اور عقلی دلائل سے جہاں اہل اسلام کی بھرپور وکالت فرمائی وہاں عدالت عظمیٰ کے لئے بھی یہ دونوں بیانات بڑی ہی وقعت رکھتے ہیں۔

۳ فروری ۱۹۹۳ء کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہوا۔ اس کے ٹھیک دوسرے دن ۵ فروری ۱۹۹۳ء کو قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ مرزا طاہر نے لندن میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''ا۔ دیر سے (مقدمات) دائر کئے تھے، سالہا سال پہلے سے، لیکن ہماری عدالت

عالیہ خود بہتر جانتی ہے کہ کس حکمت کے پیش نظر مگر ان مقدمات کو سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی (جھوٹ حالانکہ خود قادیانی سماعت کی تاخیر کا باعث بنے)

۲۔ اب فضا بدلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔

۳۔ میں پاکستان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ تم ہلاکت سے بچائے گئے ہو۔

۴۔ اس ملک کے دن پھر جائیں گے۔

۵۔ ضرور یہ ملک حق کی طرف واپس نہیں لوٹتا' تو لوٹا دیا جائے گا۔

۶۔ یہ خدا کی تقدیر کی طرف بہت پیارا مجھے اشارہ دکھائی دیا ہے' جیسی لمبی اندھیروں کی رات کے بعد روشنی کی رمق دکھائی دے۔

۷۔ بعض دفعہ بجھا ہوا دل ایک دم کھل اٹھتا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ یہ زمانے بدل دے گا۔

۹۔ آخر اتنی لمبی رات کے بعد پاکستان میں بھی نور کی ایک شعاع پھوٹی ہے"۔

(ماہنامہ "بینات" کراچی' ص ۴۰-۴۱' بابت اگست ۱۹۹۳ء)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ میں ہزار ہا قادیانی سازشوں کا تانا بانا ٹپک رہا ہے۔ اہل اسلام فکر مند تھے' اس لئے کہ اگر فیصلہ دلائل کی بنیاد پر ہوتا ہے تو اہل حق کی فتح ظاہر و بین تھی اور اگر "پالیسی" کی بنیاد پر ہوتا ہے تو ہزاروں خدشات موجود تھے۔ اللہ رب العزت کا کرم ہوا۔ عدالت عظمیٰ کا وقار بڑھا' قدرت نے دست گیری فرمائی۔ رحمت حق سایہ فگن ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقتوں و رحمتوں کے نزول میں موسلا دھار بارش کی طرح اضافہ ہوا ورنہ اس مندرجہ بالا اقتباس کے باعث قادیانی سازش عیاں تھی۔ ماہنامہ "بینات" سے ذیل کے اقتباس سے امت محمدیہ کی پریشانی کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔

"ہم اپنی معزز عدالت سے درخواست کریں گے کہ غلامان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم' ایک عجمی سازش کے ہاتھوں نہایت ہی مظلوم ہیں۔ خداوند کریم کے احکامات' محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین' شریعت محمدیہ' امت مسلمہ کے اجماع' پاکستان و اسلامی ممالک کے فیصلوں' وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ' اپیل بنچ کے فیصلہ' ہائیکورٹ کے فیصلوں کی موجودگی میں ان کے خلاف یہ قادیانی سربراہ کیا بک رہا ہے۔ وہ کیا تاثر دینا چاہتا ہے یہ توہین

عدالت کے زمرے میں آتا ہے یہ آپ کی توجہ عالیہ کا مستحق ہے۔ ہر چند کہ بعض ضروری فوری مقدمات کی سماعت کے باعث فیصلہ سنانے میں تاخیر ہوئی مگر اب تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ اسلامیان پاکستان آپ کے فیصلہ کو سننے کے لئے بے تاب ہیں۔

عدالت عالیہ میں محفوظ فیصلہ پر رائے زنی کرنا' قادیانی سرشت ہے۔ ہم اس پر قطعاً ایک لفظ قبل از وقت نہ کہتے لیکن قادیانیت کی ہر سازش کا پول کھولنا' قادیانیوں کے سربراہ کے ایک ایک لفظ و حرکت پر نظر رکھنا' اس کا احتساب کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے''۔ (ص ۴۹ بالا)

غرضیکہ کفر و اسلام کی اس جنگ میں فریقین نبرد آزما تھے۔ فیصلہ کے صادر ہونے میں جتنی تاخیر ہوتی گئی اتنے ہی قادیانی پروپیگنڈہ سے مسلمانوں کے کان پک گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ حضرت مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب عمرہ کے لئے حجاز مقدس کے سفر پر تھے۔ وہ سماعت کی کارروائی سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے فون کرتے رہے۔ حضرت لدھیانوی صاحب کے حکم پر ملک بھر کے دینی مدارس کے تحفیظ القرآن کے مدارس کو اجتماعی دعاؤں کے لئے متوجہ کیا گیا۔ رحمت حق جوش میں آئی اور ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ دیا' جس کی رو سے تمام قادیانی درخواستیں' اپیلیں' رٹیں خارج کر دی گئیں۔ سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کے کفر پر مہر لگا دی۔ قادیانیت رسوا ہوئی اسلام اور مسلمان جیت گئے۔ مرزا طاہر کی نور کی شعاعیں قادیانیت کے لئے ایک بار پھر گھٹا ٹوپ اندھیرا ثابت ہوئیں۔ فلحمد لله حمداً کثیرا طیباً مبارکاً فیه۔

پانچ جج حضرات میں سے چار جج حضرات نے متفقہ فیصلہ سے قادیانی موقف کو مسترد کیا اور عزت مآب جسٹس عبدالقدیر چودھری کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے فیصلہ سے اتفاق کیا۔ ایک جج جو خیر سے بنچ کے سربراہ بھی تھے۔ شفیع الرحمن صاحب' انہوں نے جزوی طور پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کی بعض شقوں کو آئین سے متصادم قرار دیا۔ گویا انہوں نے بھی اس آرڈیننس کو اسلامی احکامات کے خلاف قرار نہیں دیا' بلکہ پیراگراف نمبر ۳۲ میں واضح طور پر لکھا کہ

''جہاں تک دفعہ ۲۹۸ سی کی شق کا تعلق ہے' اس کی رو سے کسی خاص گروہ یا عام لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا قابل تعزیر ٹھہرایا گیا ہے' وہ مذہبی آزادی یا آزادی تقریر کے منافی نہیں ہے۔ کسی شخص کو یہ بنیادی حق حاصل نہیں نہ ہی ایسا حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مذہب یا عقیدہ کی

تبلیغ کرتے وقت دوسروں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے۔ پس دفعہ ۲۹۸ سی کی شق (الف تا (ہ) دستور کا آرٹیکل ۱۹، ۲۰ اور ۲۶ (۳) میں شامل احکام کے عین مطابق ہے''۔

دنیا جانتی ہے کہ ہمارا قادیانیوں سے یہی جھگڑا ہے کہ وہ قادیانیت کو جب عین اسلام قرار دے کر پیش کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف یہ کہ اسلام کی توہین ہوتی بلکہ مسلمانوں کا تشخص اور دل بھی مجروح ہوتا ہے۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرمایا کہ۔

''تحقیقاتی عدالت میں یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ مسلمان لوگ مرزائیوں کی تقریروں اور تحریروں سے اس لئے بھی مشتعل ہوتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں کی مخصوص اصطلاحات کو استعمال کرتے ہیں مثلاً یہ لوگ مرزا صاحب کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ اس پر مسٹر منیر نے مرزائی وکیل سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ سیدۃ النساء کا معنی ہے ''عورتوں کی سردار'' اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ اپنے فرقہ کی عورتوں کی سردار تھی۔ اس پر مسٹر منیر نے میری طرف دیکھا تو میں نے کھڑے ہو کر کہا: جناب اگر چماروں کی کوئی پنچایت ہو اور ان کا سرپنچ کسی معاملہ کا فیصلہ کرے اور پھر ان چماروں میں سے کوئی آدمی سرپنچ کی جگہ چیف جسٹس کا لفظ بولے اور یوں کہے کہ ہمارے چیف جسٹس نے یوں فیصلہ دیا ہے تو کیا اس طرح کہنا جائز ہوگا؟ مسٹر منیر نے کہا: "Never" یعنی ہرگز نہیں۔ قانوناً اس طرح کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ لفظ عدالت عالیہ کے ججوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ یہ لوگ ہم مسلمانوں کی اصطلاحیں استعمال کرتے ہیں اور مرزا صاحب کی بیوی کو سیدۃ النساء کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ کسی نبی کی بیوی کے لئے نہیں بولا گیا' خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے نہیں بولا گیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیوں کے لئے بھی نہیں بولا گیا۔ یہ لفظ صرف حضور کی چوتھی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص ہے' جس کو اب یہ لوگ بلا تکلف استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کا دل دکھاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اخبار ''الفضل'' نکال کر دکھایا جس میں مرزا صاحب کی بیوی کے انتقال کے موقع پر پہلے صفحہ پر جلی حروف میں یہ سرخی دی گئی تھی ''سیدۃ النسا کا انتقال''۔ اس پر ججوں نے کہا تھا کہ اس پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا حق بجانب ہے''۔ (''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' ص ۱۸۳-۱۸۴)

جسٹس منیر ایسا قادیانی نواز شخص تو اس جواب پر مطمئن ہوگیا تھا نہ معلوم جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب مطمئن ہوئے یا نہیں۔ تاہم یہ ان کا معاملہ ہے لیکن اتنی درخواست ضرور ہے کہ وہ جسٹس منیر کے انجام کو ضرور سامنے رکھیں کہ آج بھی پارلیمنٹ سے لے کر عدالت تک ہر شخص اس پر پھٹکار بھیجتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ قدرت حق کا کرشمہ دیکھئے کہ بنچ کے سربراہ کے فیصلہ کے خلاف چاروں معزز اراکین بنچ کا متفق ہوجانا' ہمارے خیال میں...... اتنا ہی کافی ہے! (اس سے بڑھ کر حق کی اور کیا فتح ہوسکتی ہے)

جناب جسٹس شفیع الرحمٰن صاحب کے تمام خدشات مذعومہ کا عزت ماٰب جسٹس عبدالقدیر چودھری صاحب کے گرانقدر قیمتی و سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق' تاریخی فیصلہ میں' جواب آگیا لہذا محض طوالت سے بچنے کی غرض سے اس پر مزید تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

اس تاریخی فیصلہ کا ہمارے قابل احترام جناب نواب کے۔ ایم سلیم صاحب راولپنڈی نے ترجمہ کیا مگر قانونی اصطلاحات کے استعمال کی ترجمانی کے لئے اس پر خود مطمئن نہ تھے۔ عالمی مجلس کے قانونی مشیر اور کرم فرما شیخ جہانگیر ایڈووکیٹ سرگودھا نے بھی اس کا ترجمہ کیا۔ اتنے میں جناب مجاہد لاہوری کا ترجمہ شدہ فیصلہ ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور میں شائع ہوگیا۔ ترجمہ میں بعض حوالہ جات کے صفحات' نیز فیصلہ میں حوالہ دی گئی کتب کے ایڈیشن تبدیل ہوجانے کے باعث صفحات کے ردوبدل کے خدشہ کے پیش نظر ہم نے بین القوسین مرزا قادیانی کی کتب کے سیٹ ''روحانی خزائن'' طبع جدید کے حوالہ جات دے دیئے ہیں تاکہ قارئین کو کتابوں کے حوالہ جات میں دقت نہ ہو۔ بین القوسین اس لئے کہ وہ فیصلہ کا حصہ بھی شمار نہ ہوں۔ ان معروضات کے بعد اب فیصلہ پڑھئے۔ جس طرح اہل اسلام کے موقف کی عدالت عظمیٰ سے قدرت نے تصدیق کرادی ہے' خدا کرے اسی طرح یہ اہل اسلام کے ایمان کی زیادتی اور قادیانیوں کی ہدایت ایمانی کا باعث ثابت ہو۔

امین بحرمة النبی الامی الکریم۔ اسلام زندہ باد۔ ختم نبوت زندہ باد۔ قادیانیت مردہ باد۔ قادیانی نواز مردہ باد۔ دعاگو

عزیز الرحمٰن جالندھری

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان' پاکستان ۲ نومبر ۱۹۹۳ء

بحضور سپریم کورٹ آف پاکستان
(بصیغہ اپیل)

دیوانی اپیل نمبر ۲ ۴۱۲ لغایت ۱۹۹۲ء

لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ مورخہ ۹۱/۹/۱۷ کے خلاف اپیل جورٹ پٹیشن نمبر ۸۹/۲۰۸۹ میں سنایا گیا تھا۔

۱۔ مرزا خورشید احمد۔

۲۔ حکیم خورشید احمد.............. اپیلانٹس

بنام

۱۔ صوبہ پنجاب معرفت سیکرٹری' محکمہ داخلہ لاہور
۲۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ
۳۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ...... مسئول الیہان
۴۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی
۵۔ عبدالناصر گل

فیصلہ کی تاریخ ۳ جولائی ۱۹۹۳ء

فیصلہ ..... جسٹس شفیع الرحمٰن

پس منظر

۱۔ ان تمام اپیلوں میں عوامی اہمیت کا یہ قانونی مسئلہ قابل غور ہے کہ آیا قادیانیوں' لاہوری گروپ و احمدی گروپ کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی (ممانعت اور سزا) کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء جسے مختصراً امتناع قادیانیت آرڈیننس کہا جاتا ہے' آئین کے دائرہ سے خارج ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا زیر غور پانچوں فوجداری اپیلوں میں دی گئی سزائیں مذکورہ بالا آرڈیننس کی دفعہ ۵ کے مطابق ہیں؟

۲۔ نذیر احمد تونسوی نے جو کہ (علمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا۔ مترجم) ایک سرگرم مبلغ ہے ۱۷ مارچ ۸۵ء کو ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر کوئٹہ کے سٹی پولیس سٹیشن میں

رپورٹ درج کرائی کہ کسی کے اطلاع دینے پر وہ بازار میں پہنچا تو اس نے محمد حیات کو جو کہ فوجداری اپیل نمبر ۳۵ کے لغایت ۱۹۸۸ء میں اپیل کنندہ ہے اور عقیدہ کے لحاظ سے قادیانی ہے کلمہ طیبہ کا بیج لگائے اور خود کو مسلمان ظاہر کرتے دیکھا۔ اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا اور ملزم قرار دیتے ہوئے تابرخاست عدالت قید کی سزا اور تین ہزار روپے جرمانہ کیا گیا۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے تین ماہ قید سادہ کی سزا بھگتنا تھی۔ اس حکم کے خلاف اپیل اور نظر ثانی کی درخواست بھی خارج کردی گئی۔ تاہم ۸۸-۹-۱۲ کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ درج ذیل تنقیحات کا جائزہ لیا جاسکے۔

"(۱) آیا کسی احمدی کا کلمہ طیبہ پر مشتمل بیج لگانا خود کو مسلمان "ظاہر کرتے" کے مترادف ہے اور اسے مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت قابل گرفت قرار دیا جاسکتا ہے؟

(۲) آیا درخواست گزاروں پر لگایا گیا الزام قانون کے مطابق ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا اثر کیا ہوگا؟

(۳) آیا مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ سی بنیادی حق ۱۹، ۲۰ اور ۲۵ سے متصادم ہے؟"

(۵) نذیر احمد تونسوی نے ایسی ہی دو اور رپورٹیں مورخہ ۸۵-۳-۲۷ کو درج کرائیں۔ ابتدائی رپورٹ نمبر ۴۹ لغایت ۸۵ء میں ظہیر الدین کے خلاف (جو کہ فوجداری اپیل نمبر ۳۱ کے لغایت ۱۹۸۸ء میں مدعی ہے) جو شکایت کی گئی' اس میں کہا گیا ہے کہ ظہیر الدین کے ساتھ ایک بجے بعد دوپہر بازار میں مڈھ بھیڑ ہوئی تو وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے خود کو مسلمان ظاہر کررہا تھا۔ اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی (ت پ) کارروائی کی گئی۔ اور ایک سال قید بامشقت نیز ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے ایک مہینے کی قید بامشقت بھگتنا پڑتی۔ سزایابی اور قید کے خلاف اس کی اپیل نیز نظر ثانی کی درخواست خارج کردی گئی۔ دوسری ابتدائی رپورٹ نمبر ۵۰ لغایت ۸۵ء ایسے ہی حقائق پر مبنی عبدالرحمٰن نامی شخص کے خلاف درج کرائی گئی جو کہ فوجداری اپیل نمبر ۳۴ کے ۸۸ء میں درخواست گزار ہے۔ وہ نذیر احمد تونسوی کو ۳ بجکر ۳۰ منٹ پر بازار

میں ملا تھا۔ اسے بھی قصوروار قرار دے کر ایک سال قید بامشقت' ایک ہزار روپیہ عدم ادائیگی کی صورت میں ایک ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ اس کی اپیل اور نظرثانی کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔ ان دونوں مقدموں میں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی گئی جیسا کہ فوجداری اپیل نمبر ۳۵ کے ۸۸ میں کیا گیا تھا۔

۶۔ مورخہ ۸۵-۴-۱۱ کو ایک دکاندار حاجی باز محمد نے رپورٹ درج کرائی (ایف آئی آر نمبر ۵۹؍۸۵) سٹی پولیس سٹیشن کوئٹہ) جس میں شکایت کی گئی تھی کہ اس کی دکان پر کلمہ طیبہ کا بیج لگائے ہوئے ایک گاہک آیا۔ جس نے اپنا نام مجید بتایا (جو فوجداری اپیل نمبر ۳۳ کے ۸۸ میں مدعی ہے اور قادیانی ہونیکا دعویٰ کیا اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان مقدمہ چلایا گیا اور ایک سال قید بامشقت کے ساتھ ایک ہزار روپیہ جرمانہ (عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مہینہ قید بامشقت) کی سزا دی گئی۔ اس کی اپیل اور نظرثانی کی درخواست ناکام ہوگئی۔ سپریم کورٹ نے اسے اپیل کی اجازت دی' جس پر فوجداری اپیل نمبر ۳۵ کے لغایت ۸۸ دائر کی گئی۔

۱۳۔ تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مسٹر اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے دلیل پیش کی کہ دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے اور ان کی طرف سے خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی ہر کوشش' آئین کے خلاف ہے اور یہی وہ عملی فریب کاری یا تلبیس ہے جس کا تدارک کرنے کی غرض سے ۱۹۸۴ء کا مذکورہ بالا آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ آرٹیکل ۲۰ مذہب کی پیروی کا مطلق اور لامحدود حق نہیں دیتا' بلکہ حق کا یہ استعمال دوسرے احکام اور احکام عامہ کے تقاضوں کے تابع ہونا چاہئے اس پس منظر میں دیکھا جائے تو متنازعہ آرڈیننس اس چیز کو آگے بڑھاتا ہے۔ جس کا اہتمام دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ کی شق (۳) میں کیا گیا ہے اور اکثریت نیز اعلان کردہ اقلیت دونوں کے مذہب کو تسلیم اور ان کا تحفظ کرتا ہے۔ اس سیاق وسباق میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت کی گئی کارروائی درست اور قانون کے مطابق تھی۔ علاوہ ازیں زیر دفعہ ۱۴۴ ات پ جاری کردہ حکم' ایک ہفتہ سے بھی کم عرصہ کی مدت کے لئے تھا اور اس پر انحصار کر کے کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

۱۶۔ اب ان آئینی دفعات کو لیتے ہیں جو زیر غور موضوع سے متعلقہ ہیں' دستور کا آرٹیکل ۲۶۰ کی شق (۳) خاص اہمیت کی حامل ہے۔ وہ پوری کی پوری ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

۲۶۰ تعریفات

دستور اور تمام وضع شدہ قوانین نیز دیگر قانونی دستاویزات میں تاوقتیکہ موضوع یا سیاق وسباق میں کوئی امر اس کے منافی نہ ہو۔

(الف) "مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اللہ تعالیٰ قادر کی توحید اور وحدت نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کی حیثیت میں کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد (صلعم) کے بعد اس لفظ کے کسی مفہوم یا تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو جو نبی ہونے کا مدعی ہو۔

(ب) "غیر مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی فرد جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتا ہو یا کوئی بہائی اور شیڈولڈ ذاتوں میں سے کسی ذات سے تعلق رکھنے والا شخص شامل ہے"۔

آرٹیکل ۲۰ بھی جو کہ بنیادی حقوق کا ایک جزو اور خصوصی توجہ کا مستحق ہے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

۲۰۔ ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈیننس جس کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ صدر نے ۲۶ اپریل ۸۴ء کو نافذ کیا تھا۔ اس آرڈیننس کو وضع اور نافذ کرنے میں اس وقت کے صدر کو بنیادی حقوق یا دوسری دفعات کے باعث کسی آئینی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اس کی اپنی مرضی سب سے بالا (سپریم) تھی۔ اس کارروائی میں پورے آرڈیننس کو چھان بین کا ہدف نہیں بنایا گیا۔ جن اجزاء کو توجہ کا مرکز بنایا گیا اور قابل چیلنج سمجھا گیا وہ دفعہ ۳ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے ذریعے مجموعہ تعزیرات پاکستان میں نئی دفعات ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی کا اضافہ کیا گیا ہے جنہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"۲۹۸۔ ب: القاب، حرکات اور خطاب وغیرہ کا غلط استعمال

(۱) قادیانی یا لاہوری جماعت کا کوئی فرد (جو خود کو احمدی یا کسی دیگر نام سے موسوم کرتے ہیں) جو زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا بیان کے ذریعے:۔

(الف) کسی شخص کو ماسوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے، بطور امیر

المومنین' خلیفۃ المومنین یا خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ کہہ کر حوالہ دے گا یا خطاب کرے گا'۔

(ب) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کے علاوہ کسی عورت کا بطور ام المومنین حوالہ دے گا یا خطاب کرے گا'۔

(ج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنبہ کے رکن کے علاوہ کسی شخص کا اہل بیت کے طور پر حوالہ دے گا یا خطاب کرے گا۔

(د) اپنی عبادت گاہ کا بطور مسجد حوالہ دے' نام لے یا پکارے تو اسے دونوں اقسام میں سے کسی ایک قسم کی اتنی مدت کے لئے سزائے قید دی جائے گی' جس کی میعاد تین برس تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہوگا۔

(۱۸) پس واضح ہوا کہ دوسروں کے تجارتی ناموں' تجارتی نشانوں' ملکیتی نشانات یا علامتوں کو اس نیت سے استعمال جس کا مقصد دوسروں کو یہ باور کرانا ہو کہ وہ استعمال کنندہ کی ملکیت ہیں' ایک جرم کے مترادف ہے اس کے مرتکب کو نہ صرف قید اور جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے بلکہ اس سے ہرجانہ بھی وصول کیا جا سکتا ہے اور اسے باز رکھنے کے لئے امتناعی حکم جاری کیا جا سکتا ہے۔ یہ معمولی مالیت کے مال کے بارے میں واقعی سچ ہے۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہیں دے گی کہ اس کی مصنوعات کے چند اونس بھی اس کی اپنی بوتلوں یا دوسرے ظروف میں جن پر کوکا کولا کا نشان لگا ہوا ہو' فروخت کرے خواہ اس کی قیمت چند سینٹ ہی کیوں نہ ہو۔ مزید برآں یہ ایک فوجداری جرم ہے جس پر قید و جرمانہ کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ اصول وابستہ ہیں کہ دھوکہ نہ دو اور دوسروں کے حقوق ملکیت پامال نہ کرو۔

۱۹ سادہ الفاظ میں جو لوگ دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے خواہ ان کی حرکت سے پہنچنے والے نقصان کی مالیت چند کوڑیوں کے برابر ہو ہمارے ہاں قائداعظم اور اس کے مماثل لقب کی حفاظت کے لئے قانون وضع کیا گیا ہے جسے کسی حلقے نے چیلنج نہیں کیا۔ بہرحال پاکستان جیسی نظریاتی ریاست میں اپیل کنندگان جو کہ غیر مسلم ہیں اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی مسلمان کے لئے سب سے قیمتی متاع ہے' وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دسیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔

۲۰۔ دوسری طرف اپیل کنندگان اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو

اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان بدعتی غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے' جو مسلم شخصیات کے پاسنگ بھی نہیں۔ حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس اپیل کنندگان اور ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلام کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں نہ صرف جو ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکہ دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں میں مدد کا طلبگار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ "Cantwell vs Connecticut (310 US 296 at 306)" نامی

۲۳۔ بہر حال یہ ادعا اپنے اندر کوئی میرٹ نہیں رکھتا' احمدیوں کو دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ (۳) (ب) کی رو سے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور وفاقی شرعی عدالت' مجیب الرحمٰن بنام وفاقی حکومت پاکستان ودیگر (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء ایف ایس سی) نامی مقدمہ میں اس بنا پر اس فیصلہ کی تصدیق و توثیق کر چکی ہے کہ قادیانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور قرآن حکیم کی ایک واضح اور صاف آیت کی تاویل کے ذریعے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور اسلام میں ظل' بروز اور حلول جیسے مکاری مبنی تصورات کو فروغ دیتے ہیں۔ اس لئے انہیں حکم دیا گیا کہ وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر خود کو بطور مسلمان پیش کرنے سے باز رہیں اور مسلمانوں کے قانونی حقوق کا مطالبہ کرنے سے باز آجائیں۔

۲۴۔ مسلمان ''صحابی'' اور ''اہل بیت'' کی اصطلاحات بالترتیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں اور ان کے ارکان خاندان کے لئے استعمال کرتے ہیں' جو سب کے سب بہترین مسلمان تھے۔

۲۵۔ جہاں تک شعائر اسلام کا تعلق ہے' عدالت نے قرار دیا کہ اسلامی شعائر کسی غیر مسلم کو انہیں اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اگر کوئی اسلامی حکومت برسر اقتدار ہونے کے

باوجود کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کئے بغیر ان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے تو وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہتی ہے۔ سیکولر ریاست کی طرح ایک اسلامی ریاست بھی قانون بنانے غیر مسلموں کو اسلامی شعائر کے استعمال اور اپنے مذہب کی تبلیغ سے باز رکھنے کا اختیار رکھتی ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ایسی پابندی کا مطلب بے ایمان اور دھوکہ باز غیر مسلموں کو اسلام کی مخصوص و نمایاں صفات کے استعمال سے باز رکھنا ہے تاکہ وہ دوسرے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب نہ کر سکیں بلکہ اپنے مذہب کی آغوش میں لانے کی کوشش کریں۔ مزید قرار دیا گیا کہ اس دعویٰ پر بنیادی حقوق کی آڑ میں زور دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

۲۶۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مجیب الرحمٰن و دیگران نے وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ و بالا حکم کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ میں آرٹیکل ۲۰۳ این کے تحت چیلنج کیا تھا۔ (دیکھئے پی ایل ڈی ۱۹۸۸ء ایس سی (شریعت اپیلٹ بنچ) ۱۶۷) لیکن بعد میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر اپیل واپس لے لی گئی۔

''ایسے معمولات اور طرز عمل پر پابندی لگانا ریاست کی طرف سے مذہبی آزادی قائم رکھنے کے عین مطابق ہے جو سول حکومت کے قیام سے مطابقت نہ رکھتے ہوں یا معاشرہ کے مسلسل وجود کے لئے ضرر رساں ہوں''۔

۳۶۔ محولہ بالا مقدمہ کے صفحہ ۱۵۵ پر حسب ذیل متعلقہ رائے ملتی ہے۔

''آئینی دفعہ غیر سماجی افعال یا ایسے افعال کا تدارک نہیں کرتی جو خود معاشرہ کے لئے تباہ کن ہوں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دستور میں جس مذہبی آزادی و حریت کی ضمانت دی گئی ہے اور تحفظ کا اہتمام کیا گیا ہے وہ بعض پابندیوں کے تابع ہے۔ جس کی تشریح کرنا عدالت ہائے قانون کا کام اور فرض ہے اور وہ پابندیاں ایسی ہوتی ہیں جو معاشرہ کے تحفظ کے لئے ضروری اور معاشرتی امن کے مفاد میں ہوں''۔

مذہب کی تعریف

۳۷۔ پس یہ جاننا لازم ہے کہ مذہب کیا ہے؟ وہ آزادی کیا ہے جو حکومت کے قانون کرنے اور کارروائی کرنے کے اختیار کو محدود کرتی ہے۔ اہل علم نے اس لفظ کے مختلف

مشتقات اور ماخذ بتائے ہیں۔ مذہب نظریات' اعمال اور اداروں کا مرکب و مجموعہ ہوتا ہے' مذہب خدا پر' عالم روحانیت پر اور ایسی دنیا پر یا دنیاؤں پر ایمان کے اظہار و اعلان سے عبارت ہے جو ہماری دنیا سے ماوراء ہے۔

مسلم اور غیر مسلم کی تعریف

''۲۶۰۔تعریفات''

(۳) دستور اور تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں تاوقتیکہ موضوع یا سیاق وسباق میں کوئی امر اس کے منافی نہ ہو۔

(الف) ''مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت وتوحید اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مکمل اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبی کے کسی بھی مفہوم یا تشریح کی رو سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے۔

(ب) ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلمان نہ ہو اور اس میں عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص' قادیانی یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی فرد یا کوئی بہائی اور شیڈولڈ کاسٹس میں سے کسی ذات سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے''۔

۳۹۔اصطلاح ''مذہب'' کی تعریف بھارت' امریکہ یا آسٹریلیا میں سے کسی ملک کے دستور میں درج نہیں۔ تاہم بھارتی سپریم کورٹ نے مقدمہ زیر عنوان Commissioner H.R.E. Vs. Lakshmindra Swamiar (AIR 1954, S.C. 282) میں اس اصطلاح کی تشریح یوں کی ہے۔

''مذہب افراد یا برادریوں کے عقیدہ سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے' اس کا خدا پرستی سے متعلق ہونا ضروری نہیں۔ ہندوستان میں ایسے معروف مذاہب موجود ہیں مثلاً بدھ مت اور جین مت' جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ مذہب کی بنیاد بلاشبہ عقائد۔

(۳) جہاں تک مذہب پر آزادانہ عمل کا تعلق ہے" "آزادانہ" سے "کھلی چھٹی" مراد نہیں ہے۔ آزادی کے تصور کو محض ایک خاص سیاق وسباق میں پرکھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادانہ تقریر کے یہ معنی نہیں کہ پر ہجوم جگہ پر "آگ آگ" کا شور مچا کر لوگوں میں اضطراب پھیلا دیا جائے۔ اسی طرح جیسا کہ مختلف امریکی مقدمات سے ظاہر ہے مذہب پر آزادانہ عمل افراد کو ان کے مذہبی عقائد کی بنا پر اختیار نہیں دیتا کہ وہ ملکی قانون کی دھجیاں بکھیر دیں۔

۴۔ ہائیکورٹ اس وقت ثالثی کے فرائض انجام دیتی ہے جب مقننہ کا بنایا ہوا کوئی قانون' مذہبی آزادی میں ناجائز طور پر خلل ڈالتا ہے۔ اس طرح مذہب کی حفاظت کے لئے معاشرہ کو انتشار میں مبتلا کئے بغیر عملی اقدام کی منظوری دینا ممکن ہو جاتا ہے"۔

۵۳۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ انگریزی راج کے دوران مسلم معاشرہ میں' احمدیہ جماعت کی تخلیق اس کی نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظم حملہ ہے' وہ اس تنظیم کو اپنی سلامتی و یکجہتی کے لئے ایک مستقل خطرہ سمجھتے ہیں کیونکہ مسلم

احمدیت اقبال کی نظر میں

۵۴۔ احمدیت کے بارے میں علامہ اقبال لکھتے ہیں:۔ "میں قادیانی تحریک کے بارے میں اس وقت شکوک وشبہات کا شکار ہو گیا' جب نئی نبوت کا دعویٰ جو بانی اسلام کی نبوت سے بھی بڑھ کر ہے' قطعی طور پر پیش کیا گیا اور مسلم دنیا کو "کافر" قرار دیا گیا۔ بعد ازاں میرا شک اس وقت عملی بغاوت میں بدل گیا' جب میں نے خود اپنے کانوں سے تحریک کے ایک پیرو کار کو پیغمبر اسلام کا ذکر توہین آمیز لہجے میں کرتے سنا"۔ دیکھئے

(Thoughts and Reflection of Iqbal 1973 (page 293- 1973 Edition)

۵۵۔ امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیوں نے باطنی طور پر اپنے بارے میں حقیقی مسلمان برادری ہونے کا اعلان کر رکھا ہے' انہوں نے خود کو اصل امت مسلمہ سے' اس بنا پر الگ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ مسلمان' مرزا غلام احمد قادیانی' بانی جماعت احمدیہ' کو پیغمبر اور مسیح موعود کیوں نہیں مانتے۔ یہ عقیدہ خود مرزا صاحب کی ہدایات کے تحت اپنایا گیا ہے جو برملا کہتا تھا کہ۔

(الف) ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد جن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے وہ مجھے نہیں مانتے''۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸)...... (مندرجہ روحانی خزائن، ص ۵۴۷، ج ۵) ایک ''نبی'' نے جو زبان استعمال کی ہے اور مخاطبوں پر اس کا جو اثر ہو سکتا ہے، وہ قابل غور ہے۔

''ایسے اماموں کی طرف سے ان لوگوں کی بابت طویل اشتہار شائع ہونا چاہئے جو مجھے کافر کہتے ہیں، تب میں انہیں مسلمان سمجھوں گا تاکہ تم ان کی امامت میں نماز پڑھ سکو''۔ (بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء جیسا کہ اسے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، جلد اول ۳۰۷ پر نقل کیا گیا ہے

ظفر اللہ خاں کا قائداعظم کے جنازہ میں شرکت سے انکار

۵۷۔ سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بابائے قوم قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل ہونے اور انہیں آخری خراج عقیدت پیش کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اسے غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔ (روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

۶۱۔ جیسا کہ اوپر دکھایا گیا، پاکستان کے دستور میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے، بلاشبہ وہ ایک غیر اہم اقلیت ہیں اور مسلمانوں نے ان کے عقائد کی بنا پر انہیں ملحد سمجھتے ہوئے غیر مسلم قرار دیا ہے جو کچھ اوپر کہا گیا اس سے قطع نظر عدالتوں نے اکثریت سے اختلاف کرنے والوں کو نکال باہر کرنے کا اختیار مذہب یا مذہبی فرقہ کی اکثریت کے حق میں تسلیم کیا ہے اور بھارت کی سپریم کورٹ نے ایسی کارروائی کو رد کرنے والے قانون کو دستور کے منافی قرار دیا تھا۔

۶۳۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، احمدیوں نے بھی اپنی مرضی سے ہمیشہ یہ چاہا کہ مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے ان کی جداگانہ حیثیت ہو، عام حالات میں انہیں اپنے مقصد حاصل ہونے پر خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا خصوصاً جب خود آئین نے ان کے لئے اس کی ضمانت دی، ان کی مایوسی و برہمی کا سبب یہ ہے کہ وہ باقی ماندہ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کرنا اور اسلام کا دم چھلا اپنے ساتھ لگائے رکھنا چاہتے تھے۔ پس انہیں شکوہ ہے کہ

انہیں ملت اسلامیہ سے غیر منصفانہ طور پر خارج کیا گیا اور غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ ان کی برہمی اور آزردگی کی وجہ یہ لگتی ہے کہ اب وہ اسلام سے بے خبر اور غیر مسلموں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی اسکیم پر کامیابی سے عمل نہیں کر سکتے۔ شاید یہی وجہ ہو کہ وہ اسلامی القابات واصطلاحات کو غصب کرنا چاہتے ہیں' کلمہ کا اظہار کرتے اور اذان دے کر خود کو مسلمان ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کے پردہ میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت' کرنے کے خواہش مند ہیں' ایسا لگتا ہے کہ غیر مسلم کا لیبل ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ بن گیا ہے۔

۶۴۔ احمدیوں کی اس خواہش نے' کہ مسلمانوں کی جملہ قابل احترام شعائر پر کسی نہ کسی طرح قبضہ کر لیا جائے اس لئے جنم لیا کہ وہ اپنے مذہب کو مشکوک انداز اور پیغام کی صورت میں اسلام کے طور پر پھیلانا چاہتے تھے۔

اپنے عقیدہ کی تبلیغ واشاعت کرنا

۶۶۔ اعتراض بطور خاص اس جملے پر کیا گیا ہے ''خود کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کرے''۔ بلیک کی قانونی لغت **Law Dictionary** **Black,s** کے مطابق لفظ ''**Vague**'' کے معنی ہیں۔ غیر واضح' غیر یقینی' سمجھ میں نہ آنے والا' مبہم' اس اصول کے مطابق کوئی قانون جو کسی شخص کو واضح طور سے یہ نہیں بتاتا کہ کس چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کس بات سے منع کیا گیا ہے۔

۶۸۔ ڈکشنری کے مطابق ''**Pose**'' کے معنی ہیں ''دعویٰ کرنا'' یا کوئی تجویز غور و خوض کے لئے پیش کرنا' موجودہ معاملہ میں قانون کے مخاطب قادیانی یا لاہوری گروپ کے ارکان ہیں۔ وہ عقائد کے حوالہ سے امت مسلمہ کے بڑے حصہ کے ساتھ سنگین اختلافات و تنازعات کا طویل پس منظر رکھتے ہیں۔ ان متنازعہ عقائد پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔

''جو کوئی حکومت پاکستان کی بری' بحری یا فضائی میں سپاہی' ملاح یا ہوا باز نہ ہو' ایسا لباس پہنے یا ایسا نشان لگائے پھرے جسے کوئی سپاہی' ملاح یا ہوا باز پہنتا ہو یا لگاتا ہو تو اسے ...... سزا دی جائے گی' اسی طرح دفعہ ۱۷ میں ایسا لباس پہننے یا نشان لئے پھرنے کو جرم قرار دیا گیا جسے سرکاری ملازمین کا کوئی طبقہ پہنتا یا لگاتا ہو' دفعہ ۱۷۱ (ڈی) کے تحت رائے

دہی کے لئے پرچی مانگنے یا کسی دوسرے زندہ یا مردہ شخص کے نام پر ووٹ ڈالنے کو بھی جرم ٹھہرایا گیا ہے۔ ایسی صورت میں محض اس طرز عمل کو شہادت مانا جائے گا۔ دفعہ ۲۰۵ یکسر مختلف معاملہ سے بحث کرتی ہے اس میں کہا گیا ہے:۔

''جو کوئی جھوٹ موٹ کسی اور شخص کا روپ دھار کر اس اختیار کردہ کردار میں کوئی اقبال کرے یا بیان دے اسے کوئی ایک سزا دی جائے گی۔ دفعہ ۲۲۹ میں جیوری کے کسی رکن یا اسیسر کی تلبیس شخصی کرنے کو جرم بتایا گیا ہے سب سے آخر میں دفعہ ۴۱۶ آتی ہے' جس کا تعلق تلبیس شخصی کے ذریعے دغا دینے سے ہے' اس میں کسی اور شخص کا روپ دھار کر یا اپنے آپ کو کسی دوسرے کا قائم مقام یا اس جیسا ظاہر کر کے دھوکہ دینا شامل ہے۔

''۲۔ الف قرارداد مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہوگی۔

ضمیمہ میں نقل کردہ قرارداد مقاصد میں بیان کئے گئے اصول اور احکام کو بذریعہ ہذا دستور کا مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ بجنسہ موثر ہونگے''۔

۷۶۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار یہ ہوا کہ قرارداد مقاصد کو جو اس سے پہلے ابتدائیہ کے طور پر ہر دستور کا جزو رہی تھی' ۱۹۸۵ء میں آئین کا موثر حصہ قرار دے کر اس میں شامل کر لی گئی۔ یہ کسی قانون کے متن کو بذریعہ حوالہ اپنانے کا عمل تھا جس سے وکلاء بے خبر نہیں۔ ایسا عموماً اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی نئے قانونی نظام کی تنفیذ عمل میں آتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں ہر مارشل لاء کے نفاذ یا دستوری نظام کی بحالی کے موقع پر ایسا کیا گیا مقننہ نے انگریزی راج کے دوران بھی بعض اسلامی اور دیگر مذہبی رسم ورواج پر مبنی قوانین کو اسی طریقے سے اپنا لیا تھا اور انہیں مثبت قوانین سمجھا گیا تھا۔

۷۷۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب عوام کے منتخب نمائندوں نے پہلی بار اللہ تعالٰی کے اقتدار اعلٰی کو دستور کے مستقل و موثر حصہ اور ان کے لئے واجب التعمیل کے طور پر قبول کر لیا اور یہ عہد کیا کہ وہ محض تفویض کردہ اختیارات کو اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے استعمال کریں گے۔ اعلٰی عدالتوں کے عدالتی نظر ثانی کے اختیار میں بھی توسیع کر دی گئی۔

۸۱۔ پس یہ بات واضح ہے کہ دستور نے اسلامی احکام کو جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں ہیں'

منضبط حقیقی اور موثر قانون کے طور پر اپنا لیا ہے' معاملہ کی اس صورت میں اسلامی احکام ہی جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں درج ہیں اب حقیقی قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آرٹیکل ۲۔ اے نے اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کو موثر اور واجب التعمیل بنا دیا ہے' اسی آرٹیکل کی بدولت قرارداد مقاصد میں درج قانونی احکام اور قانون کے اصول موثر اور آئین کا مستقل حصہ بن گئے ہیں۔ اس لئے انسان کا بنایا ہوا ہر قانون احکام اسلام کے جیسا کہ وہ قرآن وسنت میں مذکور ہیں مطابق ہونا چاہیے اور آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق بھی اسلامی نظریاتی وتعلیمات کے منافی نہیں ہونے چاہئیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کے ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

یہ نظم مرزا صاحب کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

علاوہ ازیں ''اربعین'' (جلد ۴' صفحہ ۱۷) میں اس نے دعویٰ کیا ہے'

''سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں' اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں''۔ (مندرجہ روحانی خزائن' ص ۴۴۵-۴۴۶' جلد ۱۷)

۸۔ جہاں تک رسول اکرم کی ذات گرامی کا تعلق ہے' مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:۔

''ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو' لازم ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ بچوں' خاندان' والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔''

(صحیح بخاری کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے' پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

۸۹۔ ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرتے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام

اس کی شکل میں ایک اور رشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟

۹۰۔ جس کارروائی کے نتیجہ میں زیر بحث اپیلوں کی سماعت کی نوبت آئی وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا جاری کردہ حکم ہے۔

ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیہ جماعت کو جو ربوہ کی آبادی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے عہدیداروں کے توسط سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے مطلع کیا ہے اور انہیں حکم دیا کہ وہ آرائشی دروازے بینرز اور لائٹنگ کا سامان ہٹالیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ آئندہ دیواروں پر اشتہار نہیں لکھے جائیں گے اپیل کنندگان یہ بات ثابت نہیں کر سکے کہ مذکورہ بالا معمولات اور کام ان کے مذہب کے لازمی تکمیلی ارکان ہیں۔ حتیٰ کہ صد سالہ تقریبات کے گلیوں اور سڑکوں پر انعقاد کے بارے میں بھی ثابت نہیں کیا جاسکا کہ وہ ان کے مذہب کا لازمی اور ناگزیر جزو تھیں۔

۹۴۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فاضل سنگل بنچ نے ایک تفصیلی اور بڑا معقول حکم جاری کیا ہے اور بڑی دانائی اور دیانتداری کے ساتھ متعدد غیر ملکی فیصلوں سے مثالیں دی ہیں جس سے اس انتہائی حساس غیر مسلم اقلیت (احمدیہ جماعت) میں اعتماد پیدا ہوگا۔ اس لئے ہم ریکارڈ کو مزید وزنی کئے بغیر ان کے استدلال کو بھی قبول کرتے ہیں پس آرڈیننس کے بارے میں قرار دیا جاتا ہے کہ وہ آئین سے ماورا نہیں ہے جس کے نتیجہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو مقدمہ کے حقائق میں دستور کے آرٹیکل ۲۰ کا سہارا لیا گیا ہے نہ ہی اس اپیل کا کوئی میرٹ بنتا ہے پس یہ اپیل خارج کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث کے نتیجہ میں اس سے متعلقہ اپیلیں بھی نامنظور کی جاتی ہیں۔

دستخط

جسٹس عبدالقدیر چودھری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس ولی محمد خاں۔

۳۔ جسٹس سلیم اختر

۱۔ اپیل کنندگان نے دستور کے آرٹیکل ۱۹' ۲۰ اور ۲۵ کے تحت اپنے حق کے تحفظ کا دعویٰ اس بنیاد پر کیا ہے کہ ازروئے دستور وہ ایک اقلیت ہیں۔ وہ دستور کے معنوں میں خود کو ایک اقلیت اور مسلمانوں سے الگ برادری تسلیم کرتے ہیں۔

۳۔ جہاں تک آرٹیکل ۲۔ (الف) کے اطلاق کا تعلق ہے میں حکیم خاں کے مقدمہ (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء ایس سی ۵۹۵) میں بیان کردہ موقف کی تائید کرتا ہوں۔

۴۔ مذہبی آزادی کی ضمانت آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے جس میں مذہب پر عمل کرتے اس کی پیروی کرنے اور تبلیغ کرنے کا حق شامل ہے۔ آرٹیکل ۲۰ میں اس آزادی کو کنٹرول کرنے والی جو حد مقرر کی گئی ہے اس کے مطابق یہ آزادی قانون' امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ قانون آرٹیکل ۲۰ پر سبقت نہیں لے جا سکتا' تاہم یہ مذہبی آزادی کا اس طرح تحفظ کرتا ہے کہ اخلاق اور امن عامہ کی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اپیل کنندگان کی طرف سے مذہب کی تبلیغ واشاعت پر جو کہ دوسری اقلیتوں سے مختلف ہیں اور اپنا مختلف پس منظر اور تاریخ رکھتے ہیں امن عامہ برقرار رکھنے اور اخلاق کے تحفظ کی غرض سے پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ پس مذہب کی پیروی کرنے اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے حق پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی بشرطیکہ وہ ان معمولات کو شعائر اسلام کو اختیار کئے بغیر ایسے طریقے سے انجام دیں کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

۵۔ میں اپنے فاضل بھائی جسٹس شفیع الرحمٰن سے اتفاق کرتا ہوں کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ (ج) کی شق ہائے (الف) (ب) اور (ہ) دستور کے آرٹیکل ۱۹' ۲۰ اور ۲۶۰ (۳) سے متصادم نہیں ہیں۔

۶۔ جہاں تک دفعہ ۲۹۸ (سی) ت پ کی شق ہائے (ج) (د) کا تعلق ہے میرے خیال میں وہ آرٹیکل ۲۰ کے خلاف نہیں ہیں۔ بشرطیکہ قادیانی' احمدی ان پر شعائر اسلام اپنائے بغیر عمل کریں۔

۷۔ پس میں دیوانی اپیل نمبر ۸۹/ ۱۴۹ اور ۸۹/ ۱۵۰ کو خارج کرتا ہوں اور فوجداری اپیل ہائے نمبر ۳۱ کے تا ۳۵ کے لغایت ۹۸۸ ظ ء کے بارے میں ماتحت عدالت کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی ازسرنو سماعت کی جائے۔

۸۔ دیوانی اپیل نمبر ۴۱۲/۹۲ میں دفعہ ۱۴۴ فوجداری کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو زیر دفعہ ۱۴۴ غیر محدود مدت کے لئے حکم نافذ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اس لئے یہ اپیل جزوی طور پر اس حد تک منظور کی جاتی ہے۔ دستخط (جسٹس سلیم اختر)

عدالت کا حکم

عدالت نے کثرت رائے سے قرار دیا ہے کہ مذکورہ بالا تمام اپلیں خارج کئے جانے کے لائق ہیں اور بذریعہ ہذا خارج کی جاتی ہیں۔

فوجداری اپیل نمبر ۳۱ کے تا ۳۵ کے لغایت ۸۹ کے سزا یافتگان جو اس وقت ضمانت پر ہیں۔ فوراً حراست میں لے لئے جائیں گے اور انہیں عدالت کی طرف سے دی گئی باقی ماندہ سزا بھگتنی ہوگی۔

دستخط

جسٹس شفیع الرحمٰن... جسٹس عبدالقدیر چودھری... جسٹس محمد افضل لون

جسٹس سلیم اختر... جسٹس ولی محمد خاں

اس فیصلہ کا اعلان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو بمقام اسلام آباد فاضل جج کے چیمبر میں کیا گیا۔

دستخط (جسٹس شفیع الرحمٰن)

(S.C.M.R August 1993)

مال و زر جہاں کی تمنا نہیں مجھے
عشق رسولؐ میری متاع حیات ہے

قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں

''احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں''

علامہ اقبال کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام۔

لاہور... ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال نہرو

آپ کے خط کا جواب مجھے کل ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے

مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدی کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے' دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھا کہ میں دکھاؤں' علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی وفاداری کیونکر پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکر اس نے اپنے لئے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی علم نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ ان کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہر سی دوڑا دی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود دینیات سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی ''دینیات'' سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا اس کا سخت افسوس ہے۔ میں ان دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ مسلسل اور پیہم علالت کے سبب میں عملاً عزلت گزیں ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر پنجاب کب تشریف لا رہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی تجویز ہے اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملا یا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے اس لئے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ کا مخلص محمد اقبال

تحفظ ناموس رسالتؐ پر لاہور ہائیکورٹ کا

تاریخی فیصلہ

قادیانیوں کی طرف سے شان رسالتؐ میں کی گئی گستاخیوں سے پردہ اٹھتا ہے

علامہ اقبالؒ

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہ طٰہٰ

"مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵سی کے احکام نے یہ بات ممکن بنادی ہے کہ ملزموں کا عدالتی طریقہ کار سے مواخذہ کیا جاسکے اور معاشرہ میں رجحان پیدا کردیا ہے کہ قانونی کارروائی کا سہارا لیا جائے۔ تعزیرات پاکستان کی محولہ بالا دفعہ کے تحت مقدمے کے اندراج سے ملزم کو ایک عرصہ حیات میسر آجاتا ہے۔ اس امر کے پورے موقع کے ساتھ کہ وہ اپنی پسند کے وکیل کے ذریعے عدالت میں اپنا دفاع کرے اور سزایابی کی صورت میں اعلیٰ عدالتوں میں اپیل، نگرانی وغیرہ جیسی دادرسی کا فائدہ اٹھائے۔ کوئی بھی شخص، کجا ایک مسلمان، ممکنہ طور پر اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ من مانی کا سدباب کرتا ہے اور قانون کی حکمرانی کو فروغ دیتا ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵سی کے احکام کی تنسیخ کردی جائے یا انہیں دستور سے متصادم قرار دیا جائے تو معاشرہ میں ملزموں کو جائے واردات پر ہی ختم کرنے کا پرانا دستور بحال ہوجائے گا۔"

ظالم فرنگی نے مسلمانوں سے خالد بن ولید، طارقؒ بن زیاد، سلطان نورالدین زنگیؒ اور سلطان صلاح الدینؒ ایوبی سے انہی شکستوں کا بدلہ لینے کے لئے غلام ہندوستان میں جھوٹی نبوت کی پگڑی باندھی لیکن غیور و جسور مسلمانوں نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کے باوجود اس پگڑی کو جھوٹی نبوت کا کفن بنادیا۔ تاریخ کے اوراق ان عاشقان رسولؐ کے اسمائے گرامی سے جگمگا رہے ہیں، جنہوں نے زندگی کے ہر محاذ پر اس فتنے کی سرکوبی کی۔ انہیں عظیم لوگوں میں عدلیہ کے کچھ روشن ستاروں کا تذکرہ بھی آتا ہے۔ لاہور ہائی کورٹ لاہور

عزت مآب جناب جسٹس میاں نذیر اختر

سائلان ایک کیس میں ضمانت کی استدعا کرتے ہیں جو ان کے خلاف بمطابق رپورٹ ابتدائی نمبر ۱۶۰ مورخہ ۹۳-۱۱-۲۱ بجرم ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان تھانہ پپلاں' ڈسٹرکٹ میانوالی میں درج کیا گیا ہے۔ ریاض احمد سائل نمبر ا بشارت احمد سائلان نمبر ۲ کا والد اور قمر احمد اور مشتاق احمد سائلان نمبر ۳ اور ۴ کا چچا ہے۔

۲۔ یہ مقدمہ سائلان کے خلاف ایک تحریری درخواست مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۳ء پر درج کیا گیا۔ مذکورہ درخواست میں محمد عبداللہ ولد محمد مظفر نے ایک وقوعہ کے سلسلے میں تھانہ پپلاں کے ایس ایچ او کو دی' جو ۱۱ نومبر ۱۹۹۳ء کو رونما ہوا۔ ایف آئی آر کے مندرجات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

''میں تحفظ ختم نبوت کا کارکن ہوں۔ میں اپنے گاؤں کے قریب مورخہ ۹۳-۱۱-۱۱ ٹائم ۱۱ بجے دن تقریباً اپنے Cousin کے ساتھ سڑک پر کھڑا تھا کہ مسمی ریاض احمد ولد رستم خان' بشارت احمد ولد ریاض احمد' قمر احمد و مشتاق احمد پسران محمود احمد' جو کہ غیر مسلم (قادیانی) ہیں' ہمیں دیکھ کر ہماری طرف بڑھے اور طنزاً کہنے لگے کہ یہ سرکاری مسلمان ہیں اور ہمارے مذہبی جذبات مجروح کیے۔ لیکن ہم خاموش کھڑے رہے اور جواباً کچھ نہ کہا' لیکن اس کے باوجود الزام علیہان مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخانہ کلمات کہتے رہے اور یہ کہا کہ ہم مرزا غلام احمد کو سچا نبی مانتے ہیں جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے کم نہیں اور ساتھ ہی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی بابت ناقابل برداشت کلمات کہتے ہوئے انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے نبی کے تین لاکھ معجزات ہیں' لیکن آپ کے نبیؐ کے تین ہزار معجزات تھے۔ اس بحث کے دوران قمر احمد ولد محمد حسن' نذیر احمد ولد بابو خان ہمارے قریب آ گئے۔ انہوں نے بھی الزام علیہان کے بیان کردہ نازیبا کلمات اور گفتگو سنی اور وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سچ بات کی شہادت دیں گے۔ اگر مذکورہ حالات کو مدنظر رکھ کر الزام علیہان کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو ہمارے علاقے کے مذہبی جذبات' جو کہ دبے ہوئے ہیں' جنگل کی آگ کی طرح بھڑک اٹھیں گے اور امن عامہ کے نقص کے علاوہ مذہبی اختلافات پورے ملک کو لپیٹ میں لے لیں گے' لہذا الزام علیہان

کے خلاف مقدمہ درج فرما کر مشکور فرمائیں۔ تو ازش ہوگی''۔

۳۔ سائلان نے فاضل سیشن جج میانوالی کی عدالت میں درخواست برائے ضمانت دائر کی جنہوں نے مذکورہ درخواست بروئے حکم مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۴ء مسترد کر دی۔ اس فیصلے کا متعلقہ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے بادی النظر میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقدس اور بلند رتبہ نام کی بے حرمتی کے مترادف ہے کیونکہ اس انداز میں آپؐ کے رتبے کو گھٹا کر مرزا غلام احمد کی سطح پر لایا گیا ہے' چنانچہ یہ یقین کرنے کی معقول وجوہ موجود ہیں کہ سائلان نے ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵سی کے تحت آتا ہے اور جو سیشن ۷۹۴ کی ممنوعہ کلاز کے دائرے میں آتا ہے''۔

مزید برآں مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ وہ ''درود وسلام'' کا مستحق ہے اور یہ کہ اس کے پیروکار جائز طور پر اس کے نام کے ساتھ ''علیہ الصلوۃ والسلام'' لکھ سکتے ہیں۔ (حوالے کے لئے دیکھئے ''اربعین'' نمبر ۲' صفحہ ۶) کتاب ''تذکرہ'' میں' جو قادیانیوں کے مطابق مرزا غلام احمد کے الہامات پر مشتمل ہے' صفحہ ۷۷ پر یہ الہام ''صلی اللہ علیک علی محمد'' موجود ہے۔

مطابق وہ نبی تھا' اللہ کی جانب سے اس کا نام محمد اور احمد رکھا گیا تھا۔ اسے ''رحمة اللعالمین'' بنا کر بھیجا گیا تھا' وہ محمد متشکل تھا اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی نبوت کا کامل عکس تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح درود وسلام کا حقدار تھا۔ چنانچہ سائلان کی جانب سے مرزا غلام احمد کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت اور مرتبے سے کم تر نہ قرار دینا خلاف امکان نہیں۔ سائلان کے فاضل وکیل نے مرزا غلام احمد کی متعدد کتابوں کا حوالہ دیا ہے جس میں اس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے محبت اور گہری عقیدت واحترام کا اظہار کیا ہے۔

فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے انحصار کیا ہے۔) عدالت نے اپنے فیصلے کے پیرا ۸۲ میں یوں اظہار خیال کیا ''نہ صرف یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان اور عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی' بلکہ اس نے گاہے گاہے ان کی تضحیک بھی کی''۔ اس ضمن میں معزز عدالت عظمیٰ نے مرزا غلام احمد کی کتابوں سے درج ذیل اقتباسات کا حوالہ دیا:

(i) ''پیغمبر صلعم تبلیغ اسلام کے کام کی تکمیل نہ کر سکے اور میں اسے مکمل کرتا ہوں''۔
(حاشیہ ''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ ۱۶۵)

(ii) ''پیغمبر صلعم کچھ وحیوں کو سمجھ نہ سکے اور انہوں نے بہت سی غلطیاں کیں''۔
(''ازالہ اوہام'' شائع کردہ لاہوری پریس)

(iii) ''پیغمبر صلعم کے معجزات تین ہزار تھے۔ (''تحفہ گولڑویہ'' صفحہ ۶۷ شائع شدہ بمقام ربوہ)

(iv) ''میرے ایک لاکھ نشانات ہیں''۔ (''براہین احمدیہ'' صفحہ ۵۶)

معزز عدالت عظمیٰ کے نوٹس میں مزید یہ آیا کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) شکل محمدی لئے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں عدالت نے مرزا صاحب کی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' سے ذیل کے اقتباس کا حوالہ دیا:

''جو مجھ میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں امتیاز روا رکھتا ہے اس نے نہ ہی مجھے دیکھا ہے اور نہ ہی مجھے جانتا ہے''۔

چونکہ قادیانی مرزا غلام احمد کی جمیع تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں' بشمول اس کے اس دعوے کے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تمام خوبیوں اور تعظیمی القابات کا حامل ہے' اس لئے وہ یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ مرزا غلام احمد نبی تھا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عزت' مرتبے اور حیثیت میں کمتر نہیں تھا۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے اصرار کیا ہے کہ ایسا اعلان' حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار دستور پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کی شق ''الف'' اور ''ب'' کی رو سے غیر مسلم ہیں اور پوری دنیا میں مسلم امہ انہیں غیر مسلم ہی سمجھتی ہے۔ انہوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اللہ کے عظیم ترین پیغمبر کا درجہ (نعوذ باللہ) ایک دغا باز اور غیر مسلم کی سطح پر کیسے لایا جا سکتا ہے جسے فی الحقیقت برطانوی سامراج کے مفادات کے تحفظ کے لئے پلانٹ کیا گیا تھا۔ فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے اس استدلال کی تائید میں مرزا غلام احمد کی درج ذیل تحریروں کا حوالہ دیا ہے۔

۱۴۔ آگے بڑھنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم تعزیرات پاکستان کے سیکشن ۲۹۵ سی کے

مندرجات کا جائزہ لیں' جو اس طرح ہیں:

سیکشن سی ۲۹۵: ''جو کوئی تحریری یا زبانی الفاظ سے' یا مرئی شبیہ یا اظہار سے' یا کسی بھی بہتان' مخفی توہین' یا در پردہ الزام سے بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کا ارتکاب کرتا ہے' تو اسے سزائے موت یا سزائے عمر قید دی جائے گی اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا''۔

محمد اسماعیل قریشی بنام پاکستان بوسیلہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور کیس میں (PLD 1991 FSC 10) وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے الفاظ ''یا سزائے عمر قید'' اپنی تاثیر کھو بیٹھے ہیں' لہٰذا اب اس جرم کی سزا صرف موت ہے۔

۱۵۔ لفظ "Defile" کے معانی ہیں پاکیزگی یا اکملیت' خوبی کو خراب کرنا' وقار گھٹانا' ظاہری طور پر داغ دار بنانا' آلودہ کرنا' میلا کرنا' بے عزتی کرنا' بے حرمتی کرنا وغیرہ

(بلیک کی انگریزی لغت' پانچواں ایڈیشن' صفحہ ۳۸۰)

''تقدس اور بزرگی کی بے حرمتی کرنا' بے ادبی کرنا' تحقیر کرنا' عزت کو داغدار کرنا' بے آبرو کرنا''۔ (آکسفورڈ انگلش ڈکشنری' جلد ۳' صفحہ ۱۳۶)

فاضل اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کا یہ استدلال کافی وزن رکھتا ہے کہ سائلان نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو پست کر کے' مرزا غلام احمد کے برابر کر کے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد دستور پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کی شق ''الف'' کی رو سے مسلمان نہیں اور مسلم امہ کے اٹل عقیدے کے مطابق وہ نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا۔

سائلان نے' جو کہ قادیانی ہیں' مبینہ طور پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں گستاخانہ زبان استعمال کی اور سرعام اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد' اپنے مرتبہ و مقام میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم تر نہ تھا۔ انہوں نے مرزا غلام احمد کے معجزوں کی تعداد بھی زیادہ بتائی اور صاف طور پر اسے بلند روحانی درجے پر رکھا' لہٰذا اس کیس میں سائلان نے بادی النظر میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

۱۸۔ مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں اس مرحلے پر میں سائلان کی ضمانت منظور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں۔ نتیجتاً ان کی درخواست ضمانت مسترد کی جاتی ہے۔ تاہم' سماعت مقدمہ میں تاخیر کے باعث' سائلان کو (متوقع) نقصان سے بچانے کے لئے' عدالت ماتحت کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کیس کو دیگر مقدمات پر ترجیح دی جائے اور اس مقدمے کا فیصلہ جلد از جلد' ترجیحاً تین ماہ کے اندر' کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

۱۹۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ ماتحت عدالت فریقین کی پیش کردہ شہادتوں اور مواد کی روشنی میں مذکورہ بالا آراء سے متاثر ہوئے بغیر مقدمے کا فیصلہ آزادانہ طور پر کرے گی۔

۱۹۹۴-۶-۹ کو سنایا گیا۔ دستخط (میاں نذیر اختر) جج

قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی جائز ہے

انصاف کے ایوانوں میں جھوٹی نبوت کی ذلت و رسوائی

لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

محترم جسٹس خلیل الرحمن خان صاحب

''مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمدؐ کا بدل مانتے ہیں۔ اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ ''محمد رسول اللہ'' کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ ۲۹۵ سی ت پ کے دائرہ میں آتا ہے'' .... ''عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کے پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے''۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی اور ملت اسلامیہ کا موقف

انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے۔ ہرایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
ابوداؤد جلد دوم ص ۱۲۷ باب الفتن، ترمذی جلد دوم ص ۴۵ ابواب الفتن، حدیث صحیح

مصور پاکستان کی فریاد

''میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔''

(علامہ اقبال: حرف اقبال، ص ۱۲۸: مطبوعہ لاہور)

''ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کررہی ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۳۸)

مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود علیہ السلام کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔''

(کلمۃ الفصل'' از مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے ص ۱۲۳، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴، مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

امیر جماعت لاہور محمد علی لاہوری صاحب کا ایک قول

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

ترجمہ: ''تحریک احمدیت اسلام کیساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔'' (اقتباس از ''مباحثہ راولپنڈی'' مطبوعہ قادیان، ص ۲۴۰)

جناب اسپیکر، قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں:

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

امت مسلمہ کے اس وصول کی روشنی میں جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابل بحث وتاویل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعووں کو ملاحظہ فرمایئے۔ ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

''حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح ص۹۷، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا ہے تو اس میں کوئی جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی...... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں...... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۹،۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر ان کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبار عام میں شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا کہ: ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوت مرزا محمود ص ۲۷۱ و مباحثہ راولپنڈی ۱۳۶)

یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ مئی کو اخبار عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوگیا۔

بشیر احمد، ایم اے قادیانی لکھتے ہیں: ''اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ ''من تو شدم تو من شدی'' کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی، تب جاکر ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء علیہ السلام کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعود علیہ السلام کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل

بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہے کہ کوئی شخص مرزا قادیانی کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دے دے۔ کیونکہ جب مرزائی آپ ہی کا ظہور ثانی قرار پائے تو آپ کا ظہور ثانی پہلے ظہور سے اعلیٰ بھی ہوسکتا ہے اور یہ محض ایک

قیاس ہی نہیں ہے بلکہ مرزائی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے سابق ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کی ایک نظم ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار "بدر" میں شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں:"

امام اپنا عزیزو اس فرمان میں ‏ ‏ غلام احمد ہوا دارالامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم ‏ ‏ مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں ‏ ‏ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل ‏ ‏ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۴)

" یہ شعر خطبۂ الہامیہ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کہا گیا اور اس کو سنا بھی دیا گیا اور چھاپا بھی گیا۔" (ایضاً ۶ کالم ۳،۲)

اس سے واضح ہے کہ یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہ تھی، بلکہ ایک مذہبی عقیدہ تھا۔

ہر شخص آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے

پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزائی صاحبان کا عقیدہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ ہر شخص اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتا ہوا (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا، چنانچہ مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:

" یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے، اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(الفضل قادیان ج ۱۰، نمبر ۵، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء ص ۹ عنوان خلیفۃ المسیح کی ڈائری)

" مسیلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبد اللہ ابن نواحہ تھا اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا۔"

مذاہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سایے میں جمع نہیں ہوئے۔

مرزائی صاحبان کی جماعت لاہور کے امیر محمد علی لاہوری قادیانی نے ۱۹۰۶ء کے

ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

(منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

یعنی "احمدیت کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔" کیا عیسائیت اور یہودیت کو کوئی انسان ایک مذہب قرار دے سکتا ہے؟

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں جانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں: "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔"

مزید لکھتے ہیں: "ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام اپنے خط میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (تذکرہ ص ۶۰۷)

نیز "معیار الاخیار" میں مرزا قادیانی اپنا ایک الہام اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (اشتہار معیار الاخیار ص ۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

نزول المسیح میں لکھتے ہیں: "جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

خلیفہ دوم مرزا محمود احمد قادیانی کے فتاویٰ

اور مرزائی صاحبان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کہتے ہیں:۔

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے، ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے

رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کا فر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو؟
(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷ از مرزا محمود قادیانی)

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں''۔
(آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود قادیانی)

محمد علی لاہوری قادیانی کے اقوال

محمد علی لاہوری قادیانی (امیر جماعت لاہور) انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں:

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

یعنی احمدی تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲، ص ۱۵۳، ۱۵۴)

''آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے، کیونکہ عرف عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔'' (احمدیت کے امتیازی مسائل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۴۱ء ج ۴۰ نمبر ۱۲ ص ۳۸)

حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے اعمال حبط ہو جائیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۲۸ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۱۴۷)

غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ

مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ دوم قادیانی صاحبان) لکھتے ہیں:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا کہ کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔

آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے)۔" (انوار خلافت ص ۹۳،۹۴ از مرزا محمود قادیانی)

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: "اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

غیر احمدیوں کی نماز جنازہ

اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ (انوار خلافت ص ۹۳ از مرزا محمود قادیانی)

قائد اعظم کی نماز جنازہ

جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں ادا نہیں کی؟ تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا۔ "آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر" (زمیندار لاہور۔ ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

جب اخبارات میں یہ واقعہ منظر عام پر آیا تو جماعت ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ: "جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے، لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد نے ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔"

(ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان "احراری علماء کی راست گوئی" کا نمونہ ناشر: مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

اور قادیانی اخبار "الفضل" کا جواب یہ تھا کہ:

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا نے۔"

(الفضل ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۴ کالم ۲ ج ۴۰ شمارہ نمبر ۲۵۲)

خود اپنے آپ کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے جاتے ہیں اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔" (مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا تھا کہ:

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، تو کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔" (انوار خلافت ص ۶۵ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

لیکن حال ہی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں یہ الفاظ بھی تجویز کیے گئے کہ "میں آنحضرت ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا"۔ تو قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد قادیانی نے اعلان فرمایا کہ:

"میں نے اس حلف نامے کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی روک نہیں۔"

(الفضل ربوہ ۱۳۔ مئی ۱۹۷۳ء ج ۶۲/۲۷ نمبر ۱۰۶ ص ۴، ۱۵ کالم نمبر ۲)

لاہوری جماعت کی حقیقت

واقعہ یہ ہے کہ عقیدہ و مذہب کے اعتبار سے ان دونوں جماعتوں میں عملاً کوئی فرق نہیں۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اور ان کے بعد ان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین کے انتقال تک جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس پورے عرصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام متبعین خواہ مرزا بشیر الدین ہوں یا محمد علی لاہوری پوری آزادی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو "نبی" اور "رسول" کہتے اور مانتے رہے۔ محمد علی لاہوری صاحب عرصہ دراز تک مشہور قادیانی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے ایڈیٹر رہے۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی ملزم مدعی نبوت ہے اس کے مرید

اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔" (حلفیہ شہادت بعدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳۔ مئی ۱۹۰۴ء منقول از ماہنامہ فرقان قادیان ج ا نمبر ا ص ۱۵۔ ماہ جنوری ۱۹۴۲ء)

"مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے، مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیے مانگنے والا...... ہم تے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔" (تقریر محمد علی در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸۔ جولائی ۱۹۰۸ء بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ا نمبر ا ص ۱۱)

لاہوری جماعت کا حلفیہ بیان

"پیغام صلح" جماعت لاہور کا مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں پوری جماعت کی طرف سے یہ حلفیہ بیان شائع ہوا: "ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔"

(پیغام صلح ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۲ بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء ج ا نمبر ا ص ۱۳، ۱۴)

اس قرار داد سے واضح ہے کہ لاہوری جماعت کو اس وقت نہ جماعت قادیان کے عقائد پر اعتراض تھا اور نہ وہ مرزا بشیر الدین کو خلافت کے لئے نااہل قرار دیتے تھے، جھگڑا تھا تو اس بات پر تھا کہ تمام اختیارات انجمن احمدیہ کو دیئے جائیں۔

جب جماعت لاہور نے اپنا الگ مرکز قائم کیا تو کچھ اپنی علیحدگی کو خوبصورت بنانے کی تدبیر، کچھ قادیانی جماعت کے بغض اور کچھ مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی فکر کی وجہ سے اس جماعت نے اپنے سابقہ عقائد اور تحریروں سے رجوع اور توبہ کا اعلان کیے بغیر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں بلکہ مسیح موعود، مہدی اور مجدد مانتے ہیں۔

قادیان اور لاہوری جماعتوں میں کوئی فرق نہیں

جس طرح وہ مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو اپنے لئے الہامی سند اور مذہبی اتھارٹی

سمجھتے ہیں۔اسی طرح یہ بھی انہیں مذہبی ماخذ کی حیثیت دیتے ہیں جس طرح وہ مرزا قادیانی کے مخالفین کو کافر سمجھتے ہیں اسی طرح یہ بھی مرزا قادیانی کو کافر اور جھوٹا قرار دینے والوں کے کفر کے قائل ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے لفظ نبی استعمال کرنے کو علی الاطلاق جائز سمجھتی ہے اور لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لئے اس لفظ کے استعمال کو صرف لغوی یا مجازی حیثیت میں جائز قرار دیتی ہے۔

''حضرت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) آنحضرت ﷺ کے اظلال میں ایک کامل ظل ہیں۔پس انکی بیوی اس لئے ام المومنین ہے اور یہ بھی ظلی طور پر مرتبہ ہے۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۶)

نیز اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ: ''حضرت مسیح موعود نبی نہیں، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ان میں منعکس ہے۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۹۶)

''تحریک احمدیت دو جماعتوں میں منقسم ہے جو قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے نام سے موسوم ہیں۔اول الذکر جماعت بانی احمدیت کو نبی تسلیم کرتی ہے۔آخر الذکر نے اعتقاداً یا مصلحتہً قادیانیت کی شدت کو کم کر کے پیش کرنا مناسب سمجھا۔''

(حرف اقبال ص ۱۴۹ المنار اکادمی مطبوعہ ۱۹۴۰ء)

۱۔حقیقی نبی صرف وہ ہوگا جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے ہوں۔نزول جبرئیل علیہ السلام کے بغیر کوئی حقیقی نبی نہیں ہوسکتا۔'' (ملخص النبوۃ فی الاسلام از محمد علی لاہوری ص ۲۸)

۲۔حقیقی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کو منسوخ یا اس میں ترمیم کر سکے۔'' (ملخص النبوۃ فی الاسلام طبع لاہور ۱۹۷۴ء ص ۴۷)

۳۔وحی نبوت عبادات میں پڑھی جاتی ہے۔(النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء ص ۵۲)

۴۔ہر حقیقی نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ کتاب لائے۔(ملخص النبوۃ فی الاسلام طبع لاہور ۱۹۷۴ء ص ۶۰)

محمد علی قادیانی لکھتے ہیں: ''گویا آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی تکفیر کرنے والے اور وہ منکر جو آپ کو کاذب یعنی جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں، ایک قسم میں داخل ہیں اور ان کا حکم ایک اور دوسرے منکروں کا حکم الگ ہے۔''

مزید لکھتے ہیں: ''چونکہ کافر کہنے والا اور کاذب کہنے والا معنی یکساں ہیں یعنی مدعی (مرزا قادیانی) کی دونوں تکفیر کرتے ہیں اس لئے دونوں اس حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے

آ جاتے ہیں۔" (ردتکفیر اہل قبلہ مصنفہ محمد علی لاہوری ص ۴۲، مطبوعہ انجمن اشاعت اسلام ۱۹۲۶ء)

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

عملی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے اس کے سوا اور کیا فرق پڑا کہ۔

ستم سے باز آ کر بھی جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

لاہوری جماعت مرزا قادیانی کے لئے ان تمام باتوں کی قائل ہے لہٰذا اس کا یہ دعویٰ کہ "ہم مرزا قادیانی کو صرف مجدد مانتے ہیں۔" مغالطے کے سوا کچھ نہیں۔

مرزائی نبوت کی جھلکیاں

حضرت مسیح موعود کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے، وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔" (ذکر حبیب ص ۳۸، مؤلفہ محمد صادق قادیانی)

نیز ایک نوجوان عورت عائشہ نامی مرزا قادیانی کے پاؤں دبایا کرتی تھی، اس کے شوہر غلام محمد لکھتے ہیں۔ "حضور کو مرحومہ کی خدمت پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔"

(الفضل ۲۰۔ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۷ ج ۱۵ نمبر ۷۴)

اس کے علاوہ جو اجنبی عورتیں مرزا قادیانی کے گھر میں رہتی تھیں اور ان کی مختلف خدمات پر مامور تھیں ان کی تفصیل کے لئے (ملاحظہ ہو سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ ص ۲۱۰ ج ۳، ص ۲۱۳، ج ۳، ص ۲۷۳ ج ۳، ص ۸۸ ج ۲، ص ۱۲۶ ج ۳، ص ۳۵ ج ۳، ص ۳ ج ۳، ص ۲۵۹ ج ۱)

جبکہ عوام کیلئے فتویٰ یہ تھا کہ بوڑھی عورت سے بھی مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۸۶)

اور مفتی محمد صادق لکھتے ہیں: "ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا..... حضرت نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔" (ذکر حبیب ص ۱۸)

۱۳..... مرزا قادیانی کا ایک نام خدا تعالیٰ نے بقول مرزا بشیر الدین حسب ذیل رکھا دیکھو الفضل ۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء "امین الملک جے سنگھ بہادر" (تذکرہ الہامات مرزا ص ۶۷۶)

مرزا قادیانی کی پیشنگوئیاں

محمدی بیگم سے نکاح

مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لئے مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا اور اس کا اصرار بڑھا تو مرزا قادیانی نے الہامِ الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیشگوئی کر دی کہ "خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰ طبع لاہور)

وہ شخص غیرت کا پتلا تھا۔ یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعد ازاں ہر چند کوشش کی نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ، غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی رام نہ ہو سکا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے چیلنج کر دیا کہ:

"میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں"۔ (ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً طبع لاہور)

اور محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر و خوبی آباد رہی اور اب لاہور میں اپنے جوان سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹۔ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (ہفتہ وار الاعتصام لاہور اشاعت ۲۵۔ نومبر ۱۹۶۶ء)

تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

علماء کو گالیاں:

۱...... "اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلوا دیا۔" (انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۲..... ’’بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔‘‘
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸ خزائن ج ۱۱ص ۳۰۲)

۳..... ’’مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھارہے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ص ۳۰۹)

۴..... ’’ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کے تمام گروہ، علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰)

۵..... ’’اے بدذات، خبیث، نابکار۔‘‘ (ایضاً)

۶..... ’’اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۲ خزائن ج ۱۱ص ۳۴۰)

۷..... ’’نامعلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ص ۳۴۲)

عالم اسلام کا فیصلہ

فتاویٰ..... مرزائیوں کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر عالم اسلام میں جو فتوے دیئے گئے ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ تاہم چند اہم مطبوعہ فتاویٰ کا حوالہ درج ذیل ہے۔

۱..... رجب ۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء سے کیا گیا تھا، جو ’’فتویٰ تکفیر قادیان‘‘ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں دیوبند، سہارنپور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنو، آگرہ، مرادآباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، ملتان، ہوشیارپور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد، دکن، بھوپال اور رامپور کے تمام مکاتب فکر اور تمام دینی مراکز کے علماء نے باتفاق مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتویٰ تکفیر قادیان شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

۲..... اسی قسم کا فتویٰ ۱۹۲۵ء میں دفتر اہل حدیث امرتسر کی طرف سے ’’فسخ نکاح مرزائیاں‘‘ کے نام سے شائع ہوچکا ہے، اور اس میں برصغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخط موجود ہیں۔

۳..... مقدمہ بہاولپور میں جو فتویٰ پیش ہوئے ان میں برصغیر کے علاوہ بلاد عربیہ کے فتاویٰ بھی شامل تھے۔ (دیکھئے فتاویٰ مندرجہ "حجت شرعیہ" شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور وملتان)

۴..... ایک فتویٰ "موسسۃ مکۃ للطباع والاعلام" کی طرف سے سعودی عرب میں شائع ہوا ہے جس میں حرمین شریفین، بلاد حجاز و شام کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کا فیصلہ درج ہے اس کے چند جملے یہ ہیں:

"لاشک ان اذنابه من القادیانیة واللاهوریة کلها کافرون."

(القادیانیہ فی نظر علماء الامۃ الاسلامیہ ص الطبع مکہ مکرمہ)

پاکستان کے ۳۳ علماء کا مطالبہ ترمیم

۱۹۵۳ء میں پاکستان کے دستور پر غور کرنے کے لئے تمام مکاتب فکر کے مسلمہ نمائندہ علماء کا جو مشہور اجتماع ہوا اس میں ایک ترمیم یہ بھی تھی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے کر پنجاب اسمبلی میں ان کے لئے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں کے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لئے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد

مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ء مطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۱۴۴ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس میں مرزائیت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی وہ مرزائیت کے کفر ہونے پر تازہ ترین اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قرارداد کا متن حسب ذیل ہے۔

القادیانیة نحلة هدامة تتخذ من اسم الاسلام شعار التسویة اغراضها الخبیثة وأبرز مخالفتها للاسلام ادعاء زعیمها النبوة و تحریف النصوص القرآنیة و ابطالهم للجهاد، القادیانیة ربیبة الاستعمار البریطانی ولاتظهر الافی ظل حمایته تخون القادیانیة قضایا الامة الاسلامیة وتقف موالیة

للاستعمار والصهيونية تتعاون مع القوى الناهضة للاسلام وتتخذ هذه القوى واجهة لتحطيم العقيدة الاسلامية و تحريفها وذلک بمايأتى.

الف...... انشاء معابد تمولها القوى المعادية ويتم فيها التضليل بالكفر القادياني المنحرف.

ب...... فتح مدارس و معاهد و ملاجى للايتام و فيها جميعاً تمارس القاديانية نشاطها التخريبى لحساب القوى المعاوية للاسلام و تقوم القاديانية بنشر ترجمات محرفة لمعانى القرآن الكريم بمختلف اللغات العالمية و لمقارمة خطرها قدر المؤتمر:

۱- تقوم كل هيئة اسلامية بحصر النشاط القاديانى فى معابدهم و مدارسهم و ملاجئهم وكل الامكنة التى يمارسون فيها نشاطهم الهدام. فى منطقهار وكشف القاديانيين والتعريف بهم للعالم الاسلامى تفادياللوقوع فى حبائلهم.

۲- اعلان كفر هذه الطائفة و خروجها على الاسلام.

۳- عدم التعامل مع القاديانيين او الاحمديين و مقاطعتهم اقتصاديا و اجتماعياً و ثقافيا و عدم التزوج منهم و عدم دفنهم فى مقابر المسلمين و معاملتهم باعتبارهم كفارا.

۴- مطالبة الحكومات الاسلامية بمنع كل نشاط لاتباع ميرزا غلام احمد مدعى النبوة و اعتبارهم اقلية غير مسلمة و يمنعون من تولى الوظائف الحساسة للدولة.

۵- نشرمصورات لكل التحريفات القاديانية فى القرآن الكريم مع حصر الترجمات القاديانية لمعانى القرآن والتنبيه عليها ومنع تداول هذه الترجمات.

ترجمہ قرارداد: قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے جو اپنی اغراض خبیثہ کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بنیادوں کو ڈھانا چاہتا ہے۔ اسلام کے قطعی اصولوں سے اس کی مخالفت ان باتوں سے واضح ہے۔

الف ...... اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرنا۔

ب...... قرآنی آیات میں تحریف۔

ج...... جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اسی نے اسے پروان چڑھایا۔ وہ سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے مفادات سے غداری کرتے ہیں اور ان طاقتوں کی مدد اسے اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف و تبدیلی اور بیخ کنی کے لئے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً

الف — دنیا میں مساجد کے نام پر اسلام دشمن طاقتوں کی کفالت سے ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

ب...... مدارس، سکولوں، یتیم خانوں اور امدادی کیمپوں کے نام پر غیر مسلم قوتوں کی مدد سے ان ہی کے مقاصد کی تکمیل۔

ج...... دنیا کے مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخوں کی اشاعت وغیرہ ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس میں طے کیا گیا کہ:

دنیا بھر کی ہر اسلامی تنظیم اور جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ قادیانیت اور اس کی ہر قسم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی ان کے معابد، مرکز، یتیم خانوں وغیرہ میں کڑی نگرانی کریں اور ان کے تمام در پردہ سیاسی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں اور اس کے بعد ان کے پھیلائے ہوئے چال، منصوبوں، سازشوں سے بچنے کے لئے عالم اسلام کے سامنے انہیں پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ نیز

الف...... اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے اور یہ کہ اس وجہ سے انہیں مقامات مقدسہ حرمین وغیرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جا سکے گی۔ مسلمان قادیانیوں سے کسی قسم کا معاملہ نہیں کریں گے اور اقتصادی، معاشرتی، اجتماعی، عائلی وغیرہ ہر میدان میں ان کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

د...... کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ قادیانیوں کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں۔ ان تمام وسائل اور ذرائع کو ضبط کیا جائے اور کسی قادیانی کو کسی اسلامی ملک میں کسی قسم کا بھی حصہ دارانہ عہدہ نہ دیا جائے۔

ہ...... قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات سے لوگوں کو خبردار کیا جائے، اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو ان سے متنبہ کیا جائے اور ان تمام تراجم کی ترویج کا انسداد کیا جائے۔

فیصلہ مقدمہ راولپنڈی

باجلاس جناب شیخ محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی سول اپیل ۱۹۵۵ء

امۃ الکریم بنت کرم الٰہی راجپوت جنجوعہ مکان نمبر ۵۰۰/B محلہ ترنک بازار راولپنڈی (مرزائی)

بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین ملک خلف ماسٹر محمد دین اعوان محلہ کرشن پورہ راولپنڈی (مسلمان)
تاریخ فیصلہ ۳ جون ۱۹۵۵ء

عدالت مذکورہ نے مقدمہ کی تفصیلات پر بحث کرنے کے بعد آخر میں اپنا فیصلہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر کیا اور فیصلہ سنایا۔

مندرجہ بالا صورت میں حسب ذیل نتائج پر پہنچتا ہوں۔

۱- مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر اسلام خدا کے آخری نبی تھے۔ اور ان کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا ہے۔

۲- مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ جسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ہونے پر ایمان نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔

۳- مسلمانوں میں اس پر اجماع ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

۴- مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اپنے اعلانات کے مطابق یہ دعویٰ کیا کہ ان پر ایسی وحی آتی ہے جو وحی نبوت کے برابر ہے۔

۵- خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی پہلی کتابوں میں معیار رکھتے ہیں وہ خود ان کے دعویٰ نبوت کی تکذیب کرتے ہیں۔

۶- انہوں نے اپنے مکمل پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا، ظل اور بروز کا سارا قصہ محض ڈھونگ ہے۔

۷- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی نبوت نہیں آسکتی۔ اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

مندرجہ بالا استدلال اور نتائج کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ ابتدائی سماعت کرنے والی عدالت کا فیصلہ ہے اور میں سارے فیصلے کی توثیق کرتا ہوں۔ مسمات امت الکریم کی

ماریشس سپریم کورٹ میں سب سے بڑا مقدمہ

''مسجد روز ہل کے مقدمہ'' کو تاریخ ماریشس کا سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے کیونکہ پورے دو سال تک سپریم کورٹ نے بیانات لیے، شہادتیں سنیں، اور پہلی مرتبہ یہ فیصلہ دیا کہ:

''مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ''

یہ مقدمہ لڑنے کے لئے مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں نے دوسرے ممالک سے مشہور وکلاء منگوائے۔ قادیانیوں سے مسجد واپس لینے کے سلسلہ میں روز ہل کے جن مسلمانوں نے کام کیا ان میں محمود اسحاق جی، اسمٰعیل حسن جی، ابراہیم حسن جی قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ وہاں کے تجارتی حلقوں میں بڑا مقام رکھتے تھے انہوں نے جو مقدمہ دائر کیا اس کی بنیاد یہ تھی:

دعویٰ:...... روز ہل کی مسجد جہاں مسلمانوں کے حنفی (سنی) فرقہ کے لوگ نماز پڑھتے تھے وہ مسجد انہوں نے تعمیر کروائی تھی اور مسلسل قابض چلے آرہے تھے، اس پر قادیانیوں نے قبضہ کر لیا ہے جن کا تعلق امت اسلامیہ سے نہیں ہے، قادیانی ہم مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہمارے پیچھے ان کی نماز نہیں ہوتی، ایسی صورت میں ان کو مسجد سے باہر نکالا جائے۔

چنانچہ ۲۶۔ فروری ۱۹۱۹ء کو یہ مقدمہ دائر ہوا، قادیانیوں کے خلاف ۲۱ شہادتیں پیش کی گئیں ان شہادتوں میں مولانا عبداللہ رشید نواب کی شہادت خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ آپ نے عدالت عالیہ میں نہایت جرأت و بے باکی سے قادیانیوں کو بے نقاب کیا اور سینکڑوں کتب، اخبارات، رسائل وجرائد پیش کر کے عدالت کو یہ باور کرانے کی کامیاب کوشش کی کہ قادیانی اور مسلمان الگ الگ امتیں ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب اور حوالے مولانا رشید نے پیش کیے۔

قادیانیوں کی طرف سے مولوی غلام محمد بی۔ اے نے وکلاء کی مدد کی اور جواب دعویٰ تیار کیا، مولوی غلام محمد اس مقصد کے لئے خاص طور سے قادیان گیا تھا۔ مسلمانوں کے وکلاء میں مسٹر رولرڈ کے سی، ای سویز، کے، سی ای اسنوف اور آئی تیاریک تھے، جبکہ قادیانیوں کا وکیل مسٹر آر پڑانی تھا۔

عدالت عالیہ کی کارروائی کے دوران ہزاروں مسلمان موجود ہوتے، اور ملک میں پہلی مرتبہ یہ علم ہوا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے بھیس میں اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو چیف جج سرائے ہر چیز وڈر نے یوں فیصلہ پڑھ کر سنایا۔

فیصلہ...... ''عدالت عالیہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ (قادیانی) کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ روز ہل مسجد میں اپنی پسند کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں، اس مسجد میں صرف مدعی (مسلمان) ہی نماز ادا کر سکیں گے، اپنے اعتقادات کی روشنی میں''۔

اسی عدالت کے ایک دوسرے جج جناب ٹی۔ ای روزلی نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔

مصور پاکستان علامہ اقبال کی رائے

آخر میں شاعر مشرق، مصور پاکستان علامہ اقبال صاحب کے کچھ ارشادات پیش کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے مرزائیت کی اسلام دشمنی محسوس کر کے ساری امت کو اس خطرے سے خبردار کرنے کے لئے بے شمار مضامین لکھے ہیں، ان تمام مضامین کو یہاں پیش کرنا مشکل ہے۔ البتہ چند ضروری اقتباسات پیش خدمت ہیں، وہ اسٹیٹسمین کی ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہے وہ ایک حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہ مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔..... میری رائے میں تو قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کو تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔" (حرف اقبال ص ۱۳۶، ۱۳۷ طبع جولائی ۱۹۴۷ء)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے، بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۲۲ مطبوعہ ۱۹۴۷ء)

آگے ہندوستان کی غیر مسلم حکومت سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیے، اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین (دین کیساتھ کھیل کرتے پائے) اس کے دعاوی کو تقریر و تحریر کے ذریعے سے جھٹلایا جائے، پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے، حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو۔ اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو اگر چہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔ اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے حکومت کے لیے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوسکتی لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کردے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔“ (حرف اقبال ص ۱۲۶، ۱۲۷)

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے بعض لوگ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں لہٰذا ان کے فتووں کا کوئی اعتبار نہیں رہا، اس کا جواب دیتے ہوئے شاعر مشرق تحریر فرماتے ہیں:

”اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں اگر چہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں۔“ (حرف اقبال ص ۱۲۶، ۱۲۷)

پھر شاعر مشرق قادیانی مسئلہ کا حل تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے، یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔“

(حرف اقبال ص ۱۲۹، ۱۲۸)

یہ وہ مطالبہ ہے کہ جو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے انگریز کی حکومت سے کیا تھا اب جو مملکت شاعر مشرق کے خوابوں کی تعبیر کی حیثیت سے انہی کا نام لے کر وجود میں آئی ہے۔ اس کا

پہلا فریضہ ہے کہ وہ شاعر مشرق کی اس آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

شاعر مشرق مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے بالکل صحیح بات کہی تھی:

''مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے دیتے ہوں۔'' (حرف اقبال ص ۱۲۷ مطبوعہ المنار اکادمی لاہور ۱۹۴۷ء)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ومن تفوہ بکلمة لیس له اصل صحیح فی الشرع ملهمًا کان او مجتهدًا فیه الشیاطین متلاعبة.'' یعنی اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات زبان سے نکال دے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو وہ صاحب الہام ہو یا مجتہد ہو تو درحقیقت وہ شیاطین کا کھلونا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مجدد الف ثانیؒ کی عبارت میں مرزا کی صریح تحریف

حالانکہ حضرت مجدد صاحبؒ کی جس عبارت کا حوالہ مرزا قادیانی نے دیا ہے وہ یہ ہے: واذا کثر هذا القسم من الکلام مع واحد منهم یسمی محدثا ''اور جب اللہ کی طرف سے اس قسم کا کلام کسی کیساتھ بکثرت ہونے لگے تو اسے محدث کہا جاتا ہے۔''
(مکتوبات ج ۲ ص ۱۹۹ مکتوب نمبر ۵۱)

ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت میں ''محدث'' کے لفظ کو مرزا قادیانی نے کس طرح ''نبی'' کے لفظ سے بدل دیا۔ محمد علی لاہوری قادیانی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''جب ہم مجدد صاحب سرہندیؒ کے مکتوبات کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ نہیں پاتے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانے والا نبی کہلاتا ہے۔ بلکہ وہاں لفظ محدث ہے۔''

(النبوت فی الاسلام ص ۲۲۸ لاہور طبع دوم)

۲.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

عارف باللہ امام شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' میں شیخ اکبرؒ کی مندرجہ بالا عبارت نقل کرتے ہوئے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:۔

''فان کان مکلفا ضربنا عنقه والاضي بناعنه صفحا.'' (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸)
اگر وہ شخص مکلف یعنی عاقل بالغ ہو تو ہم پر اس کا قتل واجب ہے۔ ورنہ اس سے اعراض کیا جائے گا۔''

مرزائیت کی اسلام روشنی

- ❁ ...... استعماری اور سامراجی کردار
- ❁ ...... جہاد کی تنسیخ
- ❁ ...... عالم اسلام سے غداری
- ❁ ...... اکھنڈ بھارت
- ❁ ...... سیاسی عزائم، منصوبے اور سرگرمیاں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا کہ!

جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں نیز یہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا، اور اس کا واحد مشن مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا، نیز ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی و بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

ایک حواری نبی کی ضرورت

ایک برطانوی دستاویز ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ ''۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے ہندوستان آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (Phrophet Apostolic) (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ

اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔"
(The arrival of british Enpir in India)(بحوالہ عجمی اسرائیل ص ۱۹)

سامراجی ضرورتیں...... مرزا قادیانی اور ان کا خاندان

یہ ماحول تھا اور سامراجی ضرورتیں تھیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ اقبال یہ حالات تھے کہ "قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی۔" (حرف اقبال ص ۱۴۵)

انگریز کو مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کے لئے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ مرزا قادیانی کا والد غلام مرتضیٰ قادیانی اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور سکھوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا۔ جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائیداد واگزار کر دی۔

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو امداد دی تھی۔" یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔

(اشتہار واجب الاظہار مسلک کتاب البریہ ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے والد اور بھائی غلام قادر قادیانی کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا ہے کہ مسٹر ولسن نے ان

کے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی کو لکھا ہے کہ: ''میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار ہے، وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے۔

(کتاب البریہ میں ص ۴ خزائن ج ۱۳ ص ۴ خط ۱۱ جون ۱۸۴۹ء، لاہور مراسلہ ص ۳۵۳)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی اپنے خطوط مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۸۵ء میں ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں انگریز کے لئے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نوازنے کی اطلاع دیتے ہیں۔

یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفاشعاریوں کا یوں اعتراف کیا ہے۔ ستارہ قیصر میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں ایسے مضمون شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینے میں بھی بخوشی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکا۔''

(ستارہ قیصرہ ص ۳،۴ خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی بے نظیر خدمت کرنے والے شخص نے بقول خود انگریزی اطاعت کے بارہ میں اتنا کچھ لکھا کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

(دیکھو تریاق القلوب ص ۵ خزائن ج ۱ ص ۱۵۵)

مرزا قادیانی سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار وجانثار اور اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص نظر عنایت کی التجا کرتا ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید قوم کے حق میں لعنت وہ کلیم اللٰہی (اقبال ضرب کلیم)

اسلام کے ایک قطعی عقیدہ جہاد کی تنسیخ

انگریز کی ان وفاشعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی فریضہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کا دارومدار اسی پر ہے، شریعت محمدی نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ مرزا قادیانی کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۹۷۰ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا۔

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی کا یہ اعلان درج ہے کہ:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔ دیں کیلیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے ۔ دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے ۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ گولڑویہ ص ۲۶، ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷، ۷۸)

نیز انگریز حکومت کے نام ایک معروضہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا قادیانی کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھادے۔“ (از ریویو یلیجز ج انمبر ۱۲ ص ۴۹۵)

رسالہ گورنمنٹ انگریز اور جہاد پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا

خاتمہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۲)

انگریز کے ہاتھوں ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومیت پر ہند کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔ اسلامیان ہند کی عظمتیں لٹ رہی تھیں۔ ہزار سالہ عظمت رفتہ رفتہ پاش پاش ہو رہی تھیں۔ علماء اور شرفاء ہند کو سور کے چمڑوں میں سی کر اور زندہ جلا کر دہلی کے چوکوں میں پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا اور انگریزوں کا شقی القلب نمائندہ جنرل نکلسن، ایڈورڈ سے ایسے آئین اختیارات مانگ رہا تھا کہ مجاہدین آزادی کے زندہ حالت میں چمڑے ادھیڑے جا سکیں اور انہیں زندہ جلایا جا سکے۔ مگر وہ شقی اور ظالم نکلسن اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خاندان کو ہندوستان میں اپنے مفادات کا نگران اور وفادار ٹھہرا رہا تھا۔ جنرل نکلسن نے مرزا غلام قادر کو سند دی جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ (سیرت مسیح موعود ص ۵ تا ۶ از مرزا بشیر الدین محمود طبع قادیان)

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے اعترافات دیکھئے

وہ لکھتے ہیں: "میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمان کو گورنمنٹ انگلینڈ کی سچی اطاعت کی طرف جھکا دیا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطیع کیا۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

اسی کتاب کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں:

"ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگزاری کے لئے ہزارہا اشتہارات شائع کیے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئی۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

افغانستان کے امیر امان اللہ خان کے عہد حکومت میں نعمت اللہ خان مرزائی اور عبداللطیف مرزائی کو علماء افغانستان کے متفقہ فتویٰ سے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے محرکات یہی تھے کہ یہ لوگ مبلغین کے پردہ میں جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور یہ محض اس لئے کہ انگریزوں کا اقتدار چھا جائے حالانکہ افغانستان میں جہاد اسلامی کی شرائط مکمل موجود تھیں۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ج

۲۳ نمبر ۱۳۱ ص ۴ مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۳۵ء ملاحظہ کیجئے:

"عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف (قادیانی) کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

بحوالہ امان افغان مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء نے افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل بیان نقل کیا۔

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھوں بک چکے تھے۔"

خلیفہ قادیان اپنے ایک خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۴ ۵ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء میں اعتراف کرتا ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک بلکہ غیر مسلم ممالک اور اقوام بھی مرزائیوں کو آلہ کار سمجھتے تھے۔ دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ "جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔"

اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز

مرزا محمود احمد نے کہا: صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد الفضل ۲ مئی ۱۹۱۹ء)

’’پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکا دیا تھا مگر آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں گے۔‘‘ (تقدیر الٰہی ص ۲۹ مصنفہ مرزا محمود قادیانی)

’’اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا، یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانے تک جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحث بھی کیا کرتا ہوں...... جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ’’نور افشاں‘‘ میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زناکار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور بایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کو کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا...... سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی [illegible] حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں سے اول درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے پر بنا دیا ہے۔

(۱)......اول والد مرحوم کے اثر نے

(۲)......دوسرا اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

(۳)......خدا تعالیٰ کے الہام نے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۰ تا ۱۴۲)

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

(اقبال ضرب کلیم)

مرزائیت اور عالم اسلام

اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے

''ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے...... قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے...... یہ تمام چیزیں اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔'' (اقبال: حرف اقبال ص ۱۲۲، ۱۲۳)

عراق و بغداد.......... جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اس غرض کے لئے لارڈ ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا ''یقیناً (اس نیک دل افسر و لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم اس نتائج پر خوش ہیں۔ کیونکہ خدا ملک گیری اور جہان بانی اسی کے سپرد کرتا ہے۔

''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں

کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔
(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۴۲، ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء ص ۹)

یہ بات جسٹس منیر نے بھی لکھی ہے کہ: ''جب پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو شکست ہو گئی تھی بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ تو قادیان میں اس فتح پر جشن منایا گیا۔''
(تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸، ۲۰۹ مرتبہ جسٹس منیر)

یہ بات بھی جسٹس منیر ہی نے لکھی ہے کہ:
''بانی قادیانیت نے اسلامی ممالک کا انگریزی حکومت کے ساتھ توہین آمیز مقابلہ و موازنہ کیا۔'' (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸ مرتبہ جسٹس محمد منیر)

فتح عراق کے بعد پہلا مرزائی گورنر

سقوط بغداد میں مرزائیوں کے اس انگریز نوازی کا اتنا حصہ تھا کہ جب انگریزوں نے عراق فتح کیا تو مرزا بشیر محمود احمد کے سالے میجر حبیب اللہ شاہ کو ابتداءً عراق پر اپنا گورنر نامزد کیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ پہلی جنگ عظیم میں بھرتی ہو کر عراق گئے تھے اور وہاں فوج میں ڈاکٹر تھے۔

ایک قادیانی مبلغ لکھتا ہے کہ: ''میں نے یہاں کے ایک اخبار میں اس پر آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دے دی گئی تھی۔ جو بت پرست قوم تھی بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو..... اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا..... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں..... بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں اس کے متعلق وزیراعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۷۵، ص ۹، ۸ کالم ۵۰، ۲ مورخہ ۱۹۔ مارچ ۱۹۱۸ء)

جلال الدین شمس مرزائی مبلغ کو شام بھیجا گیا۔ وہاں کے حریت پسندوں کو پتہ چلا تو قاتلانہ حملہ کیا۔ ے خر تاج الدین الحسن کی کابینہ نے شام بدر کر دیا۔ جلال الدین شمس فلسطین چلا آیا اور ۲۸ء میں قادیانی مشن کیا اور ۱۹۳۱ء تک برطانوی انقلاب کی حفاظت میں عالمی استعمار کی خدمت بجالاتا رہا۔ تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد قادیانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۱۷ء میں قیام فلسطین کے برطانوی منصوبے کے اعلان کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۲۴ء میں فلسطین میں قیام کیا اور فلسطین کے ایکٹنگ گورنر سر کلیٹن سے ساز باز کر کے ایک لائحہ عمل مرتب کیا اور جلال الدین شمس قادیانی کو دمشق میں یہودی مفادات کا نگران مقرر کیا گیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۹ نمبر ۹ نمبر ۲ ص ۴۴، ۴۵ ملخص نومبر دسمبر ۷۳ء ۱۹ از تاریخ احمدیت مؤلفہ دوست محمد شاہد)

۴۷ء تک قادیانی سرگرمیاں فلسطین میں پھلتی پھولتی رہیں۔ مولوی اللہ دتہ جالندھری، محمد سلیم، چوہدری محمد شریف، نور احمد، منیر رشید، احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی تبلیغ کے نام عربوں کو محکوم بنانے کی مذموم سازش کرتے رہے۔ ۳۴ء میں مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے استعماری صیہونی مقاصد کی تکمیل کے لئے تحریک جدید کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لئے اس تحریک کے لئے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ایضاً تاریخ احمدیت ص ۱۹)

تو بیرون ہند قادیانی جماعتوں میں سب سے زیادہ حصہ فلسطین کی جماعت نے لیا اور تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین کے جماعت حیفہ اور مدرسہ احمدیہ کبابیر نے قربانی اور اخلاص کا نمونہ پیش کیا، اور مرزا محمود نے اس کی تعریف کی۔ (ایضاً ص ۴۰) بالآخر جب برطانوی وزیر خارجہ مسٹر فالور کے ۱۹۱۷ء کے اعلان کے مطابق ۱۹۴۸ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ تو چن چن کر فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ سعادت صرف قادیانیوں کو نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف و جھجک وہاں رہیں اور انہیں کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ خود مرزا بشیر الدین محمود نہایت فخریہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عربی ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان (یورپ اور افریقی) ممالک میں حاصل ہے لیکن پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہوگئی ہے اور

وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔''

(الفضل ج ۳۸/۴ نمبر ۲۰۱ ص ۵۔ ۳۰۔ اگست ۱۹۵۰ء)

فلسطین میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام و استحکام میں صیہونیوں سے بھرپور تعاون کیا۔ (ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ نومبر دسمبر ۱۹۷۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہد قادیانی)

اور جب عربوں کے قلب کا یہ رستا ہوا ناسور اسرائیل قائم ہوا۔ تمام مسلمان ریاستوں نے اس وقت سے اب تک اس کا مقاطعہ کیا۔ پاکستان کا کوئی سفارتی یا غیر سفارتی مشن وہاں نہیں۔ اس لئے کہ اسرائیل کا وجود بھی پاکستان کے نزدیک غلط ہے پاکستان عربوں کا بڑا حمایتی ہے۔ مونٹ اکرمل کبابیر وغیرہ میں ان کے استعماری اور جاسوسی سرگرمیوں کے اڈے قادیانی مشنریوں کے پردے میں قائم رہے۔ یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کافی عرصہ تک جس اسرائیل میں کوئی عیسائی مشن قائم نہ ہوسکا اور بعد میں کچھ عیسائی مشنیں قائم ہوئیں۔ اسرائیل کے سب سے بڑی ربی شلوگورین نے آرچ بشپ آف کنٹر بری، ڈاکٹر ریمزے اور کارڈینل پادری ہی نان سے خصوصی ملاقات کر کے ان پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کریں۔ (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج ۹ ش ۲ ص ۳۶ بحوالہ مارننگ نیوز کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء)

عیسائی مشنوں کے خلاف اسرائیل میں منظم تحریک چلی۔ عیسائی مراکز پر حملے ہوئے دکانوں اور بائیبل کے نسخوں کا جلانا معمول بن گیا مگر ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک ۴۶ سال میں یہودیوں نے قادیانیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی۔ نہ ان کے لٹریچر کو روکا۔ نہ کوئی معمولی رکاوٹ ڈالی جو اس کا واضح ثبوت ہے کہ وہ مرزائیوں کو اپنے مفادات کی خاطر تحفظ دے رہے ہیں۔

اسلام کی تبلیغ ...... کے نام پر مسلمانوں اور پاکستان کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن ایک لمحہ فکریہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اس لمحہ فکریہ کا عربوں کے لئے مختلف وقفوں سے بے چینی اور اضطراب اور پاکستان سے سوء ظن کا باعث بن جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ مشن عرب ریاستوں کی جاسوسی، فوجی راز معلوم کرنے، عالم اسلام کے معاشی اخلاقی حالات اور دینی جذبات معلوم کرنے عرب گوریلوں کے خلاف کارروائیاں کرنے اور

عالمی استعمار اور یہودی استحصال کے لیے راہیں تلاش کرنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

اسرائیلی مشن..... قیام اسرائیل سے لے کر اب تک مسٹر ظفر اللہ خان کی اس سلسلہ میں تگ و دو کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن جب آپ وزیر خارجہ تھے تو کسی نے ربوہ کے ماتحت اس اسرائیلی مشن کے بارہ میں سوال کیا تو آپ نے روایتی عیاری سے کام لے کر کہا کہ حکومت پاکستان کو تو اس کا علم نہیں۔ ؎ الاماں از حرف پہلو دار تو

لیکن جب پچھلے دنوں اخبارات میں اسرائیل کے قادیانی مشن کا چرچا ہوا۔ تو بڑی ہوشیاری سے کہا گیا کہ ایسے مشن ہیں مگر قادیان بھارت کے ماتحت ہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ تھا کہ خود ربوہ کی تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۶۷۔۱۹۶۶ء سے اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس بجٹ کے صفحہ ۲۵ پر مشنہائے بیرون کے ضمن میں اسرائیل میں واقع حیفا کے قادیانی مشن کی تفصیل دی گئی۔ (جس کی فوٹوسٹیٹ کاپی منسلک ہے)

تفصیلی آمد خرچ مشنہائے بیرون

حیفا..... اسرائیل

ہم یہاں اسرائیل میں قادیانی مشن کا ایک اور ثبوت مع اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔ یہ اقتباس قادیانیوں ہی کی شائع کردہ کتاب ''آور فارن مشن'' مؤلفہ مبارک احمد ص ۷۸ شائع کردہ احمدیہ فارن مشن ربوہ سے لیا گیا ہے، مؤلف کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ہیں۔

احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ''البشریٰ'' کے نام سے ایک ماہنامہ عربی رسالہ جاری ہے جو تیس مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ چودھری صاحب کا صدر سے انٹرویو اسرائیل کے ریڈیو پر نشر کیا گیا اور ان کی ملاقات اخبارات میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا۔

The substrac has been taken from page 79 of the fourth revised edition of the book styled as "OUR FOREIGN MISSION" written by Mirza Mubarak Ahmad

son of Late Mirza Bashir-ud-din Mahmood Ahmad and Grandson of Mirza Ghulam Ahmad which published in 1965 by Ahmadiyya Muslim foreign Missions Rabwah. West Pakistan, and printed as Nusrat Art Press, Rabwah.

Israel Mission

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there a Mission House, a library , a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled Al-Bushra which is sent out to thirty different counties accessible through this mission.

In many way this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a grest deal of strength from the presence of our mission which never missies a chapce of being of service to there. Some time a go our missionary bad an discussion on many points, he offered to build for us a school at Kabebeer, a village near Haifa, where we have a strong and well established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notable from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a metting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors` Book.

Another small incident. Which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif, returned of the Headquarters of the movement in Pakistan, the president of Israel sent word that he (our missionary) should she im before embarking on the journey back: Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the Geman translation of the Holy Quran to the president, which he gladly accepted.

This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press and a brief account was also broadest on the radio.

(OUR FOREIGN MISSION)

(By Mirza Mubarak Ahmad)

یہودیوں اور قادیانیوں کی نظریاتی مماثلت اور اشتراک کا تجزیہ کرتے ہوئے آج سے ۶۸ سال قبل علامہ اقبال نے کہا تھا کہ مرزائیت اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے کہ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ (حرف اقبال ص۱۲۳)

اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان نے اگست ۱۹۶۷ء میں سراربون یونیورسٹی پیرس میں جو تقریر کی وہ اس کا واضح ثبوت ہے بن گوریان نے کہا:

''پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کا کسی طرح پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے اور نہ ہی پاکستان کے خطرہ سے غفلت کرنی چاہیے۔''

''لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد از جلد قدم اٹھانا چاہیے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے، لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد و نفرت سے فائدہ اٹھانا چاہیے جو ہندوستان، پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہیے یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہیے۔''

(یروشلم پوسٹ ۱۹۔ اگست ۱۹۶۷ء از روزنامہ نوائے وقت لاہور ص امورخہ ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء و ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء)

بن گوریان نے پاکستان کے جس فکری سرمایہ اور جنگی قوت کا ذکر کیا ہے وہ کون سی چیز ہے اس کا جواب ہمیں مشہور یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرٹر سے مل جاتا ہے وہ کہتے ہیں:

''پاکستانی فوج اپنے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں۔ یہ صورت حال عالمی

یہودیت کے لئے شدید خطرہ رکھتی ہے اور اسرائیل کی توسیع میں حائل ہو رہی ہے لہٰذا یہودیوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کریں۔"

(نوائے وقت ص ۶۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء نیز جزائر برطانیہ میں صیہونی تنظیموں کا آرگن جیوئش کرانیکل ۱۹۔ اگست ۱۹۶۷ء)

بن گوریان کے بیان کے پس منظر میں یہ بات تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے اس شدت سے نفرت کرنے والے اسرائیل نے ایسی جماعت کو سینے سے کیوں لگائے رکھا جن کا ہیڈ کوارٹر یعنی پاکستان ہی ان کے لئے نظریاتی چیلنج ہے۔ ظاہر ہے پاکستانی فوج کے فکری اساس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق اور جنگی قوت کا راز جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے جو جماعت نظریہ انکار ختم نبوت اور ممانعت جہاد کی علمبردار بن کر اٹھی تھی وہی پورے عالم اسلام اور پاکستان میں ان کی منظور نظر بن سکتی تھی۔ واضح رہے کہ بہت جلد جب سامراجی طاقتوں اور صیہونیوں کو مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنے جذبات عناد نکالنے کا موقعہ ہاتھ آیا تو اسرائیل وزیر خارجہ ابا ایبان نے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو سراہا بلکہ بروقت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پیشکش کی۔"

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔ ج ۷ ش ۹ ص ۸ بحوالہ ماہنامہ فلسطین بیروت جنوری ۱۹۷۲ء)

اس تاثر کو موجودہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات ۷۰ء میں اسرائیلی روپیہ پاکستان آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا۔ آخر وہ روپیہ مرزائیوں کے ذریعے نہیں تو کس ذریعے سے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف "تل ابیب" میں تیار کی گئی سازش جس کا انکشاف بھٹو صاحب نے "الاہرام" مصر کے ایڈیٹر حسنین ہیکل کو انٹرویو دیتے کیا۔ کیسے پروان چڑھی جبکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سوائے قادیانی مشنوں کے اور کوئی رابطہ نہیں تھا۔ علامہ اقبال ۔

محکوموں کے الہام سے اللہ بچائے غارتگرِ اقوام ہے وہ صورت چنگیز

خلافت عثمانیہ اور ترکی

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ایڈورڈ میکلیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب
اخبار الفضل ۲۲ دسمبر ۱۹۰۹ء ج ۷ نمبر ۴۸)

ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال کے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا پیشوا سمجھیں جو مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اس کو اپنا بادشاہ اور سلطان یقین کریں، جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے بادشاہ حضور سلطان ملک معظم ہیں۔ سلطان ٹرکی ہرگز خلیفۃ المسلمین نہیں۔

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۱۶۱، ۱۶۔ ۱۷ جنوری ۱۹۲۰ء)

خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے میں قادیانی انگریز کے شانہ بشانہ شریک رہے اس کا ایک اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ القادیانیۃ میں مرزائیوں کے سیاسی خط وخال اور استعماری فرائض ومناصب کی نشاندہی کے بعد لکھا گیا ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کے سالے ولی اللہ زین العابدین کو سلطنت عثمانیہ بھیجا وہاں پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جمال پاشا کی معرفت ۱۹۱۷ء میں قدس یونیورسٹی میں دینیات کا لیکچرر ہو گیا لیکن جب انگریزی فوجیں دمشق میں داخل ہوگئیں تو ولی اللہ نے اپنا لبادہ اتارا اور انگریزی لشکر میں آ گیا اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے بھڑانے کی مہم کا انچارج رہا، عراقی اس سے واقف ہوگئے تو گورنمنٹ انڈیا نے وہاں ان کے ٹکے رہنے پر زور دیا لیکن عراقی حکومت نہ مانی تو بھاگ کر قادیان آ گیا اور ناظر امور عامہ بنا دیا گیا۔ (عجمی اسرائیل ص ۲۷ بحوالہ القادیانیۃ طبع دمشق)

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد رسالہ القادیانیۃ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مسلمان عرب ریاست میں مرزائیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے ایسے کارناموں کی بدولت پاکستان

کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔ سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد مصطفےٰ کمال کے دور میں بھی مرزائیوں کی سازشیں جاری رہیں۔ اور یہ روایت عام ہے کہ ترکی میں دو قادیانی مصطفےٰ صغیر کی ٹیم کا رکن بن کر گئے مصطفےٰ صغیر کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ قادیانی تھا اور مصطفےٰ کمال کو قتل کرنے پر مامور ہوا تھا لیکن راز فاش ہونے پر موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

افغانستان

گورنمنٹ افغانستان کے خلاف سازشی خطوط اور جہاد کے جذبہ کی مخالفت کا ذکر پہلے مدلل طور پر آچکا ہے۔ چند مزید حقائق سنئے۔

جمعیۃ الاقوام سے پاکستان کے خلاف مداخلت کی اپیل

"جماعت احمدیہ کا نام مرزا بشیر الدین محمود قادیانی خلیفۃ المسیح الثانی نے "لیگ عوام" سے پر زور اپیل کی کہ حال میں پندرہ..... پولیس کانسٹیبلوں اور سپرنٹنڈنٹ کے روبرو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگ سار کر دیا ہے اس لئے دربار افغانستان سے بازپرس کے لئے مداخلت کی جائے کم از کم ایسی حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔ (الفضل قادیان ۱۲، نمبر ۹۵، ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ (برطانیہ) کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ (برطانیہ) کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو کہ تمہارے ذریعے سے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی مسیح موعود نے اطلاع دی۔" (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۸ کالم ۲، ۱/۲۷ شمارہ ۱۹۹۹ء)

افریقی ممالک میں استعماری اور صیہونی سرگرمیاں

افریقہ دنیا کا واحد براعظم ہے جہاں سے برٹش ایمپائر نے اپنا پنجۂ استبداد سب سے آخر میں اٹھایا اور آج تک کچھ علاقے برطانوی سامراجی اثرات کے تابع ہیں مغربی افریقہ

میں قادیانیوں نے ابتداء ہی میں برطانوی سامراج کے لئے اڈے قائم کیے اوران کے لئے جاسوسی کی۔ "دی کیمبرج ہسٹری آف اسلام" مطبوعہ ۱۹۷۰ء میں مذکور ہے۔

"The Ahmadiyya first appeared on the west african coast during the first world war, when several young men inlagues and free town joined by mail. In 1921 the first Indian missionary arrived. Too unorthodon to gain a footing in the muslim interior, the Ahmadiyya remain confine parinceparry to southern nigeria, southern gold coast sierraleone. It strengthened the ranks of those muslims actibvely royal to the british, and it contributed to the mooernization of Islamic organization in the area. "

(The cambirdge history of Islam vel-II edited by Holt, Iambton, and Ievis, cambridge thiversty press 1970, P-400)

ترجمہ: پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے ساحل تک پہنچے جہاں لاگوس اور فری ٹاؤن کے چند نوجوان ان تک پہنچے۔ ۱۹۲۱ء میں پہلی ہندوستانی مشنری وہاں آئی اگرچہ یہ لوگ کسی عقیدہ کا پرچار نہیں کر سکے لیکن ان کا ارادہ مسلم آبادی کے اندرونی علاقوں میں قدم جمانا تھا یہ لوگ زیادہ تر جنوبی نائیجریا، جنوبی گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں سرگرم عمل رہے ان لوگوں نے ان مسلمان دستوں کو مضبوط کیا جو کہ مملکت برطانیہ کے حد درجہ وفادار تھے اوران علاقوں میں اسلام کو جدید تقاضوں سے ہمکنار کرتے رہے۔"

" One of the main points of Ghulam Ahmad's has been rejection of "Holy Wars" and foreible conversion"

(Africa speaks' page 93 published by Majlis Nusrat Jahan Tahrik Jadid, Rabwah)

یعنی غلام احمد کے اہم معتقدات میں سے ایک مقدس جنگ (جہاد) کا انکار ہے آخر

ماریشس ایک افریقی جزیرہ ہے۔ ۱۹۶۷ء میں یہاں سے "دی مسلم اِن ماریشس" یعنی ماریشس میں مسلمان کے نام سے جناب ممتاز عمریت کی ایک کتاب شائع ہوئی جس کا دیباچہ ماریشس کے وزیراعظم نے لکھا کتاب میں فاضل مصنف نے بڑی محنت سے قادیانیوں کی ایک ایسی تخریبی سرگرمیوں کا ذکر کیا جو مسلمان کے لئے تکالیف کا باعث بن رہی ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھنے والے دو فوجی ماریشس پہنچے ان میں سے

یک کا نام دین محمد اور دوسرے کا نام بابو اسماعیل خان تھا وہ سترھویں رائل انفنٹری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء تک یہ فوجی اپنی تبلیغی کارروائیاں (فوجی ہو کر تبلیغی کارروائیاں؟ قابل غور) کرتے رہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے المنبر لائکپور ج ۹ ش ۲۲ ص ۸،۷)

''دو سال قبل افریقہ میں تبلیغ کے نام پر جو دو سکیمیں نصرت جہاں ریز رو فنڈ اور آگے بڑھو سکیم کی جاری کی گئیں اس کی داغ بیل لندن ہی میں رکھی گئی اور مرزا ناصر احمد نے اکاؤنٹ کھلوایا۔'' (الفضل ربوہ ج ۶۱/۶۲ نمبر ۱۷۲ ص ۳۔ ۲۹ جولائی ۱۹۷۲ء)

افریقہ میں صیہونیت کا ہراول دستہ

برطانوی مفادات کے تحفظ کے علاوہ یہ قادیانی مشن افریقہ میں اسرائیل اور صیہونیت کے بھی سب سے مضبوط اور وفادار ہراول دستہ ہیں مرزا ناصر احمد قادیانی نے ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء سے ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء تک بیرونی ممالک کا جو دورہ کیا اس کی غرض و غائت بھی قطعاً سیاسی تھی لندن مشن کے محمود ہال میں جو پوشیدہ سیاسی میٹنگیں ہوئیں ان کا مقصد افریقہ میں اسرائیل اور یورپی استعمار کے سیاسی مقاصد کی تکمیل تھی۔ (ماہنامہ الحق ج ۹ ش ۲ ص ۲۵ نومبر، دسمبر ۱۹۷۳ء)

لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ

افریقی ممالک میں ان مقاصد کے لئے لاکھوں اور کروڑوں روپے کا سرمایہ کہاں سے فراہم ہوتا ہے؟ یہ ایک معمہ ہے جس نے عالم عرب کے مشہور مصنف علامہ محمد محمود الصواف کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ وہ اپنی ایک تازہ تصنیف: المخططات الاستعماریہ المکافحہ الاسلام'' کے ص ۲۵۳ پر رقمطراز ہیں:

ولا تزال هذه الطائفة الكافرة تعيث فى الارض فسادًا و تسعى جاهدة لحروب و مكافحة الاسلام فى كل ميدان خاصةً فى افريقيا ولقد وصلتنى رسالة من يوعندا بافريقيا الشرقية و معها كتاب " حمامة البشرىٰ" وهو من مؤلفات كذاب قاديان احمد المسيح المؤدو المهدى بزعمهم وقد وزع منه الكثير هناک وهوملى بالا كفر والضلال.

والرسالة التي وردتني من احد كبار الدعاة الاسلامين هناك يقول فيها.

" لقد دهانا ردهي الاسلام من القاديانية شئ عظيم لقد استفحل امرهم جدًا اونشطوا كثيراً في دعائيهم و ينفقون اموالاً لا تدخل تحت الحصر، ولا شک أنها أموال الاستعمار والمبشرين بل بلغني نبأ يكاد يكون مؤكداً أن هناک جمعية تبشيرية قوية مركزها أديس أبابا عاصمة الحبشة بأن ميزانية هذه الجمعية ۳۵ مليون دولا ووأنها متركزة لمحاربة الاسلام. "

یہ کافر جماعت ہمیشہ زمین میں فساد پھیلا کر اسلام کی مخالفت ہر میدان میں کرتی چلی آ رہی ہے خاص کر افریقہ میں ان کی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں مجھے اس سلسلہ میں مشرقی افریقہ کے یوگنڈا سے ایک خط ملا جس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی جو ان کے زعم میں مسیح اور مہدی موعود ہیں۔ کتاب حمامۃ البشریٰ بھی تھی جو وہاں بڑی تعداد میں تقسیم کی گئی اور جو کفر اور گمراہی سے بھری پڑی ہے۔

یہ خط جو مجھے مسلمانوں کے ایک بہت بڑے داعی اور رہنما نے لکھا تھا اس میں یہ کہا گیا۔

"یہاں قادیانیوں کی روز افزوں سرگرمیاں ہمارے لئے اور اسلام کے لیے سخت تشویش کا باعث بن گئی ہیں۔ یہ لوگ یہاں اتنی دولت خرچ کر رہے ہیں جو حساب سے باہر ہے اور بلاشبہ یہ مال و دولت سامراج اور اس کے مشنری اداروں ہی کا ہوسکتا ہے۔ مجھے تو یہاں ثقہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہاں حبشہ کے عدیس ابابا میں ان لوگوں کے ایک مضبوط مشن کا سالانہ بجٹ ۳۵ ملیون ڈالر ہے اور یہ مشن اسلام دشمنی ہی کے لئے قائم کیا گیا ہے۔"

علامہ صواف نے عدیس ابابا حبشہ کے جس مشن کے ۳۵ ملیون ڈالروں (پاکستانی حساب سے ۳۵ کروڑ روپے) کا ذکر کیا معلوم نہیں پچھلے کئی سالوں سے حبشہ میں مسلمانوں کی حسرت ناک تباہی اور بربادی میں اس کا کتنا حصہ ہوگا؟ یہ راز کھل جائے تو جوبلی فنڈ سکیم کے لئے مرزا ناصر احمد کے ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی اپیل کے جواب میں نو کروڑ روپے تک جمع ہونے کا امکان کی گتھی بھی سلجھ جائے جس کا مژدہ انہوں نے (الفضل ربوہ ج ۶۳ / ۲۸ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۱، ۵ مارچ ۱۹۷۴ء) میں اپنے پیروؤں کو سنایا ہے مذکورہ تفصیل پڑھ کر سوائے اس کے اور کیا اندازہ

لگایا جاسکتا ہے کہ اگر افریقہ ابھی تک فرنگی شاطروں کے پنجۂ استبداد سے مکمل طور پر نجات حاصل نہیں کرسکا اور وہ عالمی صیہونیت کی بھی آماجگاہ بنا ہوا ہے تو اور وجوہات کے علاوہ اس کی ایک وجہ اسلام اور عالم اسلام سے دیرینہ غداری کرنے والی مرزائیوں کی جماعت بھی ہے۔

مسلمانانِ برصغیر کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اور مرزائیوں کا کردار

مرزا قادیانی نے جبکہ علمائے حق نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جمعہ وغیرہ کے نام پر شوشے چھوڑ کر ایک اشتہار برطانوی افسران کے پاس بھیجا اور انگریز حکومت کو مشورہ دیا کہ مسئلہ جمعہ کے ذریعہ اس ملک کو دارالحرب قرار دینے والے نالائق نام کے بدباطن مسلمانوں کی شناخت ہوسکے گی جمعہ جو عبادت کا مقدس دن تھا مرزا قادیانی نے اسے کمال عیاری سے بقول ان کے انگریز گورنمنٹ کے لئے ایک سچے مخبر اور کھرے اور کھوٹے کے امتیاز کا ذریعہ بنا دیا۔

(تبلیغ رسالت ج ۵ مجموعہ اشتہارات ملخصاج ۲ص ۲۲۴، فاروق پریس قادیان)

مرزا قادیانی مسلمانوں کے ان مطالبات کی شد و مد سے مخالفت کرتے اور ایسی سرگرمیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ انگریزوں کے دل میں نقش وفاداری جمانا چاہیے اور کہا کہ انجمن اسلامیہ کو ایسے میمورنڈم پھیلانے کے بجائے برصغیر کے علماء سے ایسے فتویٰ حاصل کرنے چاہئیں جن میں مربی و محسن سلطنت انگلشیہ سے جہاد کی صاف ممانعت ہو اور ان کو خطوط بھیج کر ان کی مہریں لگوا کر مکتوبات علماء ہند کے نام سے پھیلایا جائے۔ (اسلامی انجمن کی خدمت میں التماس براہین احمدیہ خزائن جلد اول ص ۱۳۹ طبع سینٹر ہند پریس امرتسر)

''کشمیر کمیٹی کے صدر (مرزا بشیر الدین محمود) اور سیکرٹری (عبدالرحیم) دونوں وائسرائے اور اعلیٰ برطانوی حکام کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچانے کا نیک کام کرتے ہیں۔''

(پنجاب کی سیاسی تحریکیں ص ۲۱۰ عبداللہ ملک)

الغرض علامہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں مسلمانوں کی بیداری کی ایسی تمام کوششوں کی مخالفت اس لئے کی جاتی رہی کہ ''اصل بات یہ ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی

بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی کی امت میں قطع برید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔" (حرف اقبال ص ۱۴۰، ۱۴۱)

انہوں نے غیر احمدیوں سے کبھی چندہ مانگا ہرگز نہیں۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعود کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھے اور آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے۔ انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے کبھی اس طرح نہیں کیا...... کسی مسلمان یتیم اور بیوہ کے لئے چندہ کی تحریک پر میاں بشیر الدین محمود سے اجازت مانگی گئی تو کہا مسلمانوں کے ساتھ مل کر چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔ (الفضل قادیان ج ۱۰ ص ۴۵، ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

اکھنڈ بھارت

پنڈت جواہر لال نہرو نے جو اپنے آپ کو برملا سوشلسٹ اور دہریہ کہتے تھے ایک ایسی جماعت کی تائید کا بیڑا اٹھایا جو اپنے آپ کو خالص مسلمان مذہبی جماعت کہنے پر مصر تھی، نہرو جیسے زیرک انسان سے قادیانیوں کے درپردہ یہ سیاسی عزائم مخفی نہ رہ سکے اور انہوں نے اپنی دہریت مآبی کے باوجود ماڈرن ریویو کلکتہ میں مسلمان اور احمد ازم کے عنوان سے لگاتار تین مضمون لکھے اور ڈاکٹر اقبال مرحوم سے بحث تک نوبت آئی۔ یہ بحثیں رسالوں اور اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ الغرض اقبال نے انہیں سمجھایا کہ یہ لوگ اپنے برطانوی استعماری عزائم اور منصوبوں کی بناء پر نہ مسلمانوں کے مفید مطلب ہو سکتے ہیں نہ آپ کے، تو تب انہوں نے خاموشی اختیار کی اور جب نہرو پہلی مرتبہ انڈین نیشنل کانگریس کے لیڈر کی حیثیت سے لندن گئے تو واپسی پر انہوں نے یہ تاثر ظاہر کیا کہ جب تک اس ملک میں قادیانی فعال ہیں انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا کامیاب ہونا مشکل ہے۔

ڈاکٹر شنکر داس مشہور ہندو لیڈر کا بیان اس کے لئے کافی ہے انہوں نے بندے ماترم میں لکھا:

"ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی

طرح قادیان کو مکہ مکرمہ تصور کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں میں اگر عربی تہذیب اور جاپان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ یہی احمدی تحریک ہے جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن

مرزائی تحریک کو مسلمانوں کے اندر کام کے لئے جس بیس کی ضرورت ہے وہ کوئی ایسی ریاست ہو سکتی ہے جو یا تو قطعی طور پر غیر مسلم ہو یا پھر بصورت دیگر کم از کم اسلامی بھی نہ ہو تا کہ مسلمان قوم ایک کافر حکومت کے پنجے میں بے بس ہو کر ان کی شکارگاہ اور لقمہ تر بنی رہے اور یہ اس کافر یا لادینی حکومت کے پکے وفادار بن کر اس کا شکار کرتے رہیں۔ ایک آزاد اور خود مختار مسلمان ریاست ان کے لئے بڑی سنگلاخ زمین ہے جہاں ان کے مساعی ارتداد مشکل سے برگ و بار لا سکتی ہیں اس کا کچھ اندازہ ان تحریرات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس میں مرزا قادیانی نے کہا: ''اگر ہم یہاں (سلطنت انگلشیہ) سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔'' (ملفوظات احمدیہ ص ۴۶)

تبلیغ رسالت ج ششم ص ۶۹ پر لکھتے ہیں: ''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ، نہ روم، نہ شام میں نہ ایران میں، نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سایے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے؟ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہوں۔ (تبلیغ رسالت ج دہم ص ۱۲۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء میں مسلمانوں کے تین بڑی سلطنتوں ترکی، ایران اور افغانستان کی مثالوں پر سمجھایا گیا ہے کہ کسی بھی اسلامی سٹیٹ میں ہمیں اپنے مقاصد کی تکمیل کی کھلی چھٹی نہیں مل سکتی ایسے ممالک میں ہمارا حشر وہی ہو سکتا ہے جو ایران میں مرزا علی محمد باب اور سلطنت ترکی میں بہاء اللہ اور افغانستان میں مرزائی مبلغین کا ہوا۔''

جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں اس وقت تک ضروری ہے اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تا کہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہو سکتے ہیں) کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لئے

زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔ (الفضل قادیان ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

چنانچہ اس رؤیا میں اس طرف اشارہ ہے ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا ہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔ (روز نامہ الفضل قادیان ۵۔ اپریل ۱۹۴۷ء)

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔'' (میاں مرزا محمود خلیفہ ربوہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلیمات عامہ اپنی یادداشتوں مارشل لاء سے مارشل لاء تک میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور کے متعلق جس میں ۱۹۔ اگست اور ۱۷۔ اگست کے درمیان عرصہ میں ردوبدل کیا گیا اور ریڈکلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔

جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوائے تحصیل شکر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں غالباً نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈکلف کو اس نقطے کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھان کوٹ سے ادھر ادھر ہونے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں۔

جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ

وہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔'' (روزنامہ مشرق ۳ فروری ۱۹۶۴ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ''اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثرت بہت معمولی تھی لیکن پٹھان کوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کردی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

سیاسی عزائم اور منصوبے، ملک دشمن سیاسی سرگرمیاں

مذہبی نہیں سیاسی تنظیم

مذہب اور سیاست کے دوطرفہ ناٹک میں اصل حقیقت نگاہوں سے مستور ہو جاتی ہے اور حقائق سے بے خبر دنیا سمجھتی ہے کہ واقعی پاکستان کے ''مذہبی جنونی'' ایک بے ضرر چھوٹی سی اقلیت کو کچلنا چاہتے ہیں لیکن واقعات اور حقائق کیا ہیں اس کا اندازہ حسب ذیل چند حوالوں اور پاکستانی سیاست میں اس جماعت کے عملی کردار سے لگانا چاہیے۔ مرزا محمود احمد قادیانی نے ۱۹۲۲ء میں خطبہ جمعہ کے دوران کہا تھا:

''نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔'' (الفضل ۲۷ فروری ۲۹ مارچ ۲۲ء)

''جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو قائم رکھا جائے۔ (الفضل قادیان ۳ جنوری ۴۵ء)

۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک ان کی (احمدیوں کی) بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کے جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے''۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ص ۲۰۹)

پاکستان میں قادیانی ریاست کا منصوبہ

مرزا محمود نے ۵۲ء کے شروع میں یہ اعلان کرادیا تھا کہ: ''اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں (آگے چل کر کہا) ۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت

مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔" (الفضل ۶ اجنوری ۵۲ء)

سر ظفر اللہ خاں کا کردار

اس پروگرام اور سیاسی عزائم کے حصول کا آغاز چوہدری ظفر اللہ خاں نے اپنے دور وزارت میں بڑے زور و شور سے کیا۔ چوہدری صاحب بڑے فخر سے کہا کرتے کہ وہ چین جائیں یا امریکہ ہر جگہ مرزائیت کی تبلیغ کریں گے۔ وہ اپنی جماعت کے امیر کو مطاع مطلق سمجھتے تھے وہ نہ صرف احمدیت کو خدا کا لگایا ہوا پودا سمجھتے تھے بلکہ یہ بھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود کو نکال دیا جائے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ایسے خیالات کا اظہار وہ صرف نجی مجالس بلکہ سرکاری ملازم ہوتے ہوئے احمدیت کے تبلیغی اجتماعات میں بھی برملا کیا کرتے تھے۔

(ملاحظہ الفضل ۳۱ مئی ۵۲ ص ۵ ج ۴۰ نمبر ۱۳۰ کراچی کے احمدی اجتماع کی تقریر)

پاکستان بننے کے بعد ایسے شخص کو جب وزارت خارجہ جیسا اہم عہدہ دیا گیا جس کی نگرانی میں تمام دنیا میں سفارت خانوں کا قیام اور پاکستان سے رابطہ قائم کرانے کا کام بھی تھا تو شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے اس وقت کے وزیر اعظم کو لکھا کہ اگر کلیدی مناصب پر ایسے لوگوں کو فائز کرنے کا یہ تلخ گھونٹ آج گلے سے اتار لیا گیا تو آئندہ زہر کا پیالہ پینے کو تیار رہنا چاہیے۔

۵۳ء کے فسادات پنجاب کی افسوسناک صورتحال ایسے مطالبات ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی جس میں سواد اعظم نے دیگر مطالبوں کے علاوہ سر ظفر اللہ اور دیگر مرزائیوں کا کلیدی مناصب سے علیحدگی پر زور دیا گیا مگر ہم ان کے بیرونی آقاؤں مغربی سامراج کے ہاتھوں اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ سینکڑوں مسلمانوں کی شہادت کے بعد بھی "اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے سر ظفر اللہ کی علیحدگی کے بارے میں یہ قطعی رائے ظاہر کی کہ وہ اس مہم معاملہ میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔"

مرزا محمود احمد نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے، یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں اس کے نتیجے میں

ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔'' (خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء ص ۴ ج ۴۰ نمبر ۱۰)

کلیدی مناصب کی اہمیت اور مطالبہ کی علیحدگی کے دلائل

اس گروہ کے سرکردہ افراد نے اپنے دائرہ اثر میں اپنے عہدہ اور منصب کو قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کے لئے استعمال کیا اور انہی ہدایات پر عمل کیا جو ان کے امام اور خلیفہ نے ۵۲ء میں انہیں دی تھیں اور کہا تھا کہ'' مرزائی ملازمین اپنے محکموں میں منظم صورت میں مرزائیت کی تبلیغ کریں۔'' (الفضل ۱۱ جنوری ۵۲ء ص ۴)

متوازی نظام حکومت

پاکستان بننے کے بعد احمدی جماعت کی سیاسی تنظیم نے حکومت پاکستان کے مقابلے میں ایک متوازی نظام حکومت قائم کرلیا ہے۔ ربوہ کے مقام پر خالص احمدیوں کی بستی آباد کرکے اس نظام حکومت کا مرکز بنالیا گیا۔ جماعت کا لیڈر'' امیر المومنین کہلاتا ہے جو مسلمانوں کے فرمانروا کا معین شدہ لقب ہے۔ اس امیر المومنین کے ماتحت ربوہ میں مرزائی سٹیٹ کی نظارتیں باقاعدہ قائم ہیں۔ نظارتِ امور داخلہ، نظارت نشرواشاعت

بلوچستان پر قبضے کا منصوبہ

ابھی قیام پاکستان کو ایک برس بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ۲۲ جولائی ۴۸ء کو قادیانی خلیفہ نے کوئٹہ میں ایک خطبہ دیا جو ۱۳۔ اگست کے الفضل میں ان الفاظ سے شائع ہوا: '' برٹش بلوچستان جواب پاکی بلوچستان ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔''

کشمیر

قادیان ریاست جموں وکشمیر کا ہم آغوش ہے جو ان کے ''پیغمبر'' کا مولد دارالامان

اور مکہ و مدینہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔

(الفضل ۱۱ دسمبر ۳۲ء تقریر مرزا محمود قادیانی حقیقۃ الرویا ص ۴۶ از مرزا محمود)

(و)...... مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو کشمیر بطور گورنر بھیجا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے والد بھی ان کے ساتھ تھے۔

۱۹۴۸ء کی جنگ کشمیر اور بٹالین

"اس فرقان بٹالین نے جو کچھ کیا اور ہندوستان کی جو خدمات سرانجام دیں۔ مسلم مجاہدین کی جوانیوں کا جس طرح سودا چکایا اگر اس پر خون کے آنسو بھی بہائے جائیں تو کم ہیں جو سکیم بنتی ہندوستان پہنچ جاتی جہاں مجاہدین مورچہ بناتے دشمن کو پتہ چل جاتا، جہاں مجاہدین ٹھکانہ کرتے ہندوستان کے ہوائی جہاز پہنچ جاتے۔" (ٹریکٹ نظارت دعوت تبلیغ انجمن احمدیہ ربوہ۔ بحوالہ ٹریکٹ کشمیر اور مرزائیت)

فرقان فورس، ایک احمدی بٹالین اور متوازی فوجی تنظیم

چنانچہ فرقان فورس اس وقت توڑ دی گئی مگر ربوہ کے متوازی حکمران یہی سمجھتے تھے کہ عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ حقائق بین نگاہیں بہت کم ہوتی ہیں آگے چل کر بہت جلد اسے اور شکلوں میں قائم رکھا گیا اور اب یہ فورس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ وغیرہ نیم فوجی تنظیموں کے صورت میں قائم ہیں۔ جسٹس منیر نے فسادات ۵۳ء کے تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۱ پر فرقان فورس کی موجودگی کے علاوہ مرزائی سٹیٹ کے خودساختہ سیکرٹریٹ کی خبر ان الفاظ میں دی ہے۔

احمدی ایک متحد و منظم جماعت ہیں ان کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبے میں واقع ہے جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے جس کے مختلف شعبے مثلاً شعبہ امور خارجہ، شعبہ امور داخلہ، شعبہ امور عامہ، شعبہ نشر و اشاعت یعنی وہ شعبے جو ایک باقاعدہ سیکرٹریٹ کی تنظیم میں ہوتے ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں ان کے پاس رضا کاروں کا ایک جیش بھی ہے جس کو خدام دین کہتے ہیں فرقان بٹالین اسی جیش سے مرکب ہے اور خالص احمدی بٹالین ہے۔ (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۱۱)

"فرقان فورس میں شامل ہو کر جن قادیانیوں نے ۴۵ دن یعنی ۳۱ دسمبر ۴۸ء (فائر بندی کی تاریخ) کشمیر کی لڑائی میں حصہ لیا تھا وہ اب مندرجہ ذیل نمونہ کی رسید بنا کر اس پر دستخط ثبت کر کے مقامی قادیانی جماعت کے امیر کے دستخط کروا کر ملک میں رفیق دار الصدر عربی ربوہ کو بھجوا دیں جس

افسر کو ایڈریس کرنا ہے وہ جگہ خالی چھوڑ دی جائے یہ رسیدیں ربوہ سے راولپنڈی کی جائیں گی اور راولپنڈی سے ان لوگوں کے کشمیر میڈل ربوہ آئیں گے اور اس کی اطلاع ''الفضل'' میں شائع ہوگی اور پھر یہ میڈل ربوہ میں ان قادیانیوں کو تقسیم کیے جائیں گے۔ (۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء ''الفضل'')

۱۹۶۵ء میں یتیم ہونے والے بچوں، اجڑنے والے سہاگوں کے مقابلہ میں کشمیر میڈل کا قصبہ چھیڑنا کیا ۶۵ء کے شہیدوں اور ان کی قربانیوں سے مذاق نہیں تھا؟

مجاہدین ۶۵ء کے مقابلہ میں ۱۸ برس بعد فرقان فورس کے قادیانیوں کو کشمیر میڈل ملنے کا قصہ؟ اس خطرناک سکینڈل سے پردہ اٹھانا تھا۔ انٹیلی جنس بیورو کا کام ہے۔ ہم محکمہ دفاع کی نزاکت اور تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تفصیلات میں نہیں جانا چاہتے۔

☆...... پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے جس کی حفاظت اور دفاع کے عقیدۂ جہاد روح کا کام دیتا ہے مگر جو جماعت جہاد پر ایمان نہیں رکھتی وہ پاکستان کی افواج میں مقتدر حیثیت اختیار کرتی گئی، اور نتیجۃً پاک و بھارت جنگ کے ہر موقعہ پر انہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی سے گریز کیا۔ حالیہ صمدانی ٹربیونل میں قادیانی گواہ مرزا عبدالسمیع وغیرہ کی تصریح آچکی ہے کہ وہ ۷۱ء کی جنگ کو جہاد تسلیم نہیں کرتے۔

☆...... مشرقی پاکستان کے سقوط میں افواج اور ایوان اقتدار پر فائز مقتدر مرزائیوں کا بنیادی حصہ ہے جس کے بہت سے حقائق اپنے وقت پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سر ظفر اللہ کی جنگ کے ایام میں یحییٰ اور مجیب کے درمیان تگ و دو بے معنی نہ تھی۔

☆...... مرزائیوں نے راولپنڈی سازش کیس میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ وہ اس کے بانی مبانی تھے۔ جس کا ثبوت عدالت میں ہو چکا ہے۔

مرزائی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ میں ۵۳ء میں ملک کو پہلی بار مارشل لاء کی لعنت کا سامنا کرنا پڑا۔

خلاصہ کلام

ان واضح شواہد پر مبنی تفصیلات کو پڑھ کر مرزائیت کے سیاسی اور شرعی وجود کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی۔ ہر حوالہ اپنی جگہ مکمل اور اس کے عزائم و مقاصد کی صحیح صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ یہی وجوہ ہیں جن کی بناء پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر مرزائیت کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس تحریک کے

احوال ونتائج اور آثار ومظاہر تمام مسلمانوں کے علم میں ہیں۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نیا نہیں بلکہ علامہ اقبال نے پاکستان بننے سے کہیں پہلے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔'' (اسٹیٹسمین کے نام خط ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبال نے حکومت کے طرز عمل کو جھنجھوڑتے ہوئے مزید فرمایا تھا:

''اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس خدمت کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔'' ان شواہد ونظائر کے پیش نظر آپ حضرات سے یہ گزارش کرنا ہم اپنا قومی وملی فرض سمجھتے ہیں کہ یورپی سامراج کے اس ففتھ کالم کی سرگرمیوں پر نہ صرف کڑی نگاہ رکھی جائے بلکہ اس جماعت کو پاکستان میں اقلیت قرار دے کر بہ لحاظ آبادی ان کے حدود وحقوق متعین کیے جائیں۔ ورنہ مرزائی استعماری طاقتوں کی بدولت ملک وملت کے لئے مستقلاً خطرہ بنے رہیں گے اور خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ملک وملت کو ایک ایسے سانحہ سے دوچار ہونا پڑے جو سانحہ آج ملت اسلامیہ عربیہ کی حیات اجتماعی کے لئے اسرائیلی سرطان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

آخری دردمندانہ گزارش

مرزائیت اسی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں کے خلاف نوے سال سے سازشوں میں مصروف ہے۔ اس نے ہمیشہ اسلام کا روپ دھار کر امت مسلمہ کی پشت میں خنجر گھونپنے اور دشمنان اسلام کے عزائم کو اندرونی اڈے فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے عالم اسلام کے مختلف حصوں میں فرزندانِ توحید کے قتل عام اور مسلم خواتین کی بے حرمتی پر گھی

کے چراغ جلائے ہیں اور اس نے اپنے آپ کو امت مسلمہ کا ایک حصہ ظاہر کر کے اسلام دشمنوں کی وہ خدمات سرانجام دی ہیں جو اس کے کھلم کھلا دشمن انجام نہیں دے سکتے تھے۔

چونکہ مرزائی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ کے مفادات کیخلاف کارروائیوں میں مصروف رہتی ہیں۔

لہٰذا ہم آپ سے اللہ کے نام پر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے نام پر، قرآن وسنت اور امت اسلامیہ کے اجماع کے نام پر، حق وانصاف اور دیانت وصداقت کے نام پر، دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں[1] کے نام پر یہ اپیل کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے اس مطالبے کو پورا کرنے میں کسی قسم کے دباؤ سے متاثر نہ ہوں اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کریں جن کی شفاعت میدان حشر میں ہمارا آخری سہارا ہے۔

اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو ملت اسلامیہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اقتدار واختیار ڈھل جاتا ہے لیکن غلط فیصلوں کا داغ موت کے بعد تک نہیں مٹتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔ (محرکین قرارداد)

آئینہ قادیانیت

فتنہ قادیانیت سے متعلق تیس سوالات کے جوابات

علامہ ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

ترجمہ: ''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے''۔

فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۳ ج ۲ میں تصریح سے مذکور ہے کہ:۔

ترجمہ: ''جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے''۔

اس بنا پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنے والے کیلئے بھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

قاضی عیاضؒ ''الشفاء'' ص ۲۴۶ ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ''اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپؐ کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو...... یا خود اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حصول کو اور صفائے قلب کے ذریعہ مرتبہ نبوت تک پہنچنے کو جائز رکھے۔......

اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحتہً نبوت کا دعویٰ نہ کرے...... تو یہ سب لوگ کافر ہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں''

''قرآن کریم' احادیث متواترہ' فقہائے امت کے فتاویٰ اور اجماع امت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا استثناء تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلا سکتا' نہ منصب نبوت پر فائز ہو سکتا ہے اور جو شخص اس کا مدعی ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم

الشان اعزاز واکرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے' کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے تھے تو قرآن مجید اور علوم نبویؐ کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ عبث سے منزہ ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تو اس سے.....نعوذ باللہ..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا' قرآن کریم کا تمام دینی امور کے لئے واضح بیان (تبیاناً لکل شئی) نہ ہونا اور دین اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی' قرآن کریم کی اور دین اسلام کی سخت توہین ہے۔

مورخین کے مطابق اصل صورت حال یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب نے بیعت کیلئے خلافت یا نبوت میں شراکت کی شرط رکھی تھی' جب آپؐ نے قبول نہیں فرمائی تو اس نے بیعت اسلام ہی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اس نے نبوت میں شراکت کا اعلان کر دیا۔ اس فتنہ کو خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کے ذریعہ ختم کیا اور مسیلمہ کذاب اپنے تیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا سے تشریف بری سے چند دن قبل اسود عنسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اہل نجران کو شعبدہ بازی اور کہانت کے چکروں میں ڈال کر اپنا پیروکار بنالیا۔ بعد ازاں اس نے یمن پر چڑھائی کر کے پورے یمن پر قبضہ کر لیا۔ حضرت عمرو بن حزم اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچائی جس پر آپؐ نے اہل یمن کے بعض سرداروں کو اہل نجران و یمن کے خلاف جہاد کیلئے خطوط تحریر فرمائے اور اسود عنسی کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم' شہر بن باذان کو قتل کر کے اس کی بیوی آزاد کو جبری طور پر اپنا محکوم بنالیا تھا۔ اس مسلمان عورت کے عم زاد

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو جو شاہ حبشہ کے بھانجے تھے ان واقعات کی اطلاع ملی تو وہ اپنی بہن کی مدد کو پہنچے اور ابھی بہن کی نجات کیلئے فکر مند تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہاد اور اسود عنسی کے قتل کا حکم ملا۔ اس پر انہوں نے اپنی بہن کے ساتھ مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کا منصوبہ بنایا اور اپنی بہن سے مل کر اسود عنسی کو اس کے محل کے اندر ہی قتل کرنے کی مہم تیار کی اور ایک رات موقع پا کر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ محل کے عقب سے نقب لگا کر اسود عنسی کے کمرے میں پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے اسود عنسی جاگ گیا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر جست لگا کر اسود عنسی کی گردن مروڑ کر توڑ دی۔ شور سن کر پہرہ دار آئے تو آزاد نے کہا کہ خاموش رہو! تمہارے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے اسود کے مرتے ہی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا اعلان کیا اور موذن نے فجر کی اذان میں "اشهد ان محمد رسول الله" کے بعد "اشهد ان عيهلة كذاب" کے الفاظ کے ساتھ اہل یمن کو اس سے نجات حاصل کرنے کی خوش خبری سنائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے آ کر خبر دی تو آپؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ان الفاظ کے ساتھ خوش خبری سنائی۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔

الف:..... قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ

ب:...... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ (دو سو دس اور احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا چنانچہ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اپنی آخری کتاب "خاتم النبیین" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے، اس کے بعد قرناً بعد قرن مدعی نبوت کے کفر و ارتداد اور قتل پر ہمیشہ اجماع بلا فصل رہا ہے اور نبوت تشریعیہ یا غیر تشریعیہ کی کوئی تفصیل کبھی زیر بحث نہیں آئی"۔ (خاتم النبیین ص:۶۷، ترجمہ ص:۱۹۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔ (رحمتہ للعالمین ج:۲، ص:۲۱۳ قاضی سلمان منصور پوریؒ) اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد بارہ سو ہے (جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے)۔

(ختم نبوت کامل ص ۳۰۴ حصہ سوم از مفتی محمد شفیعؒ و مرقاۃ المفاتیح ج ۵ ص ۲۴)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی۔ اس سلسلہ کے دو واقعات ملاحظہ ہوں

۱: "حضرت حبیب بن زید انصاریؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیبؓ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیبؓ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیبؓ بن زید کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔" (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج:۱، ص:۴۲۱ طبع بیروت)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ مسئلہ ختم نبوت کی عظمت و اہمیت سے

کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے۔

۲: اب حضرات تابعینؒ میں سے ایک تابعیؒ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: ''حضرت ابو مسلم خولانیؒ جن کا نام عبداللہ بن ثوبؒ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا کرتا تھا۔ اسی دوران اس نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی' حضرت ابو مسلمؒ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابو مسلم نے فرمایا ہاں' اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دھکائی اور حضرت ابو مسلمؒ کو اس آگ میں ڈال دیا' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آگ کو بے اثر فرمادیا' اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو' ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل آجائے' چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کر دیا گیا۔ یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی' یعنی مدینہ منورہ' چنانچہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے' لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالتؐ روپوش ہو چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے' اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے' انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبویؐ کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر آکر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہاں حضرت عمرؓ موجود تھے۔ انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ یمن سے! حضرت ابو مسلمؒ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً پوچھا:

اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا' اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا' بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے۔ اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست اپنا کام کر چکی تھی' انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟ حضرت ابو مسلم خولانیؒ نے جواب دیا: "جی ہاں!" حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت و محبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا' اور انہیں لے کر حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے' انہیں صدیق اکبرؓ کے اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہؐ کے اس شخص کی زیارت کرا دی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔" (حلیۃ الاولیاء ص ۱۲۹' ج ۲' تہذیب ج ۶ ص ۲۵۸' تاریخ ابن عساکر ص ۳۱۵' ج ۷' جہاں دیدہ ص ۲۹۳ و ترجمان السنۃ ص ۳۴۱ ج ۴)

جس طرح کل کائنات کے لئے اللہ تعالیٰ "رب" ہیں' اسی طرح کل کائنات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "نبی" ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپؐ کا اعزاز و اختصاص ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

"ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون"

ترجمہ: "میں تمام مخلوق کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔" (مشکوٰۃ ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین' مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ کتاب المساجد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' آپؐ کی امت آخری امت ہے' آپؐ کا قبلہ آخری قبلہ (بیت اللہ شریف) ہے' آپؐ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپؐ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیئے' چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپؐ کی ختم نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپؐ کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: "انا آخر الانبیا وانتم آخر الامم" (ابن ماجہ ص ۲۹۷)

اسی طرح امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”اور انبیاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا' آپ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔“ (خاتم النبیین اردو ص:۱۸۷)

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے' ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“ (ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ کتاب الفتن واللفظ لہ' ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

مشہور مفسر طبری حضرات صحابہؓ کے حوالہ سے
خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

”عن قتادة ولكن رسول الله و خاتم النبيين اى آخر هم.“
(ابن جرير ص ۱۶ ج ۲۲)

ترجمہ: ”حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا' اور لیکن آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔“

(۴) تاج العروس: شرح قاموس

ترجمہ: ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے خاتمہ بالکسر اور خاتم بالفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا۔“

ختم نبوت کے موضوع پر کتابوں کے نام:

۱۔ ”ختم نبوت کامل“ (مؤلف: مفتی محمد شفیع صاحبؒ)
۲۔ ”مسک الختام فی ختم نبوت سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم مشمولہ احتساب قادیانیت جلد دوم (مؤلف: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)
۳۔ ”عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم نبوۃ“ (مؤلف: علامہ خالد محمود)
۴۔ ”ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں“ (مؤلف: مولانا سرفراز خان صفدر)
۵۔ ”فلسفہ ختم نبوت“ (مؤلف: مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ)
۶۔ ”مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں“ (مؤلف: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی)

۷- ''ختم نبوت'' (مؤلفہ: پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ)

۸- ''خاتم النبیین'' (مؤلفہ: مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

۹- ''عالمگیر نبوت'' (مؤلفہ: مولانا شمس الحق افغانیؒ)

۱۰- ''عقیدہ ختم نبوت'' (مؤلفہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین و جمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔''

(صحیح بخاری کتاب المناقب ص ۵۰۱ ج ۱' صحیح مسلم ص ۲۴۸ ج ۲ واللفظ لہ)

''حضرت ابو ہریرہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے' جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں' البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔''

(صحیح بخاری ص ۴۹۱ ج ۱' واللفظ لہ' صحیح مسلم ص ۱۲۶ ج ۲' مسند احمد ص ۲۹۷ ج ۲)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے' ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں''۔ (ابوداؤد ص ۱۲۷ ج ۲ کتاب الفتن واللفظ لہ' ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

ختم نبوت پر اجماع امت

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ ''الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول' اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر اجماع کا منکر ہوگا۔''

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

''ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔'' (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

علامہ ابن نجیم مصریؒ جن کو ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے فرماتے ہیں:

''اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔''
(الاشباہ والنظائر مطبوعہ کراچی ج ۲ ص ۹۱) (تفسیر ابن کثیر ص ۹۳، ج ۳)

ترجمہ: ''اور ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جن کو صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔''

اور علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔''

خاتم النبیین اور قادیانی جماعت

وافتراء کذب وجعل سازی پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس موقعہ پر کیا خوب چیلنج کیا' آپ فرماتے ہیں:

''اگر مرزا صاحب اور ان کی امت کوئی صداقت رکھتے ہیں تو لغت عرب اور قواعد عربیت سے ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ: ''آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں''۔ لغت عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اس کی پیش کردیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلا دیں' اور مجھے یقین ہے کہ ساری مرزائی جماعت مع اپنے نبی اور ابن نبی کی اس کی ایک نظیر کلام عرب یا اقوال لغویین میں نہ دکھلا سکیں گے۔ خود مرزا صاحب نے جو (برکات الدعا ص ۱۴' ۱۵ روحانی خزائن ص ۱۷' ۱۸ ج ۶) میں تفسیر قرآن کے معیار میں سب سے پہلا نمبر قرآن مجید سے اور دوسرا احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیسرا اقوال صحابہ کرامؓ سے رکھا ہے۔ اگر یہ صرف ہاتھی کے دکھلانے کے دانت نہیں تو خدارا خاتم

النبیین کی اس تفسیر کو قرآن کی کسی ایک آیت میں دکھلائیں' اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو احادیث نبویہؐ کے اتنے وسیع وعریض دفتر میں ہی کسی ایک حدیث میں یہ تفسیر دکھلائیں' پھر ہم یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ صحیحین کی حدیث ہو یا صحاح ستہ کی' بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف میں دکھلا دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہ معنی بتلائے ہوں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں' اور اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا (اور ہرگز نہ ہو سکے گا) تو کم از کم کسی صحابیؓ کسی تابعیؒ کا قول ہی پیش کرو جس میں خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کئے ہوں' لیکن مجھے معلوم ہے کہ:

چیلنج: اے مرزائی جماعت اور اس کے مقتدار ارکان! اگر تمہارے دعویٰ میں کوئی صداقت کی بو اور قلوب میں کوئی غیرت ہے تو اپنی ایجاد کردہ تفسیر کا کوئی شاہد پیش کرو' اور اگر ساری جماعت مل کر قرآن کے تیس پاروں میں سے کسی ایک آیت میں' احادیث کے غیر محصور دفتر میں سے کوئی ایک حدیث میں اگرچہ ضعیف ہی ہو' صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بے شمار آثار میں سے کسی ایک قول میں یہ دکھلا دے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں تو وہ نقد انعام وصول کر سکتے ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔ لیکن میں بحول اللہ وقوتہ اعلاناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب اور ان کی ساری امت مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گے تب بھی ان میں سے کوئی ایک چیز پیش نہ کر سکیں گے: "ولو کان بعضهم لبعض ظهيرا" بلکہ اگر کوئی دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان رکھتا ہے تو قرآن عزیز کی نصوص اور احادیث نبویہ کی تصریحات اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے صاف صاف آثار' سلف صالحینؒ اور ائمہ تفسیرؒ کے کھلے کھلے بیانات اور لغت عرب اور قواعد عربیت کا واضح فیصلہ سب کے سب اس تحریف کی تردید کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ آیت "خاتم النبیین" کے وہ معنی جو مرزائی فرقہ نے گھڑے ہیں باطل ہیں۔" (ختم نبوت کامل)

مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے' یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۷' روحانی خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵ پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا' اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا' اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری ''ولد'' تھا۔ مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا' صحیح یا بیمار' چھوٹا یا بڑا' کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی' بروزی' مستقل' غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

سوال......وحی الہام اور کشف کا شرعی معنی واضح کریں

وحی: اصطلاح شریعت میں وحی اس کلام الٰہی کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے بذریعہ فرشتہ نبی کو بھیجا ہو' اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر بذریعہ القائی القلب ہو تو اس کو وحی الہام کہتے ہیں (فرشتہ کا واسطہ ہونا ضروری نہیں ہے) جو اولیاء پر ہوتی ہے اور اگر بذریعہ خواب ہو تو اصطلاح شریعت میں اس کو رویائے صالحہ کہتے ہیں' جو عام مؤمنین اور صالحین کو ہوتا ہے۔

الہام: کسی خیر اور اچھی بات کا بلا نظر و فکر اور بلا کسی سبب ظاہری کے من جانب اللہ قلب میں القا ہونے کا نام الہام ہے۔ جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے اور جو علم بغیر حس اور عقل' من جانب اللہ بلا کسی سبب کے دل میں ڈالا جائے وہ الہام ہے۔ الہام محض موہبت ربانی ہے اور فراست ایمانی' جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے وہ من وجہ کسب ہے اور من وجہ وہب ہے۔ کشف اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے الہام سے عام لیکن کشف کا زیادہ تعلق امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔

کشف: عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا کر دکھلا دینے کا نام کشف ہے' کشف سے پہلے جو چیز مستور تھی' اب وہ مکشوف یعنی ظاہر اور آشکارا ہوگئی۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانویؒ کشاف اصطلاحات الفنون ص ۱۲۵۴ پر لکھتے ہیں:

''الکشف عند اہل السلوک ہو المکاشفہ و مکاشفہ رفع حجاب را گویند کہ میان روحانی

جسمانی است کہ ادراک آن بحواس ظاہری نتواں کرد الخ۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی صفائی اور نورانیت پر موقوف ہے' جس قدر قلب صاف اور منور ہوگا اسی قدر حجابات مرتفع ہوں گے' جاننا چاہئے کہ حجابات کا مرتفع ہونا قلب کی نورانیت پر موقوف تو ہے مگر لازم نہیں۔"

وحی اور الہام میں فرق

وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاء ہوتی ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے اور الہام ظنی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا' اولیا معصوم نہیں' اسی وجہ سے اولیا کا الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے' حتیٰ کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔

جس طرح رویائے صالحہ میں ایک درجہ کا ابہام اور اخفاء ہوتا ہے اور الہام اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے' اس طرح الہام بھی باعتبار وحی کے خفی اور مبہم ہوتا ہے اور وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے **"الا علام بمعنی الکشف والوحی والا لهام"** مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم از حضرت کاندھلویؒ۔

انقطاع وحی نبوت

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔

۱- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا:

"الیوم فقدنا الوحی و من عند الله عزوجل الکلام' رواه ابو اسمعیل الهروی فی دلائل التوحید."

ترجمہ: "آج وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمکلامی کا سلسلہ بھی بند ہوگیا۔ ہے۔" (کنزالعمال ص ۲۳۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۶۰)

۲- نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا:

" قد انقطع الوحی و تم الدین او ینقص وانا حی . رواہ النسائی بھذا اللفظ معناہ فی الصحیحین." (الریاض النضرۃ ص ۹۸ ج اوتاریخ الخلفا للسیوطی ص ۹۲)

ترجمہ:"اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا' کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا؟"

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چلو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کر آئیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تینوں وہاں گئے' حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہمیں دیکھ کر رونے لگیں' ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ دیکھو ایمن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپؐ کے واسطے مقدر ہے' انہوں نے کہا:

" قد علمت ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن ابکی علی خبر السماء انقطع عنا."

(ابوعوانہ وکنزالعمال ص ۲۲۵ ج ۷ حدیث نمبر ۱۸۷۳۴ اور مسلم ج ۲ ص ۲۹۱)

ترجمہ:"یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپؐ کے لئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہو گئیں۔"

اسی طرح مسلم شریف میں ہے:

" ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء."

۵:...... علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

" لان بموت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انقطع الوحی." (مواہب لدنیہ ص ۲۵۹)

ترجمہ:"اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔"

۶- البتہ پھر بھی جو شخص وحی نبوت جاری رہنے کا دعویٰ کرے ایسے مدعی کے بارے

میں علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے:

"ومن اعتقد وحیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین."

ترجمہ: ''اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔'' (بحوالہ ختم نبوت ص ۳۲۲ از حضرت مفتی محمد شفیعؒ)

اب ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب اپنے اوپر جبریل علیہ السلام کے نزول کے بھی مدعی ہیں:

۳- ''جاءنی آئل واختار وادار اصبعہ واشار ان وعد اللہ اتی فطوبیٰ لمن وجد ورای۔''

یعنی میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا' اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا' پس مبارک جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے' اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ منہ)۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ روحانی خزائن ص ۱۰۶ ج ۲۲)

۴- ''اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

نبی کا تو خواب بھی وحی ہے

''رویا الانبیاء وحی'' (بخاری)' مگر ولی کا خواب اور الہام شرعاً حجت نہیں۔ نبی کے خواب سے ایک معصوم کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے' مگر ولی کے الہام سے قتل کا جواز تو درکنار اس سے استحباب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ غرض کسی بھی بڑے سے بڑے بزرگ کا کشف والہام شرعی مسئلہ کے اثبات کے لئے کوئی مستقل دلیل نہیں ہے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمالات اور خصلتیں بادشاہ اور وزیر کی سی پائی جائیں تو اس بناء پر وہ شخص بادشاہ اور وزیر نہیں بن سکتا' اور اگر کوئی اس بنا پر بادشاہت اور وزارت کا دعویٰ کرے اور اپنے کو وزیر اور بادشاہ کہنے لگے تو فوراً گرفتاری کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ اس طرح اگر کسی شخص میں نبوت کے برائے نام کچھ کمالات پائے جائیں تو اس سے اس شخص کا منصب نبوت پر فائز ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اگر کوئی شخص اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ مرتد اور اسلام کا باغی سمجھا جائے گا۔

"عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات". (رواہ البخاری فی کتاب التعبیر ص ۱۰۳۵ ج ۲)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! نبوت کا کوئی جز و سوائے اچھے خوابوں کے باقی نہیں (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔"

اجزائے نبوت میں سے ایک جز و مبشرات باقی ہے یعنی جو سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں یہ بھی نبوت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے جس کی تشریح بخاری ہی کی دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ: "سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔"

مسلمان رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو بند مانتے ہیں' قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی پر' اس وضاحت کے بعد اب قادیانیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ سارے قرآن و حدیث سے ایک آیت یا ایک حدیث پڑھیں' جس میں لکھا ہوا ہو کہ نبوت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو سال میں ایک مرزا صاحب نبی بنے ہیں' اور مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں بنے گا' قیامت تک تمام زندہ مردہ قادیانی اکٹھے ہو کر ایک آیت اور ایک حدیث اس سلسلہ میں نہیں دکھا سکتے۔

مرزا کہتا ہے:

۱- "نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶' ۴۰۷ ج ۲۲)

۲- "ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا' مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا' میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں' اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں' بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے' کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"۔

(کشتی نوح ص ۵۶' روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹)

ان اقتباسات کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی قرار دیتا ہے' گویا مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے۔ معاذ اللہ۔

ملاحظہ فرمائیے: ''ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپؐ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔'' مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳

مگر مرزا قادیانی کے خاندان کے افراد اور مریدوں نے نوعمر مرزا محمود کو مرزا قادیانی کی نام نہاد خلافت کی گدی پر بٹھا دیا۔ محمد علی لاہوری اپنے حواریوں سمیت اپنا سامنہ لے کر لاہور آ گئے۔ تب سے مرزا قادیانی کی جماعت کے دو گروپ بن گئے۔ لاہوری و قادیانی' دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی صرف اور صرف اقتدار کی لڑائی تھی۔ عقائد کا اختلاف نہ تھا۔ اس لئے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی اور نورالدین کے زمانہ تک عقائد میں نہ صرف قادیانی گروپ کا ہمنوا تھا بلکہ اب بھی یہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا سمجھتا ہے۔ امام مامور من اللہ' مجدد' مہدی' مسیح ظلی و بروزی نبی وغیرہ مرزا کے تمام کفریہ دعاوی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے عقائد کی ترویج اور توسیع اس کی کتب کی اشاعت کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے لاہوریوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اقتدار نہ ملنے کے باعث علیحدہ ہوئے ہیں۔ تو لاہوریوں نے اپنے دفاع کے لئے اقتدار کی لڑائی کو عقائد کے اختلاف کا چولا پہنا دیا۔ لاہوریوں نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں سے تین مسائل میں اختلاف ہے:

''۱- قادیانی گروپ مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں' ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔

۲- قادیانی گروپ مرزا قادیانی کو قرآنی آیت: "**مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد**" کا مصداق قرار دیتے ہیں' ہم اس آیت کا مرزا کو مصداق نہیں سمجھتے۔

۳- قادیانی گروپ مرزا کو حقیقی نبی قرار دیتا ہے' ہم اسے حقیقی نبی قرار نہیں دیتے''۔

اس پر ان کے درمیان مناظرے ہوئے۔ ''مباحثہ راولپنڈی'' نامی کتاب میں دونوں کے تحریری مناظروں کی روئیداد شائع شدہ ہے۔ فریقین نے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ یہ خود مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے دعاوی ایسے شیطان کی آنت کی طرح الجھے ہوئے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا قادیانی کے کیا دعاوی تھے؟ لیکن یہ اقتدار کی رسہ کشی' اور نفس پرستی ہے۔ جب دو گروپ

بن گئے۔ ایک گروپ کا چیف مرزا محمود دوسرے گروپ کا چیف محمد علی لاہوری قرار پائے تو مرزا محمود نوجوان تھا۔ اقتدار اور پیسہ پاس تھا' اس نے وہ بے اعتدالیاں کیں کہ مرزا قادیانی کے بعض پکے مرید کانوں کو ہاتھ لگانے لگے۔ مرزا محمود کی جنسی بے راہ روی اور رنگینیاں اور سنگینیاں اس داستان نے قادیان سے لاہور تک کا سفر کیا۔ تو لاہوری گروپ نے تاریخ محمودیت' ربوہ کا پوپ' ربوہ کا مذہبی آمر' کمالات محمودیہ ایسی دسیوں کتابیں لکھ کر مرزا محمود کی بدکرداریوں کو عالم نشرح کیا۔ مرزا محمود نے جواب آں غزل کے طور پر لاہوریوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ۔ ذیل میں حوالے ملاحظہ ہوں: (اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل' (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں' (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ' (۴) لاہوری اصحاب الاخدود' (۵) خباثت اور شرارت اور رزالت کا مظاہرہ' (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی لاہوری فریق عبادالدنیا وقودالنار بن گئے' (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان' (۸) اصحاب اخدود پیامی' (۹) دو غلے اور لمبے دروں نیچے بروں عقائد' (۱۰) بدلگام پیغامیو' (۱۱) حرکات دنیہ اور افعال شنیعہ' (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات' (۱۳) دورخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے' (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگالیا' (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی' (۱۶) ایسی کھجلی اٹھی تھی' (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل' (۱۸) کبوتر نما جانور' (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے؟ کرمک' (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ' (۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو (فریق لاہور)' (۲۲) برخوردار پیامیو' (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ' (۲۴) کوئی آلو ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں' (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر' (۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہو جاتا' (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے' (۲۸) اگر شرم ہو تو وہیں...... چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو

(منقول از اخبار ''فاروق'' قادیان پیامی نمبر مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

لاہوری مرزائی بھی قادیانیوں کو گالیاں دینے میں کم نہ تھے۔ ملاحظہ ہو:

''مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) کا خطبہ جمعہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسب معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے ان کا جوش غیظ وغضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے' بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے' کوئی بات طعن وتشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔''

(مضمون مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ج ۳۳' نمبر ۲۷۳' ص ۴ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء)

لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے' کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابوں میں رکھی گئی ہے۔ پس اتباع لازم ہے۔ مرزا محمود نے محمد علی کی گالیوں کی شکایت کی' اب محمد علی کی مرزا محمود کے متعلق شکایت بھی ملاحظہ ہو:

''خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ' دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔''

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ لاہوریوں میں اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ آپؒ نے فرمایا: بر ہر دو لعنت' خنزیر' خنزیر ہوتا ہے۔ چاہے گورے رنگ کا ہو یا کالے رنگ کا۔ کفر کفر ہے' چاہے لاہوری ہو یا قادیانی۔ لاہوریوں کا مرکز لاہور میں ہے۔ قادیانیوں کا مرکز پاکستان بننے کے بعد چناب نگر (ربوہ)

اور اب ان کا مرکز بہشتی مقبرہ سمیت لندن کو سدھار گیا ہے۔ تمام علماء اسلام نے دونوں گروپوں کے کفر کا فتویٰ دیا' قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ تک سب نے دونوں کو کافر غیر مسلم گردانا۔

لاہوری گروپ کیوں کافر؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ اس کو جو لوگ اپنا امام، مجدد، مامور من اللہ، مہدی، مسیح ظلی ہی نبی، تسلیم کریں وہ بھی کافر ہیں حتی کہ مدعی نبوت کو جو لوگ مسلمانوں سمجھیں بلکہ جو اسے کافر نہ سمجھیں وہ بھی کافر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے اپنے فتاویٰ میں، عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں اور اسمبلی نے اپنے قانون میں قادیانیوں کی طرح لاہوری گروپ کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ مرزا کے کفریہ دعاوی جن کو لاہوری گروپ بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں، ملاحظہ ہوں:

لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا مانتا ہے، مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱- ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸)

۲- ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۱۲۷ ج ۱۰)

۳- '' میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵ حاشیہ خزائن ص ۶۸ ج ۲۱)

۴- ''نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص ہی کیا گیا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲)

۵- ''اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ (مرزا) بھی ہوا، جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸ حاشیہ خزائن ص ۳۰ ج ۲۲)

۶...... ''ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں، میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔''

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات ص ۲۱۷ ج ۱۰)

عہد صدیقیؓ میں تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ یمامہ

کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ اس جنگ میں سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ پھر حضرت شرجیلؓ بن حسنہ اور آخر میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کے لشکر کی کمان فرمائی۔ اس پہلے معرکہ ختم نبوت میں ۱۲سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے اور بہت سے صحابہ بدریین تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لکھا کہ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے تمام بالغ افراد کو بجرم ارتداد قتل کر دیا جائے۔ عورتیں اور کم سن لڑکے قیدی بنائے جائیں۔

اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ باقی تمام فتنوں سے مباحثہ' مجادلہ' مناظرہ ومباہلہ وغیرہ ہوئے۔ لیکن جھوٹے نبیوں سے تو گفتگو کی بھی شریعت نے اجازت نہیں دی اور فصول عمادی میں کلمات کفر شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: (فصول:۱۲۰۰)

ترجمہ: ''اور ایسے ہی اگر کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہے من پیغامبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام لے جاتا ہوں تو کافر ہو جائے اور جب اس نے یہ بات کہی اور کسی شخص نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی کافر ہو جائے گا' لیکن متاخرین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب معجزہ کی نیت طلب معجزہ سے محض اس کی رسوائی اور اظہار عجز ہو تو کافر نہ ہوگا۔''

اور خلاصۃ الفتاویٰ جلد۴ صفحہ ۳۸۶ کتاب الفاظ الکفر فصل ثانی میں امام عبد الرشید بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: ''اور اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس سے معجزہ طلب کیا تو بعض فقہا کے نزدیک یہ طالب معجزہ بھی مطلقاً کافر ہو جائے گا

جواب۔ برصغیر میں جب انگریز نے اپنے استبدادی پنجے مضبوطی سے گاڑ لئے تو اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی اختیار کی دیگر ضمیر و دین فروشوں اور فتویٰ بازوں کے علاوہ اسے ایک ایسے مدعی نبوت کی ضرورت پیش آئی جو اس کے ظالمانہ و کافرانہ نظام حکومت کو ''سند الہام'' مہیا کر سکے' اس کے لئے اس نے ہندوستان بھر کے ضمیر فروش طبقات سے اپنے مطلب کا آدمی تلاش کرنے کے لئے سروے شروع کیا۔ اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جائیے کہ قادیانی فتنہ کے جنم لینے سے قبل دارالعلوم دیوبند کے

مورث اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ پر بطور کشف کے اللہ تعالیٰ نے منکشف فرما دیا تھا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے' چنانچہ مکہ مکرمہ میں ایک دن ان کے ہاں مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت پیر صاحبؒ سے فرمایا:

ترجمہ: ''ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا تم ضرور اپنے وطن میں واپس چلے جاؤ اگر بالفرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہے تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون ہوگا میرے (پیر صاحبؒ) نزدیک حاجی صاحبؒ کی فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت تھی۔'' (ملفوظات طیبہ ص ۱۲۶' تاریخ مشائخ چشت ص ۱۴۷)

قادیانیوں کے خلاف پہلا فتویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اب پرزے نکالے۔ جماعت سازی کے لئے ۱۳۰۱ھ لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانویؒ' مولانا عبداللہ لدھیانویؒ اور مولانا محمد اسمٰعیل لدھیانویؒ نے فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔ (فتاویٰ قادریہ ص ۳)

اللہ رب العزت کا کرم تو دیکھئے! سب سے پہلے دیوبند مکتبہ فکر کے علمائے کرام کی جماعت کو مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دینے کی توفیق ہوئی۔ یہ مولانا محمد لدھیانویؒ معروف احرار رہنما مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے دادا تھے۔ ان حضرات کا فتویٰ مرزا قادیانی کے کفر کو الم نشرح کرنے کے لئے کھڑے پانی میں پتھر پھینکنے کے مترادف ہوا۔ اس کی لہریں اٹھیں' حالات نے انگڑائی لی پھر:

لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

قارئین کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ باضابطہ

فتویٰ مرتب کر کے متحدہ ہندوستان کے تمام سرکردہ جید علمائے کرام سے فتویٰ لینے کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے دیوبند کو نصیب فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہولؒ نے ۱۲ صفر ۱۳۳۱ھ کو فتویٰ مرتب کیا کہ:

۱- مرزا غلام احمد قادیانی مرتد' زندیق' ملحد اور کافر ہے۔

۲- یہ کہ اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں۔ مسلمانوں

پر لازم ہے کہ مرزائیوں کو سلام نہ کریں' ان سے رشتہ ناتہ نہ کریں۔ ان کا ذبیحہ نہ کھائیں' جس طرح یہود' ہنود' نصاریٰ سے اہل اسلام مذہباً علیحدہ رہتے ہیں اسی طرح مرزائیوں سے بھی علیحدہ رہیں۔ جس طرح بول و براز' سانپ اور بچھو سے پرہیز کیا جاتا ہے اس سے زیادہ مرزائیوں سے پرہیز کرنا شرعاً ضروری اور لازمی ہے۔

۳۔ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور ہندو کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴۔ مرزائی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے۔ مرزائیوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے۔ جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔

۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی' قادیان (مشرقی پنجاب' ہندوستان) کا رہائشی تھا' اس لئے اس کے پیروکاروں کو "قادیانی" یا "فرقہ غلامیہ" بلکہ جماعت شیطانیہ ابلیسیہ کہا جائے۔

اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ' مولانا عبدالسمیع' حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ایسے دیگر اکابر علمائے کرام کے دستخط تھے جن کا تعلق دیوبند' سہارنپور' دہلی' کلکتہ' ڈھاکہ' پشاور' رام پور' راولپنڈی' ہزارہ' مراد آباد' وزیر آباد' ملتان اور میانوالی وغیرہ سے تھا۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا وقیع اور جاندار فتویٰ تھا۔ آج سو سال کے بعد جب کہ قادیانیت کا کفر عیاں وعریاں ہے بایں ہمہ اس فتویٰ میں ذرہ برابر زیادتی کرنا ممکن نہیں۔ ان اکابر نے سوچ سمجھ کر اتنا جاندار فتویٰ مرتب کیا' اس میں تمام جزئیات کو شامل کر کے اتنا جامع بنا دیا کہ ایک صدی گزرنے کے باوجود اس کی آب و تاب و جامعیت جوں کی توں باقی ہے۔ اس کے بعد ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ جاری ہوا۔ جس میں قادیانیوں سے رشتہ ناتہ کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ فتویٰ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ ہے' اس پر دیوبند سے حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ حضرت مولانا رسول خانؒ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ حضرت مولانا گل محمد خانؒ سہارنپور سے مظاہر العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ حضرت مولانا خلیل احمد

سہارنپوریؒ حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ حضرت مولانا عبداللطیفؒ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ تھانہ بھون سے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ رائے پور سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ دہلی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ غرض کلکتہ بنارس' لکھنو' آگرہ' مرادآباد' لاہور' امرتسر' لدھیانہ' پشاور' راولپنڈی' ملتان' ہوشیار پور' گورداسپور' جہلم' سیالکوٹ' گوجرانوالہ' حیدرآباد دکن' بھوپال' رام پور' وغیرہ سے سینکڑوں علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کا نام ''فتویٰ تکفیر قادیان'' ہے۔ یہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع ہوا۔

قادیانیوں کے خلاف مقدمات

حضرات علمائے دیوبند کی مساعی جمیلہ کے صدقے پوری امت کے تمام مکاتب فکر قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہو گئے تو پورے متحدہ ہندوستان میں قادیانیوں کا کفر امت محمدیہؐ پر آشکارا ہوا۔ یوں تو ہندوستان کی مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے دیئے۔ ماریشس تک کی عدالتوں کے فیصلہ جات قادیانیوں کے خلاف موجود ہیں لیکن سب سے زیادہ جس مقدمہ نے شہرت حاصل کی اور جو ہر عام و خاص کی توجہ کا مرکز بن گیا وہ ''مقدمہ بہاولپور'' ہے۔ علمائے بہاولپور کی دعوت پر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ حضرت مولانا ابوالوفا شاہجہانپوریؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ایسے اکابر علمائے دیوبند نے بہاولپور ایسے دور افتادہ شہر آ کر کیس کی وکالت کی۔ اس مقدمہ کی ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۵ء تک کارروائی چلتی رہی۔ اس مقدمہ میں جج نے قادیانیت کے کفر پر عدالتی مہر لگا کر قادیانیت کے وجود میں ایسی کیل ٹھونکی جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی۔ سپریم کورٹ کے تمام فیصلوں کی بنیاد یہی فیصلہ ہے جس کی کامیابی میں فرزندان دیوبند سب سے نمایاں ہیں۔ فالحمدللہ اولاً و آخراً۔

قادیانیت کا جماعتی سطح پر احتساب

فرد کا مقابلہ فرد اور جماعت کا مقابلہ جماعت ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۰ء کو

لاہور میں انجمن خدام الدین کے سالانہ اجتماع میں جو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی دعوت پر منعقد ہوا تھا ملک بھر سے پانچ سو علمائے کرام کے اجتماع میں امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' کا خطاب دیا اور قادیانیت کے محاذ کی ان پر ذمہ داری ڈالی۔ اس وقت قادیانیت کے خلاف افراد اور اداروں کی محنت میں دارالعلوم دیوبند کا کردار قابل رشک تھا۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانی حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ تو گویا تکوینی طور پر محاذ ختم نبوت کے انچارج تھے۔ قادیانیوں کے خلاف ان کا اور مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ کا وجود ہندوستان کی دھرتی پر درہ عمرؓ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب جماعتی سطح پر قادیانیوں کے احتساب کے لئے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ڈیوٹی لگی۔ آپ نے مجلس احرار اسلام ہند میں مستقل شعبہ تبلیغ قائم کر دیا۔ جمعیت علمائے ہند اور دارالعلوم دیوبند کی پوری قیادت کا ان پر اس سلسلہ میں بھرپور اعتماد تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ ایسے مقبولان بارگاہ الٰہی نے سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔

قادیان کانفرنس

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس احرار اسلام ہند نے ۲۰، ۲۱، ۲۲/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس میں ان اکابرین ملت نے قادیانیت کا مقابلہ کیا۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ حضرت مولانا عنایت علی چشتیؒ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکیؒ وغیرہ ان سب حضرات نے قادیان میں رہ کر قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کے فیصلوں کو دیکھئے کہ یہ سب حضرات خانوادہ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کانفرنس میں علمائے کرام نے ملک کے چپہ چپہ میں قادیانی عقائد وعزائم کی قلعی کھولنے کی ایک لہر پیدا کر دی۔

قادیان سے ربوہ تک

مختصر یہ کہ ان اکابر کی قیادت میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ''مجلس احرار اسلام'' کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعے انگیریز اور انگریز کی ساختہ

پرداختہ قادیانی نبوت کے خرمن خبیثہ کو پھونک ڈالا۔ تا آنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا تو برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجہ میں قادیانی نبوت کا منبع خشک ہوگیا اور قادیان کی منحوس بستی دارالکفر اور دارالحرب ہندوستان کے حصہ میں آئی۔ قادیانی خلیفہ اپنی ''ارض حرم'' اور ''مکۃ المسیح'' (قادیان) سے برقعہ پہن کر فرار ہوا اور پاکستان میں ربوہ کے نام سے نیا دارالکفر تعمیر کرنے کے بعد شاہوار نبوت کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد کرنے کا اعلان کرنے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں' پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان خلیفہ قادیان (حال ربوہ) کا ادنیٰ مرید ہے' اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ بھی تھا کہ ''احرار اسلام'' کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے بکھر چکا تھا۔ تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا اور پھر ''احرار اسلام'' ناخدایان پاکستان کے دربار میں معتوب تھے۔ اس لئے قادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی' لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور ''تحفظ ختم نبوت'' کا کام انسان نہیں کرتے خدا کرتا ہے اور وہ اس کام کے لئے خود ہی رجال کار بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے۔ چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' (۱۹۴۹ء) میں ایک مجلس مشاورت ہوئی۔ جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ مولانا تاج محمود

لائلپوریؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی بنیاد رکھی گئی اور اس کا ابتدائی میزانیہ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو' جو قادیان میں شعبہ تبلیغ احرار اسلام کے صدر تھے' ملتان طلب کیا گیا۔ ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر تھا' وہی دار المبلغین تھا' وہی دار الاقامہ تھا' وہی مشاورت گاہ تھی اور یہ چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک "مجلس تحفظ ختم نبوت" کا ابتدائی کنٹرول آفس تھا۔

شہید اسلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بقول: "وذلک فی ذات الالہ وان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع"۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس نحیف و ضعیف تحریک میں ایسی برکت ڈالی کہ آج اس کی شاخیں اقطار عالم میں پھیل چکی ہیں اور اس کا مجموعی میزانیہ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

قیادت باسعادت:

"مجلس تحفظ ختم نبوت" کو یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہی ہے کہ اکابر اولیاء اللہ کی قیادت و سرپرستی اور دعائیں اسے حاصل رہی ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوریؒ آخری دم تک اس تحریک کے قائد و سرپرست رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں' اس کے سرپرست ہیں "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے بانی اور امیر اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ امیر شریعتؒ کی وفات ۱۹۶۱ء میں ہوئی اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے ان کے وصال کے بعد حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو امارت سپرد کی گئی۔ ان کے وصال کے بعد مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیر مجلس ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد عارضی طور پر فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو مسند امارت تفویض ہوئی مگر اپنے ضعف و عوارض کی بنا پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمایا۔ یہ ایک

ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کی پیش قدمی رک جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظت دین یکا یک ایک ایسی ہستی کو اس منصب عالی کے لئے کھینچ لایا جو اپنے اسلاف کے علوم و روایات کی امین تھی اور جس پر ملت اسلامیہ کو بجا طور پر فخر حاصل تھا۔ میری مراد شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت' امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی وراثت و امانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوری سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا؟ چنانچہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت خطیب پاکستان' مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خطابت' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہ کی ذہانت' مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کی رفاقت' حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بلندی عزم نے نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوت کی عزت و شہرت کو چار چاند لگا دیئے بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قصر قادیانی پر اتنی ضرب کاری لگائی کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر کذب و افتراء کی آئینی مہر لگ گئی۔

غیر سیاسی جماعت

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا مقصد تاسیس' عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور امت مسلمہ کو قادیانی الحاد سے بچانا تھا۔ اس کے لئے ضرورت تھی کہ جماعت خارزار سیاست میں الجھ کر نہ رہ جائے' چنانچہ جماعت کے دستور میں تصریح کر دی گئی کہ جماعت کے ذمہ دار ارکان سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے کیونکہ سیاسی میدان میں کام کرنے کے لئے دوسرے حضرات موجود ہیں۔ اس لئے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا دائرہ عمل دعوت و ارشاد' اصلاح و تبلیغ اور رد قادیانیت تک محدود رہے گا۔ اس فیصلے سے دو فائدے مقصود تھے ایک یہ کہ ''جماعت تحفظ ختم نبوت'' کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا اجتماعی پلیٹ فارم رہے گا اور عقیدہ ختم نبوت کا جذبہ اہل اسلام کے اتحاد و اتفاق اور ان کے باہمی ربط تعلق کا بہترین ذریعہ ثابت ہو گا۔ دوم یہ کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ارباب اقتدار سے یا کسی اور سیاسی جماعت سے تصادم نہیں ہو گا۔ اور امت مسلمہ کا اجتماعی عقیدہ ختم نبوت اطفال سیاست کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا۔

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ:

امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کو قدرت نے قادیانیت کے خلاف سراپا تحریک بنا دیا تھا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک مستقل جماعت کو قادیانیت کے خلاف تحریری و تقریری میدان میں لگایا تھا۔ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ مولانا غلام اللہ خانؒ ایسے جید علمائے امت جنہوں نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے، یہ سب حضرت کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پر بیٹھ کر اس مرد قلندر نے اس فتنہ عمیاء قادیانیت کے خلاف محاذ قائم کیا جسے دیانت دار مورخ سنہرے حروف سے لکھنے پر مجبور ہے۔

پاکستان اور قادیانیت:

۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا، قادیانی جماعت کا لاٹ پادری مرزا محمود قادیان چھوڑ کر پاکستان آ گیا، پنجاب کے پہلے انگریز گورنر موڈی کے حکم پر چنیوٹ کے قریب ان کو لب دریا ایک ہزار چونتیس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر الاٹ کی گئی۔ فی مرلہ ایک آنہ کے حساب سے صرف رجسٹری کے کل اخراجات -/10,034 روپے وصول کئے۔ قادیانیوں نے بلاشرکت غیرے وہاں پر اپنی اسٹیٹ ''مرزائیل'' کی اسرائیل کی طرز پر بنیاد رکھی۔ ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا۔ اس نے سرکاری خزانہ سے آب ودانہ کھا کر قادیانیت کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔ انگریز خود چلا گیا مگر جاتے ہوئے اسلامیان برصغیر کے لئے اپنی لے پالک اولاد قادیانیت کے لئے ایک مضبوط بیس مہیا کر گیا۔ قادیانی علی الاعلان اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔ ان پر کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ قادیانیوں کی تعلّی اور لن ترانیاں دیکھ کر اسلامیان پاکستان کا ہر درد رکھنے والا شخص اس صورت سے پریشان تھا۔ قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح ہوا پر سوار تھے۔ ملک میں جداگانہ طرز انتخاب پر الیکشن کرانے کا فیصلہ کیا گیا لیکن قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ شمار کیا گیا۔ چنانچہ اس صورت حال کو دیکھ کر

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو بریلوی مکتب فکر کے رہنما مولانا ابوالحسنات قادریؒ کے ہاں بھیجا۔ دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث' شیعہ مکاتب فکر اکٹھے ہوئے اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی جسے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کہا جاتا ہے۔اس تحریک میں مرکزی کردار ابنائے دارالعلوم دیوبند کا تھا۔اس تحریک نے قادیانیوں کے منہ زور گھوڑے کو لنگڑا کر دیا۔ظفر اللہ قادیانی ملعون اپنی وزارت سے آنجہانی ہو گیا۔قادیانیت کی اس تڑاخ سے ہڈیاں ٹوٹیں کہ وہ زمین پر رینگنے لگی۔عقیدہ ختم نبوت کی ان عظیم خدمات پر دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے' قبل ازیں ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے جس پلیٹ فارم کا اعلان ہوا تھا۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد اسے مستقل جماعت کے طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے منظم کیا گیا جبکہ سیاسی و مذہبی طور پر اسلامیان پاکستان کی رہنمائی اور اسلامی نظام کے نفاذ اور اشاعت دین کے لئے ''جمعیت علماء اسلام پاکستان'' کی تشکیل کی گئی۔ یہ سب ابنائے دارالعلوم کا کارنامہ ہے۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان نے ایوبی دور میں مغربی پاکستان اسمبلی میں شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں' غرض مذہبی اور سیاسی اعتبار سے قادیانیت کا احتساب کیا گیا ''مغربی آقاؤں'' کے اشارے پر قادیانی ''فوج'' و دیگر سرکاری دوائر میں سرگرم عمل تھے علماء کرام کی مستقل جماعت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا غلام غوث ہزارویؒ مولانا مفتی محمودؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مولانا گل بادشاہؒ مولانا محمد یوسف بنوریؒ مولانا خیر محمد جالندھریؒ مولانا تاج محمودؒ مولانا لال حسین اخترؒ مولانا مفتی محمد شفیعؒ مولانا عبدالرحمن میانویؒ مولانا محمد حیاتؒ مولانا عبدالقیومؒ مولانا عبدالواحدؒ مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور ان کے ہزاروں شاگرد لاکھوں متوسلین کروڑوں متعلقین نے جو خدمات سرانجام دیں وہ سب دارالعلوم کا فیضان نظر ہے۔سب اسماء گرامی کا استحضار و احصاء ممکن نہیں وہ سب

حضرات جنہوں نے اس سلسلہ میں خدمات سرانجام دیں ہمارے ان الفاظ کے لکھنے کے محتاج نہیں وہ یقیناً رب کریم کے حضور اپنے حسنات کا اجر پا چکے۔ (فنعم اجر العاملین)

قرارداد رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

رابطہ کا سالانہ اجتماع اپریل ۱۹۷۴ء میں منعقد ہوا' مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور دوسرے اکابرین دیوبند اس اجتماع میں نہ صرف موجود تھے بلکہ اس قرارداد کو پاس کرانے کے داعی تھے۔ رابطہ عالم اسلامی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے خلاف قرارداد منظور کی جو دوررس نتائج کی حامل ہے' اس سے پوری دنیا کے علماء اسلام کا قادیانیت کے کفر پر اجماع منعقد ہو گیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

اللہ رب العزت کے فضل و احسان کے بموجب ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کی مثالی جدوجہد سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ شیر اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ مولانا عبدالحکیمؒ مولانا صدر الشہیدؒ اور دیگر حضرات قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم برسر اقتدار آئے' قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء میں پیپلز پارٹی کی دامے درمے اور افرادی مدد کی تھی' قادیانیوں نے پھر پر پرزے نکالے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا' اس کے نتیجہ میں تحریک چلی اسلامیان پاکستان ایک پلیٹ فارم "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان" پر جمع ہوئے جس کی قیادت دارالعلوم دیوبند کے مرد جلیل' محدث کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے فرمائی اور قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی نمائندگی کا شرف حق تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کے عظیم سپوت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بخشا۔ یوں قادیانی قانونی طور پر اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ کہاں قادیانی اقتدار کا خواب اور کہاں چوہڑوں' چماروں میں ان کا شمار' اس پوری جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان کی خدمات اللہ رب العزت کے فضل و کرم کا اظہار ہے' غرض دارالعلوم دیوبند کے

سرپرست اول حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی ''الف'' سے تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک شروع ہوئی وہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی ''یاء'' پر کامیابی سے سرفراز ہوئی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے متعلق جو کارروائی ہوئی وہ سب قومی ''تاریخی دستاویز'' کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کردی ہے۔ قومی اسمبلی میں دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان ہمارے اکابر نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت باسعادت میں قادیانیوں کو جس طرح چاروں شانے چت کیا یہ دستاویز اس پر ''شاہد عدل'' ہے۔ قادیانیوں نے اسمبلی میں ایک محضر نامہ پیش کیا تھا جس کا جواب مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے لکھا۔ حوالہ جات مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعر نے فراہم کیے اور قومی اسمبلی میں اسے مفکر اسلام قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ نے پڑھا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق برسر اقتدار آئے ان کے زمانہ میں پھر قادیانیوں نے پر پرزے نکالے ایک بار ووٹنگ لسٹوں کے حلف نامہ میں تبدیلی کی گئی اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھاگم بھاگ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے پاس راولپنڈی پہنچے۔ حضرت مفتی صاحبؒ ملٹری ہسپتال میں پاؤں کے زخم کے علاج کے سلسلہ میں زیر علاج تھے۔ اس حالت میں حضرت مفتی صاحبؒ نے جنرل ضیاء الحق کو فون کیا۔ آپ کی للکار سے اقتدار کا نشہ ہرن ہوا اور وہ غلطی درست کردی گئی وہ غلطی نہ تھی بلکہ حقیقت میں قادیانیوں سے متعلق قانون کو نرم کرنے کی پہلی چال تھی' جسے دارالعلوم دیوبند کے ایک فرزند کی للکار حق نے ناکام بنادیا۔

۱۹۸۲ء میں جنرل ضیاء الحق کے زمانہ اقتدار میں پرانے قوانین کی چھانٹی کا عمل شروع ہوا (جو قانون کہ اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں ان کو نکال دیا جائے)۔ اس موقعہ پر ابہام پیدا ہوگیا کہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم بھی منسوخ ہوگئی ہے اس پر ملک کے وکلاء کی رائے لی گئی۔ اڑھائی سو وکلاء کے دستخطوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے روزنامہ جنگ میں اشتہار شائع کرایا۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن مہتمم جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر راولپنڈی' مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ' اکوڑہ خٹک جنرل صاحب کو ملے ان کی کابینہ میں محترم جناب راجہ

ظفر الحق وفاقی وزیر تھے ان کے مشورہ سے جنرل صاحب نے ایک آرڈی نینس منظور کیا اور قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے بارے میں جو ابہام پایا جاتا تھا وہ دور ہوا اور اسلامیان پاکستان نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس آرڈی نینس کو اس وقت بھی آئینی تحفظ حاصل ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

جناب بھٹو کے زمانہ میں پاس شدہ آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہوسکی۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں قادیانی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ ترمیم منسوخ ہوجائے اس کے لئے وہ اندرون خانہ سازشوں میں مصروف تھے۔ قادیانی سازشوں اور اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے ردعمل نے تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی شکل اختیار کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اللہ کو پیارے ہوچکے تھے۔ اب اس نئی آزمائش میں دارالعلوم دیوبند کے زعماء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم' قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن' مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ مولانا محمد اجمل خان' مولانا عبیداللہ انورؒ پیر طریقت مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ مولانا محمد مراد ہالیجوی' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مولانا محمد شریف جالندھریؒ مولانا میاں سراج احمد دینپوری' مولانا سید محمد شاہ امروٹی' مولانا عبدالواحد' مولانا منیر الدینؒ کوئٹہ' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ مولانا محمد لقمان علی پوریؒ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا ضیاء القاسمیؒ مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا سید امیر حسین گیلانی' ایسے ہزاروں علماء حق نے تحریک کی قیادت کی اور اس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے متعلق پھر قانون سازی کے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس منظور ہوا۔

یہ آرڈی نینس اس وقت قانون کا حصہ ہے اس سے یہ فوائد حاصل ہوئے۔

۱- قادیانی اپنی جماعت کے چیف گرو یا لاٹ پادری کو امیر المومنین نہیں کہہ سکتے۔

۲- قادیانی اپنی جماعت کے سربراہ کو خلیفۃ المومنین یا خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔

۳- مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی مرید کو معاذ اللہ ''صحابی'' نہیں کہہ سکتے۔

۴- مرزا قادیانی کے کسی مرید کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' نہیں لکھ سکتے۔

۵- مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے ''ام المؤمنین'' کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔
۶- قادیانی اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔
۷- قادیانی اذان نہیں دے سکتے۔
۸- قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔
۹- قادیانی اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔
۱۰- قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔
۱۱- قادیانی اپنے مذہب کی دعوت نہیں دے سکتے۔
۱۲- قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح نہیں کر سکتے۔
۱۳- قادیانی کسی بھی طرح اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کر سکتے۔
۱۴- غرض کہ کوئی بھی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔

بحمدہ تعالیٰ اس قانون کے منظور ہونے سے قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ جسے وہ ظلی حج قرار دیتے تھے' پاکستان میں اس پر پابندی لگی۔ قادیانی جماعت کے چیف گرولاٹ پادری مرزا طاہر کو ملک چھوڑ کر لندن جانا پڑا۔ اس تمام تر کامیابی وکامرانی کے لئے ''ابنائے دارالعلوم دیوبند'' نے جو خدمات سرانجام دیں ان کو کوئی منصف مزاج نظرانداز نہیں کر سکتا۔ اس قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانیوں کے لئے ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' والا قصہ ہو گیا۔

مقدمات

۱- قادیانیوں نے وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون کو چیلنج کر دیا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر کیس کی تیاری اور پیروی کے لئے شہید مظلوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب پر مشتمل جماعت نے لاہور ڈیرے لگا دیئے۔ ملتان عالمی مجلس کے مرکزی کتب خانہ سے بیسیوں بکس کتب کے بھر کے لاہور لائے گئے' فوٹو اسٹیٹ مشین کا اہتمام کیا گیا' جامعہ اشرفیہ لاہور کی لائبریری اس کیس کی پیروی کے لئے جامعہ کے حضرات نے وقف کر دی۔ ۱۵- جولائی سے ۱۲- اگست

۱۹۸۴ء تک اس کی سماعت جاری رہی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور خانقاہ رائے پور کی روایات کے امین حضرت اقدس سید نفیس الحسینی اور مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود بھی تشریف لاتے رہے۔ لاہور کی تمام جماعتوں نے بھرپور حصہ لیا اور بالکل بہاولپور کے مقدمہ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے نہایت ہی کرم کا معاملہ فرمایا۔ ۱۲/ اگست ۱۹۸۴ء کو جب فیصلہ آیا تو قادیانیوں کی رٹ خارج کردی گئی ''کفر ہار گیا' اسلام جیت گیا''، تفصیلی فیصلہ جسٹس فخر عالم نے تحریر کیا۔

۲- قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کی اپیل بینچ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا۔ ۱۲/ جنوری ۱۹۸۸ء سپریم کورٹ اپیل بینچ نے اس اپیل کو بھی مسترد کردیا۔ اسی طرح قادیانیوں نے لاہور' کوئٹہ' کراچی ہائیکورٹس میں کیس دائر کیے' تمام جگہ ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ قادیانی ان تمام مقدمات کی اپیل سپریم کورٹ آف پاکستان میں لے کر گئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے یہاں بھی فیض یافتگان دارالعلوم دیوبند کو توفیق بخشی۔ اس کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' شہید اسلام مولانا محمد عبداللہؒ قاری محمد امین' مولانا محمد رمضان علویؒ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جانشین مولانا قاضی احسان احمدؒ مولانا عبدالرؤفؒ اور اسلام آباد راولپنڈی کے تمام ائمہ و خطباء نے ایمانی جرات و دینی حمیت کا مظاہرہ کیا۔ یوں ۳/ جنوری ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے پانچ جج صاحبان پر مشتمل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔ بحمدہ تعالیٰ ان تمام فیصلہ جات پر مشتمل کتاب ''قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے'' شائع شدہ ہے' جس میں دیگر تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

۳- اسی طرح قادیانیوں نے جوہانسبرگ افریقہ میں ایک مقدمہ دائر کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی' حضرت مولانا مفتی زین العابدین' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر' ڈاکٹر محمود احمد غازی' علامہ ڈاکٹر خالد محمود' مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا منظور احمد الحسینی نے اس کی پیروی کے لئے وہاں کے سفر کیے

یہ فیصلہ بھی قادیانیوں کے خلاف ہوا۔

بیرون ممالک: امتناع قادیانیت قانون کے نافذ ہوتے ہی قادیانی جماعت کے بھگوڑے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا۔ ابنائے دارالعلوم دیوبند وہاں بھی پہنچے۔ سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس برطانیہ ۱۹۸۵ء سے ہر سال تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتی رہی ہے۔ پاکستان' ہندوستان' عرب' افریقہ و یورپ سے علماء کرام اور ابنائے و فضلائے دارالعلوم دیوبند تشریف لا کر اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں' اسی طرح برطانیہ میں مستقل طور پر قادیانیت کے احتساب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا مستقل دفتر قائم کر دیا ہے جہاں سے ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امریکہ' افریقہ' یورپ کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں مستقل بنیادوں پر قادیانیت کے خلاف کام ہو رہا ہے اور وہ تمام تر کام بحمدہ تعالیٰ ابنائے دارالعلوم دیوبند سرانجام دے رہے ہیں۔ ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کے علاوہ تربیتی کورسز کا سلسلہ شروع ہے۔ کتب' لٹریچر کی اشاعت و تقسیم ہو رہی ہے اور اس کام کے لئے دارالعلوم دیوبند میں ہی ''کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت'' قائم کر دی گئی ہے۔ فالحمد للہ۔

آثار و نتائج: اکابر دیوبند کی مساعی اور ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مقاصد و خدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ اب ایک نظر ان آثار و نتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہد مسلسل اور امت اسلامیہ کے اتفاق و تعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے۔

اول:۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر' مرتد' دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم:۔ ختم نبوت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر و نفاق واضح ہو گیا۔ اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہو گئے۔

سوم:۔ بہاول پور سے ماریشش جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے دیئے۔

چہارم:۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ کر دیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

پنجم:۔ بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے تھے جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

ششم:۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا۔ چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے۔ اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے۔ اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہو جاتے تھے۔ اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے۔ مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کمتری ختم ہو رہا ہے اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حصہ رسدی سے زیادہ کسی اور ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم:۔ قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک ''ربوہ'' مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا۔ وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، حتی کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی۔ لیکن اب ''ربوہ'' کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے۔ وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس و مساجد دفتر و لائبریری قائم ہیں۔

ہشتم:۔ قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم:۔ پاسپورٹ شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دہم:۔ پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا یا لکھنا تعزیری جرم قرار دیا جاچکا ہے۔

یازدھم:۔ سعودی عرب' لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے اور انہیں ''عالم کفر کے جاسوس'' قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدھم:۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی' مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیزدھم:۔ قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ: پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ ''ربوہ'' ہے۔ وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہوچکے ہیں' بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہورہی ہے۔ حتی کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔ ربوہ کا نام مٹ کر اب ''چناب نگر'' ہے۔ آج قادیانی شہر کا نام مٹا ہے تو وہ وقت آیا چاہتا ہے جب قادیانیت کا نشان بھی مٹے گا۔ (ان شاء اللہ العزیز)

نوٹ:...... موضوع کی مناسبت اور سوال کی نوعیت کے پیش نظر صرف علماء دیوبند کی خدمات دربارہ تحفظ ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے ورنہ تمام علماء کرام چاہے وہ بریلوی ہوں یا اہلحدیث' یا شیعہ حضرات' سب اس محاذ پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہے۔ سب نے اس محاذ پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ کتاب ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' ''تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء'' (تین جلدیں) ان میں تمام مکاتب فکر کے اکابر کی سنہری خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسلامی عقیدہ

۱- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہی مسیح ہدایت ہیں' جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ سچے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہوچکے ہیں۔

۲- یہود بے بہبود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

۳- زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے۔

۴- وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

۵- قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریمؑ) نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نظر:

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت ابھی نہیں آیا' اور عیسیٰ بن مریمؑ نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا' اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا' بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔

۲- اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں' ناقل) موجود ہے۔

۳- کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جا سکتا' اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

۴- بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

۵- یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا کیا گیا' اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق صداقت کی آخری فتح مقدر ہے' خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے۔

''میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی باللہ شہیداً''۔

(حقیقی اسلام ص:۲۹' ۳۰)

حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد

مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقی اسلام'' میں تحریر کیا ہے' چنانچہ وہ

لکھتا ہے کہ:۔ ''اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی) نے مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی۔

۱۔ یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام

ترجمہ: ''حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے وہ دو زرد چادریں پہنے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے الخ پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے تا آنکہ اسے باب لد کے مقام پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔'' (مسلم ص ۴۰۱ ج ۲ باب ذکر الدجال)

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ بطور معجزہ ان کے منہ کی ہوا حد نگاہ تک پہنچے گی اور اس سے کافر مریں گے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ بن مریمؑ تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا'' (یعنی امام مہدی تمہارے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ باوجود نبی و رسول ہونے کے امام مہدی کی اقتداء کریں گے۔''

ترجمہ: ''امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا' وہ میانہ قد ہوں گے رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا' ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے' سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی

ٹپک رہا ہے اگر چہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی' صلیب کو توڑیں گے جزیہ کو اٹھائیں گے سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپ کے ساتھ کھیلنے لگیں گے' سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے' عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔'' فتح الباری ص ۳۵۷ ج ۶)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی۔ آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پیشتر جب یہ تمام باتیں ظہور میں آجائیں گی تب وفات ہوگی۔

''امام حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نہیں مرے' زندہ ہیں اور وہی دن قیامت سے قبل واپس تشریف لائیں گے''۔

نیز: ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانۂ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے' (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور میرے قریب مدفون ہوں گے' قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان قبر سے اٹھوں گا''۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ایک چیلنج: ...... کتب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تو باب ہے' ساری کائنات کے قادیانی مل کر کسی حدیث کی کتاب سے وفات مسیح کا باب نہیں دکھا سکتے۔

فائدہ: ...... حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا رسالہ ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول قابل دید ہے۔

دجل: دھوکہ' تلبیس' حق و باطل کے اختلاط کا نام ہے' جو مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم

موجود تھا۔ اس دجال اعظم، مفتری اکبر نے اپنے دجل سے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت وحیات مسیح علیہ السلام پر اپنے الحاد وزندقہ کی کلہاڑی چلائی۔ (معاذ اللہ)۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں

ترجمہ: ''آسمان سے نزول عیسیٰ قول باری تعالیٰ کہ عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں، سے ثابت ہے، نیز اس ارشاد سے ثابت ہے کہ اہل کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد اور موت سے پہلے قیامت کے قریب ان پر ایمان لائیں گے، پس ساری ملتیں ایک ہو جائیں گی اور وہ ملت، ملت اسلام ہے۔'' (شرح فقہ اکبر ۱۳۶)

حیات ونزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے

آیات کریمہ واحادیث مرفوعہ متواترہ کی بنا پر حضرات صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ معتزلہ جو بہت سے مسائل کلامیہ میں اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھتے ہیں، ان کا عقیدہ بھی یہی ہے جیسا کہ کشاف میں

مثیل مسیح کا قادیانی ڈھونگ: ایک بے سروپا بات ہے، پیدائش مسیح سے رفع تک اور نزول سے وفات تک وہاں کسی ایک بات میں مرزا قادیانی کو مماثلت نہیں۔ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ساری عمر مکان نہیں بنایا، ساری عمر شادی نہیں کی، نزول کے بعد حاکم، عادل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، ان کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ صلیب پرستی کا خاتمہ ہو کر خدا پرستی رہ جائے گی۔ دمشق جائیں گے بیت المقدس جائیں گے، حج کریں گے، عمرہ کریں گے، مدینہ طیبہ حاضری دیں گے، نزول کے بعد پینتالیس سال زندہ رہ کر پھر وفات پائیں گے۔ یہ چند بڑی بڑی علامات ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جاتی تھی۔ اس کے باوجود دعویٰ مثیل ہونے کا کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی ڈھٹائی ہو سکتی ہے؟

علامہ محمود آلوسیؒ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے:

''وکونہ خاتم الانبیاء ای لاینبا احد بعدہ واما عیسیٰ ممن نبیء قبلہ''

۱- آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا' عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جاچکے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری رحمت عالم کی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ آپؐ وصف نبوت کے ساتھ اس دنیا میں سب سے آخر میں متصف ہوئے' اب کوئی شخص وصف نبوت حاصل نہیں کرسکے گا' نہ یہ کہ پہلے کے سارے نبی فوت ہوگئے۔

☆...... ابن عساکر میں حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

"اخر ولدک من الانبیاء". (کنزالعمال ص۴۵۵ ج۱۱ حدیث نمبر۱۳۹ بحوالہ ابن عساکر)

☆ مرزا قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ۱۵۶ خزائن جلد۱۵ صفحہ۴۷۹ پر لکھتا ہے:

''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو' یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے''۔

جب خاتم الاولاد کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہ ہیں کہ عورت کے پیٹ سے کوئی کامل انسان اس کے بعد پیدا نہ ہو تو خاتم النبیین کے بھی یہ معنی کیوں نہ ہوں گے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی عورت کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا۔

مہدی علیہ الرضوان:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی مندرجہ ذیل شناخت بیان کی گئی ہیں:

(۱) حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے' (۲) مدینہ طیبہ کے اندر پیدا ہوں گے' (۳) والد کا نام عبداللہ ہوگا' (۴) ان کا اپنا نام محمد ہوگا اور لقب مہدی' (۵) چالیس سال کی عمر میں ان کو مکہ مکرمہ حرم کعبہ میں شام کے چالیس ابدالوں کی جماعت پہچانے گی' (۶) وہ کئی لڑائیوں میں مسلمان فوجوں کی قیادت کریں گے' (۷) شام جامع دمشق میں پہنچیں گے' تو وہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا' (۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے ادا کریں گے' (۹) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی کل عمر ۴۹ سال ہوگی' چالیس سال کے بعد

خلیفہ بنیں گے، سات سال خلیفہ رہیں گے، دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں رہیں گے۔ ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائیں گے۔ (۱۰) ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون (مشکوٰۃ: ۷۱۴۱) پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔ تدفین کے مقام کے متعلق احادیث میں صراحت نہیں، البتہ بعض حضرات نے بیت المقدس میں تدفین لکھی ہے۔

اس ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا رسالہ ''الخلیفۃ المھدی فی الاحادیث الصحیحہ'' اور محدث کبیر مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا رسالہ ''الامام المھدی'' ترجمان السنۃ ج ۴ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد چہارم میں قابل دید ہیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

(۱) اللہ رب العزت کے وہ جلیل القدر پیغمبر و رسول ہیں جن کی رفع سے پہلی پوری زندگی، زہد و انکساری، مسکنت کی زندگی ہے۔ (۲) یہودی ان کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ظالم ہاتھوں سے آپ کو بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا، (۳) قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، (۴) دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی، (۵) دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہوں گے، (۶) پہلی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں امامت کرائیں گے، (۷) حاکم عادل ہوں گے، پوری دنیا میں اسلام پھیلائیں گے (۸) دجال کو مقام لد پر (جو اس وقت اسرائیل کی فضائیہ کا ایئربیس ہے) قتل کریں گے، (۹) نزول کے بعد پینتالیس سال قیام کریں گے، (۱۰) مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے جہاں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ ہے فیکون قبرہ رابعاً۔ (تاریخ البخاری)

دجال کا خروج

(۱) اسلامی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں شخص (متعین) کا نام ہے، جس کی فتنہ پردازیوں سے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو ڈراتے آئے۔ گویا دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ پرور ہو گا جس کی خوفناک خدا دشمنی پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے، (۲) وہ عراق و

شام کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا' (۳) تمام دنیا کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیگا' (۴) خدائی کا دعویٰ کریگا (۵) ممسوح العین ہوگا' یعنی ایک آنکھ چٹیل ہوگی (کانا ہوگا) (۶) مکہ مدینہ جانے کا ارادہ کرے گا' حرمین کی حفاظت پر مامور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا منہ موڑ دیں گے' وہ مکہ' مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا' (۷) اس کے متبعین زیادہ تر یہودی ہوں گے' (۸) ستر ہزار یہودیوں کی جماعت اس کی فوج میں شامل ہوگی' (۹) مقام لد پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا' (۱۰) وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حربہ (ہتھیار) سے قتل ہوگا۔

اسلامی نقطہ نظر سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی قریباً ایک سواسی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری تواتر سے ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"فتقرر ان الا حادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ والا حادیث الواردۃ فی نزول عیسیٰ بن مریم متواترۃ۔" (الاذاعۃ ص ۷۷)

ترجمہ: "چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔"

دجال: ۱- رہا دجال کے متعلق قادیانی موقف' تو وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا۔ پہلے کہا کہ اس سے مراد پادری ہیں۔ اس پر سوال ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' میں رو رہی تھی' آپؐ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی' میں نے عرض کیا کہ دجال کے بارہ میں آپؐ نے تفصیلات بیان فرمائی: میں سن کر پریشان ہوگئی' اب خیال آتے ہی فوراً رونا آگیا' آپؐ نے فرمایا کہ: میں موجود ہوا اور وہ آگیا تو تمہاری طرف سے میں کافی ہوں۔ اگر میری زندگی میں نہ آیا تو جو شخص سورہ کہف کی آخری آیات پڑھتا رہے وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اگر پادری ہی دجال تھے' وہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا کیا مطلب ہوا؟

۲- پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر انگریز ہیں

تو دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے تم تو ''انگریز کے خود کاشتہ پودا'' ہو۔

۳- پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد روس ہے' تو اس سے کہا گیا کہ دجال تو شخص واحد ہے قوم مراد نہیں' اس نے کہا کہ دجال نہیں حدیث میں ''رجال'' ہے۔ یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے ۔اس کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ابن صیاد کے مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (دجال) ہے تو ''لست صاحبہ'' تم اس کو قتل نہیں کر سکتے' اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔

ابن صیاد کی بابت کتب احادیث میں تفصیل سے روایات موجود ہیں۔

علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائشی طور پر ملائکہ سے مشابہت تھی لہذا ان کو آسمان پر اٹھایا جانا' اور زیر بحث آیت کے حکم سے ان کا خارج ہونا اپنے فطری مادہ کے اعتبار سے ہے۔ رہی احادیث مبارکہ تو ایک صحیح حدیث قادیانی قیامت تک مسیح علیہ السلام کی وفات پر پیش نہیں کر سکتے' جو پیش کرتے ہیں یا موضوع ہیں یا مجروح ہیں یا مجہول ہیں' ایک بھی صحیح روایت وہ اپنے موقف پر پیش نہیں کر سکتے۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فا تقو النار۔

یہ ہیں قادیانی تحریفات کے چند نمونے' اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شہادت القرآن کا مطالعہ کیا جائے' جو مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی تصنیف ہے

ترجمہ: شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہو گئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ''حس'' یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے ''حس'' کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے

زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواب ۱:...... سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد

گھوم سکتی ہے' اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں' علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۲- جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرہ ارضی پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے جیسا کہ سبع شداد ص ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ: جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے لہذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ الاکھ میل ہوئی۔

۳- شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟

۴- آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت' سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے'

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہو گیا' اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے' چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا' جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا' جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا' حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے

اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں' اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت ۴۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بہلا کر لے جانے والا مرزا امام الدین کس قماش کا تھا اس کے لئے درج ذیل تصریح ملاحظہ ہو:

"مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے"۔
(سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۱۴ روایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا منظور نظر

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل خفیہ ملاقاتیں کیں اور انہیں اپنی حمایت و تعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے۔ اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب "ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقت اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں' ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے' اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی' جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے' لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد

کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا

۱۸۸۰ء سے مرزا نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا' اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱:......۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲-۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳-۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴-۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵-۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

"خدا نے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے"۔ (اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ

"جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ:

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ و کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

۱۸۸۲ء نذیر ہونے کا دعویٰ:

" الرحمن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر اباؤهم" (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے) (تذکرہ ص ۴۴' ضرورۃ الامام ص ۳۶ در روحانی خزائن ص ۵۰۲ جلد ۱۳' براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲ در روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

۱۸۸۳ءآدم‘ مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

”یا ادم اسکن انت و زوجک الجنة یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق“

ترجمہ: ”اے آدم اے مریم اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے‘ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔“ (تذکرہ ص ۷۰‘ براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح: ”مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں‘ ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے“۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۱۰۷ حاشیہ)

۱۸۸۴ءرسالت کا دعویٰ:

الہام: ” انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا“۔ (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں) (تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء اربعین نمبر ۲ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳)

۱۸۸۶ءتوحید و تفرید کا دعویٰ:

الہام۔ ”تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید“۔ (تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم)

”تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں“۔ (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

۱۸۹۱ءمثیل مسیح ہونے کا دعویٰ:

۱۸۹۲ءصاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ:

الہام۔” انما امرک اذا اردت شیأء ان تقول له کن فیکون“۔

”یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائیگی۔“ (تذکرہ ۲۰۳ طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ در روحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

''بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبنه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هو انت.''

ترجمہ:''خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔''(تذکرہ ص ۷۵۲ طبع سوم اتمام الحجتہ ص ۳ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۸۹۸ء امام زماں ہونے کا دعویٰ

''سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔'' (ضرورۃ الامام ص ۲۴ در روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵)

نبوت ورسالت کا دعویٰ

۱۔انا انزلناه قریباً من القادیان ......الخ

ترجمہ:''ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ الحکم جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۷۶ ۳ طبع سوم)

۲۔''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱ در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳۔ میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانیوالا بھی (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ در روحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

۱۔'' قل یا یها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاای مرسل من الله''

ترجمہ:''اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔''

(اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۶ طبع سوم)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص ۶۲ در روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان کی تعریف

لفظ ایمان امن اور امانت سے مشتق ہے' لغت میں ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں کہ جس خبر کا ہم نے مشاہدہ نہ کیا ہو اور محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ اور اعتماد پر اس کو تسلیم کرلیا ہو' اور اصطلاح شریعت میں انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتماد اور بھروسہ کرکے احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں' مثلاً فرشتوں کو بغیر دیکھے محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ماننے کا نام ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ماننا یہ ایمان نہیں' کیونکہ یہ ماننا اپنے مشاہدہ پر مبنی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد اور بھروسہ پر نہیں۔ واضح ہو کہ فقط یقینی علم کا نام ایمان نہیں بلکہ اپنے ارادے اور دل سے اس کو ماننا بھی ضروری ہے' جس کو تسلیم کہتے ہیں۔

ضروریات دین کی تعریف:

ضروریات دین اصطلاح شریعت میں ان قطعی اور یقینی امور کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر قطعی طور پر ثابت ہوں اور حد تواتر یعنی شہرت عام کو پہنچ چکے ہوں کہ عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں۔ ایمان اور اسلام کے لئے ان امور کا تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

کفر کی تعریف

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے' اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نبی کے بھروسہ اور اعتماد پر بے چوں و چرا تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی ایک بات کو نہ ماننا' جو ہمیں قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہنچی ہو' اس چیز کو نہ ماننے کا نام کفر ہے۔ قطعی اور یقینی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ دین کے احکام ہم تک دو طریق سے پہنچے ہیں' ایک بطریق تواتر اور ایک بطریق خبر واحد' تواتر اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک علی الاتصال اور مسلسل اس طرح پہنچی ہو کہ ہر دور میں ایک جماعت اس کو روایت کرے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک نسلاً بعد نسل ہر زمانہ کے مسلمان اس کو نقل کرتے چلے آ رہے ہوں۔ ایسی شئی قطعی اور یقینی ہے۔

کفر دون کفر: کفر کا اطلاق کبھی کفر فرعی یعنی غیر اصلی پر بھی ہوتا ہے جیسے: "سباب المسلم فسوق و قتاله کفر" اس کو کفر دون کفر کہتے ہیں۔ ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت کہا گیا ہے نور کی مثال خالص دن اور کفر کی مثال خالص رات کی سی ہے۔ اب دن اور رات کے بعد درمیانی حصہ مثلاً صبح صادق وغیرہ نہ تو خالص دن ہے اور نہ خالص رات یہی مثال کفر دون کفر کی ہے۔

لزوم کفر: غیر ارادی طور پر کہیں ایسی بات کہہ ڈالی جو کفریہ بات تھی' جیسے داڑھی کا مذاق اڑایا' مگر اسے ایسی بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ کفر ہے لیکن اس سے اس فعل سے کفر لازم آ گیا' اسے لزوم کفر کہتے ہیں۔

التزام کفر: ایک آدمی نے جان بوجھ کر کفریہ کلمہ کہا جیسے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے' وحی نبوت جاری ہے' اگر جان بوجھ کر' عقیدۃً وارادۃً کہا تو کفر کا التزام کیا۔ لزوم کفر کم درجہ کا کفر ہے' التزام کفر شدید بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے۔ تمام قادیانی ان کفریہ عقائد و نظریات کا عقیدۃً وارادۃً ارتکاب کر کے التزام کفر کرتے ہیں۔ فاؤلئک هم الکافرون حقا.

کافر: لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں' اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

ملحد و زندیق: جو امور بدیہی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا' جو اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوں' قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقہ ہے' اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو الفاظ تو اسلام کے کہے' مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے جس سے ان کی حقیقت ہی بدل جائے' جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا اور ذکر کے معنی مراد ہیں' اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں' اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے' ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔

غرض زندیق وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

زندیق کا حکم: زندیق کے بارے میں امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ: اس کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے، اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ص ۶۶۷، ۶۶۸ ج اول)

مرتد: ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں، اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی ''مفردات'' میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ھوالرجوع من الاسلام الی الکفر'' (اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے)۔

مرتد کا حکم: چاروں فقہوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے یعنی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ، اسلام سے پھر جائے۔ اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور اسے سمجھایا جائے، اگر بات اس کی سمجھ میں آ جائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے، تو بہت اچھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے، یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق: منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں، یہ مومن یا کافر (کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا، اب کسی کے دل کا حال کیسے معلوم ہو؟)

قادیانیوں کا حکم: قادیانی زندیق ہیں، وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو عین اسلام کہتے ہیں، اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو عین اسلام ہے، اسے عین کفر کہتے ہیں، قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا، ان کا عام کافر

کا حکم نہیں ہوگا' اس لئے کہ ان کا یہ جرم' یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا' ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں' خواہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں' یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں' یا ان کے بقول پیدائشی قادیانی ہوں' قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفران کو ورثے میں ملا ہو۔ ان سب کا ایک ہی حکم ہے' یعنی مرتد اور زندیق کا' کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں' اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے' خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو' اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کے لئے ''کافر کون؟ مسلمان کون؟'' رسالہ از حضرت کاندھلویؒ مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کی باہم تکفیر بازی

قادیانی اپنے کفر بواح سے توجہ ہٹانے کے لئے مغالطہ دیتے ہیں کہ جو علما ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں' لہذا ان کے فتووں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس مغالطے کے جواب کے لئے درجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں:

ا- علماء کا کام کافر بنانا نہیں کافر بتانا ہے۔ باقی غیر محتاط حضرات کے فتویٰ کے بارے میں عرض ہے کہ امت کے باہمی تکفیر کے یہ تمام فتویٰ اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے' اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے' جو اس قسم کے فتووں میں روا رکھی گئی ہے۔ لہٰذا معدودے چند متشددین' عجلت پسند اور غیر محتاط افراد کے چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط' بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک ایسا عنصر رہا ہے' جس نے دوسرے مکتب فکر کی مخالفت میں اتنا تشدد روا رکھا ہے کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے۔ لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماء کرام کی رہی ہے۔ جنہوں نے ان اختلافات کو ہمیشہ

اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے۔

۲- مسلمان مکاتب فکر کا باہمی اختلاف واقعات کا اختلاف ہے' قانون کا اختلاف نہیں' جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے' تو ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں ان چند متشددین کے باہمی نزاعی فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔ ان مسلمان فرقوں کی باہمی فرقہ بندیوں کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ کر کیا گیا ہے اور ان کے اختلافات کا شور مچا مچا کر قادیانیوں جیسے باطل طبقات نے اپنے کفریہ باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں' ورنہ یہی وہ مسلمان فرقے تھے:

الف- جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیاد طے کرنے کے لئے جمع ہوئے تو کسی ادنی اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے' جن کو "بائیس نکات" کہا جاتا ہے۔

ب- ۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترجیحات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں' جبکہ یہ کام پہلے سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا۔

ج- ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہی تمام مکاتب نے متفقہ موقف اختیار کیا۔

د- ۱۹۷۲ء میں دستور پاکستان (جو ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا) میں اسلامی شقوں کو درج کرانے کے لئے یہ تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوئے۔

ہ- ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں یہ تمام مکاتب فکر یک جان و یک زبان متفق و متحد نظر آتے ہیں' اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں:

اول- یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوم- یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

سوم- یہ کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد جو واقعتاً کفر و ایمان میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں' ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

۳- اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کی تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا؟

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ اور کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے بھی غلطی نہیں ہو جاتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان بشرطیکہ وہ عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو' یہ کہہ سکتا ہے کہ: ان انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہئے؟ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں کو تالے لگا دیئے جائیں' یا ججوں کا فیصلہ ہی نہ مانا جائے؟ کیا مکانات اور سڑکوں کی تعمیرات میں انجینئرز غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی ذی ہوش نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورکنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں ہوئیں تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اب اسلام و کفر کے فیصلے قرآن و سنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔

علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کیا خوب بات کہی کہ:

''مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں' اگرچہ وہ دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہوں۔'' (حرف اقبال ص ۱۲۷ مطبوعہ المنار اکادمی لاہور ۴۷ء)

قادیانیوں کی وجوہ تکفیر

شہرہ آفاق مقدمہ بہاول پور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے چھ وجوہ کفر متعین فرمائے تھے۔

۱- ختم نبوت کا انکار

۲-دعویٰ نبوت' اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاء کی تھی۔

۳-ادعائے وحی' اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴-عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

۵-آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

۶-عام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ص ۱۴۱۷ ج ۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں' جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں' اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے' یہی وجہ ہے کہ ''حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے''۔(احتساب قادیانیت ج ۲ ص ۱۱)

۲- مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

۱- ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔(دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲- ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں''۔(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۳-''صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا''۔(حقیقت الوحی ص ۱۵۰ خزائن ص ۱۵۴ ج ۲۲)

۴-''قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا''۔ (تذکرہ ص ۳۵۲ مجموعہ الہامات مرزا)

۵- ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔

(مجموعہ الہامات مرزا تذکرہ ص ۶۱۰)

۳...... ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

۱- ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر' اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں' اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''۔(حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۲)

۲-''آنچہ من بشنوم زوحی خدا | بخدا پاک دانمش زخطاء
ہمچوں قرآن منزہ اش دانم | از خطاہا ہمین است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید | از دہان خدائے پاک و وحید
و آن یقین کلیم برتورات | آن یقین ہائے سید سادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین''

ترجمہ: ''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں' قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے' یہ میرا ایمان ہے خدا کی قسم' یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا' میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے''۔ (نزول المسیح ص۹۹' خزائن ص۴۷۷ ج۱۸' از مرزا قادیانی)

۳-''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔

(اعجاز احمدی ص۳۰' خزائن ص۱۴۰ ج۱۹ از مرزا قادیانی)

قادیانی اور اہل قبلہ:

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں' ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو سچا مانتے ہوں' وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں' اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو' وہ اہل قبلہ ہے چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو' کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہٰذا اہل قبلہ وہ کہلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں وہ اہل قبلہ ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں وہ کافر ہیں جیسے عیسائی' یہودی لیکن قادیانیوں اور عیسائیوں یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں' مگر ان کے نبی عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں' موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں' قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں ان کا نبی بھی جھوٹا تھا' اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو بطور اہل کتاب یا ذمی کے تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے۔ جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے (تفصیل کیلئے ''قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق'' مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول از حضرت لدھیانوی شہیدؒ کا مطالعہ کریں)

قادیانی عبادت گاہ:

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڈہ قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے انہدام واحراق کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:

جس طرح کسی ہندو' یہودی' عیسائی اور چوڑھے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قادیانی مردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں اگر وہ چوری چھپے دفن کردیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔

کفر کے دنیوی احکام:

۱۔ ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو یعنی کافروں کو خدا کا دشمن

سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔ کافروں سے موالات یعنی دوستانہ تعلقات کی ممانعت اور حرمت صراحتاً مذکور ہے اور علماء نے کافروں سے ترک موالات پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

۲- کافروں کو بچی دینا حرام ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ کافروں سے بچی لینا حرام ہے۔

۳- کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

۴- کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

۵- مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں' وہ وقت طلب رحمت کا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

۶- مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں اگرچہ قریبی رشتہ دار ہوں' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

۷- کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

۸- کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

۹- جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں' ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں۔

۱۰- جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے **"لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ و اعزھم اذا اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذا اقصاھم اللہ تعالٰی"**. (اقتضاء الصراط المستقیم)

ترجمہ:۔ "فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا' ان لوگوں کی ہرگز عزت نہ کروں گا جن کو اللہ تعالٰی نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا' جن کو اللہ تعالٰی نے دور رکھنے کا حکم دیا"۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "مسلمان اور کافر" مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص ۴۲۹' ۴۳۱ ملخص احتساب قادیانیت ج ۲)

مرزا صاحب کی دروغ گوئی کا نمونہ

۱- ''ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔''
(اربعین نمبر۳ ص ۲۰'۲۱)

بتایئے یہ پیش گوئیاں قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ اور حدیث کی کون سی کتاب میں ہیں؟ مرزا صاحب نے تین سطروں میں پانچ جھوٹ بول دیئے۔

مرزا قادیانی مغل بچہ تھا اور اس کا خاندان انگریز کا ٹوڈی خاندان تھا' جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے۔

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (انگریز) کا پکا خیر خواہ ہے' میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب نے رئیسان پنجاب میں کیا ہے' اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی' یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریز کی امداد میں دیئے تھے''۔ (کتاب البریہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۴ ج ۱۳)

ب:۔ ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں''۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴) نیز یہ کہ الف سے یا تک کوئی ایسی گالی نہیں جو مرزا قادیانی نے نہ بکی ہو' لکھنؤ کی بھٹیارن سے بھی زیادہ بدزبان اور بداخلاق تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے مغلظات مرزا مؤلفہ مولانا نور محمد خانؒ)

مرزا قادیانی جدی طور پر انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا' انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے

مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے ہمارے مؤقف کی صداقت ملاحظہ ہو۔

۱- ''یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (انگریز گورنمنٹ) ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے...... ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے''۔ (کتاب البریہ ص ۳۵۰ روحانی خزائن ص ۳۵۰ ج ۱۳)

۲- ''سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب' میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے''۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۹' ۱۰ ج ۳)

۳- ''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیردوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں''۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۴- ''اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا''۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

۹- اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱' ۴۲ روحانی خزائن ص ۷۷' ۷۸ ج ۱۷)

پہلی پیش گوئی: مرزا کی موت سے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ مدینہ میں مرنا تو در کنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی' اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل و رسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔

سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی ...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیش گوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

جواب: محمدی بیگم سے متعلق

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نو عمر لڑکی تھی' مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا۔ اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے' بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو' میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے''۔ (آئینہ کمالات اسلام در خزائن ج ۵ ص ۵۷۲' ۵۷۳)

ان دھمکیوں وغیرہ کا منفی اثر یہ ہوا کہ مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا' مرزا نے خطوط لکھ کر اشتہار

شائع کروا کر' اور پیش گوئیاں کر کے حتیٰ کہ منت سماجت کے ذریعہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طرح اس کی آرزو پوری ہو جائے لیکن محمدی بیگم کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہو گیا اور مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشینگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہو گی۔'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۶۱ مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲ حاشیہ)

اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا:

''میری اس پیشینگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا' دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا' سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا' چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مر جانا' پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا' ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

۴۔ ''میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا' بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔'' (ازالہ وہام ص ۱۹۹ روحانی خزائن ص ۱۹۷ ج ۳)

الف۔ ''اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۹)

د۔ ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“ (نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

ہ۔ ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔“ (تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

ز۔ ”میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵' خزائن ص ۵۷۳ ج ۲۲)

دوائیوں میں افیون کھاتا تھا' جیسا کہ خود اس کے اپنے نام نہاد الہامی نسخہ زد جام عشق (قوت باہ) کے نسخہ کے اجزاء میں افیون بھی شامل ہے۔ (تذکرہ ص ۷۶۱ طبع سوم)

اسی طرح وہ خواب میں بھی ننگی عورتوں کے نظارے کرتا تھا۔ (تذکرہ ص ۱۹۹ طبع سوم)

اسی لئے مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے لاہوری گروپ نے جو اسے بجائے نبی کے ولی اللہ مانتے ہیں' اس پر زنا کا الزام لگایا۔ (ملاحظہ ہو الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۰۰ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

تاریخی دستاویز 1974ء قومی اسمبلی میں

قادیانی مقدمہ
کی مکمل کارروائی

محرکین قرارداد

1- مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ
2- مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری رحمہ اللہ
3- مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ
4- پروفیسر غفور احمد رحمہ اللہ
5- مولانا سید محمد علی رضوی رحمہ اللہ
6- مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک) رحمہ اللہ
7- چوہدری ظہور الٰہی رحمہ اللہ
8- سردار شیر باز خان مزاری رحمہ اللہ
9- مولانا محمد ظفر احمد انصاری رحمہ اللہ
10- جناب عبدالحمید جتوئی رحمہ اللہ
11- صاحبزادہ احمد رضا قصوری رحمہ اللہ
12- جناب محمود اعظم فاروقی رحمہ اللہ
13- مولانا صدر الشہید رحمہ اللہ
14- مولانا نعمت اللہ رحمہ اللہ
15- جناب عمرہ خان رحمہ اللہ
16- مخدوم نور محمد
17- جناب غلام فاروق رحمہ اللہ
18- سردار مولا بخش سومرو رحمہ اللہ
19- سردار شوکت حیات خان رحمہ اللہ
20- حاجی علی احمد تالپور رحمہ اللہ
21- جناب راؤ خورشید علی خان
22- جناب رئیس عطا محمد خان مری رحمہ اللہ
23- نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی رحمہ اللہ
24- جناب غلام حسن خان دھاندلا رحمہ اللہ
25- جناب کرم بخش اعوان رحمہ اللہ
26- صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
27- مہر غلام حیدر بھروانہ رحمہ اللہ
28- میاں محمد ابراہیم برق رحمہ اللہ
29- صاحبزادہ صفی اللہ رحمہ اللہ
30- صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری رحمہ اللہ
31- ملک جہانگیر خان رحمہ اللہ
32- جناب عبدالسبحان خان رحمہ اللہ
33- جناب اکبر خان مہمند رحمہ اللہ
34- میجر جنرل جمالدار رحمہ اللہ
35- حاجی صالح محمد رحمہ اللہ
36- جناب عبدالمالک خان رحمہ اللہ
37- خواجہ جمال محمد کوریجہ رحمہ اللہ

حزب اختلاف کی تاریخی قرارداد

30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی تھی اس کا متن درج ذیل ہے:

جناب سپیکر قومی اسمبلی پاکستان

محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار، چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 اور 10- اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

5 اگست 1974ء کی کارروائی

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کے پوری ایوان کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی بروز پیر 5۔اگست 1974ء اسمبلی کے چیمبر، سٹیٹ بینک بلڈنگ اسلام آباد میں صبح دس بجے وقوع پذیر ہوئی۔ سپیکر نیشنل اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں بحیثیت چیئرمین تھے تلاوت قرآن مجید کے بعد

(وفد کو بلایا گیا)

(مرزا ناصر پر جرح شروع ہوئی)

مرزا ناصر: میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا۔

اٹارنی جنرل: آپ اپنے خاندان کی بیک گراؤنڈ کی تفصیلات ارشاد فرمائیں۔

مرزا ناصر: اس کے متعلق میں درخواست گزار ہوں کہ مجھے وقت دیا جائے۔ میں کل لکھا ہوا آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے لیکن کیا آپ مرزا قادیانی کے پوتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی ہاں، بیٹے کا بیٹا ہوں۔

اٹارنی جنرل: اپنا تعارف کرا دیں۔

مرزا ناصر: میں نے سنا ہے کہ میں 16۔نومبر 1909ء کو پیدا ہوا تھا۔

میاں گل اورنگ زیب: آواز نہیں آ رہی۔

مسٹر چیئرمین: ذرا مائیک اور والیم کو سیٹ کر دیں

1938ء میں پی۔ایچ۔ڈی کیا۔1944ء سے 1965ء تک تعلیم الاسلام کالج قادیان و ربوہ

کا پرنسپل رہا۔ نومبر 1965ء میں جماعت احمدیہ نے انتخاب کے ذریعے مجھے اپنا امام منتخب کیا۔

اٹارنی جنرل: اب آپ مرزا قادیانی کے جانشین ہیں؟

مرزا ناصر: جی ہاں

اٹارنی جنرل: آپ امیر المومنین بھی؟

مرزا ناصر: ہاں ہاں، وہ بھی مجھے کہتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: بلکہ امام، خلیفۃ المسلمین، خلیفۃ المسیح، امیر المومنین، یہ سب آنجناب کے مراتب ہیں؟

مرزا ناصر: مختلف لوگ آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں۔ اصل میں خلیفۃ المسیح الثالث یعنی مسیح موعود کا تیسرا خلیفہ۔

اٹارنی جنرل: کیا مختلف لوگ تینوں عہدے علیحدہ علیحدہ سنبھال سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی نہیں، ایک شخص تینوں عہدے سنبھالتا ہے۔

اٹارنی جنرل: جماعت احمدیہ سے آپ کی کیا مراد ہے؟

مرزا ناصر: احمدیہ جماعت کے افراد جنہوں نے خلافت ثلاثہ کی بیعت کی ہے ایسے بھی احمدی ہوں گے جو بیعت نہیں کرتے لیکن ہم ان کو شامل نہیں سمجھتے، نہ وہ جماعت احمدیہ ہے۔

اٹارنی جنرل: بیعت نہ کرنے والوں سے مراد آپ کی لاہوری گروپ ہے؟

مرزا ناصر: جی ہاں لیکن وہ ہم میں شامل نہیں ہیں۔

اٹارنی جنرل: گویا وہ احمدیہ جماعت کے ممبران نہیں ہیں؟

مرزا ناصر: ہاں جماعت احمدیہ جسے بعض لوگ مبایعین کہہ دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کی جماعت کی باڈی کے وہ افراد جو امام یا خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں ان کی کل تعداد؟

مرزا ناصر: صحیح تعداد کا تو علم نہیں ہے۔ اس میں مختلف گروپس ہوتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: شکریہ لیکن پوری جماعت کے صرف یہ افراد الیکشن میں ووٹ دے سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: نہیں، لائل پور میں ہماری سو سے اوپر جماعتیں ہیں۔ ان کا ایک امیر

ہے، وہ تو ضلع کا نمائندہ ہوا ناں۔

اٹارنی جنرل: لیکن مرزا کے زمانہ کے لوگ؟

مرزا ناصر: بانی سلسلہ کے وقت میں بیعت کرنے والوں کی قربانیوں اور احترام کہ وہ بزرگ ہیں، وہ الیکٹڈ نہیں لیکن پرانے آرہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کے انتخاب کے وقت کوئی نام بھی پیش ہوا؟

مرزا ناصر: ہمارے ہاں کوئی ایسا طریقہ نہیں، اس لئے کوئی اپنا نام پیش نہیں کرسکتا۔

اٹارنی جنرل: کسی نے اور نام پیش کیا؟

مرزا ناصر: ہاں دو اور نام پیش ہوئے اور وہ دونوں میرے خاندان کے تھے اور مجھے منتخب کرلیا گیا تو دوسرے نے میری بیعت کرلی۔

اٹارنی جنرل: آپ کے ہاں خلیفہ کا تصور کیا ہے؟

مرزا ناصر: ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا منتخب کرتا ہے، ووٹ یہ دیتے ہیں لیکن مرضی خدا کی کام کررہی ہوتی ہے۔ ان کے دماغوں پر اللہ تعالیٰ کا تصرف ہوتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے وہی ہوسکتا ہے اس انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا مخفی ارادہ کام کررہا ہوتا ہے۔ منتخب ہونے کے بعد اس پر ووٹوں سے عدم اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ خدا جب چاہے اسے موت دے دے۔

اٹارنی جنرل: خلیفہ کے فیصلہ کی کیا پوزیشن ہے؟

مرزا ناصر: خلیفہ کا حکم قابل اطاعت ہے لیکن مشاورت کرتا ہوں۔ کثرت رائے سے جو فیصلہ ہو، میں اتفاق کرتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: خلیفہ وقت مشاورت کی رائے کو رد بھی کرسکتا ہے؟

مرزا ناصر: جی بالکل۔

اٹارنی جنرل: آپ کو معزول کیا جاسکتا ہے؟

مرزا ناصر: سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تعداد کتنی ہے؟

مرزا ناصر: ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تبلیغ کا کام پاکستان یا انڈیا میں ہے یا باہر بھی؟

مرزا ناصر: ہم ہر جگہ پیار و محبت کا پیغام دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: باہر آپ کے پیار و محبت کو جس نے قبول کیا وہ کتنے ہیں؟

مرزا ناصر: تعداد کا ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو شامل ہوا سے کوئی فارم دیتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی بیعت کا فارم۔

اٹارنی جنرل: مرزا قادیانی کے انتقال کے وقت آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟

مرزا ناصر: چند ہزار ہوں گے۔ (اپنے ساتھیوں سے پوچھنے کے بعد) چار لاکھ کے قریب تھے اس وقت، اندازہ ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ ایک دستاویز ہے جو برطانیہ کے فارن آفس نے 1920ء میں شائع کی تھی اپنے دفاتر کی پختہ معلومات کے لئے؟

مرزا ناصر: یہ ان کی اپنی روایت ہے۔

اٹارنی جنرل: برٹش گورنمنٹ کی رپورٹ ہے، بہر حال ان کا سرٹیفکیٹ ہے کہ اس وقت اس مذہبی فرقہ کی تعداد انیس ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پھر وہ دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی اور تنزلی پذیر تھی۔ (مرزا ناصر کے مطابق تعداد چار لاکھ، گورنمنٹ برطانیہ کے نزدیک انیس ہزار

اٹارنی جنرل: لیکن 1908ء میں مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق آپ کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔

مرزا ناصر: اچھا، ہاں ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: ص 10 دیکھیں۔ اس میں درج ہے کہ احمدیوں نے جو اعداد و شمار فراہم کیے ہیں 1960ء کے ایڈیشن میں تو اس وقت ان کی تعداد پوری دنیا میں بقول ان کے (احمدیوں کی تعداد) پانچ لاکھ تھی۔ تو اس طرح پاکستان میں دو لاکھ ہوں گے اور یہی جسٹس منیر نے لکھا۔

مرزا ناصر: نہ معلوم کس نے اعداد و شمار دیئے۔

اٹارنی جنرل: گویا صحیح تعداد آپ کو بھی اس وقت معلوم نہیں۔ آپ اپنی لاعلمی کو تسلیم

کرتے ہیں۔اچھا آپ نے 21 جون کے خطبہ جمعہ میں کہا کہ ہر شخص اپنے مذہب کی صراحت کرنے میں آزاد ہے۔کوئی طاقت،کوئی حکومت اس حق کے استعمال میں دخل نہیں دے سکتی۔یہی آئین کی دفعہ بیس کا تقاضا ہے۔یہ آپ نے کہا ہے۔

مرزاناصر:جی میری تقریر ہے،مذہبی آزادی ہے،دفعہ 20 کے تحت کوئی مداخلت نہیں کرسکتا۔

اٹارنی جنرل: اسمبلی یا حکومت بھی؟

مرزاناصر: کوئی بھی

اٹارنی جنرل: سر متفق نہ ہونے کا سوال نہیں،دنیا میں ہزاروں دھوکے باز پھرتے ہیں۔اب وہ غلط بیانی کریں مذہب کے بارے میں تو پابندی لگائیں گے یا نہ؟

مرزاناصر: دغاباز کی ملامت کرنی چاہیے۔

اٹارنی جنرل: ایک شخص سعودی عرب جاتا ہے اور وہ دراصل یہودی یا عیسائی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ مکہ،مدینہ سوائے مسلمان کے کوئی نہیں جاسکتا۔وہ ان کو دیکھنے کا شوقین ہے۔غلط ڈیکلیریشن دے کر جاتا ہے۔معلوم ہونے پر گرفتار کرلیں تو وہ کہے کہ جناب مذہبی آزادی ہے،جو میں نے کہا کہ اس میں دخل نہ دیں،تو اس کا یہ بہانہ وعذر درست ہوگا؟

مرزاناصر: اس کی نیت دیکھیں گے۔

اٹارنی جنرل: آپ کے نزدیک ہر حکومت کی اطاعت ضروری ہے۔ایک حکومت اگر اسلام کے خلاف حکم دے تو؟

مرزاناصر: کیسے دے۔

اٹارنی جنرل: وہ کہے کہ گائے ذبح نہ کرو؟

مرزاناصر: تو گائے کی بجائے دنبہ ذبح کرو۔

اٹارنی جنرل:مگر ایک قصائی جس کا یہ پیشہ ہے،وہ کہے میرے آزادی پیشہ پر اثر پڑتا ہے تو؟

مرزاناصر: وہ بھی بکری کا گوشت کرے۔

اٹارنی جنرل: تو گویا حکومت کا یہ حکم بھی مان لے؟

مرزاناصر: میں جاہل آدمی ہوں،مجھے آپ کی دلیل سمجھ نہیں آئی۔

34

اٹارنی جنرل: ہندوؤں میں تو ساری روایات ہی کا نام مذہب ہے مثلاً تھر پارکر کی ایک ہندو عورت کہتی ہے کہ میں خاوند کے ساتھ ''ستی'' کرنا چاہتی ہوں، اس کے ساتھ جل مرنا چاہتی ہوں، تو کیا اس روایت پر عمل کی اجازت دے دی جائے؟

مرزاناصر: میں ''ستی'' کے قانون کو نہیں جانتا۔

اٹارنی جنرل: میں اور سوال کرنا چاہوں گا۔ آپ نے کہا کہ جونسا چاہیں مذہب اختیار کرسکتے ہیں۔ اختیار کرسکتے ہیں یا نیا مذہب شروع بھی کرسکتے ہیں کیونکہ مذہب بنانے کی آزادی ہے؟

مرزاناصر: جی بالکل، یہ انسانی حقوق کا ہمہ گیر منشور ہے لیکن ہمہ گیر الحاد کو بطور مذہب انہوں نے لے لیا ہے۔

اٹارنی جنرل: تو گویا ہر ایک نیا فرقہ، نیا مذہب بنانے کی اجازت ہونی چاہیے؟

مرزاناصر: ہونی چاہیے۔

اٹارنی جنرل: مثلاً ہپی ہیں، یہ کہیں کہ ہمارا یہ علیہ ہوگا، جوان کا آپ دیکھتے ہیں۔ کہیں ہر آدمی ننگا رہے گا، اس لئے کہ ننگا پیدا ہوتا ہے، ماں سے پیدا ہوتا ہے تو ماں سے شادی بھی کرسکتا ہے، ماں سے کئی بچے پیدا ہوتے ہیں تو کوئی ایک سے نکاح بھی کرسکتے ہیں۔ پھر کہے انسانیت کی خاطر انسان کی قربانی جائز ہے، انسان کو مارنا انسانیت کے لئے ٹھیک ہے؟

مرزاناصر: کیا پاکستان میں ایسا پرابلم ہے۔

اٹارنی جنرل: شکریہ۔ اچھا اب دیکھئے آئین پاکستان میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان لکھا ہے۔ اس کی تمہید میں یہ بات بھی ہے تاکہ مسلمان انفرادی واجتماعی دائرہ کار میں اپنی زندگیوں کو تعلیمات وضروریات اسلام کے بموجب گزار سکیں جوکہ قرآن وسنت نبوی۔

مرزاناصر: مسلمان کے تمام فرقے۔

اٹارنی جنرل: تمام فرقے، آپ جلدی سے میری بات میں نہ کودیں؟

مرزاناصر: تمام مسلمان، کسی کو خارج نہ کریں۔

اٹارنی جنرل: میں ابھی نہیں کررہا، آپ فکر نہ کریں۔ قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزار

سکیں۔قانون ساز ادارہ پر فرض ہے کہ مذہبی امور میں قانون سازی کرے۔کیا ایسا نہیں ہے؟

مرزا ناصر: قاعدہ کلیہ نہ بنائیں، پھر آپ کہیں اور لے جائیں گے۔

اٹارنی جنرل: میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ چونکہ مقننہ کو قانون سازی کرنی ہے، اس مقصد سے کہ مسلمان اپنی زندگیوں کو احکام اسلامی کے مطابق بنا کر رہ سکیں۔ یہ حق ہے یا نہ، قانون سازی کا؟

مرزا ناصر: حق ہے۔قانون بنانے کا حق رکھتے ہیں۔میں بالکل مانتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: اب آپ سے درخواست بصد ادب ہے کہ دفعہ نمبر 2 میں ہے اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہوگا۔کیا مطلب ہے اس کا؟

مرزا ناصر: حکومت کا مذہب اسلام ہوگا۔

اٹارنی جنرل: بالکل صحیح۔یہ کہ حکومت کی سیاست مذہب کے مفاد کی ذمہ دار ہے؟

مرزا ناصر: تو کیا باقی لوگ۔

اٹارنی جنرل: سب کے حقوق کا خیال، جیسے امریکہ میں تمام کے حقوق کا خیال کیا جاتا ہے مگر امریکہ کا اپنا سرکاری مذہب کوئی نہیں، جبکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے؟

مرزا ناصر: سرکاری مذہب مگر دیگر کے ساتھ انصاف۔

اٹارنی جنرل: بالکل انصاف رعایت، دفعہ نمبر 41 اور نمبر 91 بھی ہے کہ صدر اور وزیراعظم مسلمان ہوں گے؟

مرزا ناصر: یہ بنیادی نہیں۔

اٹارنی جنرل: یہ دستور کا حصہ ہے، لازمی ہے۔ہدایت نہیں لاگو ہے؟

مرزا ناصر: ہاں حصہ ہے، لاگو ہے۔اصولی پالیسی کے تحت ہے، جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: آپ نے حلف دیا ہے کہ آپ صحیح جواب دیں گے۔

چیئرمین: اس وقت وفد کو جانے کی اجازت ہے، چھ بجے شام دوبارہ تشریف لائیں۔

(وفد چلا جاتا ہے)

مولانا شاہ احمد نورانی: جناب اٹارنی جنرل صاحب جو سوالات کرتے ہیں وہ ان کا قطعی

صاف صاف جواب نہیں دیتے، آپ میرے خیال میں ان کو پابند کریں کہ وہ پورا جواب دیں۔

چیئرمین: یہ آپ اٹارنی جنرل سے پوچھیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی: یہ آپکا امتیازی حق ہے۔ وہ ادھر ادھر ٹال جاتے ہیں۔

چیئرمین: یہ ان کا اپنا حربہ ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی: بہت اچھا۔

اٹارنی جنرل: اب سوالات کے جوابات پر ہی ان کو لاؤں گا۔

چیئرمین: آپ مطمئن رہیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: یہ حقیقت ہے کہ سوال تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ان کا جواب گول مول کرتے ہیں۔

چیئرمین: ہاؤس ملتوی۔ شام چھ بجے تک۔

اٹارنی جنرل: ایک اور وضاحت درکار ہے۔ آپ نے صبح کہا کہ آپ کے پیرو آپ کو امام جماعت کہتے ہیں لیکن آپ کا لقب خلیفۃ المسیح الثالث ہے۔ لفظ امام کی اہمیت واضح کریں کہ کس معنی میں وہ آپ کو امام کہتے ہیں؟

مرزا ناصر: میں نے آج تک نہیں کہا کہ مجھے امام کہو، نہ امیر المومنین۔ ہماری جماعت میں عام طور پر استعمال نہیں ہوتا، لیکن پاکستان میں جو استعمال ہوتا ہے وہ امیر المومنین، مراد مبایعین ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ نے 21 جون کی تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ دکھا دے گا اپنی تجویز سے کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے۔ اب آپ اعلان کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، دوسرا کہتا ہے کہ آپ مسلمان نہیں ہے۔ ایک اعلان آپ کا ہے، ایک دوسرے کا۔ تو اس طرح کہنے سے آپ کے بنیادی حقوق میں رخنہ اندازی کیسے ہوئی۔ آپ جو کہیں وہ مان لیں تو ٹھیک ورنہ آپ کے حقوق میں رخنہ اندازی۔ اس کی میں وضاحت چاہتا ہوں۔

مرزا ناصر: اگر کہیں تو ہمیں بالکل غصہ نہیں آئے گا۔

اٹارنی جنرل: اگر قانون ساز ادارہ کہے تو پھر؟

مرزا ناصر: حکومت کیوں دخل دے۔

اٹارنی جنرل: ایک شخص اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد کافر ہے، اس شخص کو آپ

کافرنہیں کہیں گے۔ دوسو نے کہا یا دو کروڑ یا بیس کروڑ مسلمان ہیں، ان سب کو کافر سمجھیں گے اگر وہ یہ اعلان نہ کریں کہ مرزا غلام احمد نبی ہے؟

مرزا ناصر: چونکہ ایمان کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ اور ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: آج انہوں نے مرزا کے منکرین کو کافر کہا کہ وہ اسلام سے خارج ہیں، ہم سب کو سوچنا چاہیے کہ وہ تو ہمیں کافر کہیں اور ہم ان کے بارے میں بحث میں وقت لگاتے رہیں، آخر اس کا کوئی جواز ہے۔

مولانا غلام غوث: منکرین مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ نہ بھولنے دیجئے۔ بار بار نوٹ کرائیں، ضروری نکتہ ہے۔

چیئرمین: کل صبح دس بجے

مسٹر چیئرمین: یہ سپیشل کمیٹی ہے۔ آپ حضرات نے ایک پروسیجر بنایا ہے، اسے آگے چلنے دیں۔ آخر جلدی کیا ہے۔

مولانا غلام غوث: چلنے دیں اور اپنے اوپر بلکہ پوری ملت اسلامیہ پر کفر کے فتوے لگاتے دیں۔ وہ ان سوالات کے جوابات دینے کے پابند ہیں جو اٹارنی جنرل کریں۔

چیئرمین: اٹارنی جنرل مناسب سمجھیں تو صدر کی توجہ مبذول کرا سکتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: ان کو کسی سوال کے جواب کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ حضرات بطور جج گواہ کے رویہ اور انداز کو نوٹ کریں۔ اس کی ہچکچاہٹ، اس کا جواب دینے سے کترانا، ان سب باتوں سے آپ لوگ اپنے نتائج مرتب کر سکتے ہیں۔ استنباط مناسب بحال یا ناموافق کرتے رہیں۔ ہر ایک چیز کو نوٹ کریں، پھر خود اپنے آپ صحیح فیصلہ کریں۔ نہ کریں۔

چیئرمین: پہلا دن ہے، شارٹ کٹ کریں گے۔

مولانا غلام غوث: منکرین مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ نہ بھولنے دیجئے۔ بار بار نوٹ کرائیں، ضروری نکتہ ہے۔

چیئرمین: کل صبح دس بجے۔

6-اگست 74ء کی کارروائی

اٹارنی جنرل: میں آپ کی توجہ مرزا بشیر کی تحریر کی طرف مبذول کراؤں گا جو کہتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہ سلوک جائز رکھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر، کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی اور دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ دنیاوی تعلق رشتہ ناتہ ہے، سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہمیں ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اگر کہو کہ غیر احمدی کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ حضور نے یہودیوں کو سلام کا جواب دیا ہے۔“ (کلمۃ الفصل“ ص 169-170)

جناب چیئرمین: مگر وہ اس سے ایوائیڈ کرتے ہیں، ان کی مصلحت ہوگی۔

مولانا مولوی مفتی محمود: تکفیر کے مسئلہ میں انہوں نے مختلف کیٹگری بنا دی مگر نتیجہ یہی کہ غیر احمدی کوئی چھوٹے، کوئی بڑے کافر ہیں سب کافر۔ اب جنازہ کا مسئلہ آیا تو قائداعظم شیعہ تھے یا لیاقت علی سنی، مگر جنازہ دونوں کا نہیں پڑھا، بات تو واضح ہوگئی۔

مولانا مولوی غلام غوث ہزاروی: اس میں شک نہیں کہ ان کو موقع ملنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ کہیں کہ ہمیں صفائی کا موقع نہیں دیا گیا۔

اٹارنی جنرل: تو چوہدری ظفر اللہ خاں نے موجود ہوتے ہوئے قائداعظم کا جنازہ نہ پڑھا؟

مرزا ناصر: تو اس کا چودھری صاحب نے خود جواب دیا۔

اٹارنی جنرل: کیا دیا؟

مرزا ناصر: جواب

مولانا غلام غوث ہزاروی: یہ عمداً گریز کر رہے ہیں۔ چودھری ظفر اللہ خان نے جو جواب دیا، میں وہ عرض کرتا ہوں۔ مولانا محمد اسحاق ایبٹ آبادی نے ظفر اللہ سے پوچھا کہ تم

نے قائداعظم کا جنازہ کیوں نہ پڑھا، تو ظفر اللہ خاں نے جواب دیا کہ مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لو۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنے کو تو کافر نہیں کہہ رہے تھے، اس نے قائداعظم سمیت پوری حکومت کو کافر کہا۔

مرزا ناصر: یہ جواب مگر ظفر اللہ خان نے 53ء میں کہا کہ شبیر احمد عثمانی امام تھے، وہ ظفر اللہ خان کو مرتد سمجھتے تھے، اس لئے ظفر اللہ خان نے جنازہ نہ پڑھا۔

اٹارنی جنرل: مسلمانوں سے رشتہ ناتہ باعث فساد ٹھ جائز اور حرام ہے؟

مرزا ناصر: جی بالکل۔

اٹارنی جنرل: مرزا ناصر کے زمانہ میں علماء نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا؟

مرزا ناصر: فتویٰ تو دیتے رہتے ہیں، آپ بھی دیتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھی

اٹارنی جنرل: مگر سب نے مل کر آپ کے خلاف؟

مرزا ناصر: جی، سب نے مل کر دیا ہمارے خلاف مگر آپس میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ بھی تو ایک دوسرے کو، ہمارے پاس اصل فتویٰ جات ہیں، 53ء میں پیش کیے تھے، اب بھی محضر نامے میں پیش کر دیئے ہیں۔ پڑھ کر سنا دوں، ان فتویٰ بازوں کا حال۔

اٹارنی جنرل: ایک نے دوسرے کے خلاف فتویٰ دیا مگر مجموعی طور پر اس طرز عمل کی حوصلہ شکنی کی گئی لیکن آپ کے خلاف تو تمام امت نے مل کر فتویٰ دیا۔ کیا آپ ایک عالم دین، کسی طبقے کا، غیر احمدی بتا سکتے ہیں، جو آپ کو کافر نہ کہتا ہو؟

مرزا ناصر: یہ صورت حال تو بہت ہی۔

اٹارنی جنرل: مرزا غلام احمد قادیانی نے ''حقیقت الوحی'' (مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص185، ج22) میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کا منکر کافر ہے؟

مرزا ناصر: اتمام حجت کے بعد انکار کرے۔

اٹارنی جنرل: اتمام حجت کا معنی؟

مرزا ناصر: سمجھے کہ مرزا غلام احمد اپنے دعویٰ میں سچا ہے، پھر بھی انکار کرے۔

اٹارنی جنرل: ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کہے کہ مرزا سچا ہے، پھر کہے میں نہیں مانتا؟

مرزا ناصر: بعض لوگوں سے میں نے سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ خدا بھی کہے تو ہم مرزا کو نہ مانیں گے۔

اٹارنی جنرل: وہ تو یہ کہتے ہیں ختم نبوت کی وجہ سے کہ یہ ایسا پکا عقیدہ ہے کہ خدا بھی کہے یعنی خدا نے تو آ کر کہنا نہیں، اس لئے وہ ایسے کہہ دیتے ہیں؟

جناب چیئرمین: اب وفد چلا جائے، شام چھ بجے پھر حاضر ہونا ہوگا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں تمام کتابیں، جن کے سوالات کرنے ہوں، ان کو فلیگ کر دیں اور مفتی صاحب اور دوسرے حضرات، جنہوں نے حوالہ جات دکھانے ہیں، ان کے سامنے کرسیوں کی لائنیں لگا کر کتابیں سیٹ کر دیں تا کہ ان کو حوالہ تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔

مولانا مفتی صاحب: کتابوں کے کئی ایڈیشن ہیں اور پھر صفحات و سائز انہوں نے تبدیل کر دیا ہے، اس لئے تھوڑا وقت تلاش کرنے میں لگ جاتا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: اٹارنی جنرل کیا سوال کریں گے، پہلے تو علم ہوتا نہیں، ان کے سوال کے بعد متعلقہ کتب کی تلاش اور پھر حوالہ۔

مولانا شاہ احمد نورانی: ان باتوں کے علاوہ بھی ان کی ویسے عادت ہے انکار کی مثلاً یہ ''حقیقت الوحی'' میں حوالہ ہے مگر وہ سر مار رہے تھے۔ یہ کتاب میرے پاس ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: اتمام حجت کے بعد کافر ہوگا۔ ہم مرزا کو مسیح موعود مانتے ہی نہیں، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ مرزائی اور ہم متفق ہیں اس امر پر کہ ہم مرزا کے منکر ہیں۔ اب مسلمہ بات سے استدلال ہو سکتا ہے۔ جس چیز کو فریقین مانتے ہوں وہ دلیل ہو سکتی ہے، تو دلیل آنے کے بعد اگر کوئی انکار کرے تو اتمام حجت ہو گیا۔ جیسا کہ آپ تمام ممبران کے سامنے مرزائیوں کے دلائل آ گئے ہیں، اتمام حجت ہو چکا، اب ان کے فتویٰ کے مصداق بننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے چھ بجے۔

اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ (وفد داخل ہوا)

اٹارنی جنرل: ہاں جی مرزا نے لکھا ہے کہ مسیح موعود کا منکر کافر ہے، کتاب پیش کرو؟

مرزا ناصر: جی لکھا ہے۔ کتاب کی ضرورت نہیں، میں نے چیک کر لیا ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ کے اور مسلمانوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟

مرزا ناصر: کوئی فرق نہیں۔

اٹارنی جنرل: نماز میں کیا فرق ہے؟

مرزا ناصر: کوئی نہیں۔

اٹارنی جنرل: روزہ میں کیا فرق ہے اور حج میں؟

مرزا ناصر: ایک جیسے ہیں۔

اٹارنی جنرل: اچھا تو مرزا محمود احمد کا خطبہ ہے کہ مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف وفات مسیح کے چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا، رسول، قرآن، روزہ، نماز اور زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہر چیز میں اختلاف ہے۔''
(''الفضل'' 30 جولائی 1931ء)

مرزا ناصر: اللہ رب العزت، نبی کریم، نماز روزہ وغیرہ کے تصور میں واقعتاً مسلمانوں سے ہمیں اختلاف ہے۔

اٹارنی جنرل: نائیجیریا میں آپ کی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ میں احمد رسول اللہ ہے؟

مرزا ناصر: نہیں، وہ رسم الخط سے غلط فہمی ہوئی۔

اٹارنی جنرل: کتاب موجود ہے، اس میں تو صاف فوٹو نظر آ رہا ہے کہ آپ نے احمد رسول اللہ لکھایا ہے؟

مرزا ناصر: نہیں، رسم الخط سے غلط فہمی ہوئی، یہ محمد رسول اللہ ہے۔

اٹارنی جنرل: مگر مجھے تو احمد رسول اللہ نظر آ رہا ہے؟

مرزا ناصر: یہ رسم الخط کی بات ہے اور محمد رسول اللہ ہے۔

اٹارنی جنرل: اچھا آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم علیحدہ قوم ہیں؟

مرزا ناصر: علیحدہ قوم کہ ہمارا فرقہ علیحدہ ہے اور بھی تو فرقے ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ نے کہا کہ دائرہ اسلام سے خارج بھی ملت اسلامیہ کا فرد ہو سکتا

ہے۔ اگر اسمبلی یہ کہہ دے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے تو آپ کو اعتراض نہ ہوگا؟

مرزا ناصر: نہ ہوگا، مگر یہ ہم دائرہ اسلام سے خارج ہو کر بھی ملت اسلامیہ کے فرد ہوں گے، اس وضاحت کے ساتھ۔

اٹارنی جنرل: اگر قومی اسمبلی متفق ہو جائے تو پھر پورا ملک متفق ہو گیا؟

مرزا ناصر: ہماری پوزیشن ملکی نہیں، بین الاقوامی ہے۔ آپکے ملک کی بات ہوتی تو ٹھیک تھی۔

اٹارنی جنرل: رابطہ عالم اسلامی میں دنیا بھر کے نمائندے ہیں۔ انہوں نے آپ کو کافر کہا؟

مرزا ناصر: وہ تو نامزد لوگ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اقوام متحدہ یا کوئی دنیا کا منتخب ادارہ بھی ہمارے کفر پر متفق ہو جائے تو پھر بھی میں سمجھوں گا کہ اس معاملہ کو خدا پر چھوڑتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کے متعلق اس لئے کہ مرزا محمود نے کہا کہ ”کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کے زمانہ کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں نظر آتی ہیں، انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے، جو ایک نبی و رسول ہیں، اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق کیوں غیروں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ یہ کونسی انوکھی بات ہے یہاں جو علیحدہ کر دیا۔“ (”الفضل“ 26 فروری 1918ء) ان کے اس حوالہ کے مطابق آپ تو خود علیحدہ ہیں۔ اب تو صرف عملدر آمد کے لئے قانون کی ضرورت ہے یا کہیں کہ آپ کے والد نے یہ نہیں کہا؟

مرزا ناصر: وہ علیحدہ کر دیا، دوسروں کے اثر سے بچنے کے لئے۔

جناب چیئرمین: کسی ممبر نے کچھ کہنا ہے۔

مولانا ظفر احمد انصاری: سر آپ کو بڑی گہری نظر سے ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یہ بڑے سازشی لوگ ہیں۔ ہر جگہ مسلمانوں اور پاکستان اور اسلامیان پاکستان کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ ان کو اس طرح نظر انداز نہ کریں کہ یہ ایک فرقہ ہے۔ یہ تو سامراج کی ایک استحصالی سازش ہے۔ میں رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس میں، جس کا آج ذکر آیا ہے، موجود تھا۔ پورے عالم اسلام کے نمائندے، علماء، مکہ مکرمہ، مرکز اسلام میں اس بات پر متفق تھے کہ قادیانیوں سے بچنا چاہیے۔ یہ پوری امت کے دشمن اور اسلام

کے غدار ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں۔

مولانا ظفر احمد انصاری: ان کے جو جوابات ہیں، ان کی کاپیاں دے دیں تا کہ ہم ان کا جواب الجواب تیار کریں۔

چیئرمین: کیا 250 کاپیاں بنواؤں، اتنی جلدی یہ تو ممکن نہیں۔

مولانا ظفر احمد انصاری: جیسے لکھا ہے دے دیں، ہم دیکھ لیں گے، سمجھ جائیں گے۔

اٹارنی جنرل: یہ حوالہ کہ ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے، اس لئے قرآن کریم کی تعریف کے مطابق ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، غیر احمدی کافر ہیں؟

مرزا ناصر: کافر کا معنی محدود مضمون میں مثلاً نماز کا منکر کافر ہے۔

اٹارنی جنرل: تو مرزا صاحب کے منکرین محدود معنوں میں سہی، مگر کافر ہیں؟

مرزا ناصر: ہاں محدود۔

اٹارنی جنرل: کافی ہوگیا، چھوڑ دیں۔ آگے چلیں۔ مرزا صاحب نے خطبہ الہامیہ، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 259، ج 16 میں کہا کہ **من فرق بینی و بین المصطفٰے فما عرفنی وما رانی۔** یعنی جو شخص مجھ میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہیں دیکھا؟

مرزا ناصر: مرزا صاحب فنائیت کے درجہ میں کہتے ہیں کہ جو شخص میرا وجود علیحدہ سمجھتا ہے وہ غلطی پر ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ بیان ہے ''الفضل'' 13 نومبر 1946ء کا، جس میں مرزا محمود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک انگریز کو کہلوا بھیجا کہ پارسی، عیسائیوں، کی طرح ہمارے بھی حقوق تسلیم کئے جائیں، جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیتی مذہبی فرقے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی، عیسائی، مذہبی فرقے ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے، اسی طرح ہمارے بھی تسلیم کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کرتے جاؤ، میں اس کے مقابلہ میں دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔

مرزا ناصر: بات یہ ہے کہ اس کی ایک تاریخ ہے۔

اٹارنی جنرل: اس قول کے نقل کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے پوری تصویر ہو۔ یہ ایک اخبار ہے IMPACT انگلستان کا چھپا ہوا؟

مرزا ناصر: کب چھپا۔

اٹارنی جنرل: 27 جون 1974ء

مرزا ناصر: میرے علم میں نہیں۔

''پاکستان کی قادیانی اور احمدی پرابلم اور حالیہ اس سے متعلقہ گڑبڑ، دراصل اس دلچسپ سوال کے محور پر گھومتی ہے کہ کیا قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی میں ایک غیر مسلم اقلیت تصور کیا جائے یا ایک مسلم اقلیت کسی غیر مسلم سوسائٹی میں، کیونکہ اس نوعیت کے زبردست بنیادی اختلاف اور ایک دوسرے کے درمیان اس طرح کی مخصوص عدم مشابہت ہے کہ بحث وتمحیص کو چاہے جس قدر طول دیں، پھر بھی ایک مسلم شناخت، شناختی نشان کے اندر دونوں کو جبراً داخل نہیں کیا جاسکتا۔ نفس معاملہ کوئی دینیاتی الجھاؤ کے باعث نہیں ہے، جیسا کہ سر ظفر اللہ خان، جو احمدی تحریک کے سرکردہ لیڈر ہیں۔

مرزا ناصر: یہ لکھنے والے کی اپنی رائے ہے، ظفر اللہ خان نے نہیں کہا۔

چیئرمین: آپ حوالہ پورا پڑھتے دیں۔ (ہاں مسٹر اٹارنی)

اٹارنی جنرل: لکھا ہے کہ نفس معاملہ کوئی دینیاتی الجھاؤ کے باعث نہیں ہے، جیسا کہ سر ظفر اللہ خان نے جو احمدی تحریک کے سرکردہ لیڈر ہیں، گذشتہ ہفتہ لندن میں پریس کو واضح کیا۔ وہ (احمدی) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آخری شریعت لانے والا نبی تصور کرتے ہیں مگر مرزا غلام احمد کو سمجھتے ہیں کہ وہ ایک نبی ہے جو مامور من اللہ ہے اور نزول مسیح کے بارے میں ایک پیشین گوئی کی تکمیل ہے۔

یہ چودھری صاحب کا قول ہے لیکن انہوں نے تسلیم کیا کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی بھی قسم کا نبی نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ کتاب بھی دیکھ لیں، اس میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن

کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (''ضمیمہ انجام آتھم'' ص 7، حاشیہ مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 291، ج 11)

مرزا ناصر: کونسا حوالہ ہے، چیک کرنا پڑے گا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ''یسوع اس لئے اپنے تیئں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی، کبابی ہے اور خراب چال چلن، نہ خدائی کے دعویٰ کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا نتیجہ ہے۔'' (''ست بچن'' ص 172، حاشیہ مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 296 ج 10) یہ عبارت مرزا قادیانی غلام احمد صاحب کی ہے۔ آپ تسلیم کرتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ اس کا انجیل سے دور کا بھی واسطہ ہے۔ اس جملہ کا بائبل سے کیا تعلق ہے کہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا نتیجہ ہے۔

مرزا ناصر: ہاں

اٹارنی جنرل: ''انجام آتھم'' ص 6، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 290، ج 11، مرزا صاحب کی تصنیف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا۔ آپ کو یعنی حضرت عیسیٰ کو بریکٹ میں، یہ ہے، یسوع نہیں لکھا۔ گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی .... اور آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی .... اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی وعظ کو، جو انجیل کا مغز کہلاتا ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے، کیا یہ کہیں بائبل میں ہے۔ ہے تو لائیے۔

مرزا ناصر: انجیل میں تو نہیں، مگر عیسائیوں کے لٹریچر میں۔

اٹارنی جنرل: آپ نے موقف تبدیل کر لیا مگر کیا کسی کے لٹریچر کو سامنے رکھ کر ایک سچے نبی پر اعتراض کرنا اور وہ بھی اخلاقی اور معاملاتی، کیا یہ درست ہے، میں یہ ہر بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں تا کہ آئندہ کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

مرزا ناصر: ہاں یہ ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا غلام احمد نے کہا کہ حضور علیہ السلام یہودیوں کے ہاتھوں کا پنیر

کھاتے تھے اور مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے۔ (''الفضل'' 23 فروری 1924ء میں ص 6 کالم 3) کیا یہ اتہام ہے یا خود کے لئے پنیر کھانے کا جواز پیدا کیا ہے۔

مرزا ناصر: دیکھئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ شک سے کوئی چیز پلید نہیں ہوتی، پھر ایک مثال دی۔ شیطان کا کام جو وسوسے ڈالتا ہے، شک سے آپ کو معلوم ہے کہ غسل واجب نہیں ہوتا۔

اٹارنی جنرل: کیا مرزا غلام احمد نے یہ کہا کہ ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب ایک نئی خلافت لو، ایک زندہ علی (مرزا غلام احمد) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور ایک مردہ علی کو تلاش کرتے ہو''۔ (''ملفوظات احمدیہ'' جلد 2 ص 142)

مرزا ناصر: مردہ علی کے معنی وفات یافتہ کے ہیں۔

اٹارنی جنرل: وہ تو جو آپ کہیں، کیا یہ عبارت ہے، آپ اسے تسلیم کرتے ہیں۔

مرزا ناصر: ہاں، عبارت ہے مگر یہ ایک غالی شیعہ کو کہی۔

اٹارنی جنرل: کسی کو کہی، مگر کہی ہے اور اپنے آپ کو حضرت علیؓ سے افضل قرار دیا کہ میں زندہ ہوں، وہ مردہ ہیں۔ یہ اس کا سیاق وسباق ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت علیؓ سے افضل کہتا ہے۔

مرزا ناصر: مگر وہ وفات شدہ۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے یہ لکھا کہ ''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا''۔ (''ایک غلطی کا ازالہ'' حاشیہ ص 9، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 213، ج 18)

مرزا ناصر: اصل حوالہ دیکھتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: اردو کی عبارت ہے آپ دیکھتے رہیں، میں اگلا سوال پڑھتا ہوں۔

مرزا نے کہا کہ:

کربلا است سیر ہر آنم　　　صد حسین است در گریبانم

(''نزول المسیح'' ص 99 مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 477 ج 18)

کربلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔

مرزا ناصر: یہ ایک شیعہ عالم کے جواب میں۔

اٹارنی جنرل: شیعہ عالم کے جواب میں حضرت حسینؓ کی اور عیسائیوں کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا۔

مرزا ناصر: مگر حضرت حسین کی بانی سلسلہ نے بہت تعریف کی ہے۔

اٹارنی جنرل: مگر حسین کی ان تمام خوبیوں کے باوجود صد حسین است در گریبانم کہ سینکڑوں حسین مرزا کے دامن میں پڑے ہیں۔

اٹارنی جنرل: کبھی مبلغ، کبھی مجدد، کبھی مسیح، تو وہ موقف تبدیل کرتے رہتے تھے۔ حضرت حسین کے بارے میں رائے تبدیل کر لی ہوگی۔ اس شعر کے بعد کا کوئی حوالہ دیں۔ چلو آگے، مرزا نے کہا کہ مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے کہ میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ (''اعجاز احمدی'' ص81، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص193 ج19)

اٹارنی جنرل: یہ درست ہے کہ مرزا غلام احمد بوجہ مسیح موعود ہونے کے تمام انبیاء و اولیاء سے افضل ہے، سب سے برتر ہے؟

مرزا ناصر: آپ نتیجہ پکڑ لیتے ہیں۔ (قہقہہ)

اٹارنی جنرل: آپ نے کہا کہ حضور علیہ السلام کے سوا تمام سے افضل، مگر آپ لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد، حضور علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔ آپ کے اشعار ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار ''البدر'' قادیان، 25-اکتوبر1906ء)

مرزا ناصر: مگر ان کی تو تردید کر دی گئی تھی۔

اٹارنی جنرل: لیجئے مرزا نے کہا کہ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (''اعجاز احمدی'' ص82، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص194، ج19)

مرزا ناصر: ہاں لکھا ہے، مگر شرک کی تردید میں۔

اٹارنی جنرل: شرک کی تردید میں، توحید کو کستوری اور حسینؓ کے ذکر کو گوہ، گندگی سے تشبیہ دینا ٹھیک ہے؟

مرزا ناصر: نہیں، نہیں۔

8-اگست 1974ء بروز جمعرات کی کارروائی

دس بجے صبح قومی اسمبلی سٹیٹ بینک بلڈنگ اسلام آباد، زیر صدارت صاحبزادہ فاروق علی سپیکر منعقد ہوا۔

تلاوت کلام پاک کے بعد وفد کو بلالیا جائے۔ (وفد داخل ہوا)

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، آپ خود اس قسم کا مؤقف اختیار کر کے اپنی پوزیشن کو مشکوک بنا رہے ہیں، اچھا حضرت فاطمہ کی توہین کی، وہ بھی دو شخصیتیں تھیں؟

مرزا ناصر: دیکھیں خواب کا معاملہ عجیب ہے۔ یہ قلائید الجواہر ہے۔ اس کا حوالہ فوٹو سٹیٹ میں تمام ممبران کو تقسیم کرتا ہوں۔ اس میں شیخ القادر جیلانی کا خواب ہے۔ یہ تذکرۃ الاولیاء ہے، اس میں حضرت امام ابوحنیفہ کا خواب ہے۔ ایک خواب ''دیوبندی مذہب'' نام ایک کتاب کے صفحہ 52 پر بھی درج ہے۔ اشرف علی تھانوی کا، اگر مرزا صاحب نے توہین کی ہے تو پھر تمام پر فتویٰ لگایئے۔ یہ حوالہ جات ملاحظہ کریں اور پھر جرأت سے فیصلہ کریں۔

مولانا مفتی محمود: جناب مرزا صاحب کی گفتگو کے دوران میں ہی میں نے حوالہ جات دیکھ لیے ہیں۔ قلائد الجواہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب نہیں ہے۔ تذکرۃ الاولیاء حضرت امام ابوحنیفہ کی اپنی کتاب نہیں ہے۔ ''دیوبندی مذہب'' یہ مولانا اشرف علی تھانوی کی اپنی کتاب نہیں ہے۔ ان حضرات سے یہ منسوب باتیں ہیں، انہوں نے کہی ہیں یا نہیں، اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ تینوں کتابیں ایسی ہیں جو ہم پر حجت نہیں ہیں۔ ان رطب ویابس کتب کو بہانہ بنا کر معاملہ کو الجھانا دجل ہے۔

نمبر2...... اگر یہ کتابیں ان کی اپنی ہوتیں، وہ اپنے خوابوں کو خود بیان کرتے، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، اگر ایسے ہوتا تو بھی مرزائیوں کے لئے مفید مطلب نہیں، اس لئے کہ امتی کا خواب شریعت میں حجت نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ یا شیخ عبدالقادر اپنی تمام

تر عظمت کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ کے امتی ہیں اور امتی کا خواب شریعت میں حجت نہیں ہے۔ عقیدہ کے لئے تو قطعاً بنیاد نہیں بن سکتا۔ خود خواب دیکھنے والے بھی اس کو ماننے کے پابند نہیں، شرعی اعتبار سے۔

نمبر3: مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا "نیند میں خواب دیکھنا، بیداری میں کتاب لکھی۔"

نمبر4: وہ نبی ہونے کا مدعی ہے اور نبی کا خواب شریعت میں حجت ہے۔

نمبر5: مرزا صاحب نے حضرت فاطمہ کے متعلق خواب نہیں بلکہ کشف کا لکھا ہے۔ نبی کا خواب یا کشف وحی ہوتا ہے۔

نمبر6: خواب کی تعبیر کی جاتی ہے۔ وحی کی تو تعبیر نہیں کی جاتی۔

نمبر7: اصولی بات یاد رکھیں کہ ہم خوابوں کے پابند نہیں، یہ وہ حقائق ہیں۔ ان حضرات کی طرف منسوب غلط باتوں سے غلط استدلال کر کے ہاؤس کو گمراہ کرنا اور مرزا کی صفائی کے لئے معاملہ کو خلط کرنا دجل ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے سات باتیں کہیں۔ مرزا ناصر ان میں سے کسی ایک بات کی جرأت ہے تو تردید کرے تا کہ معاملہ صاف ہو جائے۔ ہے جرأت تو کرے انکار ورنہ ممبران سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس دجل کو بھانپنے کی کوشش کریں، جسے سو سال سے اسلام کے نام پر اسمگل کیا جا رہا ہے اور جس طرح آج آپ پریشان ہیں کہ یہ صحیح جواب نہیں دے رہے، معاملات کو مکس کر رہے ہیں، اسی طرح سو سال سے امت بھی پریشان ہے۔ میں پھر چیلنج کرتا ہوں کہ میرے سات نکات میں سے کسی ایک کا مرزا ناصر کے پاس ہمت ہے، جواب ہے تو لائے۔ مجھے خوشی ہوگی۔

مرزا ناصر: مفتی صاحب نے صحیح کہا کہ یہ ان کی کتابیں نہیں ہیں۔

اٹارنی جنرل: مگر مرزا صاحب کی اپنی کتاب ہے۔ وہ اس میں اپنا کشف بحیثیت اس کے کہ وہ نبی ہونے کا مدعی تھا لکھتا ہے کہ میں نے کشف میں حضرت فاطمہ کی ران پر اپنا سر رکھا۔ یہ کتنی بے ہودہ بات ہے۔ اس کا جواب یا وضاحت کے لئے آپ نے جن کتابوں کے اقتباسات دیئے، وہ تو غیر متعلق ہیں اور مفتی محمود صاحب نے ان کی تنقیح کر دی ہے، اسے بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ آپ کی پوزیشن اسی طرح مخدوش ہے۔ آپ کی سٹڈی کا ہمیں تو

کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اچھا تو بتائیں کہ مرزا صاحب نے جو نبوت کا دعویٰ کیا؟

مرزا ناصر: دیکھیں انہوں نے اپنی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے تو لکھا ہے ''ازالہ اوہام'' میں کہ دوسرے نبی کا مطیع ہونا محدث کہلاتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی، تو مرزا صاحب کیا ناقص نبی تھے؟

مرزا ناصر: میں مرزا بانی سلسلہ کے حوالہ سے انکار نہیں کرتا۔ محدث تو ہر نبی ہوتا ہے۔

اٹارنی جنرل: کیا حضور علیہ السلام بھی؟

مرزا ناصر: جی ہاں بالکل۔

اٹارنی جنرل: کیا نعوذ باللہ حضور علیہ السلام بھی ناقص نبی تھے؟

مرزا ناصر: آپ نتیجہ کیوں پکڑ لیتے ہیں؟

اٹارنی جنرل: حضرت مریم کا جو مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے، کیا حضرت مریم بھی دو شخصیتیں تھیں؟

مرزا ناصر: دو شخصیتوں کا مسئلہ کلیئر ہو گیا لیکن وہ میری غلط فہمی تھی۔

اٹارنی جنرل: یہ مرزا صاحب کی کتاب ہے۔ اس میں مرزا جی کہتے ہیں کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ (''کتاب البریہ'' مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص103، ج13)

مرزا ناصر: کبھی انہوں نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو کشف کی بات ہے۔

اٹارنی جنرل: کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ یہ مرزا کی عبارت ہے۔

مرزا ناصر: یہ کشف ہے۔

اٹارنی جنرل: نبی کا کشف وحی ہوتا ہے۔

مرزا ناصر: لوگوں نے خدا کے متعلق کیا کچھ کہا، بزرگوں کے حوالہ جات بتاؤں کہ کیا کہا؟

مولانا مفتی محمود: یہاں آپ پھر اجازت دیں کہ بزرگوں کی باتوں کو نبیوں کی باتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے سے بڑے بزرگ کی بات بھی خدا نہ کرے اس میں غلطی کا امکان ہوتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام تو غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ ان میں غلطی تسلیم کرنا

منصب نبوت کی توہین کے برابر ہے۔

چیئرمین: سوال جب تک مکمل نہ ہوا سے درمیان میں نہیں بولنا چاہیے گواہ کو روکا جائیگا۔

سردار مولا بخش سومرو: گواہ کی نیت درست ہو تو لمبی چوڑی وضاحتوں کی کیا ضرورت ہے، پانچ یا دس منٹ میں مسئلہ طے ہو سکتا ہے، دراصل یہ کہ وہ مسلمانوں سے علیحدہ مذہب ہے مگر ان کی خواہش ہے کہ وہ دھوکہ سے مسلمانوں میں رہیں۔ اپنے اس دھوکہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ان کو دوعملی، دوذہنی کا روپ دھارنا پڑتا ہے۔ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔

چیئرمین: بعض سوالات کے جوابات فوری نوعیت کے ہوتے ہیں مگر وہ تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں۔

سردار مولا بخش: وہ آ کر جو خطبہ کے انداز میں شروع ہو جاتے ہیں، اسے نوٹ کریں کہ وہ گواہ ہے نہ کہ ہمارا خطیب۔

چیئرمین: اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

جناب عبدالعزیز بھٹی: سر ان کے غیر متعلقہ جواب پر آپ پاور استعمال کریں اور ان کو بند کریں۔

مولانا ظفر احمد انصاری: ''الفضل'' وغیرہ کے حوالہ جات جو آپ پیش کرتے ہیں، اگر وہ انکار کر دے تو آپ پھر اصل دکھائیں، آپ پوچھیں کہ آپ بتائیں کہ یہ ''الفضل'' میں ہے یا نہیں۔ اگر وہ جھٹلا نہ سکے تو ریکارڈ پر آ جائے گا۔ پھر پرچہ بھی فراہم کر دیں گے۔

مولانا غلام غوث: دیکھیں آپ سوال کریں کہ یہ مرزا صاحب یا مرزا محمود نے کہا یا نہیں۔ ان کی تقریر سننے کے لئے ہم یہاں نہیں بیٹھے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

مولانا غلام غوث: جب تک حوالہ پاس نہ ہو کوئی سوال نہ پوچھیں۔

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

یہ اصل ''البدر'' میرے پاس تھا۔ جب تک رسالہ ہاتھ نہیں آیا، سوال نہیں کیا اور پھر یہ ثبوت بھی موجود ہے کہ یہ شعر سن کر مرزا نے جزاک اللہ کہا۔ اگر آپ حضرات توجہ کریں تو

اس پر بات کو کاٹا لگایا جاسکتا تھا۔

صاحبزادہ احمد رضا قصوری: جناب گواہ بار بار اپنے بیان کو دہراتا ہے۔ کتابوں کے اقتباسات ایک ہی کو لے کر دکھاتا ہے تکرار کرتا ہے۔ ہم یہاں کوئی سبق پڑھنے کے لئے نہیں بیٹھے۔ مہربانی کر کے ہاں یا نہ میں جواب دلوائیں۔ باقی عبارت میں لکھنے کی نیت کیا ہے وہ ممبران خود پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہمیں استعداد ہے۔......... وہ صرف رد یا قبول کرے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ: تکرار کے کچھ نقصانات ہیں کہ آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے مگر اس کا فائدہ بھی ہے کہ جتنی دفعہ بات کو دہرائے گا، اتنا تضاد سامنے آئے گا۔ جہاں ہم نے اتنی بردباری سے کام لیا ہے، ایک آدھ دن اور سہی۔

نمبر2...... کسی بزرگ کا کوئی شخص خواب بیان کرتا ہے یا اس کا کوئی جذب کی حالت کا قول جو شریعت کے خلاف ہو تو بحیثیت مفتی کے میں فتویٰ دیتا ہوں، تمام مکاتب فکر اس مسئلہ میں میرے ساتھ ہیں کہ اگر کسی بزرگ کا قول شریعت کے خلاف ہو تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اگر تو وہ مغلوب الحال یا کیفیت جذب میں بے اختیار خلاف شرع کوئی بات کہہ دیں تو وہ معذور ہیں یا جان کر کہا۔ اگر جان کر خلاف شریعت کہا تو ہم اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ اب مرزا صاحب بتائیں کہ مرزا صاحب معذور تھے یا کافر تھے۔ معذور تھے تو بھی نبی نہیں ہو سکتے اور اگر کافر تھے پھر تو مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ (ماشاءاللہ ماشاءاللہ)

مولانا شاہ احمد نورانی: حضرت مفتی صاحب کی بات کی میں تائید کرتا ہوں کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کو جو خلاف شرع بات کرے وہ معذور نہ ہوگا تو کافر ہوگا۔

اٹارنی جنرل: یہ ایک حوالہ ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا کہ ایک خوبصورت عورت ہے۔ یہ کیا مسئلہ ہے؟

مرزا ناصر: میں اس وقت تردید یا تائید کی پوزیشن میں نہیں، چیک کروں گا۔

اجلاس ملتوی وقفہ کے لئے

مولانا مفتی محمود: جناب وہ تحریری بیانات واقتباسات پر وقت ضائع کر رہے ہیں۔ غیر متعلق باتوں میں خواب، کشف بلاوجہ پیش کر کے وہ معاملہ کو طول دے رہے ہیں۔ آپ

ان کو پابند کریں کہ وہ مرزا کی پوزیشن واضح کریں۔

جناب چیئرمین: یہ ٹھیک ہے۔ میں نے کل نوٹ کیا کہ وہ غیر متعلقہ چیزیں لا رہے ہیں۔ یہی بات کہی تھی کہ بہت سی غیر متعلقہ چیزیں آ رہی ہیں۔

چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے۔

مولانا مفتی محمود: آپ کہتے ہیں کہ وہ چور تھا۔ جواب میں وہ کہہ دیتا ہے کہ بناوٹی چور تھا۔ اب اس کے ایک لفظ کہنے سے بحث کا رخ بدل جاتا تھا کہ چور تو تھا مگر اصلی یا بناوٹی۔ اس سے کیا بحث کہ وہ اصلی چور ہے یا اس نے دیکھا دیکھی نقلی طور پر ہی چوری کی، کی تو ہے، جرم تو ثابت ہوا۔ آپ اس نکتہ نظر سے بحث کو مرکوز رکھیں تاکہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔

مولانا مفتی محمود: یہ ایک کتاب ہے اس میں عربی کا شعر ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ "ضمیمہ نزول المسیح" "اعجاز احمدی" ص 75 مندرجہ "روحانی خزائن" ص 188 ج 19)

چیئرمین: لائبریرین، کتاب گواہ کو دے دیں۔

اٹارنی جنرل: میں دو چار اور بھی پڑھ دیتا ہوں تاکہ اکٹھے دیکھ لیں۔

مرزا ناصر: ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: کیا مرزا صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کو "اندھا شیطان، دیو، گمراہ، شقی اور ملعون" لکھا ہے۔ ("انجام آتھم" ص 252، مندرجہ "روحانی خزائن" ص 252 ج 11)

مرزا ناصر: چیک کریں گے۔

مسٹر چیئرمین: میرے خیال میں گواہ سے ایک ایک بات پوچھیں۔

مولانا غلام غوث: جناب والا

مسٹر چیئرمین: مولانا آپ تشریف رکھیں۔

اٹارنی جنرل: تینوں سوال ایک جیسے ہیں۔ کیا مرزا صاحب نے مولوی سعد اللہ کا نام

لے کر بدکار عورت کا بیٹا، بدگو، خبیث، لئیم، ملعون، شیطان لکھا ہے۔ یہ (''انجام آتھم ص 282-281'' مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 281-281 ج11) آپ تینوں چیک کریں۔

چیئرمین: آپ تمام کتابیں جو مفتی صاحب پڑھ رہے تھے، وہ سب لائبریرین صاحب، گواہ کو پکڑا دیں۔

مرزا ناصر: ''ضمیمہ نزول مسیح''، ''انجام آتھم'' یہ دوسرا بھی اور تیسرا بھی درست ہیں۔

مولانا مفتی محمود: جناب میں عربی میں یہ حوالہ پڑھ دیتا ہوں۔ مرزا کی کتاب ہے، عربی ہے:

تلک کتب ینظر الیھا کل مُسلم بعین المحبت و المودۃ و ینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریتہ البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون.

''یہ وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت و مودت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے۔ اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر وہ لوگ جو کنجریوں کی اولاد ہیں وہ مجھے قبول نہیں کرتے''

جناب چیئرمین: حوالہ بھی دے دیں اور کتاب بھی گواہ کو دے دیں۔

مولانا مفتی محمود: (''آئینہ کمالات'' ص 547-548، ''روحانی خزائن'' ج 5) اور یہ لیجئے۔ مرزا ناصر صاحب دیکھ لیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے کہا کہ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (34 یا ص 30 آڈیشن کا فرق ہے) (''انوار السلام'' صفحہ 31، ''روحانی خزائن'' ج9)

چیئرمین: کتاب گواہ کو دے دیں۔

اٹارنی جنرل: جو شخص پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا، وہ خدا اور خدا کے رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ (''تبلیغ رسالت'' ج9، ص27) (''تذکرہ'' ص 607 طبع3)

مرزا ناصر: کہاں کا حوالہ

اٹارنی جنرل: تبلیغ رسالت کا عرض تو کر دیا ہے۔

مرزاناصر: یہ دیکھ کر بتاؤں گا۔

چیئرمین: کتاب گواہ کو دے دیں، یہ مانتے ہیں یا پہلے سے تسلیم شدہ ہے۔

مرزاناصر: درست ہے۔

اٹارنی جنرل: جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتا؟

مرزاناصر: وہ اللہ رسول کو نہیں مانتا؟

اٹارنی جنرل: جو اللہ رسول کو نہیں مانتا وہ؟

مرزاناصر: وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے مسلمان نہیں۔

اٹارنی جنرل: اب جو مرزا کو نہیں مانتا؟

مرزاناصر: وہ بھی ایسا ہے۔

مولانا غلام غوث: شرمائیں نہیں صاف بتائیں کہ مرزا کا منکر اگر خدا اور رسول کا منکر ہے اور خدا رسول کا منکر کافر ہے تو ظاہر ہے مرزا کا منکر بھی کافر ہے۔

چیئرمین: مرزا صاحب آپ صاف بتائیں کہ مرزا کا منکر مسلمان ہے یا نہیں۔ جب مرزا کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان ہے تو مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اس کے مانے بغیر آدمی مسلمان نہیں تو آپ صاف بتائیں۔

مرزاناصر: مرزا کے نہ ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔

اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی مسلمان نہیں۔

مرزاناصر: سارے کیسے؟

اٹارنی جنرل: ہر وہ شخص جو موسیٰ کو مانتا پر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے پر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (''کلمۃ الفصل'' ص110)

یہ آپ حضرات کی کتاب ہے مطلب ہے کہ غیر احمدی سارے کے سارے۔

مرزاناصر: جی ہاں! جن پر اتمام حجت ہو چکا اور نہیں مانا وہ سارے۔

اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی جن پر اتمام حجت ہو چکا کافر ہیں۔

مرزا ناصر: کہہ دیا ہے کتنی دفعہ کہلوائیں گے۔

چیئرمین: ٹھیک ہے آگے چلیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب صاف کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے مانے بغیر نجات نہیں ("اربعین" نمبر 4 ص 6 مندرجہ "روحانی خزائن" ص 35 ج 17) اور پھر مرزا محمود نے کہا کہ غیر احمدیوں کو خواہ مخواہ مسلمان ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔

مرزا ناصر: میں سمجھ گیا کہ جو میں کہہ رہا تھا اور جو خلیفہ ثانی نے کہا اس میں آپ کو جوڑ نظر نہیں آتا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ اَزہری: مولانا غلام غوث کے پاس حوالہ ہے وہ جناب چیئرمین ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا غلام غوث: وہ گندی جگہ کا نام موٹا کر کے مرزائیوں نے لکھا ہے۔

چیئرمین: میں نے دیکھا، میں نے رد کر دیا ہے۔ دفع کرو۔ ان کی ذہنیت ایسی ہے۔

مولانا غلام غوث: آج ناصر خوب پھنسا ہے۔ آج چیک دیک کی جائے جو چیک ہو گیا ہے کہ ان کے اندر کیا ہے۔ (قہقہہ)

چیئرمین: شام چھ بجے۔

شام چھ بجے صاحبزادہ فاروق علی نے صدارت سنبھالی۔

مسٹر چیئرمین: وفد کو بلا لیا جائے۔ (وفد آ گیا)

اٹارنی جنرل: جی مرزا صاحب!

مرزا ناصر: ایک تو میں نے اتمام حجت کی وضاحت کرنی ہے۔

اٹارنی جنرل: جن حوالہ جات کی وضاحت کرنی تھی اس طرف تو آپ آئے نہیں۔ صبح آپ نے کہا کہ مرزا کا فر منکر ہے۔ آپ کو جا کر وفد کے ارکان نے سمجھایا ہو گا کہ آپ نے کیا کہہ دیا یہ تو سارا معاملہ غلط ہو گیا تو اب آپ نے اتمام حجت کی بحث چھیڑ دی تو میں عرض کرتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔ نمبر 2 آپ نے یہ جو تعریف اتمام حجت کی کی ہے، دنیا کی کسی ڈکشنری میں ہے۔ اتمام حجت کا یہ معنیٰ کہ وہ قائل بھی ہو جائے، یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ یہ میرے پاس ڈکشنری ہے۔

مرزا ناصر: کون سی؟

اٹارنی جنرل: ''فیروز اللغات''

اٹارنی جنرل: دلیل کامکمل کرنا۔آپ کوئی ڈکشنری لے آئیں۔

مرزا ناصر: سمجھادینے کی میں وضاحت کردوں کہ سمجھانے والا مطمئن ہوگیا کہ میں نے سمجھا دیا تھا، حجت کردیا۔جسے سمجھایا گیاوہ مطمئن نہ ہوتو یہ اتمام حجت کا معنی نہیں بلکہ مسخرا پن ہے۔

مولانا غلام غوث: اٹارنی جنرل صاحب ساون کے اندھے کو ساری دنیا ہریالی نظر آتی ہے۔مسخروں کو ساری دنیا مسخری نظر آتی ہے۔سمجھانے والے نے اتمام حجت کردی، دلائل مکمل کردیئے۔اگر سمجھنے والا مطمئن ہوگیا تو تسلیم کیوں نہ کرے گا۔سمجھنے والے کے اطمینان کا نام اتمام حجت نہیں بلکہ سمجھانے والے نے کوشش کر کے دلائل پورے کردیئے۔حجت پوری کردی۔یہ اتمام حجت ہے۔

اٹارنی جنرل: اطمینان ہوگیا تو یہ کوشش سمجھنے والی کی ہوئی یا سمجھانے والی کی۔

مرزا ناصر: سمجھنے والی کی۔

اٹارنی جنرل: اتمام حجت تو پھر سمجھانے والے نے نہ کیا بلکہ سمجھنے والے نے کیا؟ قہقہ

چیئرمین: اسے چھوڑ دیں۔

مولانا عبدالحق: اتمام حجت ہوگیا۔

اٹارنی جنرل: اور کچھ تیار ہے تو فرمایئے۔

اٹارنی جنرل: لکھا ہوا جو آپ نے پڑھنا ہے تو جمع کرادیں اور اگر اقتباسات پڑھنے ہیں تو وہ پڑھ سکتے ہیں۔

مرزا ناصر: اقتباسات بھی تحریری بحث میں ہیں۔آپ جمع کرلیں اور یہ مجلس خلافت کا بھی، اس کو بھی فائل کردیں۔

جناب چیئرمین: بطور دستاویز اس کو فائل کردیں۔

مرزا ناصر: دائرہ اسلام سے خارج کے معنی زبانی عرض کرتا ہوں کہ اسلام کے کئی دائرے ہیں۔کچھ بڑے، کچھ چھوٹے، تو انسان کسی کام سے چھوٹے دائرہ سے تو خارج ہوتا

ہے مگر بڑے دائرے سے خارج نہیں ہوتا۔اس کے اندر رہتا ہے۔

اٹارنی جنرل: تو اسلام کا ایک بڑا سرکل یہ ہے کہ اس میں گناہ گار، غیر مخلص کافر سب اسلام کے بڑے سرکل میں ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو جائے اور وہ پھر بھی مرزا کو نہ مانے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، بڑے سرکل سے۔

مرزا ناصر: دائرہ اسلام کو چھوڑ دیں۔اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔اتمام حجت کے باوجود جو مرزا صاحب کو نہ مانیں وہ کافر ہیں۔

اٹارنی جنرل: اب دیکھیں کہ ایک شخص پر اتمام حجت ہوا، وہ خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔اور مرزا صاحب کو بھی مانتے ہیں وہ سو فیصدی مسلمان ہے اور سو فیصدی غیر کافر ہے، آپ کے نزدیک اور جو شخص اتمام حجت کے باوجود مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ ایک شخص غیر احمدی جس پر اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مرزا کو نہیں مانتے، آپ کہتے ہیں کہ یہ غیر احمدی مسلمانوں کے دائرہ میں شامل ہوگا مگر مرزا بشیر کہتے ہیں کہ تم خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کیوں کوشش کرتے ہو۔ (''کلمۃ الفصل'' ص 129)

مرزا ناصر: وہ آپ چھوڑ دیں۔ میں اپنی رائے دے رہا ہوں۔میرے نزدیک تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ قسم جس کے متعلق میں نے کہا وہ ملت اسلامیہ سے باہر نہیں ہے۔ ان کو غیر مسلم نہیں کہا جاسکتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی: اب مشکل ہوگئی۔بات کچھ کہتا ہے، بیٹا کچھ کہتا ہے۔ان میں سے کون سچا ہے، باپ یا بیٹا؟ یہ کیسے تمیز کریں گے۔چچا کچھ کہتا ہے، بھتیجا کچھ کہتا ہے۔

مولانا غلام غوث: یہ سب جھوٹے ہیں۔(قہقہہ)

مرزا ناصر: وہ حوالہ کون سا ہے۔پہلے ''کلمۃ الفصل'' کا لیں۔اس میں ہے ہے مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کریں (''کلمۃ الفصل ص 129) یہ مسئلہ تو واضح ہے، نجات کا ہے، آخر گناہ یا مجرم کو کیسے بے قصور ثابت کریں گے۔

اٹارنی جنرل: معاف کیجئے۔ گناہگار تو سب ہی ہیں مگر یہاں بحث کفر واسلام، نجات و عدم نجات کی ہے کہ غیراحمدیوں کو غیرمسلم ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اردو کی عبارت ہے آپ ایسے نہ کریں۔ اس سے آپ کے خلاف تاثر جارہا ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں۔

مرزاناصر: جی مگر ''کلمۃ الفصل'' کے مصنف تو خلیفہ نہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ اس سے انکار کردیں کہ اس کا قول ہم پر حجت نہیں۔

مرزاناصر: مگر وہ ہماری جماعت کے بزرگ ہیں۔ ہمارے حضرت بانی سلسلہ کے صاحبزادے ہیں مگر خلیفہ نہیں۔

اٹارنی جنرل: میرا سوال یہ تھا کہ جب تک 3 جون 1947ء کا اعلان نہیں ہوا جماعت احمدیہ اکھنڈ بھارت کے حق میں تھی اور یہی منیرانکوائری رپورٹ میں ہے۔

مرزاناصر: پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے مبارکباد ہم نے دی۔

اٹارنی جنرل: میرا تو اس سے قبل کا سوال ہے۔ مرزاصاحب کیا میں آگے چلوں۔

مرزاناصر: ہاں ہاں!

اٹارنی جنرل: مرزامحمود (''انوار خلافت'' ص62 اس کے ساتھ ہی ص65) پڑھ لیتا ہوں۔

''وہ تو مخالفت سے ڈرتے ہیں لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے، آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔''

مسٹر چیئرمین: گواہ کو دکھادیں تاکہ وہ اس کی تصدیق کرسکیں۔

مرزاناصر: حوالے درست ہیں۔ یہاں امکان کی بات ہے۔

اٹارنی جنرل: لیجئے مرزاناصر صاحب بات واضح ہوگئی کہ عیسیٰ علیہ السلام، حضور علیہ السلام سے پہلے کے نبی ہیں۔ وہ آپ کی ختم نبوت کے بعد نبی نہیں بنائے گئے۔ مرزاصاحب تو بعد میں نبی بنے تو یہ پھر حضور کے بعد تو گویا خاتم النبیین مرزاصاحب ہوئے؟

مرزاناصر: اسلام میں چار ارکان ہیں۔

اٹارنی جنرل: شرعی نبی آخری حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امتی آخری نبی مرزاصاحب؟

مرزا ناصر: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں تھے۔

اٹارنی جنرل: پہلے تھا۔

چیئرمین: مرزا صاحب کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب عبدالعزیز بھٹی: سوال کا جواب نہیں آیا۔

چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

مرزا ناصر: تھک گئے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے کل بھی کہا تھا کہ تھک گئے ہیں۔

مرزا ناصر: میں تھک گیا ہوں، کل جمعہ ہے۔

مسٹر چیئرمین: حکمت عملی اٹارنی جنرل پر چھوڑ دیں۔ ایک نقطہ کے لئے چار گھنٹہ محنت کرنی پڑی۔

9-اگست 1974ء کی کارروائی

صبح 10 بجے زیر صدارت سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی صاحب خصوصی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید۔

مسٹر چیئرمین: ہم بحیثیت خصوصی کمیٹی اجلاس کر رہے ہیں، اس لئے ہر روز ضابطہ کی کارروائی کو جانچتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: سر میں تیار ہوں، وفد کو بلالیں۔ (وفد داخل ہوا)

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، آج تک سوالات اور ان کے جواب میں جو فرماتے رہے ہیں، وہ میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں۔ ایک موقع پر میں نے پوچھا کہ کیا مرزا غلام احمد نبی ہیں، تو آپ نے کہا کہ امتی نبی ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ ختم نبوت کے متعلق ہمارا نظریہ یہ ہے کہ شرعی وغیر شرعی، امتی یا غیر امتی نبی نہیں آئے گا اور آپ کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے اور فیض کا دروازہ بند نہیں ہوتا، یہ جاری رہے گا۔ ایک نہیں ہزاروں نبی آئیں گے اور کچھ حوالے آپ کو پڑھ کر سنائے اور آپ سے پوچھا کہ کیا مرزا غلام احمد سے پہلے کوئی امتی نبی آیا اور پھر سوال کیا کہ کیا مرزا غلام احمد کے بعد کوئی امتی نبی آئے گا۔ آپ

نے کہا کہ نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو عقیدہ ہے قرآن وحدیث کے مطابق کیا نبی آیا ہے یا آ سکتا ہے آپ کے نزدیک، مرزا صاحب سے پہلے یا ان کے بعد؟

مرزا ناصر: آنے والے مسیح کے متعلق ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ پوری امت انتظار کر رہی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ آ گیا، اس امت کا عقیدہ ہے کہ امت میں ایک نبی پیدا ہوگا۔

اٹارنی جنرل: آپ کے نزدیک غلام احمد وہ مسیح تھے، وہ آ چکے؟

مرزا ناصر: ہمارا عقیدہ ہے کہ مہدی اور مسیح، جن کا تیرہ سو سال سے انتظار تھا وہ آ چکا ہے، مرزا غلام احمد کے وجود میں۔

اٹارنی جنرل: آپ کا اس (مرزا غلام احمد) سے کیا رشتہ ہے؟

مرزا ناصر: میں اس کا پوتا ہوں۔ (بیٹے یا بیٹا)

اٹارنی جنرل: کیا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں پہلا امتی نبی تھا؟

مرزا ناصر: میرے اعتقاد کے مطابق وہ امت محمدیہ میں پہلا امتی نبی تھا۔

اٹارنی جنرل: کیا اس طرح کے اور نبی بھی آ سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: آ سکتے ہیں مگر شاید نہ آئیں، یہ بالکل صحیح لکھا گیا ہے، میں تصدیق کرتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: کیا اس طرح کے اور نبی بھی آ سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: آ سکتے ہیں مگر شاید نہ آئیں، یہ بالکل صحیح لکھا گیا ہے، میں تصدیق کرتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں اور آپ کا جواب یہ ہے کہ چونکہ میرے اعتقاد کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد امتی نبی کی پیشگوئی نہیں فرمائی یا کسی دوسرے امتی نبی کی پیشگوئی نہیں فرمائی، اس لیے میرا ایمان ہے کہ کوئی اور (امتی نبی) نہیں آئے گا۔

مرزا ناصر: جی ہاں، یہ درست ریکارڈ ہوا ہے۔

اٹارنی جنرل: تو جناب آپ کہتے ہیں کہ وہ امتی نبی تھا اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف وہی امتی نبی تھا اور آپ کے عقیدہ کے مطابق کوئی اور نبی امتی نہیں آ سکتا۔ کل بھی میں نے اپنے سوال کو محدود رکھا تھا اور نہایت احترام کے ساتھ آج بھی اپنے سوال کو دہراتا ہوں کہ اگر کوئی اور

امتی نبی نہیں ہوسکتا تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد) آخری نبی ہے؟

مرزا ناصر: جی پیشگوئی کے مطابق مرزا غلام احمد ہی ہے۔

اٹارنی جنرل: نبی کا نام پانے کے لئے مجھے مخصوص کیا گیا، دوسرے لوگ اس کے مستحق نہیں، یہ اپنے بارے میں کہا ہے؟

مرزا ناصر: ہاں اپنے بارے میں۔

اٹارنی جنرل: اب ایک اور حوالہ۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام

(''نزول المسیح'' ص99، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص477، ج18)

اگرچہ اس دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں ان میں سے کسی سے بھی عرفان میں کم نہیں ہوں۔ جس نے ہر نبی کو جام دیا، اس نے مجھے بھی بھر کر جام دیا۔ اپنے متعلق کہہ رہے ہیں کہ میں کسی سے کم نہیں ہوں؟

مرزا ناصر: ٹھیک ہے، اپنے متعلق کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ لوگوں کا رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' اگست 1917ء کا ایک اور حوالہ مارچ 1914ء کا، اس میں ہے کہ آنحضرت کے بعد صرف ایک نبی ہونا لازم ہے۔ بہت انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی مصلحتوں اور حکمت میں رخنہ اندازی پیدا کرتا ہے۔ مرزا صاحب اب یہاں آپ کے اور باقی مسلمانوں کے نقطہ نظر میں کیا یہ فرق نہیں، مسلمان سمجھتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیت یہی تھی کہ نہ آئے، اگر آئے تو حکمت خداوندی میں رخنہ پیدا کرتا ہے۔ آپ کے نزدیک ایک نبی آسکتا ہے، ایک تک تو رخنہ پیدا نہیں ہوگا، اس سے زیادہ آئیں گے تو رخنہ پیدا ہوگا، یہ کیوں؟

مرزا ناصر: یہ کیوں کا سوال فلسفیانہ ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ کہتے ہیں کہ ایک اور صرف ایک؟

مرزا ناصر: وہ آنے والا ہے آپ کے نزدیک، ہم کہتے ہیں کہ آگیا۔

اٹارنی جنرل: سب سے ہٹ کر۔ چلو یہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ مرزا صاحب کا کتابچہ ہے۔ اس میں ہے: ’’میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ پر اپنا کلام نازل کیا تھا‘‘۔ (’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ ص6، مندرجہ ’’روحانی خزائن‘‘ ص210، ج18) یہ صحیح ہے؟

مرزا ناصر: عبارت کی تصدیق کرتا ہوں، صحیح ہے۔

اٹارنی جنرل: میں اس مرحلہ پر پھر ایک اور پہلے والے سوال کی طرف آؤں گا کہ آپ اپنے کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے تھے، علیحدگی کا رجحان تھا۔ مرزا محمود کہتے ہیں ’’لوگ گھبراتے ہیں کہ ان کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ لوگ چڑتے ہیں، ان کی عداوت کیوں کی جاتی ہے۔ انہیں دکھ کیوں دیا جاتا ہے، اگر دکھ دینے کی یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارا شکار ہیں، تو پھر ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ کسی قسم کا فکر کرنا چاہیے بلکہ ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ دشمن (غیر احمدی مسلمان) یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوئی، تو ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے‘‘۔ دشمن سے ان کی مراد کیا تھی۔ کیا وہ اس سے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ نہیں قرار دے رہے؟

مرزا ناصر: ہاں، ہاں، یہ چیک کر کے۔ جب شام چھ بجے ملیں گے تو پھر اس پر میں روشنی ڈالوں گا۔

اٹارنی جنرل: اس کے ساتھ 3 جولائی 52ء کا ’’الفضل‘‘ پرچہ آپ سے منگوایا تھا۔ مگر شاید آپ ہمیں پہنچا نہیں سکے۔ اس میں خاص حوالہ ہے ’’ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے اور اس وقت تمہارا حشر وہی ہوگا جو فتح مکہ پر ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا‘‘ مرزا صاحب میں گزارش کرتا ہوں کہ فتح مکہ کا کیا مطلب ہے۔ مجرموں سے کیا مراد ہے۔ اشارہ کن لوگوں کی طرف ہے کہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا؟

مرزا ناصر: ہاں، دیکھ لیں گے۔

اٹارنی جنرل: 15 جولائی 1952ء خونی ملا کے آخری دن۔ ان کے خون کا بدلہ لیں گے، جن کو شروع سے لے کر آج تک خونی ملا قتل کراتے آئے ہیں۔ بدلہ لیا جائے گا۔ مولانا ابوالحسنات، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا احتشام الحق اور پانچویں شاہ سوار مولانا مودودی سے۔

مرزا ناصر: میں دیکھ لوں گا۔ خونی ملا بدلہ یہ کیا ہے۔

اٹارنی جنرل: 13 نومبر 1946ء کا ''الفضل'' کہ ایک پارسی کے مقابلہ میں دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔ عیسائیوں اور پارسیوں کے مذہبی فرقوں کی طرح احمدیوں کے علیحدہ حقوق والی بات۔

مرزا ناصر: ''الفضل'' کا حوالہ ہے، شام کو ہو جائے گا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب آپ کے عقیدہ کے مطابق انگریز کی اطاعت بھی اسلام کا حصہ ہے، انگریز سے میری مراد برٹش گورنمنٹ ہے؟

مرزا ناصر: اگر غیر مسلم حکومت مذہب میں دخل نہ دے تو بغاوت اسکے خلاف درست نہیں۔

اٹارنی جنرل: مذہب میں دخل نہ دے یعنی نماز، روزہ کی اجازت ہو؟

مرزا ناصر: جی، بالکل۔

اٹارنی جنرل: آپ کے عقیدہ میں مسلمانوں کو وہ غلام بنا لے اور نماز کی، روزہ کی اجازت دے دے، تب بھی ان کی اطاعت اسلام کا حصہ ہے؟

مرزا ناصر: غلام کا معنی شہریت اختیار کرنا۔

اٹارنی جنرل: شہریت اختیار کرنا نہیں بلکہ آپ جس ملک میں رہ رہے ہیں، پیدا ہوئے، وہاں پر باہر سے کوئی فاتح آئے، ملک پر قبضہ کرے اور وہ لوگ غیر اسلامی ہوں، حکومت کریں، تو ان کے خلاف آزادی حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی جدوجہد کرے تو وہ بغاوت ہوگی؟

مرزا ناصر: قانون کے اندر رہ کر جدوجہد کریں تو بغاوت نہیں ہوگی۔ اگر وہ فتنہ پیدا کریں، خون خرابہ ہو تو وہ کام نہیں کرنا چاہیے۔

اٹارنی جنرل: قانون میں رہ کر وہ جدوجہد کرتے ہیں مگر ایک مرحلہ پر حکومت خود

ایسے اقدام کرتی ہے، کہ وہ مجبوراً اس سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں، جیسا کہ قائداعظم نے راست اقدام کی کال دی، تو کیا یہ جائز ہے؟

مرزا ناصر: راست اقدام قائداعظم کا۔

اٹارنی جنرل: اور اسی طرح جیسے مہاتما گاندھی کی ہندوستان چھوڑ دو، تحریک عدم تشدد کے وہ قائل تھے، اسی کا پرچار کرتے تھے مگر جو جلیانوالہ میں ہوا، تو کیا اس کی وضاحت فرمائیں گے، ورنہ آپ کی آزادی کی بات تو اس پر علامہ اقبال نے کہا کہ۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اٹارنی جنرل: پھر وہ گورداسپور، باؤنڈری کمیشن، کشمیر کا قضیہ، دو پارسی ایک احمدی، کئی قضیے آجائیں گے۔ آپ اپنی بات کو میرے سوال تک محدود رکھیں ورنہ تو آپ کا اکھنڈ بھارت کا عقیدہ، کئی تنازعات ہیں۔

مسٹر چیئرمین: اٹارنی جنرل کے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

اٹارنی جنرل: میں سوال دہراتا ہوں کہ اگر آئینی کوشش ناممکن ہو، مسلمان یہ سمجھیں کہ وہ آئینی ذرائع کے علاوہ دوسرے ذرائع اختیار کیے بغیر اپنے ملک میں آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔

مرزا ناصر: قانون شکنی کرتے ہیں، جانیں لیتے ہیں، لوٹتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: جانیں لینے کا میں نے نہیں کہا۔ مثلاً دفعہ 144 لگ گیا، انہوں نے خلاف ورزی کی، لوگوں نے جلوس نکالا، لاٹھی چارج ہوا، اس پوزیشن پر مقصود حکومت کی مشینری کو مفلوج کرنا ہوتا ہے۔

مرزا ناصر: حکومت مفلوج، آئینی طور پر میں ان کو قصوروار نہیں ٹھہراؤں گا۔

اٹارنی جنرل: ان بدیشی حکمرانوں کے خلاف جدوجہد کی اجازت ہے شرعاً یا ان کی اطاعت فرض ہے۔

مرزا ناصر: میرا دماغ کہتا ہے کہ ان کو آئین کے ذریعہ۔

اٹارنی جنرل: کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ اس کا جواب نہیں دے رہے۔

مسٹر چیئرمین: آگے چلیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب کہتے ہیں کہ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کیا تو ان کے زمانہ میں 1908ء میں مردم شماری کے مطابق قادیانیوں کی تعداد انیس ہزار تھی۔ تو کیا کل مسلمان اتنے تھے یا جو نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں۔

مرزا ناصر: یہ دوسری طرف جا رہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: دوسری طرف نہیں ، مرزا محمود نے بھی یہی لکھا کہ جہاں کہیں مرزا صاحب نے مسلمان کا لفظ استعمال کیا ہے، تو اس سے مراد ظاہری مسلمان ہیں اور مرزا نے بھی لکھا کہ جو اسلام کے دعویدار ہیں، حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہیں۔

مرزا ناصر: یہ دوسری طرف جا رہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے کہا کہ جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔

مرزا ناصر: فتح سے مراد اسلام کی۔

اٹارنی جنرل: ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ دوسرے جملے میں جو اسلام کی فتح کا قائل نہ ہو، وہ ولد الحرام ہے۔

مرزا ناصر: عیسائیوں کے خلاف ہے۔

اٹارنی جنرل: محمد پھر اتر آئے ہیں...... ہم نے کہا کہ یہ شعر مرزا صاحب کی موجودگی میں پڑھے گئے اور اس نے جزاک اللہ کہا۔ آپ نے کہا نہیں تو اخبار میرے پاس ہے۔ مرزا صاحب خوشخط قطعہ لکھوا کر گھر لے گئے تھے؟

مرزا ناصر: اس کی تردید ہو چکی ہے۔

اٹارنی جنرل: کس نے تردید کی؟

مرزا ناصر: خلیفہ ثانی نے جو اتھارٹی ہے۔

اٹارنی جنرل: نبی صاحب تائید کریں اور خلیفہ صاحب تردید کر دیں، تو سچا کون ہے؟

مرزا ناصر: خلیفہ ثانی نے کہا یہ کفر ہے۔

اٹارنی جنرل: میرا سوال ہے کہ مرزا کی موجودگی میں یہ شعر پڑھے گئے، انہوں نے

تائید کی اور یہ بات مرزا صاحب کے زمانہ میں چھپ گئی تھی۔

مرزا ناصر: پرچہ نمبر کونسا ہے۔

اٹارنی جنرل: ''الفضل'' 22-اگست 1944ء عنوان ہے، ''مولوی محمد علی سراسر غلط اور بے بنیاد الزام واپس لیں گے'' .... ''البدر'' 25-اکتوبر 1906ء میں نظم چھپی تھی۔ ہمارے پاس دونوں رسائل موجود ہیں، دیکھ لیں۔

چیئرمین: گواہ کو دکھا دیں۔

اٹارنی جنرل پہلے دیکھ چکے ہیں۔

چیئرمین: اٹارنی صاحب نے بھی کہا کہ ''البدر'' میں نظم ہے، اس پر اعتراض ہوا کہ اس میں توہین ہے اور اعتراض کیا مولوی محمد علی نے تو جواب دیا شاعر اکمل نے محمد علی کون ہے اعتراض کرنے والا، اس نظم کو مرزا غلام احمد نے سنا تھا، جزاک اللہ کہا تھا، خوشخط قطعہ لکھوا کر گھر لے گئے تھے، تو یہ نظم صحیح ہے، محمد علی سراسر غلط اور بے بنیاد الزام واپس لیں گے۔ یہ ''الفضل'' میں شائع ہوا نوٹ۔

مرزا ناصر: اس کا میں کل جواب دوں گا۔

چیئرمین: کسی وضاحت کی ضرورت نہیں، ایک نظم کا شائع ہونا، وہ تسلیم کرتے ہیں، نوٹ کا جواب کل دیں گے۔ وفد کو اجازت ہے۔

10-اگست 1974ء کی کارروائی

بروز ہفتہ پاکستان نیشنل اسمبلی کے مکمل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس دس بجے صبح اسمبلی ہال (سٹیٹ بینک بلڈنگ) میں زیر صدارت صاحبزادہ فاروق علی سپیکر منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک۔ (وفد کو بلا لیں۔ وفد داخل ہوا)

اٹارنی جنرل: مزید کارروائی سے قبل میں گزارش کروں گا کہ تقریباً چار پانچ روز ہوئے، میں نے مرزا صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ بلیک برن کی، ان کی جماعت نے ایک ریزولیشن کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹی سی جماعت ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ احمد یہ عبادت گاہ لندن کی ہدایات کے مطابق، یہ ریزولیشن یکساں الفاظ و یکساں زبان میں

پورے انگلستان میں پاس کیئے گئے۔ یہ ریزولیشن کسی چھوٹی برانچ نے نہیں بلکہ پوری جماعت نے باضابطہ طور پر۔

اٹارنی جنرل: ہاں، اس ''خونی ملا'' کے متعلق منیر انکوائری میں بھی سوال کیا گیا، اصل آپ پڑھ دیں۔

مرزا ناصر: وکیل نے سوال کیا حضرت خلیفہ ثانی سے، کیا آپ نے ''الفضل'' کے شمارے میں ایک مقالہ ''خونی ملا'' کے نام سے شائع کیا، دیکھا ہے جس میں کئی دوسرے الفاظ آتے ہیں، وہ الفاظ آپ سن رہے ہیں۔ ''ہاں آخری وقت آن پہنچا ہے ان تمام علمائے حق کے خون کا بدلہ لینے کا، 1300 سال میں جو گزرا ہے، جن کا شروع سے خونی ملا قتل کراتے آئے ہیں، انہی کے خون کا بدلہ لیا جائے، عطاء اللہ شاہ بخاری سے، ملا بدایوانی سے، ملا احتشام الحق سے، ملا محمد شفیع سے اور ملا مودودی سے''۔ جواب: ہاں۔ اس تحریر کے متعلق منٹگمری کے ایک آدمی کی طرف سے شکایت میرے پاس پہنچی تھی اور میں نے اس کے متعلق متعلقہ ناظر سے جواب طلبی کی تھی۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ اس نے ایڈیٹر کو ہدایت کردی ہے کہ وہ اس کی تردید کرے۔ سوال: کیا وہ تردید آپ کے علم میں آئی۔ جواب: نہیں کہنے کے بعد، لیکن ابھی ابھی مجھے 7- اگست 52ء کا ''الفضل'' جس کا عنوان ''ایک غلطی کا ازالہ'' ہے دیا گیا ہے، جس میں مذکورہ بالا تحریر کی تشریح کردی گئی ہے۔ ادارتی مقالہ میں جن مولویوں کو ملا کہا گیا ہے، سب کو ملا نہیں کہا گیا۔ سوال: جن لوگوں کو کہا گیا ہے، کیا انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ احمدی مرتد واجب القتل ہیں۔ جواب: میں صرف یہ جانتا ہوں کہ مولانا مودودی نے یہ رائے ظاہر کی تھی، اس کے متعلق یہ سارا بیان ہے اور جو لکھا ہوا ہے، میں بڑا شرمندہ ہوں، نوٹ تو کیے ہوئے ہیں۔

اٹارنی جنرل: ایک پٹھان مولوی کے پاس گیا۔ میں بھی پٹھان ہوں۔ اس نے مولوی سے پوچھا کہ جنت میں جانے کا کیا طریقہ ہے۔ اس نے پہلے تو اسے کہا کہ جنت میں جانے کے لئے نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔ تو اس نے کہا کہ اگر یہ سب کچھ ہوگیا تو جنت میں جاسکوں گا، تو مولوی نے کہا کہ پل صراط

ہوگا، جوتلوار سے تیز بال سے باریک ہے۔ پٹھان نے کہا کہ آپ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ جنت میں جانے کا کوئی راستہ نہیں۔ میں نے مولوی اور پٹھان کی بات کی ہے، آپ نے حقیقی مسلمان کی Defination دی ہے، اس کے مطابق آپ کو دنیا میں کتنے مسلمان نظر آتے ہیں۔

مرزا ناصر: حقیقی مسلمان۔

اٹارنی جنرل: مسلمان ہیں یا بالکل نہیں، اس Defination کے مطابق۔

مرزا ناصر: ہزاروں لاکھوں آتے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق مجھے سمجھا جائے، میں متعصب ہوں۔

اٹارنی جنرل: یہ صرف غیر احمدیوں کے بارے میں کہا جارہا ہے؟

مرزا ناصر: کوئی اتفاق کرے یا نہ کرے، یہاں یہ کہا گیا ہے کہ میرے نزدیک تمام، وہ جو احمدی نہیں ہیں، مدعیان اسلام ہیں۔

اٹارنی جنرل: مدعی اسلام سمجھا جائے، نہ کہ حقیقی مسلمان۔ یہاں صریحاً دائرہ اسلام سے خارج کہا گیا ہے۔ آپ کے علم میں کوئی غیر احمدی بھی حقیقی مسلمان ہے؟

مرزا ناصر: میرے عقیدے کے مطابق بڑا واضح سوال ہے۔ میرے عقیدے کے مطابق اس لحاظ سے کوئی غیر احمدی، ملت اسلامیہ سے تعلق رکھنے والا اس معیار کا نہیں۔

اٹارنی جنرل: کوئی حقیقی مسلمان نہیں۔ جواب اخذ کرنے کے لئے مجھے ایک گھنٹہ صرف کرنا پڑا۔ اب چائے کا وقفہ ہو جائے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری: جناب چیئرمین، میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ حقیقی مسلمان نہیں ہیں۔

آج جرح کا آخری دن ہوگا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، میں نے سوال کیا تھا کہ آپ کی جماعت کا مسلمانوں سے علیحدگی کا رجحان تھا۔ مردم شماری میں ہمیں علیحدہ ریکارڈ کیا جائے۔ مرزا محمود نے ایک نمائندہ بھیجا تھا کہ جہاں پارسی، عیسائی علیحدہ شمار ہوتے ہیں، ہمیں بھی علیحدہ شمار کیا جائے۔

مرزا صاحب، آپ کو علم ہے کہ عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں کے علیحدہ کیلنڈر ہیں۔ عیسائیوں کا عیسوی کیلنڈر، جس کا اب سال 1974ء ہے اور مسلمانوں کا کیلنڈر ہجری ہے۔ اب ہمارا 1394 ہجری ہے تو کیا احمدیوں کا بھی کوئی کیلنڈر ہے۔

مرزا ناصر: نہیں

اٹارنی جنرل: آپ کے اخبارات میں ہجری سن کے ساتھ آپ کے کسی سال کا ذکر آتا ہے۔ (مرزائیوں کے بارہ مہینوں کے نام: صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک، اخاء، نبوت، فتح) یہ کیا ہے.........

مرزا ناصر: ہجری کیلنڈر ہے۔ افغانستان میں ایک کیلنڈر رائج ہے۔ احمدیوں کا بھی دل چاہا کہ ایک کیلنڈر شروع کریں، تو ان مہینوں کے نام رکھ دیئے۔ وہ ہمارے اخبارات میں چلتا رہتا ہے، لیکن یہ ایک کوشش ہے، ورنہ ہمارا علیحدہ کیلنڈر کوئی نہیں۔

اٹارنی جنرل: دل چاہا بارہ مہینوں اور سن علیحدہ کیے، اچھا اب یہ فرمائیں کہ قادیان میں ضیاءالاسلام کوئی پریس تھا۔

مرزا ناصر: جی پریس ضیاءالاسلام قادیان میں تھا۔

اٹارنی جنرل: اس میں ایک کتابچہ رسالہ درود شریف چھپے کے بارے میں، وہ آپ نے دیکھا ہے۔

مرزا ناصر: میں نے پڑھا نہیں، دیکھا ہے۔

اٹارنی جنرل: ہم جو درود شریف نماز میں پڑھتے ہیں۔ **اللّٰھم صلی علی محمد** تو اس میں تبدیلی کی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احمد آ جاتا ہے۔ اور آل محمد کے بعد آل احمد آ جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟

مرزا ناصر: میری جماعت کا کوئی ایسا درود نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: میں پوچھ رہا ہوں کہ

مرزا ناصر: نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: ایک فوٹو سٹیٹ میں آپ کو دیتا ہوں، نظر فرمالیجئے۔

مرزا ناصر: مجھے علم ہے کہ یہ کتاب میں ہے۔

اٹارنی جنرل: وہ کتاب میں ہے۔

مرزا ناصر: لیکن جماعت کا نہیں۔

اٹارنی جنرل: اس پریس ضیاء الاسلام قادیان کا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔

مرزا ناصر: ہر شخص کتابیں شائع کرا سکتا ہے۔

اٹارنی جنرل: وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس پریس کا آپ سے کیا تعلق رہا ہے؟

مرزا ناصر: فرد واحد احمدی کی ملکیت ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ رسالہ درود شریف آپ کی پبلیکیشن نہیں۔

مرزا ناصر: ہاں، احمدی کی ہے۔

اٹارنی جنرل: انصاری صاحب، آپ پڑھ دیں۔

مولانا ظفر احمد انصاری: یہ ضمیمہ رسالہ درود شریف کا ص 144 ہے اور وہ صبح کی نماز میں التزام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ اس میں روزانہ درود شریف ان الفاظ میں پڑھا کرتے تھے۔

اللّٰھم صلی علی محمد و احمد و علی ال احمد

اللّٰھم بارک علی محمد و احمد و علی ال محمدو ال احمد

یہ واقعہ تقریباً 1316ھ یعنی 1898ء کا ہے یا اس کے قریب کا ہے۔ انہوں نے تین چار ماہ تک متواتر نماز پڑھائی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی نماز میں شریک ہوتے تھے اور آپ حضور (مرزا قادیان) نے حافظ محمد صاحب کو اس طرح درود شریف پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ قاضی احمد حسین، حافظ رحمت اللہ خان اور چودھری المعروف بھائی عبدالرحیم صاحب، سابق جگت سنگھ صاحب نے ان سے کہا کہ یہ درود شریف اس طرح نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ جس طرح احادیث میں آتا ہے اور نماز میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے، اسی طرح پڑھنا چاہیے۔ حافظ محمد صاحب کچھ تیز طبیعت تھے، انہوں نے اس بات کا یہ جواب دیا کہ آپ لوگوں کو مجھے اس سے روکنے کا حق نہیں ہے۔ اگر منع کرنا ہو تو حضرت صاحب مجھے خود منع فرما دیں گے۔ مگر حضور نے کبھی اس سے منع نہیں فرمایا، نہ ہی ان بزرگوں نے اس معاملہ کو حضور کی خدمت میں

پیش کیا۔ اس نماز صبح کو دعائے قنوت میں درود شریف بالفاظ مذکورہ بالا پڑھیے۔ اس زمانے میں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی ہجرت کر کے قادیان نہیں آئے تھے۔ (اور آگے پھر وہی الفاظ ہیں درود کے جواد پر مذکور ہیں) اس میں یہ ہے کہ بالجہر پڑھا کرتے تھے یعنی زور سے۔ مرزا صاحب شریک ہوتے تھے اور درود شریف میں تبدیلی پر کبھی اس کو روکا نہیں۔

اٹارنی جنرل: ایک حوالہ اخبار ''الفضل'' کا۔

مرزا ناصر: کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے علیحدہ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء، جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا، ہمیں اس کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے علیحدہ نہیں کیا۔ ہر شخص کو ماننا پڑے گا بے شک کیا۔ اگر حضرت مرزا صاحب جو نبی و رسول ہیں، اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کیا تو اس میں نئی انوکھی بات کونسی ہے۔

اٹارنی جنرل: جی۔ اچھا۔ ''ملا نکتہ اللہ'' کے ص 47، 48 پر جو مرزا محمود کی کتاب ہے، اس میں ہے کہ ''مگر جس دن سے تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہوگئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو ورنہ اب تمہاری گوت اور تمہاری ذات احمدی ہی ہے، پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو۔''

مرزا ناصر: رشتے کے لئے اب سید وغیرہ کی قید نہیں، احمدی سید، سید کو ہی دے گا بلکہ احمدی، احمدی کو، چاہے کوئی ہو۔

اٹارنی جنرل: نہ ہو، لیکن قوم، گوت، ذات، اب احمدی ہی ہے۔ اس طرح نماز اور شادی کا میں علیحدہ دے چکا ہوں کہ وہ بھی مسلمان سے علیحدہ

مرزا ناصر: ہاں آپ نے فرمایا تھا، چیک کر لیں گے۔

اٹارنی جنرل: میرے پاس جو سوال یا آپ کا جو لٹریچر ہے، اس کے مطابق احمدی اپنے آپ کو علیحدہ امت اور علیحدہ قوم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے باقی نبیوں نے کہا، آپ سمجھتے ہیں کہ غلام احمد کی جو امت ہے ، وہ ان سے علیحدہ ہے، ان کو ایسا کرنے کا حق ہے، لٹریچر میں یہ تاثر ہے؟

مرزا ناصر: ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: اسی ضمن میں سارے سوال آتے ہیں،ان سے شادیاں نہ کرو،ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔یہ چیزیں اس علیحدگی کے رجحان کے تائید میں ہیں،ان کی وضاحت کی ضرورت ہے؟

مرزاناصر: ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزابشیرالدین کی ایک انگریزی کتاب شکاگو سے۔

مرزاناصر: وہ ایک ایڈریس ہے،انگریزی میں شائع ہوئی۔

اٹارنی جنرل: اس میں ہے کہ احمدیوں کو باقی مسلمانوں سے علیحدہ قوم/ جماعت بنانا ہے۔دائرہ اسلام سے خارج،مسلمان ہیں؟

مرزاناصر: پتہ نہیں ،اس میں کیا لکھا ہوگا۔

اٹارنی جنرل: یہ فوٹوسٹیٹ لے لیں،اس میں یہ بھی کہ 1901ء کا سال کامیابی کا سال تھا۔احمدیوں کو چاہیے کہ اپنے پیروکاروں سے کہیں کہ وہ اپنے آپ کو بطور احمدی مسلمان درج کرائیں،چنانچہ یہ وہ سال تھا جس میں اس (مرزا صاحب) نے پہلی مرتبہ اپنے ماننے والوں کو''احمدی'' کا نام دے کر دوسرے مسلمانوں سے مختلف گردانا؟

اٹارنی جنرل: مرزاصاحب جن سوالات کے جوابات تیار ہیں وہ فرمادیں۔

مرزاناصر:ہم فتح یاب ہوں گے،دشمن ابوجہل کی طرح پیش ہوگا،یہ حوالہ مجھے نہیں مل سکا۔

اٹارنی جنرل: بحث کچھ ہو،مرزاصاحب کو الہام ہوا جس میں انہوں نے مخالفین کو،بیعت نہ کرنے والوں کو جہنمی کہا،آپ نے اس وضاحت میں کئی مسئلے حل کر دیئے۔آگے چلیں۔

اٹارنی جنرل: ہندوؤں نے کہا کہ احمدی مسلمانوں سے علیحدہ ہیں۔آپ نے واقعہ میں مسلم لیگ سے علیحدہ میمورنڈم پیش کر دیا اور یوں مسلمانوں کی تعداد 51 سے 49 رہ گئی۔آپ کا خیال ہے کہ اس سے آپ مسلم لیگ کو مضبوط کر رہے تھے۔ٹھیک ہے،فائل کرادیں اور آگے چلیں۔

مرزاناصر: ''ہم اس کے مذہب کو کھا جائیں گے''۔یہ ''الفضل'' 25 جولائی 1949ء میں ہے۔''ہمیں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ دشمن اسلام محسوس کرتا ہے کہ ہم میں کوئی نئی حرکت پیدا ہوئی ہے۔'' یہ عیسائیوں کے متعلق ہے۔

اٹارنی جنرل: 1947ء میں پاکستان بن گیا۔اب کسی ہندو یا عیسائی میں ہمت نہ تھی

کہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی جرأت کرتا؟

مرزا ناصر: یہ مشکل ہے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی غیر مسلموں سے ہمارا جہاد تھا۔ وہ اسی طرح جاری تھا، جس طرح پاکستان بننے سے پہلے تھا۔

اٹارنی جنرل: ہم دشمنوں کو کھا جائیں گے؟

مرزا ناصر: ہم فقیروں کا ایک گروہ ہیں، کیسے کھا جائیں گے۔

مرزا ناصر: ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

یہ شعر تھے۔ آپ نے کہا کہ مرزا صاحب کی موجودگی میں پڑھا گیا۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا کہ مرزا صاحب کی موجودگی میں چھپا۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ اس کو جماعت سے نکالا۔ میں نے کہا نہیں۔

اٹارنی جنرل: ایک سیکنڈ، میں نے کہا کہ ان اشعار کو سن کر مرزا غلام احمد نے جزاک اللہ کہا، بڑے خوش ہوئے اس قصیدہ کو سن کر، جس میں شاعر نے کہا ؎

کہ مرزا غلام احمد شان میں محمدؐ سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ ہم بتانا چاہتے ہیں۔ یہ "البدر" میں چھپا۔ مرزا صاحب زندہ تھے، حیات تھے، انہوں نے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ ہمارے پاس کوئی ریکارڈ نہیں کہ انہوں نے اس کو ناپسند کیا ہو۔ دوسری طرف جو ریکارڈ پر ہے، وہ یہ ہے کہ شاعر کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے اس کو سراہا، جزاک اللہ اور خوش ہوئے؟

مرزا ناصر: اور نتیجۃً 1911ء میں خود شاعر نے اپنی نظم سے ان شعروں کو نکال دیا۔

اٹارنی جنرل: کون سے شعر؟

مرزا ناصر: وہی۔

اٹارنی جنرل: کون سے؟ پڑھ دیں۔

مرزا ناصر:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

اٹارنی جنرل: اخبار ''الفضل'' میں ہے کہ مرزا غلام احمد یہ شعر سن کر خوش ہوئے، جزاک اللہ کہا۔ اچھا آگے چلیں، کوئی اور حوالہ؟

مرزا ناصر: قاضی اکمل نے یہ کہا، لیکن ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: کیا میں سمجھوں کہ آپ 1949ء کا خاص واقعہ عیسائیوں کے متعلق پیش نہیں کر سکے، جس کا یہ معنی ہے کہ مرزا محمود نے عیسائیوں کے متعلق نہیں بلکہ مسلمانوں کے متعلق کہا کہ یہ ہمارے دشمن ہیں، ہم ان کو کھا جائیں گے۔ اس لئے کہ 1949ء میں آپ لوگ طاقتور ہو رہے تھے آپکو نشہ تھا مسلمانوں کو ختم کرنے کا، آپ مختصر کریں، اور صاف جواب دیں تاکہ آخر لاہوری پارٹی کو بھی بلانا ہے۔

مرزا ناصر: اگر آپ آج ختم کرنا چاہتے ہیں تو میری طرف سے ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: لیکن میرے سوالات کا جواب تو دیں۔

اٹارنی جنرل: جزاک اللہ والی بات تو ''الفضل'' میں ہے۔ ''البدر'' میں جب نظم شائع ہوئی تو میرا یہ گمان بالکل صحیح ہوگا کہ مرزا صاحب نے اخبار ''البدر'' ضرور پڑھا ہوگا۔ تو کیا مرزا صاحب نے ''البدر'' میں اس نظم کے شائع ہونے کے بعد تردید کی۔

مرزا ناصر: میری نظر سے نہیں گزری۔

اٹارنی جنرل: اسی (80) کتابوں کو آپ نے 23 جلدوں میں شائع کیا۔ ملفوظات دس جلدوں میں اور اشتہارات تین جلدوں میں، تو یہ سارے ایک الماری کی دو شیلفوں میں آسکتے ہیں۔ وہ پچاس الماریوں والی بات کیسے صحیح ہے۔

مرزا ناصر: اتنی زیادہ تعداد میں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔

اٹارنی جنرل: دیکھیں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ ربوہ والے جو کہتے ہیں غلط کہتے ہیں۔ انہوں نے ایک موقف اختیار کیا ہے، اس کی تائید میں وہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے ستر آدمیوں کا حلفی بیان فائل کیا ہے کہ مرزا صاحب نے 1901ء میں دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ مرزا محمود کہتے ہیں کہ 1901ء میں دعویٰ نبوت کیا۔

مرزاناصر: ہاں کیا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، پاکستان بن بھی گیا تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ تقسیم ختم ہو اور اکھنڈ بھارت بن جائے اور پھر آگے چل کر ''الفضل'' 5-اپریل 1947ء، 17 مئی 47ء، 12-اپریل 47ء، اور پھر آگے 17 جون 47ء میں مرزا محمود صاحب کا خطبہ ہے۔ آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب، میرے ملک کو تو سمجھ دے اول تو یہ ہے کہ ملک بٹے نہیں اگر بٹے تو پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ یہ تین دن کے بعد کا خطاب ہے جبکہ پاکستان کا مطالبہ تسلیم کیا جا چکا تھا۔ مسلم لیگ فتح سے ہمکنار ہو چکی تھی مگر آپ اس فتح میں شریک نہ تھے، اس لئے آپ کو واضح کرنا ہوگا کہ آپ قصوروار نہیں تھے یا کہ آپ مسلم لیگ کے ہمنوا تھے۔

مرزاناصر: اس کو دیکھیں گے۔

اٹارنی جنرل: آپ کا اسرائیل میں مشن موجود ہے۔

مرزاناصر: وہاں ہماری جماعت ہے۔

اٹارنی جنرل: مشن ہے، مشن کا معنی جماعت کی کارگزاریوں کی جگہ اور آپ کی کتاب ''آئی آور مشن'' میں بھی اسرائیل کے مشن کا تذکرہ موجود ہے۔ میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے خود کہا کہ آپ کا اسرائیل میں مشن ہے جو کہ مونٹ کارمل حیفا میں واقع ہے، وہاں آپ کی ایک عبادت گاہ ہے۔ ایک مشن خانہ، ایک لائبریری اور ایک سکول ہے۔ مشن ایک ماہنامہ بنام ''البشریٰ'' شائع کرتا ہے جو کہ عربی رسم الخط میں تیرہ عرب ملکوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ اسی مشن نے جماعت کی بہت سی کتب کے عربی میں تراجم کیے۔ کچھ عرصہ ہوا مشن کے سربراہ کی حیفا کے میئر سے ملاقات ہوئی تھی۔ جس کے دوران میئر نے ہمارے لیے کبابیل میں ایک سکول تعمیر کرنے کی پیشکش کی۔ کبابیل میں ہماری جماعت موجود ہے۔ میئر نے وعدہ کیا کہ وہ کبابیل میں ہمارا مشن دیکھنے کے لیے آئیں گے اور اس نے یہ وعدہ پورا بھی کیا۔ احمدیہ جماعت کے افراد اور سکول کے طلباء نے میئر کا استقبال کیا۔ اسے استقبالیہ بھی دیا گیا۔ واپس جاتے ہوئے میئر نے وزیٹر بک میں اپنے تاثرات تحریر کیے۔ ایک اور چھوٹی سی مثال، جس کے پڑھنے والوں کو اسرائیلی مشن کی اہمیت کا اندازہ ہوگا، 1956ء میں جب

ہمارے مشن کے سربراہ چوہدری محمد اشرف واپس آئے، اب مرزا صاحب واپس آنے کا معنی یہ ہے کہ یہ شخص پاکستانی ہے اور اسے آپ نے بھیجا تھا اور یہ وہاں اسرائیل مشن کا سربراہ تھا۔ واپس آتے ہوئے یہ اسرائیل کے وزیراعظم سے ملا۔ اب پاکستانی قوم اس سے کیا سمجھے کہ جس ملک سے کسی بھی اسلامی ملک کے تعلقات نہیں اور پاکستانی وہاں جا بھی نہیں سکتے، آپ کس طرح پاکستانیوں کو برطانیہ اور پھر برطانوی پاسپورٹ پر اسرائیل بھجواتے ہیں۔ اس سے یہ تاثر آپ کے بارے میں پایا جاتا ہے کہ آپ کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہیں اور پھر اشرف اسرائیلی مشن کے سربراہ کی ملاقات کو اسرائیلی ٹی وی، ریڈیو پر بیان کیا جاتا ہے، دکھایا جاتا ہے اسے لوگ شدت سے محسوس کرتے ہیں۔

مرزا ناصر: اسرائیل میں ہماری جماعت موجود ہے اور یہ کافی عرصہ سے ہے اور لوگ بھی تو وہاں رہتے ہیں، مسلمان۔

اٹارنی جنرل: اور مسلمانوں سے مراد فلسطینی عرب مسلمان، مگر ان کے اسرائیل سے تعلقات خوشگوار نہیں، وہ آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں، اور آپ کے نمائندے اسرائیلی وزیراعظم، صدر، میئر سے ملاقات کر رہے ہیں، اسرائیل کا دیگر مسلمانوں پر ظلم و ستم اور آپ سے یہ عنایات، آخر کیوں؟

مرزا ناصر: یہ دوسرا سوال آ جاتا ہے، ہمارے تعلقات اچھے ہیں۔

اٹارنی جنرل: اچھا وہ رشتوں والی بات کیا تھی؟

مرزا ناصر: حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے شیرازہ کو مضبوط کرنے اور خصوصیت سے سلسلے کو قائم رکھنے کے لئے جماعت کے تعلقات ازدواج اور نظام معاشرت کی تحریک اور جماعت کو ہدایات فرمائی کہ احمدی اپنی لڑکیاں غیراحمدی لوگوں کو نہ دیا کریں، یہ حوالہ ہے۔

اٹارنی جنرل: اچھا، وہ کہ کلام اللہ کی طرح مرزا صاحب کے الہامات اور کلام بھی خطاؤں سے پاک ہے اور مرزا صاحب کا کلام قرآن مجید کی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

مرزا ناصر: دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔

اٹارنی جنرل: اور دونوں کا لیول (سطح) بھی ایک ہے؟

مرزاناصر: ہاں۔

اٹارنی جنرل: کیونکہ دونوں اللہ تعالیٰ کے کلام ہیں۔آپ کی نظر میں دونوں صحیح کلام ہیں۔

مرزاناصر: دونوں اللہ تعالیٰ کے کلام ہیں۔

اٹارنی جنرل: میں آپ کی بات سمجھ گیا، آپ وجہ بتارہے ہیں کمزوری کی کہ احادیث کیوں کمزور ہیں اور مرزا صاحب کی باتیں، احادیث سے کیوں قوی ہیں۔ احادیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ملیں اور الہام مرزا صاحب کے براہ راست ملے، اس لئے مرزا صاحب کے الہام احادیث سے مقدم ہیں۔

مرزاناصر: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: لیکن اس کے بعد مرزا محمود فرماتے ہیں کہ مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں، وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔

مرزاناصر: کتاب میں ہے حدیث کی روایت سے۔

اٹارنی جنرل: میں مشکل ڈیوٹی دے رہا ہوں، وضاحت ہونی چاہیے۔

مرزاناصر: میں بالکل اچھی طرح سمجھتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: خادم تو میں ہوں اسمبلی کا، جو وہ حکم کرتے ہیں، اس کی تعمیل کرتا ہوں۔اچھا آپ کے محضرنامے ص 12 میں کیا ہے؟

مرزاناصر: ہاں، آئین کے اندر ایک شق ہے کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی ہے ادارے قائم کرنے کی، کوئی کسی کو کافر کیوں کہے، ہر آدمی جو چاہے اپنے مذہب کا نام رکھے، اعلان کرے، یہ ہے مذہبی آزادی جو آئین نے دی ہے۔

اٹارنی جنرل: ہر شہری کا مذہب نہ کہ مسٹر بھٹو کا یا مولانا مفتی محمود کا یا مولانا مودودی کا مذہب، جو کہ وہ اپنے لیے منتخب کرے، جو مذہب بھی کوئی شہری اپنے لیے منتخب کرے، وہ اس کا اعلان کرسکتا ہے۔آئین ہر شہری کو حق دیتا ہے کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں اور اگر وہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو پھر یہ آئین، جس پر پیپلز پارٹی فخر کرتی ہے اور جس پر ہم سب بھی فخر کرتے ہیں کیونکہ یہ ایسی شق ہے جو کہ ہر

شہری کو اپنے مسلمان کہلانے کا حق دیتی ہے، خواہ وہ وہابی ہو، اہل حدیث ہو، اہل قرآن ہو، بریلوی ہو یا احمدی، جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔ کیا پہلے سے آپ کا یہ رویہ تھا کہ آپ ایک فرقہ ہیں یا آپ کا خیال تھا کہ آپ ہی مسلمان ہیں اور آپ ہی اصلی اسلام ہیں اور باقی کوئی فرقہ ورقہ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ نے کہا کہ اسلام کا فرقہ ہیں۔ مگر مرزا محمود کہتے ہیں کہ اسلام کا فرقہ نہ سمجھا جائے بلکہ ہم حقیقی اسلام ہیں۔

مرزا ناصر: ہر فرقہ یہی کہتا ہے۔ اٹارنی جنرل۔

عام لوگوں کی اور بات ہے، جو نبوت کا مدعی ہے وہ کہتا ہے کہ انگریز کے دور میں جہاد ملتوی ہے، ماضی، حال اور مستقبل میں۔ اچھا اگر شرائط موجود ہوں تو جہاد قلم کا ہوگا یا تلوار کا؟

مرزا ناصر: تلوار کا جہاد منسوخ ہے، تلوار کا جہاد تو جہاد صغیر ہے، قلم کا جہاد، جہاد کبیر ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ مرزا صاحب کی ''تبلیغ رسالت'' ہے، جلد ہفتم، ص 17 میں ہے کہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھتے جائیں گے، ویسے ہی جہاد کے معتقد کم ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔'' (''روحانی خزائن'' ص 347، ج 13) اس کی وضاحت کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ حالات وشرائط نہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ مجھے ماننا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے؟

مرزا ناصر: ایک حوالہ سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، اور حوالے بھی دیکھنے پڑیں گے۔

اٹارنی جنرل: مرزا غلام احمد کہتے ہیں، ''سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا'' تو یہ حرام ہوا، ملتوی نہیں ہوا؟

مرزا ناصر: نہیں، دین کے لئے التوا کیا گیا۔

اٹارنی جنرل: جہاد ہوتا ہی دین کے لئے ہے، آپ کہتے ہیں ملتوی، وہ کہتے ہیں حرام؟

مرزا ناصر: یہاں حرام ہے مگر اس کا معنی ملتوی۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب کہتے ہیں '' تیسرے وہ گھنٹہ جو اس مینار کے کسی حصہ دیوار پر نصب کیا جائے، اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تمام لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں

یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آ گیا ہے۔اب سے زمینی جہاد بند کیا گیا، لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا، سوآج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا''۔(ضمیمہ ''خطبہ الہامیہ'' ص17،مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص17، ج16) انگریز سے لڑنا جہاد تھا؟

مرزا ناصر: ہمارے نزدیک جہاد نہیں تھا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب آ گئے، مسیح آ گئے، اب جہاد ختم۔ وہ فوت ہو گئے، اب جہاد جاری؟

مرزا ناصر: ہمیشہ کے لئے منسوخ، حدیث شریف میں تا قیامت ہے مگر میں حتمی زمانہ تو نہیں بتا سکتا۔

اٹارنی جنرل: ایک اور حوالہ ہے مرزا صاحب کا: ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے نہیں بچا سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا، پھر مسیح موعود کے وقت میں قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا''۔(''اربعین نمبر4'' حاشیہ،ص15، مندرجہ ''روحانی خزائن''،ص443،ج17)

مرزا ناصر: موقوف ہوگیا۔

اٹارنی جنرل: ملتوی ہوگیا، موقوف ہوگیا، بند ہوگیا، حرام ہوگیا کیا ان سب کا معنی ملتوی ہوگیا ہے؟

مرزا ناصر: مسیح کی آمد سے ملتوی وموقوف ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت کب کیا؟

مرزا ناصر: 1891ء میں۔

اٹارنی جنرل: اس سے پہلے مجدد کا یا محدث کا۔

مرزا ناصر: اس سے دو سال پہلے 1889ء میں بیعت کا سال ہے۔

اٹارنی جنرل: امتی نبی کا دعویٰ کب کیا؟

مرزاناصر: وہی کہ مسیح امتی نبی ہوگا۔ 1891ء میں مسیحیت کا دعویٰ یعنی امتی نبی کا بھی۔

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے　　　دین کی تمام جنگوں کا اختتام ہے

(ضمیمہ ''تحفہ گولڑویہ'' ص41، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 77، ج 17) اس میں جو ہے اس کا معنی تو یہ ہے کہ جب تک مسیح دین کا امام ہے، اس وقت تک دین کی تمام جنگوں کا اختتام ہے، کیا اٹھارہ سال کے بعد وہ امام نہیں رہے۔

مرزاناصر: اگر یہ معنی ہوتے تو التواء کا لفظ نہ آتا، بہرحال میں نے اپنا عقیدہ بتادیا ہے۔

اٹارنی جنرل: اسی طرح مرزا صاحب کہتے ہیں۔

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے　　　اب دین اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(حوالہ ایضاً)

یعنی فتویٰ تو اس پیریڈ کے لئے نہیں ہوگا بلکہ مستقل کے لئے۔

مرزاناصر: پہلا شعر واضح کررہا ہے کہ اب نور خدا کا نزول ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، میں سوال کررہا تھا کہ انگریز کی حمایت میں عرب ممالک میں کتابیں کیوں بھجوائیں۔ آگے خود مرزا نے یہ بھی لکھا کہ 22 برس سے میں نے اپنے ذمہ یہ فرض کررکھا ہے کہ ایسی کتابیں، جن میں جہاد کی مخالفت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھجوایا کروں۔ اس وجہ سے عربی میں میری کتابیں بہت شہرت پاگئیں، یہاں تو کہتے ہیں کہ بائیس سال سے یہ ڈیوٹی میں نے اپنے سر لے رکھی ہے یعنی جذبہ جہاد مسلمانوں سے ختم کرنا اور انگریز کی حمایت کے لیے عرب وعجم کے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔

مرزاناصر: دیکھیں، یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان مولوی صاحبان، انگریز کو مرزا صاحب کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔

اٹارنی جنرل: مگر یہ مذہبی آزادی کا افغانستان و مصر تک پروپیگنڈہ اور وہ بھی فرض اپنے ذمہ اور اس میں دو باتیں کہ انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد حرام۔ کیا ان کے اس رویہ سے جو لوگ آزدی وطن کے لئے کاوش کررہے تھے، ان کو نقصان پہنچانا تو مقصود نہ تھا۔

مرزاناصر: جہاد اس لئے جائز نہیں کہ یہ مذہبی آزادی دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: دیکھیں افغانستان سمیت جولوگ جہاد کے علمبردار تھے، ان میں جہاد کی تعلیمات کے خلاف کتابیں بھجوانا۔ مقصد تو صاف ظاہر ہے مگر آپ اس طرف نہیں آرہے، آپ کی مرضی، لیکن ایک وقتی جوش ہوتا ہے، جذبہ ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص ہمارے نبی علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہے تو اس کو جواب دینا، اس کا منہ بند کرنا، ایمان کی بات ہے، جوش وجذبہ کی۔ مرزا صاحب مسلمانوں کے اس جوش ایمانی کو بھی ختم کرنے کے درپے تھے۔

مرزا ناصر: آپ کا سوال واضح نہیں۔

اٹارنی جنرل: ہاں تو اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ عمر کا زیادہ حصہ انگریز کی تائید میں گزارا۔ پچاس الماریاں بھر گئیں اور باقی حصہ جو اللہ تعالیٰ کی تعریف میں گزارا، کتنی الماریاں بھر دیں، یہ سوال ہے جو آپ سے کوئی پوچھے گا۔

مرزا ناصر: ہر آدمی حق رکھتا ہے کہ یہ پوچھے اور میرا بھی حق ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ مجھے بھی حق ہے کہ میں یہ بتاؤں۔

اٹارنی جنرل: میں تو یہ کہتا ہوں مرزا صاحب کہ آپ نے کہا، انہوں نے اٹھاسی کتابیں لکھی ہیں۔ اب اٹھاسی کتابیں تو پچاس الماریاں نہیں بھرتیں۔

مرزا ناصر: نہیں آتیں۔

اٹارنی جنرل: جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار اور جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ محکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریز کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں۔ یہ تو......

مرزا ناصر: کیا مطالبہ ہے؟

اٹارنی جنرل: اور پھر کہتے ہیں کہ اس کا خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت عظیم، احتیاط، تحقیق وتوجہ سے کام لے، اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت......

مرزا ناصر: مجھے اور میری جماعت کو کیا کریں، آگے تو پڑھیں۔

اٹارنی جنرل: میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔

مرزا ناصر: آگے پڑھیں۔

اٹارنی جنرل: تو مرزا صاحب کا خود کاشتہ پودا......

مرزا ناصر: نہیں نہیں، آگے اس کا جواب ہے۔

اٹارنی جنرل: میرے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا، اور اب نہ فرق ہے، لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت کی توجہ کی درخواست کریں تا کہ ہر شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔

مرزا ناصر: بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے، یہ مطالبہ ہے۔

اٹارنی جنرل: پھر اتنے زیادہ خاندانی خدمات اور خوشامد کی کیا ضرورت تھی۔ چونکہ اتنی خدمت کی ہے، اتنی ہم نے آپ کی تعریف کی ہے، ہمارے خاندان نے اتنا کام کیا ہے۔

مسٹر چیئرمین: چھ بجے شام تک ملتوی

چھ بجے اجلاس دوبارہ سپیکر کی زیر صدارت شروع ہوا۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب، میں وہ مرزا غلام احمد کا خط پڑھ رہا تھا، جو انہوں نے گورنمنٹ کو لکھا۔ یہاں سوال یہ تھا کہ اس کو خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت احتیاط اور تحقیق سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے، وہ اس خاندان کی ایک ثابت شدہ وفاداریوں، اخلاق کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔

مرزا ناصر: یہ خاندان کی طرف اشارہ ہے۔

اٹارنی جنرل: صلیب پرست، تاج پر صلیب کا نشان لگانے والا، مسلمانوں کا دشمن انگریز، جس نے ہزار ہا نہیں لاکھوں مسلمانوں کو خاک وخون میں تڑپایا، اس کا شکریہ...... مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔ مسیح اور جماعت کے لئے انگریز کی نظر عنایت کے طالب ہیں۔

مرزا ناصر: خاندان نے یہ خدمات سرانجام دیں، ان کی خاطر خون بہایا، امداد دی، اب

اس کا تقاضا ہے کہ مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔

اٹارنی جنرل: آگے لسٹ دی ہے، وہ لسٹ خاندان کی ہے یا جماعت کے افراد کی، جن پر نظر عنایت کی درخواست کر رہے ہیں، محسن گورنمنٹ سے منتوں خوشامدوں کے ساتھ۔

مرزا ناصر: حکومتیں کبھی اپنے فرائض بھول جاتی ہیں۔ مطالبہ کیا ہے انگریز حکومت سے کہ ہماری آبرو ریزی نہ ہو۔

اٹارنی جنرل: لوگوں نے انگریز کی حمایت کی، اس لئے مرزا نے بھی کی۔ چلو مگر آگے ایک اور سوال آجاتا ہے۔ لکھتے ہیں: ''چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں، اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر فائز اور ملک کے نیک نام رئیس ان کے خدام احباب یا تاجر یا وکلاء یا نوتعلیم یافتہ انگریزی خواں اور ایسے نیک نام علماء اور فضلاء ہیں''۔ (''کتاب البریہ'' مندرجہ ''روحانی خزائن ص348-349، ج13)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عجیب نبی ہے جو بڑے بڑے آدمیوں کو پسند کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ میں بڑے بڑے آدمیوں کا نبی ہوں۔

23-اگست 1974ء کی کارروائی

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس شام ساڑھے پانچ بجے زیر صدارت صاحبزادہ فاروق علی خاں منعقد ہوا۔

صاحبزادہ صفی اللہ: جناب چیئرمین آپ توجہ فرمائیں کہ گواہ ہیرا پھیری سے کام لے رہا ہے۔ اِدھر اُدھر کی غیر متعلقہ باتوں میں وقت ضائع کرتا ہے، اسے شارٹ کٹ راستے سے جواب دینے کا پابند کیا جائے۔

اٹارنی جنرل: وہ فرقان فورس کیا ہے؟

مرزا ناصر: ہمارے رضا کاروں کی تنظیم، جس نے کشمیر میں رضا کارانہ خدمات سرانجام دینا تھیں۔ کشمیر کمیٹی کے سربراہ ہمارے دوسرے خلیفہ تھے۔

اٹارنی جنرل: آزادی کی جدوجہد میں باؤنڈری کمیشن کا مرحلہ آتا ہے۔ جسٹس منیر صاحب کے حوالہ سے ظفر اللہ خان کی بڑی خدمات ہیں۔ وہ پاکستان کی نمائندگی کر رہے

تھے۔ مسلم لیگ کے وکیل تھے لیکن جسٹس منیر صاحب جو باؤنڈری کمیشن کے رکن تھے، انہوں نے ''پاکستان ٹائمز'' میں 24 جون 1964ء آرٹیکل لکھے۔ ان میں یہ بھی تھا۔
''پاکستان ٹائمز'' 21 جون 1964ء ''میرے یادگار دن'' ''معاملہ کے اس حصہ کے متعلق میں ایک نہایت ہی ناخوشگوار واقعہ کا ذکر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے یہ بات کبھی سمجھ نہیں آئی کہ احمدیوں نے الگ عرضداشت کیوں دی تھی؟ اس قسم کی عرضداشت کی ضرورت تبھی ہوسکتی تھی، جب احمدی مسلم لیگ کے نقطہ نظر سے متفق نہ ہوتے، جو کہ ایک بذات خود افسوسناک صورت حال ہوتی۔ ہوسکتا ہے کہ اس طرح احمدی مسلم لیگ کے نقطہ نظر کی تائید کرنا چاہتے ہوں مگر ایسا کرتے ہوئے انہوں نے گڑھ شنکر کے مختلف حصوں کے بارے میں اعدادوشمار دیئے، جن سے یہ بات نمایاں ہوئی کہ بین دریا اور بسنتر دریا کے مابین کا علاقہ غیر مسلم اکثریت کا علاقہ ہے اور یہ بات اس تنازعہ کی دلیل بنتی تھی کہ اگر اج دریا اور بین دریا کا درمیانی علاقہ ہندوستان کو مل جائے تو بین دریا اور بسنتر دریا کا درمیانی علاقہ خودبخود ہندوستان کو چلا جاتا ہے، جیسا کہ ہوا۔ احمدیوں نے جو رویہ اختیار کیا تھا، وہ ہمارے لئے گورداسپور کے بارے میں خاصا پریشان کن ثابت ہوا''۔

مسلمان 51 فیصد تھے، ہندو 49 فیصد، احمدی 2 فیصد، جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو مسلمان 51 فیصد کی بجائے 49 فیصد ہوگئے۔ اس سے گورداسپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے لیگ سے تعاون کیا مگر یہ قضیہ تو عجیب سا لگتا ہے۔

مرزا ناصر: جسٹس منیر صاحب نے اپنی رپورٹ میں ظفر اللہ خان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، اب اس کے 17 سال بعد جب وہ بوڑھے ہوگئے تو یہ بیان دے دیا۔ وہ بوڑھے ہوچکے تھے۔

اٹارنی جنرل: واقعہ ربوہ کے بعد، میں خود کہتا ہوں کہ احمدیوں پر اگر ظلم ہو تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اگر یہ ربوہ میں مسلمانوں پر ظلم کریں تو ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ تمام کے حقوق کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مگر میرا سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا رہتا ہے، آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

مرزا ناصر: بالکل ہوا ظلم۔

اٹارنی جنرل: خاتم النبیین کا معنی آپ کرتے ہیں مہر کا یعنی اب آپؐ کی مہر سے نبی بنیں گے، تو اس لحاظ سے حضور علیہ السلام گذشتہ انبیاء کے خاتم نہ ہوئے بلکہ اپنے بعد آنے والوں کے خاتم النبیین ہوئے حالانکہ یہ بات قرآنی منشاء کے خلاف ہے۔ قرآن کی منشاء تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کے لئے خاتم النبیین ہیں، آئندہ کی بات نہیں ہے اس میں۔

مرزا ناصر: یہ تو آپ کا ویو پوائنٹ ہے، ہمارا اس کے خلاف ہے۔

اٹارنی جنرل: پھر آپ کہتے ہیں کہ آئندہ صرف ایک مرزا غلام احمد پر آپ کی مہر لگی یعنی وہی نبی بنے اور کوئی نہیں۔ اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبی ہوئے، خاتم النبیین نہ ہوئے۔

مرزا ناصر: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے سب کے لئے خاتم ہیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا غلام احمد کے بعد آپ کی جماعت میں بھی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

مرزا ناصر: ہماری جماعت میں بھی شامل کچھ پاگل لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

اٹارنی جنرل: نبوت سے استعفیٰ دینے کا موقع نہیں دیا؟

مرزا ناصر: اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا، ویسے یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے، اس میں تمسخر اور ہنسی کی بات نہیں آنی چاہیے۔

اٹارنی جنرل: کھڑکی تو ایک تھی، جس سے چراغ دین اور مرزا صاحب آئے مگر آپ فرق کر رہے ہیں، چلو، یہ ''چشمہ معرفت'' ہے، اس میں مرزا صاحب نے لکھا کہ ''یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو کامل سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے، چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا، ممکن نہیں، خدا کی پیشگوئی میں کوئی تخیل ہو، اس لیے اس آیت میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں آئے گا''۔

(''چشمہ معرفت'' ص83، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص91، ج23)

مرزا ناصر: یہ تمام اہل سنت، شیعہ، سب میں یہ بات مسلم ہے، آپ کیا نئی بات کر

رہے ہیں، یہ تو سب کا عقیدہ ہے۔

اٹارنی جنرل: میں متعجب ہوں کہ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ حکمران کی اطاعت کرو، دوسری طرف آزادی کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: مذہبی آزادی، ہاں یہ ہے۔

مسٹر چیئر مین: آگے چلیں۔

اٹارنی جنرل: عبداللہ آتھم اور مولانا ثناء اللہ کی پیشگوئیوں کے بارے میں جو کچھ مرزا نے کہا، اس کا الٹ ہوا۔ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مرجائے گا مگر وہ نہ مرا۔ مولانا ثناء اللہ کے متعلق کہا کہ وہ میری زندگی میں ہلاک ہوگا، مگر مرزا صاحب کے انتقال کے بعد وہ زندہ رہا۔

مرزا ناصر: یہ پھر بتادوں گا۔

24-اگست 1974ء کی کارروائی

ایوان کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس چیئر مین صاحبزادہ فاروق علی خان کی زیر صدارت ساڑھے دس بجے صبح شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے وفد کو اندر بلوالیا گیا۔

مرزا ناصر لاہوری گروپ کا محضر نامہ واپس کر رہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے کہا کہ سچا، جھوٹے کی زندگی میں مرجائے گا۔ مولانا نے دستخط نہ کیے۔ وہ اس اصول کو صحیح نہ سمجھتے ہوں گے یا جو بھی لیکن مرزا صاحب آپ کے نزدیک نبی تھے۔ ایک نبی نے خود اصول مقرر کیا اور اس کے مطابق جھوٹے تھے۔ مر گئے۔ نبی کے اصول کی ایک منکر سے تصدیق یا دستخط تو لازمی نہ تھے۔

مرزا ناصر: اس لحاظ سے چیک کرنے والی بات ہے، مگر ہے اہم۔ اہل حدیث پرچہ کا فوٹو دیکھ لیں۔ مولانا نے قبول نہ کیا۔

اٹارنی جنرل: اہل حدیث پرچہ، مرزا صاحب کی دعا کا اشتہار، سب دے دیں۔ تسلیم کرنے یا نہ کرنے کی بات نہیں۔ مرزا صاحب اپنے مقرر کردہ اصول یا دعا کے مطابق مولانا کی زندگی میں مر گئے۔ مولانا ان کے بعد سالہا سال زندہ رہے۔ اچھا کیا مرزا صاحب ہیضہ سے مرے تھے؟

مرزا ناصر: نہیں۔ ڈاکٹروں نے سرٹیفکیٹ دیا۔ انتڑیوں کی بیماری تھی۔ اسہال اور الٹیاں آئیں مگر وہ ہیضہ نہیں تھا۔

اٹارنی جنرل: مگر ''حیات ناصر'' نامی آپ لوگوں کی کتاب ہے۔ اس میں مرزا صاحب نے اپنے خسر میر ناصر کو کہا کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ میر ناصر آپ کے پڑنانا ہیں، جو موقعہ پر موجود تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب کا آخری قول نقل کیا۔

مرزا ناصر: ڈاکٹروں نے سرٹیفکیٹ دیا، کیا ڈاکٹروں کی بات غلط ہے؟

اٹارنی جنرل: مگر کیا آپ کے نزدیک ڈاکٹروں کی بات صحیح اور مرزا صاحب کی غلط ہے؟

مرزا ناصر: میں نے جواب دے دیا۔

اٹارنی جنرل: آتھم کے متعلق مرزا صاحب نے کہا کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا (''جنگ مقدس آخری'' مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص293، ج6) مگر وہ نہ مرا؟

مرزا ناصر: اس نے رجوع کرلیا۔

اٹارنی جنرل: ایک شخص غلام حسین تھا۔ وہ پچیس سال سے غائب تھا۔ جائیداد، اس کی بیوی جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھی، اس کے نام منتقل ہوگئی۔ اب وہ جائیداد اپنے لڑکے کے نام ٹرانسفر کرانا چاہتی تھی۔ احمد بیگ نے مرزا صاحب کو کہا کہ قانونی حق ملکیت کے اعتبار سے آپ بیان دے دیں۔ مرزا صاحب نے کہا استخارہ کروں گا۔ استخارہ اس لئے کہ وہ زندہ ہو تو اس کا حق نہ مارا جائے۔ اگر وہ غلام حسین زندہ نہیں تو آپ کا حق نہ مارا جائے۔ استخارہ کے بعد کہہ دیا کہ محمدی بیگم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دو تو بیان دے دوں گا، ورنہ نہیں۔ اگر محمدی بیگم مل جائے تو غلام حسین مرگیا، بیان دے دوں گا۔ اگر محمدی بیگم کا نکاح نہ ملے تو وہ زندہ، بیان نہیں دوں گا۔ استخارہ تو غلام حسین کے متعلق جواب محمدی بیگم کے متعلق یہ کیا بات ہے؟

مرزا ناصر: یہ کس سن کی بات ہے؟

اٹارنی جنرل: 1886ء کی۔ پھر مرزا صاحب نے کہا کہ محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح نہ ہوا تو اس کا خاوند اڑھائی سال میں مرجائے گا اور باپ احمد بیگ تین سال میں مرجائے گا۔ مرزا صاحب کو محمدی بیگم نہ ملی۔ مرزا صاحب نے کئی لوگوں کو شادی کرانے میں مدد کے لیے خط

لکھے۔ اپنے بیٹے کو کہا کہ کوشش کرو میرا نکاح ہو جائے ورنہ تمہیں عاق کردوں گا۔

مرزا ناصر: میں سن رہا ہوں۔

اٹارنی جنرل: اپنے بیٹے فضل کو کہا کہ اگر احمد بیگ اپنی لڑکی مجھے نہ دے تو تم اپنی بیوی کو جو احمد بیگ کی عزیزہ ہے، طلاق دے دو۔ بہرحال شادی محمدی بیگم کی آسمانوں پر مرزا صاحب سے طے تھی، لیکن مرزا سلطان سے ہوگئی۔ اب احمد بیگ کو بعد میں مرجانا چاہیے تھا، خاوند کو پہلے۔ اس لئے کہ شادی کے بعد موت کی تاریخ مرزا صاحب نے خاوند کے لئے اڑھائی سال اور باپ احمد کے لئے تین سال مقرر کی تھی، مگر احمد بیگ پہلے مرگیا۔

مرزا ناصر: مرگیا ناں!

اٹارنی جنرل: دیکھیں اڑھائی سال والا پہلے مرتا مگر وہ سخت جان نکلا۔ سلطان احمد یہ تو نہیں مرا۔ اڑھائی سال گزر گئے۔ فرانس گیا، سولجر بنا۔ اس کو گولیاں بھی لگیں، لڑائی میں شریک بھی ہوا لیکن نہ مرا...... اور مرزا صاحب سے محمدی بیگم کا نکاح نہ ہوا......

مرزا ناصر: بڑی اچھی کہانی بیان کی آپ نے۔

اٹارنی جنرل: کہانی بیان کی ...... مرزا صاحب کی پیشگوئی کے غلط ہونے کی۔ کیا مرزا نے خطوط نہیں لکھے۔

مرزا ناصر: لکھے۔

اٹارنی جنرل: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ مرزا صاحب جو زبان نہیں سمجھ سکتے تھے، اس میں الہام ہوئے۔ جیسے انگریزی کے ایک الہام کا معنی سمجھنے کے لئے مرزا صاحب نے ایک ہندو لڑکے سے اس کا ترجمہ پوچھا۔ وہ بھی ٹھیک طرح سمجھا نہ سکا۔

مرزا ناصر: وہ تو ہندو لڑکے کو قائل کرنا چاہتے ہوں گے کہ اسلام کتنا بابرکت ہے۔ جس میں اب بھی وحی ہوئی ہے۔

اٹارنی جنرل: وحی ہوتی ہے مگر جسے ہوتی ہے وہ سمجھ نہیں سکتا۔ اللہ میاں ایسی وحی بھیجتا ہے جسے مرزا صاحب سمجھ نہیں سکتے۔

مرزا ناصر: ہم تو اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جا کر سمجھا تو نہیں سکتے ناں۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے کہا کہ حضور کے معجزات تین ہزار (''تحفہ گولڑویہ'' ص 67 ، مندرجہ ''روحانی خزائن''، ص 153 ، ج 21) ہیں اور میرے کئی لاکھ ہیں۔ (''براہین احمدیہ'' ص 56، ج پنجم، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 72، ج 21)

مرزا ناصر: مرزا صاحب کے معجزات بھی تو حضور کے ہی ہوتے۔

اٹارنی جنرل: یہی سننا چاہتے تھے کہ آپ لوگوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور حضور علیہ السلام میں کوئی فرق نہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر پوری امت محمدیہ آپ لوگوں سے نالاں ہے کہ آپ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ مرزا کو بنا دیا ہے۔ کیا سقوط بغداد پر آپ نے چراغاں کیا؟

مرزا ناصر: کہاں لکھا ہے؟

اٹارنی جنرل: (''منیر انکوائری رپورٹ'' میں ص 196) اچھا مرزا صاحب نے امریکہ کے مسٹر ڈوئی کو بھی کچھ کہا تھا۔

مرزا ناصر: خط لکھا تھا۔

اٹارنی جنرل: اس نے جواب نہ دیا تو چند امریکی اخباروں نے دریافت کرنا شروع کر دیا کہ اس نے کیوں جواب نہیں دیا۔ وہ خود اپنے اخبار دسمبر 1903ء میں لکھتا ہے: ہندوستان میں ایک محمدی مسیحا ہے۔ جس نے کئی بار مجھے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے ایسے مکروہ جھوٹ کا جواب دینا چاہیے۔ اگر میں نے اپنا قدم ان پر رکھا تو میں انہیں ملیامیٹ کر دوں گا۔ میں انہیں ایک موقعہ دیتا ہوں کہ بھاگ جائیں اور اپنی جان بچائیں۔

مرزا ناصر: اس کو حقارت کی سزا مل گئی۔ مرزا نے بددعا کی اور وہ بیمار و لاغر ہوا۔

مولانا ظفر احمد انصاری: قرآن مجید میں **وما ارسلناک -- من قبلک** کا لفظ ہے۔ سورہ حج میں مگر مرزا صاحب نے ''ازالہ اوہام'' میں قبلک کا لفظ حذف کر دیا۔ بعد میں جتنے ایڈیشن شائع ہوئے، یہ غلطی درست نہیں کی۔ کیونکہ آنحضرت سے پہلے رسولوں کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے عقیدۂ قرآن مجید میں

تحریف کی۔ کیونکہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بننے کے دعویدار ہیں۔

مرزا ناصر: ہمارے مطبوعہ لاکھوں قرآن مجید میں قبلک موجود ہے تو یہ تحریف نہ ہوئی۔

مولانا مفتی محمود: جناب چیئرمین صاحب، ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن کی آیت صحیح نقل نہ کی اس لئے کہ ان کے عقیدہ کو بیخ وبن سے اکھیڑ رہی ہے۔ مرزا صاحب نے عمداً تحریف کی۔ اس کا جواب تو یہ ہے کہ یہ کہہ دیں کہ بعد کے ''ازالہ اوہام'' جہاں سے ہم نے حوالہ پیش کیا، اسے درست کر دیا گیا ہے مگر آج تک نہیں ہوا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی جو قرآنی آیت ان کے مطلب کے خلاف جاتی ہو۔ مرزا صاحب اس میں ردوبدل کر دیتے تھے۔

مسٹر چیئرمین: ٹھیک ہے اگلا سوال کریں۔

مولانا ظفر احمد انصاری: قرآن مجید میں سورۃ بقرۃ کے پہلے رکوع میں بالاخرۃ هم یوقنون آخرت سے مراد قیامت ہے۔ مگر مرزا محمود نے آخرت سے مرزا کی نبوت مراد لی ہے۔ یہ تحریف معنوی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس آیت میں آج تک کسی مفسر نے آخرت کا وہ معنی کیا ہے جو مرزا محمود نے کیا ہے......

مرزا ناصر: ایک لفظ کے کئی ترجمے ہوسکتے ہیں۔

مولانا انصاری:

لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے — وہی عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا — بنے وہ فاسق اٹھائے گا ذلت

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام سے عہد لیا گیا کہ آپ کے بعد رسول آئے گا۔

پھر آگے شعر میں:

مبارک ہو وہ امت کا موعود آیا — وہ میثاق ملت کا مقصود آیا

اس سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ کیا یہ توہین نہیں۔

مرزا ناصر: بانی سلسلہ نے اس آیت سے مراد حضور علیہ السلام لیا ہے۔

مسٹر چیئرمین: اب نظم کے متعلق جواب ہے تو دیں

مرزا ناصر: اس کے جواب کے متعلق تو پندرہ بیس کتابیں لانی ہوں گی مجھے!

مولانا انصاری: صحابی کی تعریف کیا ہے؟

مسٹر چیئرمین: مرزا صاحب آپ کے نزدیک صحابہ کی تعریف کیا ہے؟

مرزا ناصر: صحابہ کی تعریف ہمارے نزدیک وہ خوش نصیب انسان جنہوں نے اپنی زندگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو حاصل کیا اور آپ کا فیض پایا۔

مولانا انصاری: جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھا، آپ ان کو بھی صحابی سمجھتے ہیں۔

مرزا ناصر: ایک رنگ میں وہ بھی۔

مولانا انصاری: مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص258-259ج16) میں لکھا ہے **من دخل فی جماعتی دخل فی اصحاب سید المرسلین**۔ میری جماعت میں داخل ہونے والے بھی صحابی ہیں۔

مرزا ناصر: جو کچھ ملا، وہ حضور کا فیض تھا۔

مولانا انصاری: جو میری جماعت میں داخل ہو گیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

مرزا ناصر: ٹھیک ہے ہم انہیں بھی صحابی کہتے ہیں، جنہوں نے مرزا صاحب کا فیض صحبت پایا۔

مولانا انصاری: آپ کے ہاں ام المومنین کسے کہتے ہیں؟

مرزا ناصر: ہمارے ہاں جو ازواج مطہرات کی خادمہ ہیں اور مسیح موعود کے ماننے والوں کی ماں ہیں۔

مولانا انصاری: کیا مسجد اقصیٰ جہاں سے حضور علیہ السلام کو معراج پر لے جایا گیا، یہ قادیان کی کسی مسجد کا نام ہے۔

مرزا ناصر: مسجد اقصیٰ قادیان میں بھی ہے۔

مولانا انصاری: پنجتن سے مراد آپ لوگوں نے کہا

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یہی ہیں پنجتن جس پر بنا ہے

(''درثمین اردو ص 45)

مرزا ناصر: مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ میری نسل میرے خاندان کی نسل آئندہ

ان پانچ افراد سے چلے گی۔

مولانا انصاری: بہشتی مقبرہ کے متعلق مکاشفات مرزا میں لکھا ہے کہ روئے زمین کے تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

مرزا ناصر: ہمارا بہشتی مقبرہ کے متعلق تصور ہے کہ اس میں جنتی لوگ داخل ہوں گے۔

مسٹر چیئرمین: اگلا سوال کریں۔

مولانا انصاری:

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

عرب نازاں ہے گر ارض حرم ہے تو ارض قادیان فخر عجم ہے

(''الفضل'' 25 دسمبر 1933ء میں شعر ہیں)

مرزا ناصر: دیکھیں گے تو پتہ چلے گا۔

مولانا انصاری: ''آئینہ کمالات'' مندرجہ ''روحانی خزائن'' ج 5، ص 352) میں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان میں حاضری نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔

مرزا ناصر: فرض حج کے بعد نفلی حج ہوتا ہے۔ بڑی اچھی بات ہے خدا رسول کی باتیں سنے گا اور احمدیوں کو ایسا کرنا چاہیے۔ قادیان آنا چاہیے۔

مسٹر چیئرمین: گواہ نے بتایا کہ حج تو مکہ مکرمہ میں ہی ہوتا ہے۔ حج والی برکات قادیان میں بھی ملتی ہیں۔ آگے چلیں۔

مولانا انصاری: مرزا غلام احمد نے اپنی عبادت گاہ قادیان کے متعلق کہا کہ من دخلہ کان امنا حالانکہ یہ بیت اللہ شریف کی مسجد حرام کے متعلق آیت ہے۔

مرزا ناصر: حضور علیہ السلام صرف مکہ مکرمہ کے لیے نہیں تھے۔

مسٹر چیئرمین: چھوڑیے۔

مولانا انصاری: دمشق میں ایک مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ مرزا صاحب نے قادیان میں منارۃ المسیح بنوایا۔

مرزا ناصر: دمشق ایک اینٹ گارے کا شہر ہے۔

مولانا انصاری: اور قادیان؟

مرزا ناصر: ایک نسبت کی بات ہے۔

مسٹر چیئرمین: گذشتہ دو ہفتوں کے دوران متعدد سوالات کیے گئے۔آپ نے جو جوابات دیئے اگر ان میں کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہوں تو از راہ کرم کرلیں۔ ہمیں آپ سے مزید سوال نہیں کرنا۔

مرزا ناصر: گیارہ دن مجھ پر جرح ہوئی۔تھک گیا ہوں۔

لاہوری گروپ پر جرح

27۔اگست کو صدر الدین پر جرح ہوئی۔

صدر الدین نے پہلے اپنا تعارف کرایا اور اٹارنی جنرل کے سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ 1905ء میں مرزا قادیانی سے قادیان میں وہ بیعت ہوئے۔

اٹارنی جنرل: آپ کے قادیانی جماعت سے اختلافات کب ہوئے اور کس بات پر ہوئے۔

گواہ: (صدر الدین) یہ اختلاف 1914ء میں ہوئے۔مرزا صاحب کے بعد حکیم نور الدین ہمارے سربراہ مقرر ہوئے۔ان کی وفات کے بعد اختلافات پیدا ہوئے۔

مسعود بیگ لاہوری گروپ پر جرح

گواہ کا ساتھی: مسعود بیگ مرزا میرا نام ہے۔آپ کا سوال صحیح تھا۔میں اس واسطے اس سوال کا جواب نہیں دے رہا کہ میرے بھائی میں جواب کی استعداد نہیں بلکہ اس لئے کہ میں اس کا مختصر جواب دے دوں۔ جناب نے پوچھا کہ مرزا محمود کو ڈکٹیٹر شپ کا رنگ دیکھ کر کیوں الیکٹ کیا۔تو حضور والا مرزا صاحب کی وفات 1908ء میں ہوئی اور 1908ء سے 1914ء تک جس عرصہ میں نور الدین کی وفات ہوئی، ان چھ سالوں میں اختلاف کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ یہ نبوت کا عقیدہ بھی اسی عرصے میں گھڑا گیا اور تکفیر المسلمین کی طرف بھی مرزا محمود اس وقت خلیفہ نہ ہونے کے باوجود مضامین لکھا کرتے تھے اور حضرت مولانا نور الدین نے ایک دو دفعہ فرمایا کہ یہ کفر کا فتویٰ بڑا نازک مسئلہ ہے۔مگر ہمارا میاں نہیں سمجھا۔اس کا جس وقت انتخاب ہوا تو یہ صحیح ہے کہ انتخاب میں وہ زور سے خلیفہ منتخب ہوگئے۔دھاندلی بھی ہوئی تھی۔ یہ صحیح بات

ہے اور لوگوں نے حکیم نورالدین کے زمانہ میں، ان کے اعزا نے چکر لگا کر سفر کر کے لوگوں کو تیار کیا تھا اور حضرت صاحب کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ان کا انتخاب بڑا آسان تھا لیکن لاہوری جماعت کے عمائدین مولانا محمد علی اور دوسرے لوگ رہ گئے اور مرزا محمود ڈکٹیٹر بن گیا۔

اٹارنی جنرل: پہلے سے وہ خود فرما رہے تھے کہ آپ پہلے ہی سے آپ علیحدہ ہو گئے؟

گواہ: جی نہیں۔

اٹارنی جنرل: الیکشن کے بعد الگ ہو گئے؟

گواہ: الیکشن کے بعد۔

اٹارنی جنرل: الیکشن میں کوئی اور امیدوار تھا؟

گواہ: امیدوار اور کوئی نہیں تھا۔ کوئی پرپوزل نہ تھی لیکن ہمارے خیال میں جسے لوگ چاہتے تھے، وہ مولانا محمد علی ایم۔اے تھے لیکن سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایک نام مرزا محمود کا پرپوز ہوا اور سب نے کہا مبارک مبارک حالانکہ مرزا محمود کی عمر اس وقت 19 سال تھی۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اس طرح وحی آتی ہے جیسے پہلے انبیاء کو، تو اب ان کا منکر کون سا کافر ہوگا؟

گواہ: پھر......تو مجھے موقع دیں۔ ہاں ہم تو مرزا کو نبی نہیں مانتے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب مسیح موعود تھے، اور مسیح ثانی تھے۔ کیا مسیح اول حضرت عیسیٰ نبی تھے؟ تو مرزا صاحب بھی نبی ہوئے یا نہ؟

گواہ: مسیح موعود کو تو حدیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔

اٹارنی جنرل: تو وہ نبی ہوئے؟

گواہ: ہوئے۔

اٹارنی جنرل: آپ نے پہلے کہا کہ حقیقی کافر وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا۔ تو وہ حضور علیہ السلام کا امتی ہوگا؟

گواہ: ہوگا۔

اٹارنی جنرل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کے باوجود؟

گواہ: جی ہاں۔

مفتی محمود: مرزا قادیانی سے انکار کے باوجود؟

گواہ: مرزا صاحب کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہا ہے۔

مفتی محمود: تو مرزا کا منکر نبی کریم کا منکر ہوا۔

گواہ: جی ہاں! بالکل۔

مفتی محمود: تو وہ بھی حقیقی کافر ہوا۔

گواہ: آپ نے مجھے پھنسا دیا۔

مفتی محمود: آپ نہ پھنسیں۔

گواہ: کیسے نکل جاؤں؟

مفتی محمود: ہم آپ کو نکال دیں۔ (یعنی کافر قرار دے دیں)

گواہ: آپ نہ نکالیں۔

مفتی محمود: آپ خود نکل جائیں۔

گواہ: کیسے نکل جائیں؟

اٹارنی جنرل: اگر دعویٰ کرے تو پھر کافر ہوگا یا نہیں؟

گواہ: دعویٰ کرے تو پھر

اٹارنی جنرل: بولیں!

گواہ: کیا بولوں۔ (قہقہہ)

اٹارنی جنرل: ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے مگر دعویٰ نبوت کرتا ہے؟

گواہ: یہ نہیں ہوسکتا۔

اٹارنی جنرل: مسیلمہ کذاب کلمہ پڑھتا تھا اور مدعی نبوت تھا۔ اس کی کیا پوزیشن ہوگی۔

گواہ: وہ تو ایک سیاسی بات تھی، وہ ملک پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے فوج بھیجی۔

اٹارنی جنرل: اس کو کافر قرار دیا گیا۔ کلمہ گو کو۔

گواہ: یہ حملہ اس کی سیاسی وجہ سے ہوا۔

اٹارنی جنرل: یہ حملہ اس کو فر قرار دینے کی وجہ سے نہیں ہوا۔

گواہ: وہ تو کذاب تھا۔

اٹارنی جنرل: کلمہ پڑھتے کے باوجود جھوٹا ہوا۔ ایسے لوگوں کے لئے اسلام میں جگہ ہے جو دل سے مسلمان نہ ہوں۔

گواہ: بالکل۔

اٹارنی جنرل: تو مسیلمہ کذاب ہونے کے باوجود مسلمان رہا۔ آپ اس کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں۔

گواہ: جھوٹا ہونا اور بات ہے، کافر ہونا اور بات ہے۔

اٹارنی جنرل: مسیلمہ کذاب جھوٹا ہونے کے باوجود کافر نہیں، آپ کے نزدیک کافر نہیں ہوا تھا وہ؟

گواہ: جی ہاں

اٹارنی جنرل: کافر نہیں سمجھا گیا۔

گواہ: لیکن جھوٹا تو ہے۔

اٹارنی جنرل: اگر آج کوئی نبوت کا دعویٰ کرے جھوٹا ہوگا ہمارے نقطہ نظر سے۔

گواہ: جی۔

اٹارنی جنرل: تو پھر وہ کافر ہوا یا نہیں؟

گواہ: ہمارا تو دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی مدعی نبوت نہیں آ سکتا۔

اٹارنی جنرل: جو دعویٰ کرے گا جھوٹا ہوگا؟

گواہ: وہ مدعی نبوت کافر و کاذب ہوگا۔

اٹارنی جنرل: بالکل ہنڈرڈ پرسنٹ۔

گواہ: بالکل میں نے کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: جو اس کو نبی مانتا ہو، وہ بھی کافر ہوگا؟

گواہ: جی جو اس کو نبی مانتے ہیں وہ بھی۔

اٹارنی جنرل: جو کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آرہی ہے اور وہ وحی ایسی ہی پاک ہے جیسے آنحضرت پر آئی تھی؟

گواہ: جی۔

اٹارنی جنرل: اور میں نبی ہوں اور میں مسلمان ہوں۔ ایک شخص یہ کہتا ہے آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

گواہ: آپ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا؟

مفتی محمود: وہ کہتے ہیں ہم کافر نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ مدعی نبوت کو ماننے والے کافر ہیں، تو آپ کو ہم صحیح سمجھیں یا ربوہ والوں کو؟

گواہ: ہمیں۔

مفتی محمود: یعنی وہ کافر ہوئے؟

گواہ: آپ ان سے پوچھیں۔

مفتی محمود: آپ کے نزدیک۔۔

گواہ: میرے نزدیک تو ہو گئے۔ میں نے کہہ دیا تھا (ایوان سے کسی نے کہا کہ مرزا کو ماننے والے ان کے نزدیک بھی کافر ہیں)

اٹارنی جنرل: وہ تو کہتے ہیں کہ جو مرزا کو نہ مانے وہ کافر۔ آپ نہیں مانتے۔ اس لئے آپ ان کے نزدیک کافر۔ وہ مانتے ہیں اس لئے وہ آپ کے نزدیک کافر۔

(دونوں کافر ایوان سے صدا بلند ہوئی)

اٹارنی جنرل: میں آپ سے پوچھوں گا کہ ایسی کوئی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بعد تیس کذاب آئیں گے وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

گواہ: جی ہاں! ہے۔

اٹارنی جنرل: تیس کذاب ہوں گے۔

گواہ: جی ہاں! ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: تو پھر آپ اور ربوہ والوں میں مرزا کی نبوت کا اختلاف نہ رہا۔

گواہ: یہ ربوہ کہاں سے آ جاتا ہے؟ (قہقہہ)

اٹارنی جنرل: میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ پارسی کافر ہیں یا نہ؟ تو آپ کیا کہیں گے کہ نہیں سب پاکستانی ہیں۔ اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

گواہ: نہیں میں ان کے معتقدات دیکھوں گا۔

اٹارنی جنرل: آپ ان کے معتقدات میں دخل دیں گے۔

گواہ: ان کے معتقدات ان سے پوچھیں۔ (قہقہہ ایوان گونج اٹھا)

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کی کتابوں میں موجود ہے۔

گواہ: حقیقی معنوں میں نہیں۔ ایک اصلی شیر ہوتا ہے، ایک بہادر کو بھی شیر کہتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: علامہ اقبال نے مرزا کے متعلق بعد میں کیا کہا؟

گواہ: وہ ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ کے پہلے بیان میں کچھ اور ہے اب کچھ اور آخر کیوں؟

گواہ: وہ میں عرض کروں گا۔

اٹارنی جنرل: پہلے کیا کہا؟ کچھ یاد ہے۔

گواہ: آئی ایم سوری۔

اٹارنی جنرل: آپ کے خلیفہ اول نورالدین کے زمانہ میں ایک احمدی نے غیر احمدیوں کو لڑکی دی تو خلیفہ اول نے اسے امامت سے ہٹا دیا اور اسے جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے زمانہ چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا۔ ''انوار خلافت'' میں یہ حوالہ آیا ہوا ہے۔

گواہ: ''انوار خلافت'' مرزا بشیر محمود کی ہے۔

اٹارنی جنرل: لوگوں سے آپ کے تعلقات کیسے تھے۔؟

گواہ: دیکھئے بعض جگہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفت ہوئی۔ جنازے خراب ہوئے، میتیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہوئیں اور اس کی وجہ سے دقتیں پیدا ہوئیں۔

اٹارنی جنرل: چلو بس! اب فرمائیں کہ مرزا بشیر نے کہا ہے کہ 1898ء میں مرزا صاحب نے اپنے فرقہ کے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے شرط عائد کردی کہ احمدی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دی جائے کیا آپ نے اپنے لٹریچر میں اس کی کہیں تردید کی ہے؟

گواہ: مجھے یاد نہیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا محمود احمد کی کتاب ''انوار خلافت'' کے ص 91 پر ہے کہ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا---- ''مرزا صاحب کا ایک بیٹا فوت ہوگیا جو زبانی طور پر آپ کی تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا مجھے یاد ہے کہ آپ ٹہلتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس نیک نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوگیا اور شدت مرض سے مجھے غش آ گیا۔ تو جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ تو یہ آپ فرماتے تھے کہ میری بڑی عزت کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ ورنہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی کے رشتہ دار بھی اس کے ساتھ شامل ہوگئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔'' میں یہ پوچھتا ہوں کہ ایک طرف وہ فرمانبردار ہے اور پھر کہتے ہیں سوشل تعلقات ایسے تھے جس کی بناء پر اتنے درجہ کا آدمی جو کہ اپنے کو محدث سمجھتے ہیں وہ اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھے۔

گواہ: جناب یہ کتاب مرزا بشیر کی ہے۔ وہ ہمارے لیے حجت نہیں۔

اٹارنی جنرل: یہ واقعہ حجت ہے یا نہیں؟

گواہ: کتاب حجت نہیں؟

اٹارنی جنرل: اچھا تو مرزا کا منکر حقیقی کافر نہیں ہوتا؟

گواہ: جی نہیں ہوتا۔

اٹارنی جنرل: اور مسلمان رہتا ہے؟

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: اور اس کے باوجود آپ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟

گواہ: چیک کرلوں گا۔ (ایوان میں صدا بلند ہوئی، چیک بک)

ایک ممبر: چیکنگ کلرک!

اٹارنی جنرل: محدث، نبی کے لیول کا نہیں ہوتا؟

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: بس یہی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ۔

گواہ: ہاں بالکل واضح ہے کہ محدث نبی کے لیول کا نہیں ہوتا۔

اٹارنی جنرل: اب اگر محدث یہ کہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے؟

گواہ: شعر کی بندش کو دیکھیں، یہ نبی علیہ السلام کے عشق میں کھویا ہوا ہے۔ یہ خیال چھوڑو کہ ایک شخص باہر سے آ کر امت محمدیہ کی اصلاح کرے گا۔ محمد رسول اللہ کا غلام چونکہ لفظ ذرا ملتے ہیں کہ غلام احمد یعنی محمد رسول اللہ کا غلام۔

اٹارنی جنرل: پابنہ بمنبرم کہ عیسیٰ اپنا پاؤں بھی میرے منبر پر نہیں رکھ سکتا۔

گواہ: نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے کہ یہ محمد عربی کا منبر ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا غلام احمد کا منبر حضور علیہ السلام کا منبر ہے؟

گواہ: کیا کہا۔ (ایوان سے صدا بلند ہوئی کہ اس کی بکواس بند کراؤ) نہیں

اٹارنی جنرل: مرزا نے کہا کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　　من عرفان نہ کمترم ز کسے

(''نزول المسیح'')

جتنے انبیاء بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ بہت گزر چکے ہیں مگر میں عرفان میں کسی سے کم نہیں۔ کیا یہ محدث کہہ رہا ہے یا کوئی نبی کہہ رہا ہے اور مقابلہ بھی نبیوں سے کر رہا ہے۔ اس وقت میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ ایک شخص محدث ایک شخص آنحضرت کے جوتوں میں بیٹھنے والا ہے۔ خود ہی کہتا ہے کہ میں ان کا غلام ہوں۔ سب انبیاء کو ماننے کا دعویٰ، مگر جب

بھی اپنا مقابلہ کرتا ہے تو کسی ایک نبی کو گھسیٹ لے گا یا کسی اور کو یا سب کو اکٹھا کر کے کہ یہ سب میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب تک وہ خود اس کا دعویٰ نبوت نہ ہو، وہ کیونکر سکتا ہے۔

گواہ: کچھ محکمات ہوتے ہیں، کچھ متشابہات۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔

اٹارنی جنرل: متشابہات پر تفصیلی ایمان کی ضرورت نہیں۔ اجمالی طور پر تفصیل کے بغیر ایمان کافی ہے۔

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: تو اجمالی طور پر مرزا تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے؟

گواہ: میں نے عرض کر دیا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اٹارنی جنرل: ایک سو دفعہ کہا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ ہزار دفعہ کہا کہ نبی ہوں۔ تو اس تضاد کو کیوں دور کیا جائے۔ یا اس کی شاطرانہ چال سمجھی جائے؟

گواہ: آپ کی مرضی (قہقہہ)

اٹارنی جنرل: مرزا نے آگے کہا کہ:

آنچہ دادست ہر نبی را جام   داد آں جام را مرا بتمام

یعنی سارے نبیوں کو جو جام (نبوت) ملا مجھے ان سے بھر کر جام دیا گیا۔ اگر یہ دعویٰ دیکھیں تو پھر آپ کہتے ہیں کہ محدث ہے۔

گواہ: ...... محدث ہی ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ اس ظلی یا مجازی نبی کہتے ہیں؟

گواہ: غیر حقیقی

اٹارنی جنرل: جعلی، نقلی

گواہ: نہیں ظلی یا مجازی۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے یہ کہا کہ مسلمان ناراض ہوں تو نبی کا لفظ کاٹا ہوا سمجھیں۔

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: عبدالحکیم کلانوردی کی اس سے بحث ہوئی۔

گواہ: تو فرمایا کہ اس کو بے شک کاٹا ہوا سمجھیں۔

اٹارنی جنرل: کاٹا ہوا سمجھیں؟

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: تردید شدہ؟

گواہ: جی ہاں۔

مولانا مفتی محمود: یہ صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی کے حوالہ میں دھوکہ سے کام لے رہے ہیں۔ اسی کتاب میں اس سے آگے خود شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ حجرت علینا اسم النبی ہم سے نبی کا نام منع کر دیا گیا، بند کر دیا گیا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبوت کا نام نہیں پا سکتا۔

گواہ: ہاں مفتی صاحب صحیح فرماتے ہیں۔ یہ ہے آگے یہ درج ہے۔

اٹارنی جنرل: پھر تو بات واضح ہو گئی کہ شیخ عبدالقادر کہتے ہیں کہ کوئی نبوت کا نام نہیں پا سکتا اور مرزا کہتا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا ہوں میں نبی اور رسول ہوں۔ تو یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

گواہ: نہ جی شیخ عبدالقادر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ لقب دیا گیا۔

مولانا مفتی محمود: لقب دیا گیا تو نبی کا تو نہیں کہا۔

گواہ: تو پھر کیا لقب دیا گیا۔

مولانا مفتی محمود: لقب دیا گیا غوث کا قطب کا اولیاء کا وغیرہ

گواہ: یہ کہاں ہے؟

مولانا مفتی محمود: حجرت علینا اسم النبی کہ یہ پہلے کلام کی توضیح ہے۔ ہمیں لقب دیا گیا دیگر یعنی غوث، قطب، ابدال وغیرہ کا۔ اس لئے کہ نبی کا نام پانے سے روک دیئے گئے ہیں بوجہ فرمان خاتم النبیین کے۔

اٹارنی جنرل: مرزا کہتا ہے کہ خدا کے حکم کے موافق میں نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو بڑا گناہ ہوگا۔ جس حالت میں خدا میرا نبی نام رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا

ہوں۔ میرا نام رکھ دیا گیا ہے۔

گواہ: بعض بزرگوں کے کلام میں نبی کا لفظ بھی اشارۃً مل جاتا ہے۔

اٹارنی جنرل: میرا سوال جو میں نے پوچھا ہے وہ یہ کہ یہ ایک وکیل ہے یا یہ اسمبلی ہے۔ یہ قانون بناتی ہے، قانون پاس کر دیا انہوں نے۔ اس کے بعد کوئی میرے پاس آتا ہے کہ اس قانون کا مطلب کیا ہے۔ میں اس کی تفسیر کر دوں گا۔ وہ کوئی معنی نہیں رکھتی۔

گواہ: وہ قانون نہیں بنے گا۔

اٹارنی جنرل: مگر جب یہی بات عدالت میں جاتی ہے اور عدالت قانون کی تعبیر کر دیتی ہے تو وہ تعبیر اسمبلی کو بھی ماننی پڑتی ہے۔ اگر وہ اسمبلی کو پسند نہیں تو وہ اور قانون بنائیں گے لیکن عدالت کی تعبیر کو رد نہیں کر سکتے۔ تو اولیاء کی تفسیرات سر آنکھوں پر مگر ان کی حیثیت ایک وکیل کی ہے۔ نبی علیہ السلام کی تعبیر منشائے حق کے ترجمان کی ہے۔ آپ نے خاتم النبیین کی تعبیر لا نبی بعدی سے کر دی ہے۔ اب اس کے بعد کوئی تعبیر کیا معنی رکھتی ہے؟

اٹارنی جنرل: فرمایئے! مرتد کون ہوتا ہے؟

گواہ: جو شخص اسلام کو ایک دفعہ قبول کر لے پھر اسلام کو چھوڑ دے۔

اٹارنی جنرل: کوئی یہ خاص قسم کا اسلام ہے یا عام؟

گواہ: حضور علیہ السلام کا لایا ہوا۔

اٹارنی جنرل: پھر مرزا نے اپنے منکر عبدالحکیم کو مرتد کیوں کہا ہے۔ اس سے تو ثابت ہوا کہ مرزا ہی اصل دین ہے۔

گواہ: یہاں مرتد کے معنی لغوی مراد ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ خود سوچیں کہ آپ کا یہ جواب مرزائی تحریروں کی رو سے صحیح ہے؟ چلو چھوڑیئے وہ مرتد جس کی سزا قرآن شریف میں مقرر ہے، واجب القتل ہے؟

گواہ: مجھے تو قرآن میں کہیں نہیں ملی

اٹارنی جنرل: اسلام میں مرتد کی سزا قتل نہیں ہے؟

گواہ: جی نہیں۔

مولانا عبدالحق: میں نے امام بخاری کی کتاب بخاری ج 2، ص 1022 باب حکم المرتد و المرتدہ کے حوالہ سے ایک آیت کریمہ تلاوت کی تھی کہ وہ اس آیت کو قتل مرتد کے لئے قرار دیتے ہیں تو ان کا یہ کہنا صحیح نہ ہوا کہ قتل مرتد کا حکم قرآن میں نہیں ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہے۔

گواہ: امام بخاری کی روایت ہے۔

مولانا مفتی محمود: بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ **من بدل دینه فاقتلوه** یہ بھی قتل مرتد کے لئے صریح اور صحیح حدیث ہے۔ اس حدیث سے قبل امام صاحب نے کئی آیات باب کے ابتداء میں لکھ کر قرآن سے مرتد کے حکم کو ثابت کیا ہے۔

گواہ: **من بدل دینه** کا کیا معنی کہ جو اپنے دین کو بدل دے یعنی عیسائی سے مسلمان ہو تو عیسائیت چھوڑنے کے باعث قتل کر دیا جائے گا۔

عبدالمنان عمر لاہوری پر جرح

گواہ: خاکسار کا نام عبدالمنان عمر ہے اور حکیم نورالدین کا لڑکا ہوں۔ پنجاب یونیورسٹی سے میں نے مولوی فاضل کیا۔ پھر علی گڑھ چلا گیا۔ 1957ء میں ہاورڈ یونیورسٹی کے سیمینار میں پاکستان سے تین آدمیوں کا ایک وفد گیا تھا۔ اس میں، میں بھی شامل تھا۔

چودھری جہانگیر علی: حکیم نورالدین سے مراد خلیفہ قادیان ہے۔

گواہ: جی ہاں!

اٹارنی جنرل: دیکھئے مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے“ یہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام نبی رکھا ہے اور ان کو بھیجا ہے یہ بھی لغوی معنی ہے؟

گواہ: جی ہاں۔

اٹارنی جنرل: قبلہ مفتی محمود صاحب، آپ مرزا کا عربی حوالہ پڑھ دیں۔

مفتی محمود: عربی عبارت از حمامتہ البشریٰ، ص 2، **والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء**------(ترجمہ) کہ جب کلام قسم کے ساتھ تاکید کیا جاتا ہے تو وہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں تاویل یا تخصیص نہیں ہوتی۔

اٹارنی جنرل: اب مرزا کہتا ہے کہ قسمیہ کلام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، آپ کہتے ہیں کہ یہ لغوی ہوتا ہے، اب کسے صحیح مانیں؟

گواہ: مرزا نے قسم کھا کر کہا کہ میں نبی نہیں ہوں۔

اٹارنی جنرل: ایک دفعہ قسمیہ کہا کہ نبی ہوں، دوسری دفعہ قسمیہ کہا کہ نبی نہیں ہوں تو یہ کردار، اور پریشان کن ہوگیا کہ کونسی صحیح ہے۔

گواہ: دونوں صحیح۔ (قہقہہ)

اٹارنی جنرل: ایک بات نیگیٹو ہے، ایک پازیٹو، آپ کہتے ہیں کہ دونوں صحیح ہیں۔ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں'' اور پھر کہا قسم میں تاویل نہیں اور آپ تاویل کرتے ہیں۔

گواہ: وہ نبی کا لفظ دوسرے معنوں میں ہے۔

اٹارنی جنرل: معانی کا تو جھگڑا ہے کہ، نبی، پہلے کہا کاٹ دو، پھر کہہ دیا کہ نبی ہوں۔ آپ غلط فہمی نہ پیدا کیجئے، خدارا آپ اس کو ختم کر دیجئے۔

گواہ: نبی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اٹارنی جنرل: یہ دیکھیں حکیم نورالدین نے کہا کہ ''جن لوگوں نے مسیح موعود کو دیکھا ہے اور اس کی مجلس میں بیٹھے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ نبی میں ایک خاص کشش ہوتی ہے، اور اس وقت کھل کر بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔''

گواہ: مگر یہاں بھی مجاز ہی ہے۔

اٹارنی جنرل: اگر میں کہوں کہ شیر کے ساتھ بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے تو کیا اس سے نقلی شیر مراد ہوگا، کم از کم اپنے والد کی بات کو تو نہ بگاڑیں۔

گواہ: بہادر آدمی سے بھی ڈر لگتا ہے۔

اٹارنی جنرل: بہادری سے یا اس کی مجلس سے؟

گواہ: جی ہاں، بہادری سے۔

اٹارنی جنرل: اچھا تو آپ کے والد حکیم نورالدین نے کہا کہ ”یہ تو صرف نبوت کی بات ہے، میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود غلام احمد قادیانی صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر دیں اور قرآنی شریعت کو منسوخ کر دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے ان کو واقعی صادق اور متجاب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔“

گواہ: یہ میرے علم میں نہیں۔

اٹارنی جنرل: ہونا بھی نہیں چاہیے، اس لیے کہ آپ کے خلاف جاتا ہے۔

گواہ: یہ ”الفرقان“ سے لیا ہے اور ”الفرقان“ اتھارٹی نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: لیکن ”الحکم“ 18 جولائی 1908ء، 10 مئی 1906ء، کا میرے سامنے ہے۔ اس طرح ”ریویو آف ریلیجنز“ مارچ 1904ء میں اسی طرح ”ریویو“ نومبر 1904ء ص 41، اسی طرح 4 مئی 1911ء وغیرہ، ان میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ اس میں محمد علی وغیرہ لاہوری نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کیا ہے۔

گواہ: مجھے موقع دیا جائے کہ ان کے متعلق کوئی تیاری کر سکوں۔ میں ان کو جب تک چیک نہ کرلوں، جواب دینا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: اسی طرح 24-اگست 1935ء کو لاہوری جماعت کے عبدالرحمٰن مصری نے مرزا کی نبوت کے مطابق حلفیہ شہادت دی۔

گواہ: میں یہ چیک کرلوں، پھر بات چل سکتی ہے۔

مفتی محمود: خدا کے بندے کیا کرتے ہو۔ قرآن مجید میں ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اللہ کے ہاں دین اسلام ہے۔ من بدل دینہ فاقتلوہ اس کا معنی ہوگا کہ جو دین اسلام کو چھوڑ دے۔ وہ مرتد ہے، اور اس تعزیر قتل کا مستحق۔ ایک عام بدیہی بات کو اگر نہیں سمجھ پاتے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب صادق تھے، امتی تھے، محدث تھے، وہ قرآن شریف کے پابند تھے، تو کیا شریعت اسلام اور قرآن کریم انبیاء سابقین کی توہین کو جائز سمجھتے ہیں؟

گواہ: نہ قرآن، نہ حدیث، نہ انسان کا اخلاق، کوئی بھی اجازت نہیں دیتا۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ ''ان کی نانیاں ودادیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کھاؤ پیو اور شرابی کبابی تھا۔'' ''یا وہ موٹے دماغ کا تھا''۔ آپ کے علم میں یہ چیزیں ہیں یا میں مرزا کی کتابوں سے حوالے پڑھ کر سنادوں؟

گواہ: میرے علم میں ہیں۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے کہا کہ ''حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' حق بات یہ اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں یا عیسائیوں کی کتاب سے؟

گواہ: جی ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے حضرت علی کے متعلق فرمایا کہ ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علیؑ تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

گواہ: ایک خیالی علی مراد ہے۔

اٹارنی جنرل: اگر ایک شخص مرزا کی توہین کرے، آپ احتجاج کریں تو وہ کہہ دے کہ خیالی مرزا تھا، تو آپ کی کیا کیفیت ہوگی؟

گواہ: یہ مناسب نہ ہوگا۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے کہا کہ ''میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں''۔

گواہ: نہیں کہا۔

اٹارنی جنرل: یہ عربی میں ہے۔ حضرت مفتی صاحب عربی عبارت پڑھیں گے اور ترجمہ بھی کریں گے۔

مفتی صاحب: ''آئینہ کمالات اسلام'' مرزا کہتا ہے " **تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفھا– و یقبلنی و یصدق دعوتی– الا ذریتہ البغایا فھم لا یقبلون**– ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت ومودت سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

اٹارنی جنرل: پھر آپ اِدھر اُدھر سر کیوں مارتے ہیں؟

گواہ: ذریۃ البغایا کنجری کی اولاد کیسے ہوا۔

مولانا ظفر احمد انصاری: دیکھئے ’’لجۃ نور‘‘ مرزا کی کتاب ہے، اس میں بغیہ کا سات مقامات پر مرزا نے بدکار عورت ترجمہ کیا ہے۔

اٹارنی جنرل: ایک شخص آپ کے نزدیک محدث ہے، نبی نہیں ہے، وہ کہتا ہے کہ ’’مجھے مانو ورنہ ولدالحرام ہو جاؤ گے‘‘ یہ کیا زبان ہے؟

گواہ: اسلام کے مخالفین کو کہا۔

اٹارنی جنرل: کہ وہ سب ولدالحرام ہیں۔

گواہ: جی۔

اٹارنی جنرل: آپ نے فرض کرلیا ہے کہ ارادتاً میری بات کا جواب نہیں دینا۔ مرزا نے یہ کہا ہے یا نہیں۔

گواہ: کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: سکھوں کی حکومت نے مسلمانوں کی اذانوں پر پابندی عائد کی اور مرزا صاحب کے باپ سکھوں کی فوج میں جرنیل تھے۔ یہ درست ہے؟

گواہ: (سر ہلایا)

اٹارنی جنرل: سر ہلایا ہے، ریکارڈ میں نہیں آیا، ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

گواہ: جی سکھوں کی فوج میں جرنیل تھے۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے جہاد کا انکار کیا ہے۔

گواہ: فساد کا انکار کیا ہے۔

اٹارنی جنرل: ’’دین کے لئے حرام ہے جہاد‘‘ یہ کہا ہے؟

گواہ: جی کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: انگریزی کی اطاعت فرض اور جہاد حرام۔ اچھا تو چلئے مرزا نے یہ کہا کہ ’’میں گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہوں‘‘۔ یہ اس کی اپنی عبارت ہے۔

گواہ: جی ہے۔۔۔۔ دیکھئے خود کاشتہ جماعت کو نہیں کہا بلکہ اپنے خاندان کو کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب مغل خاندان کے تھے۔ مغل خاندان سمرقند سے آئے تھے۔ بابر کے زمانے میں یہ انگریز نے کیسے کاشت کیا۔ ان کا خاندان تو خود کاشتہ پودا نہ ہوا یہ تو کوئی عقل نہیں مانتی، اب سوال رہ گیا مرزا صاحب کا نمبر 2 وہ آ جاتے ہیں، وہ بھی انگریزی سے پہلے کے تھے۔ اسے انگریز نے کاشت کیا کرنا تھا، وہ تو اللہ کے بندے تھے۔ اب باقی مرزا کی جماعت رہ جاتی ہے جس کے متعلق مرزا کہتا ہے کہ ''یہ آپ کا خود کاشتہ پودا ہے''۔

گواہ: خاندان کے متعلق کہا۔

اٹارنی جنرل: اچھا تو نبی صاحب کا خاندان انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔

گواہ: جی کہا ہے۔

اٹارنی جنرل: مرزا نے انگریز کو خط لکھا کہ اس خود کاشتہ پودا کی آبیاری کرو، فکر کرو۔

گواہ: سرسید نے کہا۔

اٹارنی جنرل: ایسے نہیں کہا، آپ اس وقت مرزا کی بات کریں، یہ کہا۔ آپ کہتے ہیں کہ خود کاشتہ سے مراد خاندان ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ خود کاشتہ پودا کی فکر کرو یعنی مرزا کو اپنے خاندان کی فکر تھی، باقی جماعت بھاڑ میں جائے، مسلمان کھڈے میں جائیں مگر مرزا کا خاندان بچ جائے۔ یہ تو خود غرضی ہوئی۔ فرمائیے کیا نبی خود غرض ہوتا ہے؟

گواہ: وہ تو ایک خط تھا۔

اٹارنی جنرل: اسی خط میں ملکہ وکٹوریہ سے اپنے خاندان کی خیرات مانگی تھی۔

گواہ: نہیں، مسلمانوں کے لئے۔

اٹارنی جنرل: اپنی جماعت کے لئے؟

گواہ: جی۔

اٹارنی جنرل: ابھی تو آپ نے جماعت کا انکار کیا تھا۔ (قہقہہ)

جناب چیئرمین: آپ نے مرزا ناصر کی بیعت کی ہے۔

گواہ: نہیں۔

جناب چیئرمین: کیوں؟

گواہ: میں پیدائشی احمدی تھا۔

اٹارنی جنرل: تو اس کا معنی یہ ہے کہ جب تک ربوہ والوں کے ساتھ آپ تھے، آپ نے مرزا کو نبی مانا، جب لاہوری ہوئے نبی نہ مانا۔ اختلاف ہوا۔ ربوہ والوں سے اور سٹیٹس لو کر دیا مرزا کا۔ (قہقہہ) دیکھیں مرزا نے ''تحفہ گولڑویہ'' میں کہا ہے کہ ''جب مسیح نازل ہوگا تو دوسرے فرقوں کو، جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا۔''

گواہ: جی۔

اٹارنی جنرل: تو دعویٰ کرنے والے کون لوگ مراد ہیں؟

گواہ: اس سے مراد وہ ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: وہ صرف مدعی اسلام ہیں، حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں۔

گواہ: جی بالکل۔

اٹارنی جنرل: دیکھیں ایک حقیقی مسلمان تو وہی ہوسکتا ہے کہ کسی قسم کا گنہگار نہ ہو اور کافر نہ ہو۔

گواہ: بالکل۔

اٹارنی جنرل: فرمایئے احمدیوں کی تعداد کتنی ہوگی؟

گواہ: ہمیں معلوم نہیں ہے۔

گواہ مرزا مسعود بیگ: مجھے اجازت ہو تو میں ممبران کا شکریہ ادا کرلوں۔

مسٹر چیئرمین: شکریہ تو اتنی بات سے بھی ہوگیا۔

گواہ: نہیں مجھے ایک منٹ۔

مسٹر چیئرمین: اچھا بول لیں۔

گواہ: میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑی فراخدلی اور تحمل سے ہماری باتوں کو سنا۔ ہم اسلام کے خادم ہیں۔ مرزا قادیانی قطعاً مدعی نبوت نہ تھا۔

مفتی محمود: یہ شکریہ ہے یا ممبران کو کنویسنگ ہو رہی ہے۔

نوٹ: 28-اگست کو لاہوری گروپ پر جرح ختم ہوگئی۔ اس کے بعد 5 ستمبر کو اٹارنی جنرل کا بیان ہوا۔

اٹارنی جنرل کا بیان

اٹارنی جنرل: میری سرکاری حیثیت بطور اٹارنی جنرل کے ہے۔

جناب والا! جہاں تک شہادت کا تعلق ہے، میری کوشش ہوگی جو کچھ ریکارڈ پر شہادت موجود ہے، اسے مختصر طور پر پیش کروں لیکن بحیثیت اٹارنی جنرل، میں ایوان کا رکن نہیں ہوں، اس لیے نہ تو میں کوئی فیصلہ جج کی طرح دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض ہے کہ میں غیر جانبدارانہ طور پر اس ایوان کی امداد کروں۔

جناب والا! جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے وہ تو معزز اراکین نے ہی کرنا ہے۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ یہ ایک بہت ہی منصفانہ فیصلہ ہوگا۔ صحیح فیصلہ ہوگا جو کہ ملک کے عوام کی خواہشات اور احساسات کے مطابق ہوگا۔ ہمیں اسلام اور ملک کے مفادات کو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

جناب والا! ایوان کے سامنے ایک ریزولیشن اور ایک تحریک ہے۔ تحریک، جو کہ معزز وزیر قانون نے پیش کی تھی، کا متن حسب ذیل ہے۔

’’رولز آف بزنس کے قاعدہ نمبر 205 کے تحت میں مندرجہ ذیل تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیتا ہوں۔ یہ کہ یہ ایوان ایک ایسی خصوصی کمیٹی کی تشکیل کرے جو کہ پورے ایوان پر مشتمل ہو۔ اس کمیٹی میں وہ تمام اشخاص شامل ہوں جو ایوان کو خطاب کرنے کا حق رکھتے ہوں۔ نیز ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا استحقاق رکھتے ہوں۔ سپیکر صاحب اس خصوصی کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور یہ کمیٹی مندرجہ ذیل امور سرانجام دے۔

(1)...... دین اسلام کے اندر ایسے شخص کی حیثیت یا حقیقت پر بحث کرنا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبیؐ ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

(2)...... کمیٹی کی جانب سے متعین کردہ میعاد کے اندر اراکین سے تجاویز، مشورے، ریزولیشن وصول کرنا اور ان پر غور کرنا۔

(3)...... مندرجہ بالا متنازعہ امور کے بارے میں شہادت لینے کے بعد اور ضروری دستاویزات پر غور کرنے کے بعد سفارشات پیش کرنا۔

کمیٹی کی کارروائی کے لئے ’’کورم‘‘ چالیس اشخاص کا ہوگا، جن میں سے دس کا تعلق

ان پارٹیوں سے ہوگا جو کہ قومی اسمبلی کے اندر حکومت کی مخالف ہیں یعنی حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں۔''

جناب والا! ایک دوسرا ریزولیشن ہے جو کہ اس ایوان کی سینتیس (37) معزز اراکین نے پیش کیا تھا۔ (اس مرحلہ ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت سنبھالی اور چیئرمین صاحب نے کرسی صدارت چھوڑ دی)

جناب والا! اس ریزولیشن کا متن یہ ہے:

''ہم مندرجہ ذیل قرارداد پیش کرنے کی التماس کرتے ہیں۔ ہرگاہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

اور ہرگاہ مرزا غلام احمد کا جھوٹا دعویٰ نبوت، کئی ایک قرآنی آیات کی غلط تاویل کرنے کی کوشش اور جہاد کو منسوخ کرنے کی کوشش، یہ سب باتیں اسلام کے بنیادی اصول کے ساتھ دغا اور فریب ہیں۔

اور ہرگاہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) سراسر سامراج کا پیدا کردہ تھا جس کا واحد مقصد اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اسلام کو بدنام کرنا تھا۔

اور ہرگاہ تمام ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا اسے کسی شکل میں بھی مذہبی رہنما یا مصلح تصور کرتے ہوں، تمام کے تمام دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ اس کے پیروکار، خواہ وہ کسی بھی نام سے جانے جاتے ہوں، سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک سے باہر تخریب کاری میں ملوث ہو رہے ہیں۔

اور ہرگاہ 6- اپریل تا 10- اپریل 1974ء کو مکہ المکرمہ میں ورلڈ مسلم آرگنائزیشن کی کانفرنس، جو کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقد ہوئی اور جس میں تمام دنیا کی 140 تنظیموں نے حصہ لیا، اس کانفرنس نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ قادیانیت، اسلام اور تمام عالم اسلام کے خلاف

39 ایک تخریبی تحریک ہے، جو کہ محض جھوٹ اور فریب سے اپنے کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتی ہے۔

''ہر گاہ ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والے، خواہ وہ اسے نبی مانتے ہوں یا مذہبی رہنما یا مصلح تصور کرتے ہوں، اسلام کے دائرے سے خارج ہیں''۔

پھر آگے چل کر

(''مرزا غلام احمد کے) پیروکار، خواہ وہ کسی نام سے پکارے جاتے ہوں، سب کے سب اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہوئے ملک کے اندر اور ملک کے باہر تخریب کاری میں ملوث ہو رہے ہیں''۔

یہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے بعد مطالبہ ہے۔ کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دو۔ یعنی غیر مسلم مذہبی اقلیت اور آئین میں ترمیم کرو اور انکے جائز قانونی حقوق کا تحفظ کرو۔ کیا آپ تخریب کاری کو دوام دینا چاہتے ہیں؟۔

آخر میں جناب والا! میں اپنی طرف سے تشکر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے آپ (چیئرمین صاحب) کا اور پھر تمام اراکین کا، جنہوں نے میرا نقطہ نظر سمجھنے میں میری امداد فرمائی۔ مجھے بالخصوص تو کسی کا ذکر نہیں کرنا چاہیے، تاہم پھر بھی میں مولانا ظفر احمد انصاری صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں، جنہوں نے میری بہت امداد فرمائی اور جناب عزیز احمد بھٹی کا بھی دونوں احباب نے میری بہت اعانت فرمائی۔ درحقیقت میں ہر رکن کا ہی شکر گزار ہوں، سب نے ہی میری معروضات سمجھنے میں میری امداد فرمائی۔ مجھے امید ہے کہ جو گزارشات میں نے پیش کی ہیں وہ کسی قدر کارآمد ہوں گی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

مسٹر چیئرمین: جناب اٹارنی جنرل، میں اپنی طرف سے ایوان کمیٹی کے اراکین کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ بات ریکارڈ پر رہے کہ آپ نے کس قدر محنت اور کاوش ان مہینوں میں کی ہے، جو کہ نہ صرف کمیٹی کے لئے، بلکہ پورے ملک کی خاطر تھی، ہم سب اس کے لئے شکر گزار ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

اب میں معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں اگر ان میں سے کوئی صاحب کچھ کہنا چاہیں۔

اجلاس ملتوی ہوا۔ 7۔ ستمبر چار بجے اسمبلی کا فیصلہ کن اجلاس ہوا۔ تفصیلات تیسری جلد

میں پیش ہوں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

جس میں قادیانیوں کے بارے میں آئین پاکستان میں ترمیم کی گئی۔

آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔ (2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2...... آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعدازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج ذیل کیے جائیں گے۔

3...... آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (3) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو آخری نبی ہیں، کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان

نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

قادیانیوں کے بارے میں قومی اسمبلی کی کارروائی خفیہ کیوں؟

''سوال...... جب مسئلہ ختم نبوت اسمبلی میں گیا تو اس بحث کی کارروائی خفیہ کیوں رکھی گئی۔ اجلاس خفیہ کیوں ہوتے رہے؟

جواب...... بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ ان کا نقطہ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا۔ لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالتؐ کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کر دینا ایک انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے، لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورت حال سے بچنے کے لئے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے اس کو زبان وقلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے''۔

(قومی اسمبلی کے سابق سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری صاحب صاحب کا انٹرویو، روزنامہ ''جنگ'' جمعہ میگزین 3-9 ستمبر 1982ء)

ربوہ

(شورش کاشمیری)

اس نامراد شہر کی ہیبت منائے جا
ربوہ غلام مقام ہے اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
محرابیوں کی پود ہے منقاد زیر پے
یہ آلگے ہیں گور کنارے دبائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمدؐ سے انتساب
ان کے حضورؐ عشق کے دیپک جلائے جا
آئے گی موت واقعۂ ایک دن ضرور
پھر موت کیا ہے کچھ نہیں غیرت دکھائے جا
ناموس مصطفیٰؐ کا تقاضا ہے ان دنوں
مہر و وفا کے نام پہ گردن کٹائے جا
اسلام سے دغا کا نتیجہ ہے خودکشی
اس پر فریب دور کے چھکے چھڑائے جا
مت ڈر کسی مسیلمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو راہ سے ہٹائے جا
حکام کج نہاد کا اب خوف ہیچ ہے
خوف خدائے پاک دلوں پر بٹھائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا
شورش قلم کی خارہ شگافی کے زور پر
نسل نوی کو خواب گراں سے جگائے جا

لال حسین اختر رحمہ اللہ
احتساب قادیانیت سے اقتباسات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ اولین

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کا وجود قادیانیت کے لیے تازیانہ خداوندی تھا۔ آپ نے نصف صدی خدمت اسلام اور تحفظ ناموس رسالت کا مقدس فریضہ سرانجام دیا۔ اندرون و بیرون ملک آپ کی خدمات جلیلہ کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان گرانقدر خدمات میں حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، قطب الارشاد عبدالقادر رائے پوریؒ کی دعائیں، سرپرستی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی رفاقت کا بہت بڑا دخل ہے۔ ان خدمات کو اس سے بڑھ کر اور کیا خراج پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ایک مناظرہ میں مولانا لال حسین اخترؒ کو نہ صرف اپنا نمائندہ بنایا، بلکہ ان کی فتح و شکست کو اپنی فتح و شکست قرار دیا۔

مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء مرحومین کا صدقہ جاریہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے جب تک اس جماعت کے خدام و رضا کار دنیا کے کسی بھی حصہ میں منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کریں گے ان حضرات کی مقدس ارواح کو برابر ثواب و تسکین حاصل ہوتی رہے گی۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ نے متعدد عنوانوں پر قلم اٹھایا۔ تقریر کی طرح تحریر بھی غضب کی گرفت اور مناظرانہ استدلال سے دشمن کو لاجواب کر دینے کی شان نمایاں ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ نے اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

یہ کتاب چودہ مختلف رسائل ومضامین کا حسین گلدستہ ہے جو گلہائے رنگا رنگ سے مزین کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ بے حدو حساب حمد وثناء اس ذات باری تعالیٰ کی جس کی عنایت کردہ توفیق سے اس کتاب کو شائع کر رہے ہیں۔ کروڑوں درود وسلام اس ذات بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی وصف خاص ''ختم نبوت'' کے پھریرے کو چار دانگ عالم میں لہرانے کا شرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کو حاصل ہے۔

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان۔ پاکستان

عزیز الرحمٰن جالندھری ۱۹۸۸-۱-۲۹

مولانا لال حسین اور قادیانیت

قادیانی جماعت نے اپنے اخبار الفضل میں جماعتی طور پر باضابطہ اعلان کیا تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر سے کوئی قادیانی مناظرہ نہ کرے...... چنانچہ ساہیوال کے جلسہ میں لال حسین اختر نے مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو خطاب کرتے ہوئے بار بار کہا آؤ مناظرہ کرو۔ تم مذہبی جماعت نہیں۔ بلکہ سیاسی جماعت ہو۔ عنوان ہو کہ قادیانی کافر تھا۔ انگریز کا جاسوس تھا۔ دجال تھا۔ کذاب تھا۔ گونگا شیطان تھا۔ اگر نہ آؤ تو لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ فرشتوں کی لعنت، آسمان کی لعنت، زمین کے بسنے والوں کی لعنت میں اللہ پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مرزائی مقابلہ پر آئے تو دن کے تارے نہ دکھائے تو لال حسین اختر میرا نام نہیں۔ کوئی مرزائی میرے سامنے بول نہیں سکتا۔ کوئی میرے سامنے آیا تو ناطقہ بند ہو جائے گا ...... اس لئے میں (زین العابدین قادیانی ناظر دعوۃ و ارشاد) مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو کھلے الفاظ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مناظروں کے لئے ان کے چیلنجوں پر قطعاً توجہ نہ کی جائے بلکہ ان کے کسی ایسے جلسوں میں کسی احمدی کو شریک نہ ہونا چاہیے"۔

(الفضل یکم جولائی 1950ء، ص4)

اسی طرح ۵ جولائی ۱۹۵۰ء کے اخبار میں لکھا کہ:

"ناظر دعوۃ تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) ربوہ نے ایک مضمون مورخہ یکم جولائی ۵۰ء الفضل میں شائع فرما کر مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) اور احباب جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ بد سے بدزبان مولوی لال حسین اختر سے کلام کرنے میں احتراز کریں"۔

مولوی لال حسین اختر اکثر مناظروں میں فرمایا کرتے تھے کہ: "ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو لال حسین اختر سے آکر مناظرہ کرے۔ قادیانی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں۔ لال حسین کے سامنے مرزا غلام احمد (اپنے چیف گرو ولاٹ پادری) کو شریف انسان ثابت نہیں کر سکتے"۔

باقی رہا قادیانیوں کا یہ عذر کہ مولانا لال حسین اختر گالیاں دیتے ہیں یہ صرف مولانا

کی گرفت سے بچنے کی قادیانی چال ہے۔ یہ ان کا بدترین الزام تھا۔ دھوکہ تھا۔

گرآن چیزے کہ مے بیتم مریداں نیز دیدندے
زمرزا توبہ کردندے بچشم زار و خوں بارے

خدائے واحد وقدوس کے فضل وکرم سے ''ترک مرزائیت'' کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی جو میرے وہم وگمان میں نہ تھی۔ عامۃ المسلمین نے عموماً اور حضرات علمائے کرام نے خصوصاً اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنی مشہور ومعروف اور لاجواب کتاب ''خاتم النبیین'' میں متعدد مقامات پر ''ترک مرزائیت'' سے حوالہ جات درج فرمائے ہیں۔ **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

میرا چالیس سالہ تجربہ شاہد ہے کہ میری زندگی میں مرزائیوں کو جرأت نہیں ہوگی کہ ''ترک مرزائیت'' کے جواب میں قلم اٹھاسکیں (ایسے ہی ہوا)

اپنی جگہ تو سب کو ہے دعویٰ مردی — میدان کارزار میں اترے تو مرد ہے
ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں — نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
میری انتہائی نگارش یہی ہے — تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں
تیرے مہر کرم نے بخشی ہر ذرے کو تابانی — تیرے نقش قدم کے نور سے دنیا ہوئی روشن

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے طفیل ایک راہ راست سے بھٹکا ہوا عاصی بندہ ایک گنہگار انسان جو آٹھ سال تک تاریکی کے گڑھے اور کفر وضلالت کے اندھیرے غار میں حیران وسرگردان رہا اسلام کے پرنور عالم اور روشنی کی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔

میری تبلیغی زندگی کا آغاز تحریک خلافت کا مرہون منت ہے۔ ۱۹۱۴ء میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی جرمنی سے پہلے جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ عراق، عرب،

فلسطین، شام اور مصر سلطنت ترکی کے زیر نگیں تھے۔

برطانیہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست فاش کا سامنا ہو رہا تھا۔ اپنی بگڑتی ہوئی حالت کے پیش نظر برطانیہ اور اس کے حلیفوں نے روس اور امریکہ سے مدد مانگی۔ ان دونوں ملکوں کی حکومتوں نے برطانوی عرضداشت کو منظور کر کے جرمنی اور ترکی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ 1918ء میں جرمنی اور ترکی کو شکست ہوگئی۔

انگریزوں نے عراق و فلسطین کے مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ترکی حکومت کی طرف سے عرب کے گورنر شریف حسین نے ترکی سلطنت سے غداری کر کے اپنی خود مختار بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف میں سینکڑوں ترکوں کو شہید کر دیا گیا۔ انگریزوں کے قبضہ سے مسلمانان عالم میں کہرام برپا ہو گیا۔

تحریک خلافت:

ہندوستان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت حکیم محمد اجمل خان، حضرت مولانا ظفر علی خان، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا شوکت علی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا حسرت موہانی کی قیادت میں خلافت اسلامیہ کی بقاء کے لئے تحریک خلافت شروع ہوئی۔

مارچ 1920ء میں حضرت مولانا محمد علی جوہر، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی اور سید حسن امام صاحب بیرسٹر پر مشتمل ایک وفد لندن گیا اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج سے ملا۔ مقامات مقدسہ کے بارے میں برطانوی حکومت کا وعدہ یاد دلایا اور خلافت کے متعلق مسلمانان ہندوستان کے دینی احساسات سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اپنے وعدہ کا ایفاء کیجئے اور مقامات مقدسہ سے برطانوی قبضہ اٹھا لیجئے برطانوی وزیر اعظم نے وفد کے مطالبے کو مسترد کر دیا وفد ناکام واپس آ گیا۔ پروگرام یہ تجویز ہوا تھا۔

1- انگریزی فوج اور پولیس کی نوکری چھوڑ دی جائے۔

2- انگریزی حکومت کے لئے ہوئے خطابات واپس کیے جائیں۔

3- انگریزی درسگاہوں سے طلباء اٹھا لیے جائیں۔

4- ولایتی مال کا بائیکاٹ کیا جائے۔

5- ہاتھ کا بنا ہوا کھدر پہنا جائے۔

6- انگریزی حکومت سے عدم تعاون کیا جائے، اس کے خلاف نفرت پیدا کی جائے اور ہندوستان کی جیلیں بھر دی جائیں۔

تحریک خلافت میں شمولیت

میں اورینٹیل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تحریک خلافت شروع ہوئی علماء کرام نے شریعت مطہرہ کے احکامات کے تحت حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کے فتویٰ کی تعمیل کرتے ہوئے کالج چھوڑ دیا۔ اپنے وطن مالوف دھرم کوٹ رندھاوا اور بارہ منگا ضلع گورداسپور چلا گیا لیکن ایک خواہش تھی جو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔ ایک آرزو تھی جو نچلا نہ بیٹھنے دیتی تھی۔ ایک ارمان تھا کہ جس نے معمورۂ دل کو زیر وزبر کر رکھا تھا حسرت تھی تو یہی، تمنا تھی تو یہی کہ جس طرح ہو اپنے دین ہاں پیارے اسلام کی خدمت کروں۔

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دار فانی میں کچھ اچھے کام کر لو چار دن کی زندگانی میں

عقل نے لاکھ سمجھایا دوستوں اور رشتہ داروں نے قید و بند کا خوف دلایا تو میرے جذبہ ایمان نے کہا:

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں مجھے تو راہروں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

میں نے کسی کی ایک نہ مانی اور مشہور و معروف شعر

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا توکلت علیٰ اللہ تعالیٰ

کا ورد کرتے ہوئے خلافت کمیٹی میں شمولیت کی۔ آٹھ نو ماہ ضلع گورداسپور میں خلافت کمیٹی بٹالہ کے زیر ہدایت آنریری تبلیغ و تنظیم کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ مولانا مظہر علی اظہر ایڈووکیٹ کی معیت میں مختلف مقامات کا دورہ کیا اور پورے زور سے خلافت کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ کی۔ پولیس نے مجھے عید کے دن گرفتار کیا اور فسٹ کلاس فرنگی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش

کردیا، مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ آپ پر بغاوت کا مقدمہ ہے جس کی سزا چودہ سال قید سخت ہوسکتی ہے میں نے کہا:

یہ سب سوچ کر دل لگایا ہے ناصح　　　نئی بات کیا آپ فرما رہے ہیں

مجسٹریٹ نے کہا اگر آپ اپنی تقریروں کے متعلق تحریری معذرت کردیں تو مقدمہ واپس لے کر آپ کو رہا کردیا جاتا ہے میں نے جواب دیا:

جلا دو پھونک دو سولی چڑھا دو ،خوب سن رکھو

صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

مجسٹریٹ نے پولیس کے چند ٹاؤٹ گواہوں کی سرسری شہادت کے بعد مجھے ایک سال قید سخت کا حکم سنایا۔ ایک سال کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گزاری۔ رہائی سے کچھ عرصہ پہلے جیل میں ہی مجھے اخبارات سے معلوم ہوا کہ مشہور آریہ سماجی لیڈر سوامی سردھانند اور آریہ سماج نے صوبہ یو۔ پی میں ملکانوں اور علم دین سے بے بہرہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تحریک زور شور سے جاری کی ہے۔ اس تحریک سے مسلمانان ہندوستان میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ ارتداد روکنے کے لئے جمعیۃ العلماء ہند، خلافت کمیٹی، مدرسہ عالیہ دیوبندی، حنفی، اہل حدیث اور شیعہ جملہ مکاتب فکر کے مسلمان علماء وزعماء آریہ سماج کے مقابلہ میں میدان تبلیغ میں نکل آئے۔

مرزائیت میں داخلہ

جیل سے رہا ہوتے ہی گردوپیش کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ مجھے آریہ سماج اور شدھی وارتداد کے مقابلہ پر حفاظت واشاعت اسلام کا کام کرنا چاہیے ،آریوں نے پنجاب کو مناظروں کا اکھاڑا بنا رکھا تھا میں نے آریہ سماج کے متعلق لٹریچر مہیا کیا، اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ضلع گورداسپور کے مختلف مقامات پر صداقت اسلام اور آریہ سماج کی تردید پر متعدد تقریریں کیں، فروری 1924ء میں تحصیل شکر گڑھ کے ایک جلسہ میں لاہوری مرزائیوں کے چند مبلغین سے میری ملاقات ہوئی۔

مرزائی مذہب کے متعلق معمولی مطالعہ تھا اس لئے میں نے تبلیغ اسلام کے نام پران کے دام تزویر میں پھنس گیا اور مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی مجددیت ومہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا، ان کے تبلیغی کالج میں داخل ہوا۔ تین سال میں ایک اور مرزائی طالب علم اور میری تعلیم پر پچاس ہزار روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی۔

قرآن مجید کی تفسیر، حدیث، بائبل، عیسائیت، ہندی، سنسکرت، ویدوں، آریہ سماج اور علم مناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔

ترک مرزائیت

1931ء کے وسط میں، میں نے یکے بعد دیگرے متعدد خواب دیکھے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نہایت گھناؤنی شکل دکھائی دی اور اسے بری حالت میں دیکھا۔

دوگونہ رنج وعذاب است جان مجنون را　　بلائے فرقت لیلیٰ وصحبت لیلیٰ

حقیقت یہ ہے کہ جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنا ہی مرزائیت کا کذب مجھ پر واضح ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ الہام، مجددیت، مسیحیت، نبوت وغیرہ میں مفتری تھا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ قیامت سے پہلے اس دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔

تیرے رندوں پہ سارے کھل گئے اسرار دین ساقی
ہوا علم الیقین عین الیقین حق الیقین ساقی
صداقت کے لئے گر جاں جاتی ہے تو جانے دو
مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

چنانچہ میں اشکبار آنکھوں اور کفر وارتداد سے پشیمان اور لرزتے ہوئے دل سے اپنے رحیم وکریم خداوند قدوس کے حضور کفر مرزائیت سے تائب ہوگیا توبہ کے بعد دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی۔

عصیان ما ورحمت پروردگار ما　　ایذیں رانہایتے است نہ آں رانہایتے

میرے غفور ورحیم مالک:

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا — پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر — لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا
یا رب تو کریمی و رسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

میں نے یکم جنوری 1932ء کو احمدیہ انجمن لاہور کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا جو 24 جنوری کو منظور کرلیا گیا۔

ترک مرزائیت کا اعلان

1932ء کی ابتداء میں انگریز اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف تحریک کشمیر انتہائی عروج تک پہنچ چکی تھی مجلس احرار اسلام کے ایک درجن سے زائد مجاہدین شہید ہوچکے تھے۔ مجلس کے تمام رہنما اور چالیس ہزار سرفروش رضا کار جیل خانوں میں محبوس تھے۔ برطانوی حکومت نے عام اجتماعات پر پابندی عائد کررکھی تھی۔ حالات کچھ سازگار ہوئے پابندیاں ختم ہوئیں تو احباب کی طرف سے ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا قد آدم اشتہار شائع کیے گئے کہ 7 مئی 1932ء بعد نماز عشاء، باغ بیرون موچی دروازہ لاہور جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں مولانا لال حسین اختر جن کی تعلیم پر مرزائیوں نے پچاس ہزار سے زائد روپیہ خرچ کیا تھا اور وہ جماعت مرزائیہ لاہوریہ کے مشہور مبلغ ومناظر تھے، ترک مرزائیت کا اعلان کریں گے اور ترک مرزائیت کے وجوہ اور ناقابل تردید دلائل بیان کریں گے۔ ان کی تقریر کے بعد مرزائیوں کے نمائندہ کو سوال و جواب کے لئے وقت دیا جائے گا۔ اندرون شہر اور بیرون شہر منادی کی گئی، بعد نماز عشاء کم از کم تیس ہزار کے مجمع میں میں نے ترک مرزائیت کے موضوع پر تین گھنٹے تقریر کی۔ سٹیج کے بالمقابل مرزائی مبلغین ومناظرین کے لیے میز اور کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ میری تقریر کے بعد صاحب صدر نے اعلان کیا کہ حسب وعدہ مرزائی صاحبان کو مولانا لال حسین اختر کی تقریر پر سوال وجواب کے لئے وقت دیا جاتا ہے تاکہ حاضرین مرزائیت کے صدق وکذب کا اندازہ لگا سکیں۔ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مبلغ ومناظر موجود تھے لیکن کسی کو ہمت وجرأت نہ ہوئی کہ وہ میرے مقابلہ میں آسکیں۔ صاحب صدر کی دعا کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔

لالچ اور قاتلانہ حملے

اس عظیم الشان جلسے اور مرزائیت کی شکست کی روداد اخبارات میں شائع ہوئی تو ملک کے طول وعرض سے مجھے تقریر کے لئے دعوتوں کا لگا تار سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں اور قصبات میں میری بیسیوں تقریریں اور مرزائیوں سے پانچ چھ نہایت کامیاب مناظرے ہوئے ان ایام میں اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ لاہور کے بالمقابل میرا قیام تھا۔ میری تقریروں اور مناظروں کی کامیابی سے متاثر ہو کر مرزائیوں کے ایک وفد نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے کہا کہ آپ نے اپنی تحقیق کی بناء پر احمدیت ترک کر دی ہے آپ کے موجودہ عقائد کے متعلق ہم آپ سے کچھ نہیں کہتے ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ آپ کی تقریریں اور مناظرے ہمارے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ سوائے تقریروں اور مناظروں کے آپ کی مالی آمد کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ جماعت احمدیہ آپ کو پندرہ ہزار روپے کی پیشکش کرتی ہے۔

آپ ہم سے یہ رقم لے لیں اور اس سے جنرل مرچنٹ یا کپڑے کا کاروبار شروع کر لیں۔ اور ہمیں اشٹام لکھ دیں کہ میں پندرہ سال تک احمدیت کے خلاف نہ کوئی تقریر کروں گا اور نہ مناظرہ اور نہ ہی کوئی تحریری بیان شائع کروں گا۔ اگر اس معاہدہ کی خلاف ورزی کروں تو جماعت احمدیہ کو تیس ہزار روپیہ ہرجانہ ادا کروں گا۔ یہ بھی کہا کہ احمدیت کی تردید کوئی ایسا فرض نہیں جس کے بغیر آپ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ حنفیوں اہل حدیثوں اور شیعوں میں ہزاروں علماء ایسے ہیں جو احمدیت کی تردید نہیں کرتے اگر وہ تردید احمدیت کے بغیر مسلمان رہ سکتے ہیں تو آپ بھی مسلمان رہ سکتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا آپ صاحبان کو یہ ہمت کیسے ہوئی کہ مجھے لالچ کے فتنے میں پھانسنے کی جرأت کریں میں ان علماء کرام کے طریق کار کا ذمہ دار نہیں، جو تردید مرزائیت سے اجتناب کرتے ہیں میرے لیے تو استیصال مرزائیت کی جدوجہد فرض عین ہے کیونکہ میں نے مدت مدید تک اس کی نشرواشاعت کی ہے۔ مجھے تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہے، دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا لالچ مجھے تردید مرزائیت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ قریباً ایک گھنٹے کی گفتگو کے بعد مجھ سے مایوس ہو کر اٹھ کھڑے

ہوئے اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ آپ نے ہمارے متعلق نہایت خطرناک طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے آپ کے لئے اس کا نتیجہ تباہ کن ہوگا میں نے انہیں کہا:

مواحد پہ در پائے ریزی زرش　　　　خبر شمشر ندی نئی پر سرش

ایک دفعہ بعد نماز عشاء بیلوں ڈلہوزی کی مسجد میں تردید مرزائیت پر میری تقریر ہو رہی تھی۔ ایک مرزائی جس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا میز کے نزدیک آیا ایک مسلمان نے پکڑ لیا، مرزائی نے کمبل میں چھرا چھپا رکھا تھا۔ سب انسپکٹر جلسہ میں موجود تھا۔ اس نے اسی وقت مرزائی کو گرفتار کر کے چھرا اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے تھانے کے حوالات میں بند کر دیا، دوسرے دن علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر دیا۔ مجسٹریٹ نے ملزم سے چھ ماہ کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لے لی، لاہور کے اخبارات میں مجھ پر ڈیرہ بابا نانک کے حملہ کی خبر شائع ہوئی تھی، حضرت مولانا ظفر علی خان نے زمیندار میں ایک شذرہ سپرد قلم فرمایا تھا۔

مجلس احرار اسلام کے زعماؤں کو مجھ پر مرزائیوں کے حملوں کا علم ہوا تو قائد احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے ناظم دفتر سے فرمایا کہ مرزائیوں کی جارحیت کا جواب دینے کے لئے جلسہ کا انتظام کیجئے۔ چنانچہ کثیر التعداد پوسٹر چسپاں کیے گئے اخبارات میں اعلان ہوا شہر کے ہر حصے میں منادی ہوئی کہ باغ بیرون دہلی دروازہ بعد نماز عشاء زیر صدارت چوہدری افضل حقؒ عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ مرزائیوں کی جارحیت کے چیلنج کا جواب دیں گے۔ بعد نماز عشاء چالیس ہزار سے زائد کے مجمع میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے مجھے سٹیج پر کھڑا کر کے میرا تعارف کرایا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اس نوجوان نومسلم عالم نے مناظروں میں مرزائیوں کو ذلیل ترین شکستیں دی ہیں مرزائی ان کے دلائل کا جواب نہ دے سکے تو ڈیرہ بابا نانک اور ڈلہوزی میں ان پر قاتلانہ حملے کیے گئے۔

میں مرزائیوں سے نہیں ان کے خلیفہ مرزا محمود سے کہتا ہوں کہ اگر تم یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ مرد میدان بنو۔ اب لال حسین اختر پر حملہ کراؤ پھر احرار کے فدا کاروں کی یورش اور قربانیوں کا اندازہ لگانا ایک کی جگہ ایک ہزار سے انتقام لیا جائے گا۔

اس دوران بار بار نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے، فرمایا ہم وہی احرار ہیں جن کے 31 رضا کار اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے کے لئے سینوں پر ڈوگرہ کی حکومت کی گولیاں کھا کر شہید ہوئے ہیں اور چالیس ہزار نے قید و بند کی مصیبتیں بخوشی برداشت کیں۔ اس کے بعد مرزائیوں کو سانپ سونگھ گیا مرزا بشیر کی عقل ٹھکانے آ گئی۔

خوابیں

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چٹیل میدان میں ہزاروں لوگ حیران و پریشان کھڑے ہیں، میں بھی ان میں موجود ہوں۔ ان کے چاروں طرف لوہے کے بلند و بالا ستون ہیں اور ان پر زمین سے لے کر قد آدم تک خار دار تار لپٹا ہوا ہے۔ مجھے کافی فاصلہ پر پلنگ نظر آیا جس پر مرزا غلام احمد قادیانی چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ میں نہایت ادب واحترام سے پلنگ کے قریب پہنچ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس نے اپنے چہرے سے چادر سرکائی تو اس کا منہ تقریباً دو فٹ لمبا تھا، شکل نا قابل بیان تھی، (خنزیر جیسی) ایک آنکھ بالکل بے نور اور بند تھی، دوسری آنکھ ماش کے دانے کے برابر تھی، اس نے کہا میری بہت بری حالت ہے اس کی آواز کے ساتھ شدید قسم کی بدبو پیدا ہوئی اس کی شکل اور بدبو سے میں کانپ گیا، میری نیند اچاٹ ہوگئی، میری نیند جاتی رہی اور میری آنکھ کھل گئی۔

دوسرا خواب

ایک رات خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے تقریباً دو سو گز آگے جا رہا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں تانت (جس سے روئی دھنی جاتی ہے) کا ایک سرا اس کی کمر میں بندھا ہوا ہے اور دوسرا سرا میری گردن میں، ہمارا سفر مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ دوران سفر راستہ پر دائیں طرف ایک نہایت وجیہہ شخص نظر آئے۔ سفید رنگ درمیانہ قد۔ روشن آنکھیں، سفید پگڑی سفید لمبا کرتہ، سفید شلوار، مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں میرے آگے جانے والے مجھے لے جا رہے ہیں، کہنے لگے جانتے ہو یہ کون ہے؟ اور تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں

کہ یہ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جارہے ہیں؟ فرمانے لگے یہ غلام احمد قادیانی ہے خود جہنم کو جارہا ہے اور تمہیں بھی وہیں لے جارہا ہے۔ میں نے کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں جو جان بوجھ کر جہنم میں جائے اور دوسروں کو بھی جہنم میں لے جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسیلمہ کذاب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے عمداً جہنم کا راستہ اختیار نہ کیا تھا؟ میں اس کی دلیل کا جواب نہ دے سکا تو فرمانے لگے غور سے سامنے دیکھو میں نے سامنے نگاہ کی تو مجھے بہت دور حد نگاہ پر زمین سے آسمان کی سرخی دکھائی دی، انہوں نے پوچھا جانتے ہو یہ سرخ رنگ کیا ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا، کہنے لگے یہی تو جہنم کے شعلے ہیں، میں حسب سابق چل رہا تھا وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے جارہے تھے۔ وہ غائب ہوگئے میں بدستور اس شخص (غلام احمد قادیانی) کے پیچھے پیچھے جارہا تھا ہم سرخی (جہنم کے شعلوں) کے قریب ہورہے تھے۔ اب تو مجھے حرارت بھی محسوس ہونے لگی۔ وہ وجیہ شخصیت پھر نمودار ہوئی انہوں نے تانت پر ضرب لگائی، تانت ٹوٹ گئی اور میں نیند سے بیدار ہوگیا۔

حضرت مولانا ظفر علی خاںؒ کی ایک تاریخی نظم

فروری 1934ء کی بات ہے۔ جب قادیانیوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے طلباء کو مرتد کرنے کی مردود کوشش کی۔ تو اکابر ملت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مسجد مبارک میں تقریریں کیں۔ جس پر حکومت نے حضرت مولانا ظفر علی خاں صاحبؒ، حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب اور احمد یار خان صاحب سیکرٹری مجلس احرار اسلام کو مقید و محبوس کر دیا۔

حضرت مولانا اختر کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کرام ہیں۔ (مدیر)

غلام احمد بھلا کیا جان سکتا ہے کہ دیں کیا ہے
رموز علم الاسما چہ داند ذوق ابلیسی

ادھر توحید کی باتیں ادھر تثلیث کی گھاتیں
میری فطرت حجازی ہے سرشت اسکی ہے انگلیسی

یہ کہہ کر حق جتادوں گا محمدؐ کی شفاعت پہ
کہ آقا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی

مقابل قادیانی ہو نہیں سکتے ہیں اختر کے
پڑے گا ایک ہی تھپڑ تو جھڑ جائے گی بتیسی

ہوا جب علم کا چرچا، دیا فتویٰ یہ مرزا نے ہمارا علم ہے دریا کہ نام اس کا ہے سائنس

مرزا قادیانی اپنی تحریروں کے آئینے میں

''تریاق القلوب'' میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ) ''میں مسیح زمان ہو۔ میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں۔ میں محمدؐ ہوں۔ میں احمد مجتبیٰ ہوں''۔

''تریاق القلوب'' ص ۳،

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم ص ۱۰۳''

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(''درثمین'' فارسی، ص ۱۷۳؛ ''نزول المسیح'' ص ۱۰۰)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم! عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم!

(ترجمہ) ''میں وہ ہوں کہ جو حسب بشارات آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں رکھے۔'' (''ازالہ اوہام'' ص ۱۵۸)

''ہے کرشن جی رودر گوپال''۔ (''البشریٰ'' جلد اول، ص ۵۲)

''برہمن اوتار (یعنی مرزا صاحب) سے مقابلہ اچھا نہیں''۔ (''البشریٰ'' جلد دوم ص ۱۱۶)

''آریوں کا بادشاہ'' (''البشریٰ'' جلد دوم ص ۵۶)

''امین الملک جے سنگھ بہادر''۔ (''البشریٰ'' جلد دوم ص ۱۱۸)

ان قدمی علی منارۃ ختم علیہ کل رفعہ۔ (''خطبہ الہامیہ'' ص ۳۵)

(ترجمہ) ''میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے''۔

''آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا''۔ (''البشریٰ'' جلد دوم ص ۵۶)

مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔ (''بدر'' ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

لاہوری مرزائیو! کیا اب بھی کہو گے کہ ''ہمارے حضرت مرزا صاحب'' نے نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کیا؟

مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی''۔ (''حقیقت الوحی'' ص ۶۸)

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں، تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔

(ڈائری مرزا صاحب مندرجہ اخبار ''بدر'' ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

''پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے''۔ (تتمہ ''حقیقت الوحی'' ص ۵۶)

'' انک لمن المرسلین''۔ (الہام مندرجہ ''حقیقت الوحی'' ص ۱۰۷)

(ترجمہ) ''اے مرزا! تو بے شک رسولوں میں سے ہے''۔

دیکھو مرزا صاحب نے یہاں تک فرمایا ہے:

''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ (''چشمہ معرفت'' ص ۳۱۷)

اخبار ''پیغام صلح'' میں مندرجہ ذیل اعلان کیے تھے۔

اعلان اول........... ''ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے''۔

(اخبار ''پیغام صلح'' جلد ۱، نمبر ۳۵، مورخہ ۱۹۱۳-۹-۷)

اعلان دوم........... ''معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار

ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی، جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار ''پیغام صلح'' سے تعلق ہے، خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے، اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں''۔ (اخبار ''پیغام صلح'' ج ا نمبر ۴۲، ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

(الف) ''سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' (مسلم، ترمذی، دارمی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوۃ)...... (ترجمہ) ''میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا، باوجود یہ کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

معزز ناظرین! جب میں نے ایک طرف ان احادیث کو دیکھا اور دوسری طرف مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تو میرے ضمیر نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں مرزائی مذہب کو ترک کر دوں۔

مرزا صاحب قادیانی قرآن اور حدیث کے خلاف یوں رقمطراز ہیں:

''اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں، دیکھے اور جس کے کان ہوں، سنے'' (حاشیہ ''اربعین'' نمبر ۴، ص ۶)

''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ''۔ (اشتہار ''حسین کامی سفیر روم'' مندرجہ ''البشریٰ'' ص ۴۵)

''لاہوری مرزائیوں کے خلیفہ اول'' مولوی نور الدین فرماتے ہیں:

اسم او اسم مبارک ابن مریم مے تہند　　آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں

گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است　　جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

(''الحکم'' ۱۷۔ اگست ۱۹۰۸ء)

لاہوری مرزائیو! ۱۷۔ اگست ۱۹۰۸ء کو جب یہ نظم اخبار ''الحکم'' میں شائع ہوئی تھی، اس وقت تم نے اس کے خلاف آواز کیوں نہ بلند کی؟ ہاں جناب کرتے بھی کس طرح، مولوی نور الدین کا آہنی پنجہ سر پر موجود تھا، اور تم اس وقت خود بھی اسی عقیدے پر ایمان رکھتے تھے۔

بعض آئمہ دین سالہا سال مکہ میں رہے لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے گری ہوئی تھی، اس لئے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارہ نہ کیا اور گھر میں پڑھتے رہے''۔

(''فقہ احمدیہ'' ص ۳۰، ''فتاویٰ مسیح موعود'' ص ۲۸)

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

وہ لکھتے ہیں: (الف) ''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا'' (آئینہ کمالات اسلام'' ص ۲۸۸)

تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت، جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے، کبھی سچا خواب دیکھ لیتی اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سرو آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچا نکلتا ہے''۔ (''توضیح مرام'' ص ۸۴)

محمدی بیگم مرزا صاحب کے قریبی رشتہ میں سے تھی۔ پیغام نکاح کے وقت ان کی عمریں حسب ذیل تھیں۔ مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''یہ لڑکی ابھی چھوکری ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ ہے''۔ (''آئینہ کمالات اسلام'' ص ۵۷۴)

''کرشن قادیانی'' نے ایک اشتہار شائع کیا جس کے خاص خاص فقرات درج ذیل ہیں:

''اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے

بیاہی جائے گی، وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور انکے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

(۸) ''نفس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر (۸) مبرم ہے، جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے لاتبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے''۔ (اشتہار ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء)

لیکن تاریخ شاہد ہے کہ تاحیات مرزا صاحب کا نکاح نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے دن اس نکاح اور بستر عیش (۲۰) کی حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ اب ان کی قبر سے گویا یہ آواز آ رہی ہے۔

دل کی دل میں ہی رہی بات نہ ہونے پائی
حیف ہے ان سے ملاقات نہ ہونے پائی

سچ ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

میرے پرانے دوستو! خدا عالم الغیب کو حاظر و ناظر سمجھتے ہوئے سچ سچ بتانا کہ مرزا صاحب کا بیان کردہ فتویٰ خود ان (۲۲) پر اور ساتھ ہی تم پر الٹ کر پڑا یا نہیں؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ‫ ‫ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند
لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر ‫ ‫ کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا
سنبھل کے قدم رکھنا دشت خار میں مجنون کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

مرزا صاحب کے انٹ شنٹ الہامات:

تحریر فرماتے ہیں۔ ''زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ'' (''نزول المسیح'' ص ۵۷)

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی''۔ (''اربعین'' نمبر۴، ص۱۲-۱۳، ''روحانی خزائن'' ص۴۴۲، ج۱۷)

مرزائی بتائیں کہ جن پیغمبروں نے مرزا صاحب کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی وہ کون کون سے نبی تھے؟ انہوں نے مرزا صاحب کے درشن کرنے کا اظہار کس کے سامنے کیا تھا؟ اور ان کے اس اشتیاق کا کس کتاب میں ذکر ہے؟ ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ یہ مرزا صاحب کی ''الہامی گپ'' اور صریح جھوٹ ہے۔

چوتھا جھوٹ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ (''ازالہ اوہام'' ص۷۷، ''روحانی خزائن'' ص۱۴۰، ج۳) و''البشریٰ'' جلد اول، حصہ دوم، ص۹۱، ''تذکرہ''، ص۷۶، طبع۳)

احمدی دوستو! مرزا صاحب کا یہ حوالہ اگر تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یا کسی سے سنا ہے تو بتاؤ کہ تم نے قرآن مجید میں قادیان کا نام تلاش کیا اگر تمہیں باوجود تلاش کرنے کے بھی قرآن مجید میں قادیان کا نام نہیں ملا اور یقیناً کبھی نہیں مل سکتا، تو کیا اب بھی مرزا صاحب کو راست گو ہی سمجھتے ہیں؟ اگر اتنی بڑی کذب پروری کرنے کے بعد کوئی شخص محدث، مجدد، مسیح، موعود اور ظلی، بروزی نبی ہو سکتا ہے تو کیا کذابوں کے سر پر سینگ ہوا کرتے ہیں؟

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۱...... ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے، اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کالانعام کو بھی پلا دیا۔'' (''انجام آتھم'' ص۲۱)

۲...... ''بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ''۔

(''حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم'' ص۱۸، ''روحانی خزائن'' ص۳۰۲، ج۱۱)

۳...... ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھا لیں گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح

جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔" ("حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم" ص ۲۵،"روحانی خزائن" ص ۳۰۹، ج ۱۱)

۴..... "ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف (۳۵) مرۃ ("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۴۶)

۵..... "نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا ..... مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا" ("ضمیمہ انجام آتھم" ص ۵۸)

۶..... "(ترجمہ) دشمن ہمارے بیابانوں (جنگل) کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

۷..... "(جو شخص) اپنی شرارت سے بار بار کہے گا (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب کی پیش گوئی غلط) کہ عیسائی کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے، انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔ ("انوار الاسلام" ص ۳۰)

ناظرین کرام! ایک طرف مرزا صاحب کے اس ناصحانہ انداز کو ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف ان کی مندرجہ بالا گالیوں کو۔ سچ ہے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند   چوں بخلوت می روند آں کار دیگری کنند

جب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے، حال امیر جماعت احمدیہ لاہور، کی تعریف کا وقت آیا تو ان کی تعریف میں یہ شعر تھا:

کیا ہے رز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں، یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

(اخبار "بدر" ۷ اجنوری ۱۹۰۷ء)

یہ قصیدہ میر قاسم علی ایڈیٹر "فاروق" نے مجمع عام میں پڑھا، جس کو ہم اجماع امت مرزائیہ کہیں تو بجا ہے۔ لطف یہ ہے کہ خود مرزا صاحب نے بھی اس پر اظہار ناراضگی نہیں کیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مرید اس نام کو پسند کرتے ہیں اس

لئے قادیانی اور لاہوری دونوں مرزائی ہیں۔(اختر)

۱...... اگر محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب سے ہو جاتا تو مرزا صاحب کی حمد اور تعریف ہوتی۔ احمدی دوستو! نکاح نہ ہونے سے مرزا صاحب کی رسوائی و ذلت ہوئی یا نہیں؟(اختر)

۲...... مرزا صاحب محمدی بیگم کے ساتھ نکاح ہو جانے کو اپنے مسیح موعود ہونے کا نشان قرار دے رہے ہیں، چونکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح نہیں ہوا اس لئے مرزا صاحب بقول خود مسیح موعود نہ ہوئے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعاں کا (اختر)

۳...... خدا تعالیٰ کا یہ فرقہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔(’’مجموعہ اشتہارات، ص۵۵۹، ج۳) (۴۴)

۴...... احمدی دوستو! مرزا صاحب کے یہ الہام غیر معقول اور بیہودہ ہیں یا نہیں؟(اختر)

۵...... لاہوری مرزائیو! ہم تمہارے ’’ظلی و بروزی نبی‘‘ کے الہامات شائع کر رہے ہیں، اس لئے ہمارا شکریہ ادا کرو۔(اختر)

۶...... مرزا صاحب نے ’’ازالہ اوہام‘‘ ۶۶۰، ’’روحانی خزائن‘‘ ص۴۵۶، ج۳) میں لکھا ہے ’’لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں، مومن لعان نہیں ہوتا‘‘ لیکن یہاں ہزار ہزار لعنت برسا رہے ہیں۔ مرزائیو! پہلے ’’ازالہ اوہام‘‘ کے اس حوالہ کو دیکھو اور پھر اپنے حضرت مرزا صاحب کی ان لعنتوں کا معائنہ کر کے بتاؤ کہ کیا مرزا صاحب حسب اقرار خود مومن تھے؟ (اختر)

تحفظ ختم نبوت اور شفاعت محمدی ﷺ

اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا۔ کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟ (حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

۲...... حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا:

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپؐ پہلے نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئی ہے۔ خاتم النبیین کی آیت کے منافی نہیں، کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جا سکتا تو میرے فلاں اور فلاں صحابی نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنی اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ ("مرقات" مصنفہ ملا علی قاری، ج پنجم، ص۵۶۴)

حضرت ملا علی قاری نے اپنے عقیدہ کے متعلق لکھا ہے۔ **دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالا جماع** ("شرح فقہ اکبر" ص۲۰۲)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ باجماع امت کفر ہے۔

۳...... حضرت مجدد رحمہ اللہ: حضرت والا اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ مبارکہ میں فرماتے ہیں: (مکتوب نمبر ۱۷، دفتر سوم، ص۳۵)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا شرف حاصل کریں گے۔

۴...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ

(۱) نیست محمد پدر ہیچ کس از مردان شما ولیکن پیغمبر خدا است و مہر پیغمبران یعنی بعد از وے ہیچ پیغامبر نباشد" (فتح الرحمٰن زیر آیت خاتم النبیین)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ اور پیغمبروں پر مہر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۴) اقول فالنبوۃ انقضت بوفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ("حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲ ص ۵۰۶)

"میں کہتا ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

۵...... حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی" جلد اول ص ۹۹) پر فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں اور آپ تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

۶...... حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ

ان کا اپنا عقیدہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔

ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ ہیں اور ناسخ جملہ شرائع ماقبل۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور صفی ہیں۔

اول انبیاء آدم علیہ السلام ہیں اور آخر انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔

("عقیدۃ السنی" مصنفہ حضرت نواب صدیق حسن خاں، ص ۱۵، ۱۶)

۷...... حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے ختم نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱) خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں"

("مناظرہ عجیبہ" مصنفہ حضرت نانوتویؒ" ص ۳۹)

(۲) "اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے، اس کو کافر سمجھتا ہوں۔" ("مناظرہ عجیبہ" ص ۱۰۳)

بہر حال یہ رسالہ جہاں قادیانیوں کے لئے دعوت غور و فکر ہے، وہاں ہمارے مسلمانوں بھائیوں کے لئے بھی تازیانہ عبرت ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے باپ دادا یا ماں بہنوں کے حق میں وہ الفاظ استعمال کرے، جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں استعمال کیے ہیں تو ہمارا ردعمل کیا ہوگا؟

اسی سے وہ یہ فیصلہ کرسکیں گے کہ مرزا صاحب کے بارے میں ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا کیا ہے؟ (محمد یوسف لدھیانوی، ۲۸-۴-۱۴۰۲ھ، مطابق ۲۳-۲-۱۹۸۲ء)

امت مرزائیہ کی الجھن

مرزا نے لکھا ہے: ''ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ وہ اپنی بزرگی کی پڑی جما اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں''۔

(''ست بچن'' ص ۸-۹، ''روحانی خزائن'' ص۱۲۰ ج۱۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی خودساختہ نبوت و مسیحیت کی ''پڑی جمانے'' کے لئے حقیقی مسیح علیہ السلام کی ذات گرامی کے متعلق وہ سوقیانہ اور مغلظ گالیاں تحریر کی ہیں کہ جنہیں کوئی شریف انسان سننا گوارا نہیں کرسکتا۔ امت مرزائیہ عجیب الجھن میں گرفتار ہے۔ نہ اپنے ''مسیح موعود'' کی متعفن عبارات کا انکار کرسکتی ہے، نہ ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین سے ''قادیانی جعلی مسیح'' کی برأت کرسکتی ہے۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔

(۲) بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے!

(''درثمین''، اردو، قادیان ص۱۲، ''قادیان کے آریہ اور ہم'' ص۶۱، ''روحانی خزائن'' ص۴۵۸، ج۲)

(۳) ''ہم مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو ابدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔'' (''براہین احمدیہ'' حصہ دوم ص۱۰۲، ''روحانی خزائن'' ص۹۲، ج۱)

(۴) ''وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بدذات ہے، جو خدا کے برگزیدہ وہ مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔'' (''البلاغ المبین'' ص۱۹، مرزا غلام احمد کا آخری لیکچر، لاہور)

(۵) (اسلام میں کسی نبی کی بھی تحقیر کفر ہے۔'' (ضمیمہ چشمہ معرفت'' ص۱۸)

قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے لکھا:

(۱) ''کسی کو گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کرکے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے تو حرامزادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی، جو اس نے دوسرے کو دی،

گو دوسرے کی زبان سے دلائی“ (احرار کو مباہلہ کا چیلنج“ ص۱۰)

وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسری گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا، ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ (”آریہ دھرم“ ص۵۸۔۵۹، ”روحانی خزائن“ ص۸۱۔۸۰، ج۱۰)

قادیانیو! بتاؤ کہ: (۱) تمہارے ”مسیح موعود“ (مرزا غلام احمد) کو برطانوی عیسائی حکومت کی پاسداری اور بردباریاں مقدم تھیں یا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا انتقام تھا؟

قادیانیو! تمہارے ”مسیح موعود“ نے عیسائیوں کے مقابل حضرت مسیح علیہ السلام کی شان اقدس کے متعلق بدزبانی کر کے اپنی جہالت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے یا نہیں؟

حضرت خواجہ غلام فریدؒ

ہم اپنی اس ناچیز تالیف کو حضرت الحاج نواب سر صادق محمد صاحب مرحوم ومغفور، سابق والی ریاست بہاولپور، کی ذات گرامی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جن کے عہد معدلت گستر میں ایک مقدمہ تنسیخ نکاح کے سلسلہ میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

لال حسین اختر

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ

☆...... ہمارے تمام پیران عظام اور جماعت فریدیہ کا مذہب پاک اہل سنت و الجماعت ہے۔ مرزا اور مرزائیت کے بلاشک منکر ہیں۔ والسلام، ۱۷۔ جمادی الاخر ۱۳۵۱ھ، فقیر نور محمد فریدی ناز کی بقلم خود۔ (''فوائد فریدیہ'' تصنیف حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمہ اللہ ص ۱۲)

حضرت خواجہ صاحب نے واضح الفاظ میں اعلان فرمایا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں صرف ولایت باقی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ختم نبوت کے اعلان کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ منکر ختم نبوت اور مدعی نبوت غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھتے۔ متذکرہ شہادات سے ثابت ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو کافر فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ''فوائد فریدیہ'' میں ختم نبوت، ظہور مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ شائع فرما کر مرزائیت کے بخیے ادھیڑ دیے ہیں اور اپنی اسی تصنیف میں ''احمدی فرقہ'' کو ناری (جہنمی) لکھا ہے۔ (''فوائد فریدیہ'' ص ۲۹، ۳۰)

'' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! یقیناً میری امت میں تیس بڑے کذاب پیدا ہوں گے، جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، یہ حدیث صحیح ہے۔''

(ترمذی ج ثانی ص ۴۵، ''مشکوٰۃ کتاب الفتن''، ''الدر المنثور'' ج ۵ ص ۲۰۵، ''مسند احمد'' ج ۵ ص ۱۲۸)

قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹۶۷ء امسال چند مرزائی ظفر اللہ خان کی قیادت میں حج بیت اللہ کے موقع پر حجاز مقدس پہنچے۔ حج تو محض بہانہ تھا۔ اصل غرض مرکز اسلام میں مرزائی لٹریچر کی تقسیم واشاعت اور مسلمانان عالم میں ارتداد پھیلانا تھا۔ حجاز مقدس سے آمدہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ اس گروہ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں لٹریچر تقسیم کیا۔ قادیانیوں کی اس نازیبا حرکت سے مسلمانان مرکز اسلام اس قدر مشتعل ہوئے کہ مکہ مکرمہ کے مشہور روزنامہ ''الندوہ'' نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸۔ ذالحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۸۔ اپریل ۱۹۶۷ء میں ''ماہی القادیانیہ'' کے زیر عنوان چھ کالمی سرخی جمائی اور کفر مرزا غلام احمد قادیانی اور تردید عقائد مرزائیہ پر طویل مقالہ شائع کیا، جس میں قادیانی نبوت کا پول کھول کر رکھ دیا اور لکھا کہ قرآن وحدیث اور علماء کرام کے فتویٰ کے پیش نظر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مدت مدید سے قادیانی حجاز مقدس میں فتنہ ارتداد پھیلانے کی سازش کر رہے تھے۔ چنانچہ آج سے چھیالیس سال پیشتر ان کے خلیفہ محمود احمد نے اعلان کیا تھا: ''بچپن سے میرا خیال ہے، جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے۔ دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ایک ملک کو جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام پہنچ جائے، جہاں ہم مدتوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں

(خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، مجریہ ۱۴۔ ۱۷۔ جولائی ۱۹۲۱ء، ج ۹ نمبر ۳ ص ۸)

مکہ مکرمہ ''مشن''

''مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں

مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لئے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔"

(تقریر خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ "الفضل" ۸۔جنوری، ۱۹۲۰ء، ج ۷، نمبر ۵۰)

قادیانی حج کا مقصد

مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدر آباد دکن نے (مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا کہ "عرب میں تبلیغ کا کیا طریقہ ہونا چاہیے" (مرزا محمود احمد نے) فرمایا ان سے بحث کا طریقہ مضر ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں۔ جلد اشتعال میں آجاتے ہیں اور جو جی چاہے، کر گزرتے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا "میرا خود بھی یہی خیال ہے کہ ان کا استاد بن کر نہیں بلکہ شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔" (مرزا محمود احمد نے) فرمایا: "میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے فضل خاص سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا۔ اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہوسکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت تو وہ جس کو چاہتے، گرفتار کر سکتے تھے، مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔ (مرزا محمود احمد قادیانی خلیفہ کی ڈائری مندرجہ اخبار "الفضل قادیان" ج ۸، نمبر ۶۷، مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۱ء)

قادیان ارض حرم ہے

۱۔ امت قادیانیہ قادیان کو ارض حرم سمجھتی ہے۔ جیسا کہ ان کے نبی مرزا غلام احمد نے لکھا ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

مرزائیوں کے نبی مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

۲..... "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔ غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی اور

حکم ربانی''۔(آئینہ کمالات اسلام)

۴..... ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔'' (تقریر مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج۲۰، نمبر۷۸، ۱۱۔دسمبر۱۹۳۲ء، ص۱)

حرمین شریفین کی توہین

انبیاء علیہم السلام اور شعائر اللہ کی توہین قادیانیوں کا دل پسند مشغلہ ہے۔ چنانچہ ان کے خلیفہ نے اعلان کیا ہے کہ:

''یہاں (قادیان میں) آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان کا سرکلر ماتحت جماعتوں کے نام

ظفر اللہ خاں کے داخلہ حجاز پر شدید احتجاج

مکرمی و محترمی.................................زید مجدکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی

قادیانی باتفاق امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزائیوں کے نزدیک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کی تقدیس ختم ہو چکی ہیں اور اب یہ سب برکتیں قادیان کی ملعون زمین سے متعلق ہیں۔ (نعوذ باللہ) مرزائی جب حجاز مقدس کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں اہل اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ آج تک کسی بھی سابقہ حکومت حجاز نے قادیانیوں کو داخلہ حجاز کی اجازت نہیں دی۔ افسوس ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے اس سال ظفر اللہ خاں قادیانی کو عین حج کے دنوں میں داخلہ حجاز کی اجازت دے کر عالم اسلام کے قلب کو مجروح کیا ہے۔

جماعت ختم نبوت پاکستان کی طرف سے ۱۵۔ صفر ۸۷ھ دن جمعۃ المبارک کو یوم احتجاج منایا جا رہا ہے۔ آپ مذکورہ ذیل ''تجویز'' اپنے ہاں جمعہ کے اجتماعات سے پاس کرا کے شاہ فیصل کے نام معرفت سعودی سفارت خانہ کراچی روانہ کریں اور ملتان دفتر مرکزیہ کو بھی اطلاع دیں۔

تجویز ''آپ کی حکومت نے ظفر اللہ قادیانی کو حج کے دنوں میں دیار مقدس میں داخلہ کی اجازت دے کر امت کے اجماعی فیصلہ سے انحراف کیا ہے۔ جس پر ہم شدید احتجاج کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی قادیانی کو داخلہ حرمین شریفین کی اجازت نہ دی جائے۔ قادیانی باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مجوز   موید   مقام   مسجد

(مولانا) محمد علی جالندھری امیر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان)

(چنانچہ پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا جس پر لاکھوں خطوط اور ہزاروں تاریں سفارت خانہ سعودی عرب کے ذریعہ شاہ فیصل تک پہنچائی گئیں جس کی نقول دفتر مرکزیہ میں وصول ہوئیں۔)

سیرتِ مرزا قادیانی

مولانا لال حسین اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بجا ہے کہ مرزا قادیانی نے دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کو اور اولیاء و علماء امت کو ولد الحرام ذریۃ البغایا، کنجریوں کی اولاد، حرامزادے، خنزیر، کتے، بندر، شیطان، گدھے، کافر، مشرک، یہودی، مردود، ملعون اور بے شرم و بے حیاء وغیرہ کہا۔ خود فرماتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے
گو ہیں بہت درندے انسان کے پوستیں میں
پاکوں کا خوں جو پیوے وہ بھیڑیا یہی ہے

(''درثمین اردو'' ص ۱۷۱، ''روحانی خزائن'' ص ۴۵۹۔۴۵۸، ج ۲۰)

سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ، یہ سب شیاطین الانس ہیں اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں۔ وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔ (''ضمیمہ انجام آتھم'' حاشیہ، ص ۲۴ تا ۲۳، ملخصاً ''روحانی خزائن'' ص ۳۰۸۔۳۰۲، ج ۱۱)

(۳) علمائے امت کی ایسی تیسی

(الف)......اے بدذات فرقہ مولویان! کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ (''انجام آتھم'' حاشیہ، ص ۲۱، ''روحانی خزائن'' ص ۲۱، ج ۱۱)

(ب) اے بے ایمانو! نیم عیسائیو! دجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو...... تمہاری ایسی تیسی (اشتہاری انعامی تین ہزار حاشیہ، ص ۵، مجموعہ اشتہارات، ص ۷۰-۶۹، ج ۲)

(۶) مرشد وقت پیر مہر علی شاہؒ کے حق میں ''مشک افشانی'' ہوتی ہے۔

(الف) مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب بچھو کی طرح نیش زن ہے۔اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت۔تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔

(''اعجاز احمدی'' ص،۷۵،''روحانی خزائن''،ص ۱۸۸، ج۱۹)

(ب) مر گیا بدبخت اپنے وار سے — کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی — کم کرو اب ناز اس مردار سے

(''نزول المسیح'' ص ۲۲۴؛ ''روحانی خزائن'' ص ۶۰۲، ج ۱۸)

(ج) مہر علی نے ایک مردہ کا مضمون چرا کر کفن وزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی لعنت اللہ علی الکاذبین۔ رہا محمد حسن حضرت مولانا عبدالحق صاحب غزوی کا نطفہ اوران کی اہلیہ محترمہ کے پیٹ سے چوہا۔

(ا)...... عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قھقھری کر کے نطفہ بن گیا (ضمیمہ انجام آتھم ،ص ۲۷، حاشیہ''روحانی خزائن'' ص ۳۱۱، ج ۱۱)اب تک اس کی عورت کے پیٹ سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۳)

(۹) حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب عورتوں کی عار ہیں!

(ا) مولوی ثناءاللہ صاحب پر لعنت لعنت دس بار لعنت (''اعجاز احمدی'' ص ۴۵، ''روحانی خزائن'' ص ۱۴۹، ج ۱۹) ایک بھیڑیے (''اعجاز احمدی'' ص ۷۸، ''روحانی خزائن'' ص ۱۹۱، ج ۱۹)

(ب) اے عورتوں کی عار ثناءاللہ (''اعجاز احمدی'' ص ۹۲، ''روحانی خزائن'')

پھجے دی ماں

مرزا بشیر احمد گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں۔

(ا) بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے ،جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے کی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی ۔جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور

ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی، اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کردی تھی۔ (''سیرۃ المہدی'' حصہ اول، ص ۲۶، طبع دوم، ص ۳۳)

مرزا قادیانی گویا بچے ہی تھے!

(۲) خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دولڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد، حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہوگئے۔ (''سیرۃ المہدی'' حصہ اول، ص ۴۳، طبع دوم، ص ۵۳)

ایک بچے کا بچے پیدا کرنا یقیناً ایک معجزہ ہے۔ لیجئے مرزا کی نبوت کا ایک اور ثبوت مل گیا۔ تعجب ہے کہ امت مرزائیہ نے اس سے مرزا کی نبوت کا استدلال کیوں نہ کیا۔

(۳) ۲۱ ستمبر ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہوگئے تھے۔ (''اخبار الحکم'' قادیان، ج ۵، نمبر ۳۵)

اب غور فرمائیے! ''پندرہ برس کی عمر کے درمیان'' جب کہ آدمی پورا بالغ بھی نہیں ہوتا۔ مرزا سلطان احمد صاحب پیدا ہوگئے، تو مرزا افضل احمد صاحب زیادہ سے زیادہ تیرہ برس کی عمر میں جب کہ انسان ابھی گویا بچہ نہیں حقیقی بچہ ہوتا ہے۔ اولاد پیدا کرنے کے قابل ہوگئے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی ''پھجے دی ماں'' سے بے تعلقی بھی تھی۔ کیا دنیا بے زبان ہے۔

انداز جنوں کون سا ہم میں نہیں مجنوں پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

چیلنج:......... اگر ان شواہد دلائل کے باوجود بھی کسی قادیانی یا لاہوری دوست کو حضرت کی بدزبانی میں تامل ہو، تو جیسا کہ بارہا پریس سے چیلنج دیا جاچکا ہے۔ ہم انہیں آج ایک دفعہ پھر پوری قوت کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں، کہ وہ کسی وقت کسی جگہ اس عنوان پر ہم سے مناظرہ و بحث کرلیں۔ شرائط وغیرہ کا اڑنگا لگا کر نکل جانے کی راہ ہم نہیں دیں گے۔ ہم امن کی پوری ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور غیر مشروط مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔

ادھر آؤ جاناں ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

امت مسلمہ کا فرض

امت مسلمہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائے اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالے۔ اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی دور میں بھی اس فریضہ سے تغافل نہیں کیا۔ (حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

عجائبات مرزا قادیانی

مرغ، بلی اور چوہا

مرزا غلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔ رویا دیکھا، چند آدمی سامنے ہیں، ایک چادر میں کوئی شے ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ آپ لے لیں۔ دیکھا تو اس میں چند مرغ ہیں، اور ایک بکرا (چادر میں بکرا سبحان اللہ، عجائبات در عجائبات۔ مدیر) ہے، میں ان مرغوں کو اٹھا کر اور سر سے اونچا کر کے لے چلا، تا کہ کوئی بلی وغیرہ نہ پڑے۔ راستہ میں ایک بلی ملی، جس کے منہ میں کوئی شے مثل چوہا ہے مگر اس بلی نے اس طرف توجہ نہیں کی، اور میں ان مرغوں کو محفوظ لے کر گھر پہنچ گیا۔ ''مکاشفات'' ص ۴۲، ''تذکرہ'' ص ۵۵۸، طبع ۳)

مرزائیو! شکر کرو کہ تمہارے ''مسیح موعود'' کی روایتی بلی کو اس الہام کرنے والی مرغی کا علم نہیں ہوا، اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ اس مرغی کو معہ الہام بغیر ڈکار لیے ہضم کر جاتی۔ لگے ہاتھ اتنا تو بتاؤ کہ جب مرزا جی کے سب فقرات یاد نہ رہے تو فرشتے کے لائے ہوئے الہام کس طرح یاد رہتے ہوں گے؟

حیات ونزول عیسیٰ پر امت کا اجماع ہے

آیات کریمہ واحادیث مرفوعہ متواترہ کی بناء پر حضرات صحابہؓ سے لے کر آج تک امت کا حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ پر اجماع چلا آ رہا ہے۔ ائمہ دین میں سے کسی سے بھی اس کے خلاف مروی نہیں ہے۔ چنانچہ ابن عطیہؒ فرماتے ہیں:

" حیاة المسیح بجسمه الی الیوم و نزوله من السماء بجسمه العنصری هما اجمع علیه الامة و تواتر به الاحادیث. "

ترجمہ: "تمام امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں بجسم عنصری پھر تشریف لانے والے ہیں، جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

یہ ایک سو سے زیادہ احادیث تیس صحابہ کرامؓ سے مختلف انداز سے مروی ہیں۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ (۳) حضرت نواس بن سمعانؓ (۴) حضرت ابن عمرؓ (۵) حضرت حذیفہ بن اسیدؓ (۶) حضرت ثوبانؓ (۷) حضرت مجمعؓ (۸) حضرت ابوامامہؓ (۹) حضرت ابن مسعودؓ (۱۰) حضرت ابونضرہؓ (۱۱) حضرت سمرہؓ (۱۲) حضرت عبدالرحمٰن بن نخیرؓ (۱۳) حضرت ابوالطفیلؓ (۱۴) حضرت انسؓ (۱۵) حضرت واثلہؓ (۱۶) حضرت عبداللہ بن سلامؓ (۱۷) حضرت ابن عباسؓ (۱۸) حضرت اوسؓ (۱۹) حضرت عمران بن حصینؓ (۲۰) حضرت عائشہؓ (۲۱) حضرت سفینہؓ (۲۲) حضرت حذیفہؓ (۲۳) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ (۲۴) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ (۲۵) حضرت ابوسعید خدریؓ (۲۶) حضرت عمارؓ (۲۷) حضرت ربیعؓ (۲۸) حضرت عروہ بن رویمؓ (۲۹) حضرت حسنؓ (۳۰) حضرت کعبؓ۔

ان حضرات کی تفصیلی روایات "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں ملاحظہ کی جائیں۔ یہ کتاب درحقیقت زہری وقت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی املا کردہ ہے، جس کو ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نے بہترین انداز میں مرتب فرما کر اہل اسلام کی ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ (فجزاہ اللہ وافیا)

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے:

حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا نزول احادیث متواترہ سے ثابت ہونا---

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ خود مرزا صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم، کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتیں۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے''۔ (ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ص ۴۰۰ ج ۳)

مرزا قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶، خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹ پر لکھتا ہے:

''ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول:

(۱)...... اللہ رب العزت کے وہ جلیل القدر پیغمبر ورسول ہیں جن کی رفع سے پہلی پوری زندگی، زہد وانکساری، مسکنت کی زندگی ہے۔ (۲)...... یہودی ان کے قتل کے درپے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ظالم ہاتھوں سے آپ کو بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا۔ (۳)...... قیامت کے قریب دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے، (۴)...... دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی، (۵)...... دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید منار پر نازل ہوں گے (۶)...... پہلی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں امامت کرائیں گے، (۷)...... حاکم عادل ہوں گے پوری دنیا میں اسلام پھیلائیں گے۔ (۸)...... دجال کو مقام لد پر (جو اس وقت اسرائیل کی فضائیہ کا ایئر بیس ہے) قتل کریں گے، (۹)...... نزول کے بعد پینتالیس سال قیام کریں گے، (۱۰)...... مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن کئے جائیں گے، جہاں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ ہے۔ فیکون قبرہ رابعاً۔ (تاریخ البخاری)

دجال کا خروج

(۱)...... اسلامی تعلیمات اور احادیث کی روشنی میں شخص (متعین) کا نام ہے، جس کی فتنہ پردازیوں سے تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو ڈراتے آئے۔ گویا دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ پرور ہوگا جس کی خوفناک خدا دشمنی پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے،

(۲)...... وہ عراق وشام کے درمیانی راستہ سے خروج کرے گا، (۳)...... تمام دنیا کو فتنہ وفساد میں مبتلا کردے گا، (۴)...... خدائی کا دعویٰ کرے گا (۵)...... ممسوح العین ہوگا، یعنی ایک آنکھ چٹیل ہوگی (کانا ہوگا)، (۶)...... مکہ مدینہ جانے کا ارادہ کرے گا، حرمین کی حفاظت پر مامور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کا منہ موڑ دیں گے۔ وہ مکہ، مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، (۷)...... اس کے متبعین زیادہ تر یہودی ہوں گے، (۸)...... ستر ہزار یہودیوں کی جماعت اس کی فوج میں شامل ہوگی، (۹)...... مقام لد پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا، (۱۰)...... وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حربہ (ہتھیار) سے قتل ہوگا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی قریباً ایک سو اسی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی۔ چنانچہ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی منتظر کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں واردشدہ احادیث بھی متواتر ہیں۔''

اور حافظ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دجال:

ا:...... رہا دجال کے متعلق قادیانی مؤقف، تو وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہا، پہلے کہا کہ اس سے مراد پادری ہیں۔ اس پر سوال ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں رو رہی تھی، آپؐ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی، میں نے عرض کیا کہ دجال کے بارہ میں آپؐ نے تفصیلات بیان فرمائی: میں سن کر پریشان ہوگئی، اب خیال آتے ہی فوراً رونا آ گیا، آپؐ نے فرمایا کہ: میں موجود ہوا اور وہ آ گیا تو تمہاری طرف سے میں کافی ہوں۔ اگر میری زندگی میں نہ آیا تو جو شخص سورۂ کہف کی آخری آیات پڑھتا رہے، وہ اس سے محفوظ رہے گا۔ اگر پادری ہی دجال تھے، وہ تو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا کیا مطلب ہوا؟

۲:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر انگریز ہیں تو دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے تم تو ''انگریز کے خود کاشتہ پودا'' ہو۔

۳:...... پھر مرزا نے کہا کہ اس سے مراد روس ہے، تو اس سے کہا گیا کہ دجال تو شخص واحد ہے، قوم مراد نہیں۔ اس نے کہا کہ دجال نہیں حدیث میں ''رجال'' ہے۔ یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے۔ اس کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ ابن صیاد کے مسئلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ میں اسے قتل کردوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (دجال) ہے تو ''لست صاحبه'' تم اس کو قتل نہیں کرسکتے، اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے۔

۴:...... جعفرؓ ابن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے، اسی وجہ سے ان کو جعفر طیارؓ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے:

ترجمہ: ''امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے۔ (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفرؓ، جبرئیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے) ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوۂ موتہ میں کٹ گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرمادیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

و جعفرؓ الذین یضحی و یمسی　　　یطیر مع الملائکة ابن امی

ترجمہ: ''وہ جعفرؓ کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے، وہ میری ہی ماں کا بیٹا ہے۔''

حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب ص ۷۸ ج ۲ میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

''دعانی الی الاسلام مارایت من مقتل عامر بن فهیرة و رفعه الی السماء''۔

ترجمہ: ''عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا''۔

ابونعیمؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر

اٹھالے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا۔ انتہی

ترجمہ: ''شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ''حس'' یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے ''حس'' کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان کی فضا میں لے کر گھس جاتے...... ابن ابی الدنیا

(شرح الصدور ص ۲۵۷ طبع بیروت ۱۹۹۳ء سن طبع)

حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ منٹ میں سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے۔ اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔

۲:...... جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارضی پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے جیسا کہ سبع شداد ص ۴۰ پر مذکور ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہٰذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ: جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے لہٰذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔

۳:...... شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرادے؟

۴:.....آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت، سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قادیانی اشکال ۴

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے، اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے''۔
(ازالہ الاوہام ص ۴۷ ج ۱، روحانی خزائن ص ۱۲۶ ج ۳)

جوانی کی رنگ رلیاں اور ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب کچھ شعور حاصل کیا اور جوانی میں قدم رکھا تو نادان دوستوں اور احباب کی بدولت آوارہ گردی میں مبتلا ہوگیا، اس کا کچھ اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مرزا کا اپنا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہا کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین بھی چلا گیا، جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا، حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

''مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ پرلے درجہ کے بے دین اور دہریہ طبع لوگ تھے''۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۴۳ اروایت ۱۲۷)

حکومت برطانیہ کا منظور نظر:

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران مرزا غلام احمد نے یورپین مشنریوں اور بعض انگریز افسروں سے پینگیں بڑھانی شروع کیں اور مذہبی بحث کی آڑ میں عیسائی پادریوں سے طویل

خفیہ ملاقاتیں کیں اورانہیں اپنی حمایت وتعاون کا پورا یقین دلایا چنانچہ سیرت مسیح موعود مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۱۵ (ربوہ) میں برطانوی انٹیلی جنس سیالکوٹ مشن کے انچارج مسٹر ریورنڈ بٹلر کی مرزا سے ملاقات کا ذکر موجود ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء کی بات ہے اس کے چند ہی دن بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ کچہری کی ملازمت ترک کر کے قادیان میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا۔ مرزا صاحب ''ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال ملازم رہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ ملخصاً)

صداقتِ اسلام کے نعرہ سے اسلام کی بیخ کنی کا آغاز

قادیان پہنچ کر پہلے تو عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں سے کچھ نامکمل مناظرے کئے، اس کے بعد ۱۸۸۰ء سے (براہین احمدیہ) نامی کتاب لکھنی شروع کی، جس میں اکثر مضامین عام مسلمانوں کے عقائد کے مطابق تھے، لیکن ساتھ ہی اس میں مرزا نے اپنے بعض الہامات داخل کر دیئے، اور طرفہ تماشہ یہ کہ صداقت اسلام کے دعویٰ پر لکھی جانے والی اس کتاب میں انگریزوں کی مکمل اطاعت اور جہاد کی حرمت کا اعلان شدومد کے ساتھ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک براہین احمدیہ کے ۴ حصے لکھے، جب کہ پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں لکھ کر شائع کیا۔

دعاوی مرزا:

۱۸۸۰ء سے مرزا نے مختلف دعاوی کا سلسلہ شروع کیا، اس کے چند اہم دعاوی یہ ہیں:

۱.....۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔

۲.....۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

۳.....۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

۴.....۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ کیا۔

۵.....۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

ان کے علاوہ بھی اس نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے۔

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

"خدانے اپنے الہام میں میرانام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔" (اربعین ۴ ص ۱۵ حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

۱۸۸۲ء مجدد ہونے کا دعویٰ

"جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۸۳ بر حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

۱۸۸۲ء مامور ہونے کا دعویٰ:

"میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔" (نصرۃ الحق براہین احمدیہ پنجم ص ۵۲)

۱۸۸۳ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

ترجمہ: "اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے، جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔" (تذکرہ ص ۷۰، براہین احمدیہ ص ۴۹۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ)

تشریح: "مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں، ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۸۲ مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۱، ۷۲ حاشیہ)

۱۸۸۴ء رسالت کا دعویٰ

الہام: "انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا" (میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (تذکرہ ص ۱۲۹ مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰ / دسمبر ۱۸۸۴ء اربعین نمبر ۲ ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۲)

۱۸۸۶ء توحید و تفرید کا دعویٰ

الہام...... "تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید" (تذکرہ ص ۱۸۱ طبع دوم)

"تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں"۔ (تذکرہ ص ۴۳۶ طبع دوم)

۱۸۹۱ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

الہام: " جعلناک المسیح بن مریم " (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔" (تذکرہ ص ۱۸۶ طبع سوم ازالہ اوہام ص ۶۳۴ در روحانی خزائن ص ۴۴۲ جلد ۳)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص ۲۰ در روحانی خزائن ص ۲۴۰ جلد ۱۸)

۱۸۹۲ء صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ

الہام...... " انما امرک اذا اردت شیئاً ان نقول له کن فیکون. " "یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی"۔

(تذکرہ ۲۰۳ طبع سوم براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵ در روحانی خزائن ص ۱۲۴ ج ۲۱)

۱۸۹۸ء مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

" بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرو نه هو انت "۔ ترجمہ: "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے"۔ (تذکرہ ص ۲۵۷ طبع سوم اتمام الحجہ ص ۳ در روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۸ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ

"جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ در روحانی خزائن، ج ۱۸ ص ۲۱۲)

نبوت ورسالت کا دعویٰ

۱......انا انزلناہ قریباً من القادیان ...... الخ.

ترجمہ: ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۴۹۹ در روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۳۰، مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء بحوالہ تذکرہ ص ۷۶ طبع سوم)

۲......"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔

(دافع البلاء ص در روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۳...... ''میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی''۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷ در روحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۱)

۴...... ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶)

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

۱...... '' قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ ''
(ترجمہ: اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں)
(اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

۴...... '' یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم .'' (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ اور روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۵...... '' فکلمنی و نادانی و قال انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین '' (انجام آتھم ص ۷۹ در روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ''
(اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

'' اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص ۶۲ در روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

یہ ہیں مرزا غلام احمد کے چند دعاوی جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ ان سبھی دعاوی کے صرف دو محرکات ہیں:

الف...... مسلمانوں میں افتراق پیدا کر کے حکومت برطانیہ کی کاسہ لیسی کرنا۔

ب...... مالیخولیا مراق کا اثر ظاہر ہونا۔

نوٹ:...... ان ہی دو وجوہات کو عوام کے سامنے بیان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی

4 کے دعاوی بتدریج بیان کرنے چاہئیں تاکہ عوام کا ذہن اس بات کو بآسانی قبول کرنے پر آمادہ ہو کہ ان بلند بانگ دعوؤں کی بنیاد روحانیت، عقلیت یا حقیقت پر نہیں بلکہ صرف صرف مادیت پرستی، بدعقلی اور کذب پر ہے۔

ایمان کی تعریف

لفظ ایمان امن و امانت سے مشتق ہے، لغت میں ایمان ایسی خبر کی تصدیق کو کہتے ہیں کہ جس خبر کا ہم نے مشاہدہ نہ کیا اور محض مخبر کی امانت اور صداقت کے بھروسہ اور اعتماد پر اس کو تسلیم کر لیا ہو، اور اصطلاح شریعت میں انبیاء کرام علیہم السلام پر اعتماد اور بھروسہ کر کے احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں، مثلاً فرشتوں کو بغیر دیکھے محض نبی اور رسول کے اعتماد پر ماننے کا نام ایمان ہے اور مرتے وقت فرشتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر ماننا یہ ایمان نہیں، کیونکہ یہ ماننا اپنے مشاہدہ پر مبنی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد اور بھروسہ پر نہیں۔ واضح ہو کہ فقط یقینی علم کا نام ایمان نہیں بلکہ اپنے ارادے اور دل سے اس کو ماننا بھی ضروری ہے، جس کو تسلیم کہتے ہیں۔

کفر کی تعریف

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نبی کے بھروسہ اور اعتماد پر بے چوں و چرا تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی ایک بات کو نہ ماننا، جو ہمیں قطعی اور یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے پہنچی ہو، اس چیز کو نہ ماننے کا نام کفر ہے۔ قطعی اور یقینی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ دین کے احکام ہم تک دو طریق سے پہنچے ہیں، ایک بطریق تواتر اور ایک بطریق خبر واحد، تواتر اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک علی الاتصال اور مسلسل اس طرح پہنچی ہو کہ ہر دور میں ایک جماعت اس کو روایت کرے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک نسلاً بعد نسل ہر زمانہ کے مسلمان اس کو نقل کرتے چلے آ رہے ہوں۔ ایسی شئی قطعی اور یقینی ہے جس میں احتمال خطا اور نسیان کا نہیں، ایسے قطعی اور یقینی اور متواتر امور کا انکار کفر ہے، اور جو امور خبر واحد سے ثابت ہوں ان کا انکار کفر نہیں۔

کفر دون کفر

کفر کا اطلاق کبھی کفر فرعی یعنی غیر اصلی پر بھی ہوتا ہے جیسے: ''**سباب المسلم فسوق و قتاله کفر** ''اس کو کفر دون کفر کہتے ہیں۔ ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت کہا گیا ہے نور کی مثال خالص دن اور کفر کی مثال خالص رات کی سی ہے۔ اب دن اور رات کے بعد درمیانی حصہ مثلاً صبح صادق وغیرہ نہ تو خالص دن ہے اور نہ خالص رات۔ یہی مثال کفر دون کفر کی ہے۔

لزوم کفر

غیر ارادی طور پر کہیں ایسی بات کہہ ڈالی جو کفریہ بات تھی، جیسے داڑھی کا مذاق اڑایا، مگر اسے ایسی بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ یہ کفر ہے لیکن اس کے اس فعل سے کفر لازم آ گیا اسے لزوم کفر کہتے ہیں۔

التزام کفر

ایک آدمی نے جان بوجھ کر کفریہ کلمہ کہا جیسے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے، وحی نبوت جاری ہے، اگر جان بوجھ کر، عقیدۃً وارادۃً کہا تو کفر کا التزام کیا۔ لزوم کفر کم درجہ کا کفر ہے۔ التزام کفر شدید بلکہ اشد درجہ کا کفر ہے۔ تمام قادیانی ان کفریہ عقائد ونظریات کا عقیدۃً وارادۃً ارتکاب کر کے التزام کفر کرتے ہیں۔ **فاؤلئک هم الکافرون حقا**۔

کافر

لغت میں کفر انکار کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں کسی ایک شرعی قطعی حکم کے انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

ملحد و زندیق

جو امور بدیہی اور قطعی طور پر دین سے ثابت ہوں ان میں تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا، جو اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوں، قرآن کریم میں اس کا نام الحاد اور حدیث میں اس کا نام زندقہ ہے اور اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو الفاظ تو اسلام کے کہے، مگر ان کے معنی ایسے بیان کرے جس سے ان کی حقیقت ہی بدل جائے، جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا اور ذکر کے

معنی مراد ہیں اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں، اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے، ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار کا دینا مراد نہیں۔

غرض زندیق وہ ہے جو اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرے اور اپنے کفر کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

زندیق کا حکم

زندیق کے بارے میں امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں، کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے، یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور کتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم نا قابل معافی ہے اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ قادیانی زندیق ہیں۔ (تحفہ قادیانیت ص ۶۶۷، ۶۶۸ ج اول)

مرتد

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں، اور اصطلاح شریعت میں ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کا نام ارتداد ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی ''مفردات'' میں ارتداد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ھو الرجوع من الاسلام الی الکفر'' (اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے کا نام ارتداد ہے)

مرتد کا حکم

چاروں فقہی اماموں کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو کر مرتد ہو جائے یعنی نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اسلام سے پھر جائے، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے، اور اسے سمجھایا جائے، اگر بات اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہت اچھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے۔ یہ مسئلہ قتل مرتد کا مسئلہ کہلاتا ہے اور اس میں ہمارے ائمہ دین میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

منافق:

منافق وہ ہے جو اپنے دل کے اندر کفر چھپائے ہوئے ہو اور زبان سے جھوٹ موٹ اسلام کا اقرار کرتا ہو۔ منافق لوگ عہد نبوت میں ہوتے تھے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں، یا مومن یا کافر (کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا، اب کسی کے دل کا حال کیسے معلوم ہو؟)

قادیانیوں کا حکم:

قادیانی زندیق ہیں، وہ اپنے کفر خالص یعنی قادیانیت کو عین اسلام کہتے ہیں، اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جو عین اسلام ہے، اسے عین کفر کہتے ہیں، قادیانیوں کی سو نسلیں بھی بدل جائیں تب بھی ان کا حکم زندیق اور مرتد کا رہے گا، ان کا عام کافر کا حکم نہیں ہوگا، اس لئے کہ ان کا یہ جرم، یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہنا، ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ الغرض قادیانی جتنے بھی ہیں، خواہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہوئے ہوں، یعنی قادیانی اور زندیق بنے ہوں، یا ان کے بقول پیدائشی قادیانی ہوں، قادیانیوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہوں اور یہ کفر ان کو ورثے میں ملا ہو، ان سب کا ایک ہی حکم ہے یعنی مرتد اور زندیق کا، کیونکہ ان کا جرم صرف یہ نہیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کافر بنے ہیں، بلکہ ان کا جرم یہ ہے کہ دین اسلام کو کفر کہتے ہیں، اور اپنے دین کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ جرم ہر قادیانی میں پایا جاتا ہے، خواہ وہ اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بنا ہو یا پیدائشی قادیانی ہو، اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیجئے کہ بہت سے لوگوں کو قادیانیوں کی صحیح حقیقت معلوم نہیں۔ (تفصیل کیلئے "کافر کون؟ مسلمان کون؟" (رسالہ از حضرت کاندھلویؒ مندرجہ احتساب قادیانیت جلد دوم ملاحظہ ہو)

مسلمانوں کی باہم تکفیر بازی:

قادیانی اپنے کفر بواح سے توجہ ہٹانے کے لئے مغالطہ دیتے ہیں کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں، لہٰذا ان کے فتووں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ اس مغالطے کے جواب کے لئے درجہ ذیل امور ملاحظہ ہوں۔

ا:...... علماء کا کام کافر بنانا نہیں کافر بتانا ہے۔ باقی غیر محتاط حضرات کے فتویٰ کے بارے میں عرض ہے کہ امت باہمی تکفیر کے یہ تمام فتویٰ اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل

نمائندگی نہیں کرتے، اس کے بجائے ہر مسلمان مکتب فکر میں محقق اور اعتدال پسند علماء نے ہمیشہ اس بے احتیاطی اور عجلت پسندی سے شدید اختلاف کیا ہے، جو اس قسم کے فتوؤں میں روا رکھی گئی ہے، لہٰذا معدودے چند متشددین، عجلت پسند اور غیر محتاط افراد کے چند فتاویٰ کو پیش کر کے یہ تاثر دینا بالکل غلط، بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ یہ سارے مکاتب فکر ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں، اس کے بجائے حقیقت یہ ہے کہ ہر مکتب فکر میں ایک ایسا عنصر رہا ہے، جس نے دوسرے مکتب فکر کی مخالفت میں اتنا تشدد روا رکھا ہے کہ وہ تکفیر کی حد تک پہنچ جائے، لیکن اسی مکتب فکر میں بڑی تعداد ایسے علماء کرام کی رہی ہے۔ جنہوں نے ان اختلافات کو ہمیشہ اپنی حدود میں رکھا اور ان حدود سے نہ صرف یہ کہ تجاوز نہیں کیا بلکہ اس کی مذمت کی ہے اور عملاً یہی محتاط اور اعتدال پسند عنصر غالب رہا ہے۔

۲: مسلمان مکاتب فکر کا باہمی اختلاف واقعات کا اختلاف ہے، قانون کا اختلاف نہیں، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی مسلمانوں کا کوئی مشترکہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے، تو ان تمام مکاتب فکر کے مل بیٹھنے میں ان چند متشددین کے باہمی نزاعی فتوے کبھی رکاوٹ نہیں بنے۔ ان مسلمانوں کی باہمی فرقہ بندیوں کا پروپیگنڈہ دنیا بھر میں گلا پھاڑ پھاڑ کر کیا گیا ہے اور ان کے اختلاف کا شور مچا مچا کر قادیانیوں جیسے باطل طبقات نے اپنے کفریہ، باطل نظریات کی دکانیں چمکائی ہیں ورنہ یہی وہ مسلمان فرقے تھے۔

الف: جو ۱۹۵۱ء میں پاکستان کی دستوری بنیاد طے کرنے کیلئے جمع ہوئے تو کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اسلامی دستور کے اساسی اصول طے کر کے اٹھے، جن کو "بائیس نکات" کہا جاتا ہے۔

ب:......۱۹۵۲ء میں پاکستان کے مجوزہ دستور میں متعین اسلامی ترجیحات طے کرنے کا مرحلہ آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر متفقہ سفارشات پیش کیں۔ جبکہ یہ کام پہلے سے زیادہ غیر متوقع سمجھا جاتا تھا۔

ج:۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں انہی تمام مکاتب نے متفقہ مؤقف اختیار کیا۔

د:......۱۹۷۲ء میں دستور پاکستان (جو ۱۹۷۳ء میں نافذ ہوا) میں اسلامی شقوں کو درج کرانے کے لئے یہ تمام مکاتب فکر اکٹھے ہوئے۔

ہ:......۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ

میں یہ تمام مکاتب فکر یک جان و یک زبان متفق و متحد نظر آتے ہیں، اس طرز عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔

اول: یہ کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے ان متشددین کی انفرادی رائے کی حیثیت رکھتے ہیں کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں ورنہ یہ مکاتب فکر کبھی بحیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوم:...... یہ کہ ہر مکتب فکر میں غالب عنصر وہی ہے جو ان اختلافات کو اپنے دائرے میں رکھتا ہے۔ اور آپس میں اختلافات کو تکفیر کا ذریعہ نہیں بناتا ورنہ اس قسم کے تمام مکاتب فکر یا ہمی اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

سوم:...... یہ کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد جو واقعتاً کفر و ایمان میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

۳...... اگر کچھ حضرات نے تکفیر کے سلسلہ میں غلو اور تشدد کی روش اختیار کیا تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جا سکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر کہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا؟

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علاج کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ اور کیا ماہر سے ماہر ڈاکٹر سے کبھی غلطی نہیں ہو جاتی؟ لیکن کیا کبھی کوئی انسان بشرطیکہ وہ عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ انفرادی غلطیوں کی سزا کے طور پر ڈاکٹروں کے طبقے کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہونی چاہیے؟ پھر یہ کہ اگر چند جزوی نوعیت کے فتوؤں میں بے احتیاطیاں ہوئیں تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکل آیا کہ اب اسلام و کفر کے فیصلے قرآن و سنت کی بجائے مرزائی تحریفات کی بنیاد پر کرنے چاہئیں۔ علامہ اقبال نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کیا خوب بات کہی کہ:

"مسلمانوں کے بے شمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں، اگرچہ وہ دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہیں"۔

(حرف اقبال ص ۱۲۷ مطبوعہ المنار اکادمی لاہور ۴۷)

کیا قادیانی اہل قبلہ شمار ہوتے ہیں؟

جواب: قادیانیوں کی وجوہ تکفیر:

شہرہ آفاق مقدمہ بہاولپور میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو چھ وجوہ کفر متعین فرمائے تھے:

۱:......ختم نبوت کا انکار

۲:......دعویٰ نبوت اور اس کی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاء کی تھی۔

۳:......ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرف واجب الایمان قرار دینا۔

۴:......عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۵:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔

۶:......عام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (روئیداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ص ۱۴۷ ج ۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریرات کفر کا ڈھیر ہیں، جس میں ہزاروں کفر موجود ہیں، اس کی ایک ایک عبارت مرقع کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ: ''حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔''

(احتساب قادیانیت ج ۴ ص ۱۱)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

۱:......''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔ (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲:......''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں''۔ (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

۳:......''صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا''۔ (حقیقت الوحی ص ۱۵۰ خزائن ص ۱۵۴ ج ۲۲)

۴:...... ''قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا.'' (تذکرہ ص ۳۵۲ مجموعہ الہامات مرزا)

۵:......'' انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً کما ارسلنا الی فرعون رسولاً''

(مجموعہ الہامات مرزا تذکرہ ص ۶۱۰)

ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

۱:......''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف

کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقینی کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی ص۲۲۰ خزائن ص۲۲۰، ج۲۲)

آنچہ من بشنوم زوحی خدا ۔۔۔ بخدا پاک دانمش زخطاء

ہمچوں قرآن منزہ اش دانم ۔۔۔ از خطاہا ہمین است ایمانم

بخدا ہست ایں کلام مجید ۔۔۔ از دہان خدائے پاک و وحید

و آن یقین کلیم بر تو رات ۔۔۔ آن یقین ہائے سید سادات

کم نیم زاں ہمہ بردئے یقین ۔۔۔ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ترجمہ:''جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔ (نزول المسیح ص۹۹ خزائن ص۴۷۷، ج۱۸، از مرزا قادیانی)

۳:...... ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ص۱۴۰ ج۱۹، از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

۱:...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ص۲۳۳ ج۱۸، از مرزا قادیانی)

۲:...... ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہیں کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔'' (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸، روحانی خزائن، ج۲۲ ص۱۵۲)

۳:''اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔'' (کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۰)

ا:...... ''میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ''**وآخرین منهم لما یلحقوابهم**'' بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام ''محمد'' اور ''احمد'' رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

۲:...... ''اس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ص ۱۸۳ ج ۱۹)

۳:...... ''مگر تم خوب توجہ کرکے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے، اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں (مرزا) ہوں''۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴ خزائن ص ۴۴۵، ۴۴۶، ج ۱۷)

۴:...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''**محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار.**'' اس وحی میں میرا (مرزا) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

☆...... امت محمدیہ کی تکفیر:

(۱)...... ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷ طبع سوم از مرزا قادیانی)

اسی طرح مرزا محمود اور مرزا بشیر احمد غلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والوں کے بارے میں لکھتا ہے:

(۲)...... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں

ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵، از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

(۴)..... "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

☆......قادیانی اور اہل قبلہ:

اہل قبلہ کا لفظ اصطلاح میں اہل ایمان کے لئے بولا جاتا ہے، اور شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ کہلاتے ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہیں، ہم اہل قبلہ کو اس وقت تک کافر نہیں کہتے جب تک وہ کسی موجب کفر قول یا فعل کا ارتکاب نہ کریں جو لوگ ضروریات دین کے منکر ہوں مثلاً ختم نبوت کے منکر ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو سچا مانتے ہوں، وہ شریعت میں اہل قبلہ نہیں، اہل قبلہ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو شخص فقط قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ اہل قبلہ ہے چاہے وہ کسی قطعی حکم کا منکر بھی کیوں نہ ہو، کیونکہ قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز تو مسیلمہ کذاب بھی پڑھتا تھا۔ لہٰذا اہل قبلہ وہ کہلائیں گے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہوں وہ اہل قبلہ ہیں۔

قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق:

جو لوگ دین اسلام کے منکر ہیں، وہ کافر ہیں جیسے عیسائی، یہودی لیکن قادیانیوں اور عیسائیوں، یہودیوں اور قادیانیوں کے کفر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ عیسائی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، موجودہ یہودی خود جھوٹے ہیں مگر ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں، قادیانی خود بھی جھوٹے ہیں ان کا نبی بھی جھوٹا تھا، اسلام سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کے وجود کو بطور اہل کتاب یا ذمی کے تسلیم کرتا ہے۔ اسلام نہ جھوٹے نبی کو قبول کرتا ہے اور نہ اس کے پیروکاروں کو۔ جھوٹے نبی کے پیروکاروں کا وہی حکم ہے جو صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کے

پیروکاروں کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ عام کافروں پر قادیانیوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے کہ قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کا وجود اسلام کو قبول نہیں ہے۔

قادیانی عبادت گاہ:

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ منافقین نے عہد نبوت میں مسجد کے نام پر ایک اڈا قائم کیا تھا۔ جسے اسلام نے مسجد ضرار قرار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے انہدام واحراق کا حکم دیا تھا۔ جب اسلام نے منافقین کی عبادت گاہ کو مسجد تسلیم نہیں کیا تو قادیانی زندیقوں کی عبادت گاہوں کو کیسے مسجد تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ نہ ان کی اذان کو شرعاً اذان قرار دیا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ''قادیانی اور تعمیر مسجد'' مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مندرجہ تحفہ قادیانیت جلد اول)

مسلم قبرستان میں قادیانی مردوں کی تدفین کا حکم:

جس طرح کسی ہندو، یہودی، عیسائی، اور چوڑھے چمار کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اسی طرح کسی قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں، اگر وہ چوری چھپے دفن کر دیں تو اسے مسلمانوں کے قبرستان سے نکال باہر کرنا ضروری ہے۔

کفر کے دنیوی احکام:

(۱) ایمان کی پہلی شرط یہ ہے کہ کفر اور کافروں سے تبری اور بیزاری ہو، یعنی کافروں کو خدا کا دشمن سمجھے اور کوئی دوستانہ تعلق ان سے نہ رکھے۔

(۲) کافروں کو بچی دینا حرام ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ کافروں سے بچی لینا حرام ہے۔

(۳) کافر، مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں۔

(۴) کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں۔

(۵) مسلمان کے جنازہ میں کافر کو شرکت کی اجازت نہیں، وہ وقت طلب رحمت کا اور کافر سے لعنت آتی ہے۔

(۶) مردہ کافروں کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں، اگر قریبی رشتہ دار ہوں

(۷) کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمان کے لئے حلال نہیں۔

(۸) کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۹) جو کافر دارالاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں، ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں ساتھ لے کر جانا جائز نہیں۔

(۱۰) جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے " لا اکرمهم اذا اهانهم الله و۔ و اعزهم اذا اذلهم الله ولا ادنیهم اذا اقصاهم الله تعالیٰ "۔ (اقتضاء الصراط المستقیم)

ترجمہ: "فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان لوگوں کا ہرگز اعزاز اور اکرام نہ کروں گا جن کو خدا نے ذلیل اور حقیر قرار دیا۔ ان لوگوں کی ہرگز عزت نہ کروں گا، جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے، اور ان لوگوں کو ہرگز اپنے قریب جگہ نہ دوں گا، جن کو اللہ تعالیٰ نے دور رکھنے کا حکم دیا۔

سوال: مرزا قادیانی کی زندگی اور اوصاف نبوت میں تضاد کو واضح کریں؟ نیز ان اوصاف کا مرزا قادیانی کی زندگی سے موازنہ کریں اور ثابت کریں کہ مرزا قادیانی میں ان اوصاف میں سے کسی بھی وصف کی کوئی ادنیٰ جھلک پائی جاتی تھی؟

جواب: ...... حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بہت سی خصوصیات و اوصاف سے نوازتے ہیں جن میں سے چند ایک کو ذکر کر کے ہم موازنہ پیش کرتے ہیں:

(۱)...... نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کامل العقل ہو بلکہ اکمل العقل ہو، تاکہ وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے، وہ عقل و فہم میں اس درجہ بلند ہو کہ اس زمانہ میں کوئی اس کی نظیر نہ ہو، ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل کسی نبی کی عقل سے بڑھ کر ہو، عقل اور دانائی میں نبی اتنا برتر و بالاتر ہوتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ اور پاسنگ نہیں ہوسکتی جبکہ مرزا قادیانی "دائیں اور بائیں" جوتے کی تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ (سیرت المہدی ج اص ۶۷، روایت ۸۳)

(۲) نبوت کا دوسرا وصف یہ ہے کہ اس کا حافظہ صحیح اور درست ہو، نہ صرف یہ بلکہ کامل الحفظ اور اکمل الحفظ ہو، جبکہ مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ "مجھے مراق ہے" (ملفوظات ج ۸ص ۴۴۵)

نیز یہ کہ اس نے اپنے ایک مرید کو خط لکھا کہ:

’’میرا حافظہ بہت خراب ہے، اگر کئی دفعہ کسی سے ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔‘‘ (مکتوبات ج ۵ نمبر ۲ ص ۲۱)

(۳)...... ’’نبوت کا تیسرا وصف یہ ہے کہ نبی ایسا کامل اور اکمل العلم ہو کہ امت کے حیطۂ ادراک سے بالا اور برتر ہو، مرزا کے علم کا یہ عالم تھا کہ ’’وہ ماہ صفر کو اسلام کا چوتھا مہینہ قرار دیتا ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۴۲، روحانی خزائن ص ۲۱۸ ج ۱۵)

(۴)...... ’’نبوت کا چوتھا وصف یہ ہے کہ وہ عصمت کا ملہ و مستقرہ رکھتا ہو، مرزا قادیانی کے متعلق خود اس کے مریدوں کا اقرار ہے کہ ’’وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتا تھا‘‘

(خطبہ مرزا محمود صاحب مندرجہ اخبار الفضل ۳۱۔ اگست ۱۹۳۸ء)

مرزا قادیانی ’’غیر محرم عورتوں سے پاؤں دبوایا کرتا تھا‘‘

(سیرت المہدی ص ۲۱۰، ج ۳ روایت ۷۸۰)

(۵)...... نبوت کا پانچواں وصف یہ ہے کہ نبی صادق اور امین ہو، جبکہ مرزا قادیانی پرلے درجے کا کذاب اور بددیانت تھا۔ اس نے پچاس کتابیں لکھنے کا وعدہ کیا، پچاس کی رقم لی، پانچ کتابیں لکھ کر اعلان کردیا کہ: ’’پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہوا، اس لئے کہ پچاس میں اور پانچ میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ روحانی خزائن ص ۹ ج ۲۱)

چنانچہ مرزا نے جھوٹ بولا اور بددیانتی سے لوگوں کا مال کھایا۔

ان کی کذب بیانی اور دروغ گوئی کا نمونہ ملاحظہ ہو:

(۱)...... ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۰، ۲۱)

بتایئے یہ پیش گوئیاں قرآن مجید میں کہاں ہیں؟ اور حدیث کی کون سی کتاب میں ہیں؟ مرزا صاحب نے تین سطروں میں پانچ جھوٹ بول دیئے۔

(۲)...... یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل

میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔'' (کشتی نوح ص۹)

(۳)...... ''صحیح بخاری یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے۔'' (کشتی نوح ص۸۷)

جی کون سا صفحہ؟ کون سا باب؟

(۴)...... ''میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن میں خبر موجود ہے کہ اس وقت (یعنی مسیح موعود کی آمد کے وقت) آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔'' (رافع البلاء ص۳۴)

(۵)...... نبوت کا چھٹا وصف یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث نہ ہو۔ حدیث متواتر سے ثابت ہے۔ "لا نورث ماتر کنا فهو صدقة" (بخاری ج۱ص ۵۲۶)

نوٹ:...... حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث کو گیارہ بار اپنی جگہ صحیح میں ذکر فرمایا ہے، مزید تفصیلی حوالہ جات کی فہرست کے لئے موسوعہ اطراف الحدیث ج۷ص ۲۹۱ دیکھئے بیسیوں حدیث کی کتب میں یہ روایت موجود ہے۔

(۷)...... نبوت کی ایک شرط زہد ہے، یعنی دنیا کی شہوات ولذات سے بے تعلقی، نبوت کا مقصد بندوں کو خدا تک پہنچانا ہے، ظاہر ہے کہ جو خود لذات پرست ہو وہ دنیا کو خدا پرست کیسے بنا سکتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی ''کنجریوں کے مال پر بھی ہاتھ صاف کرنے کے لئے مستعد نظر آتا ہے'' (سیرت المہدی ص۲۶۱ ج۱، روایت ۲۷۲) اور اس نے اسے استعمال میں لانے کے لئے دلیل بھی گھڑلی۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۰۷، خزائن ج۵ص ایضاً)

اسی طرح مرزا قادیانی نے بہشتی مقبرہ کے نام پر مردہ فروشی کی تجارت کو فروغ دیا جو آج بھی قادیانی جماعت کی عقل وخرد پر ماتم کررہی ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کھاؤ پیو تھا۔ قادیانی کا ایک الہامی نسخہ زدجام عشق ہے جس میں'' زعفران، مشک اور افیون بھی پڑتا تھا، (سیرت المہدی ص۵۱ ج۳ روایت ۵۶۹)۔ مرزا قادیانی ''شراب اپنے مریدوں سے منگوایا کرتا تھا'' ملاحظہ ہو''خطوط امام بنام غلام'' (ص۵ کالم۱)

قادیانی خود لکھتا ہے: ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (انگریز)

کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنر میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب نے رئیسان پنجاب میں کیا ہے، اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی، یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریز کی امداد میں دیئے تھے۔" (کتاب البریہ ص ۴ روحانی خزائن ص ۴ ج ۱۳)

(۹)...... نبی مرد ہوتا ہے جیسا کہ نص قرآنی ہے۔

(۱۰)...... نبی خلق عظیم کا مظہر اتم ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی ماں، بہن کی گالیوں سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(الف)...... "جو شخص میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔

سوال (۵)...... دلائل سے ثابت کریں کہ مرزا انگریز کا ایجنٹ تھا اور انگریز نے اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے اس کو مذہب کا لبادہ اوڑھایا، واضح ہو کہ انگریز مسلمان کے جذبہ جہاد سے خائف تھا اور چاہتا تھا کہ مسلمانوں سے یہ جذبہ ختم ہو جائے، آپ واضح کریں کہ مرزا نے انگریز کی خواہش کی تکمیل کس طرح کی؟

جواب:...... مرزا قادیانی جدی طور پر انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، انگریز نے جب متحدہ ہندوستان پر قبضہ کیا تو اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے اور مسلمانوں سے جذبہ جہاد مٹانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کیں۔ مرزا قادیانی کی تحریرات سے ہمارے مؤقف کی صداقت ملاحظہ ہو:

(۱)...... "یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (انگریز گورنمنٹ) ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے...... اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت جزم اور احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے...... ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے"۔ (کتاب البریہ ص ۳۵۰ روحانی خزائن ص ۳۵۰ ج ۱۳)

(۲)...... ''سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ (انگریزی) نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولتمدار انگریزی کا خیر خواہ ہے...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۹،۱۰، ج۳)

(۳)...... ''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۱۱، ج۳)

(۴)...... ''اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۱۱ ج۳)

(۵)...... ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام ور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (تریاق القلوب ص۱۵، روحانی خزائن ص۱۵۶،۱۵۵ ، ج۱۵)

(۶)...... ''سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریا کاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی، جو درحقیقت ان کی محسن ہے، سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیے، ورنہ خدا تعالیٰ

4 کے گنہگار رہوں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱ ج ۳)

(۷)......''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے، سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (شہادۃ القرآن ص''ج،د'' روحانی خزائن ص ۳۸۰، ۳۸۱، ج ۶)

۸......''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرخوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا، اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔'' (اربعین نمبر ۴، ص ۱۳، حاشیہ روحانی خزائن ص ۴۴۳ ج ۱۷)

۹. اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱-۴۲، روحانی خزائن ص ۷۷-۷۸ ج ۱۷)

سوال (۶) جن الفاظ کی بنا پر مرزا کی تکفیر کی گئی ہے، یاد رہے کہ آج تک جس جس شخص نے جو بات خلاف شرع کہی ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو جان بوجھ کر اس نے خلاف شرع کہا اگر ایسے ہے تو کہنے والا کافر ہے، چاہے کوئی بھی ہو اگر حالت سکر میں کہا ہو، تو وہ معذور ہے، مرزا قادیانی کے متعلق قادیانی بتائیں کہ وہ کافر تھا یا معذور؟ ان دونوں حالتوں میں وہ وہ نبوت کے قابل نہیں۔

۲:...... بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں، بالخصوص عقائد کے باب میں تو صفر کے برابر بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کے خوابوں کے جواب میں بزرگوں کے خواب پیش کر دینا دیانت کے خلاف ہے، اس لئے کہ مرزا نبوت کا مدعی تھا اور انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں، جبکہ بزرگوں کے خوابوں کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں۔

۳...... اگر کسی شخص نے حالت سکر میں کوئی بات کہی، جب بعد میں اسے بتایا گیا کہ آپ نے فلاں بات خلاف شرع کہی تو اس نے جواب میں کہا کہ تم نے اس وقت مجھے قتل کیوں نہ کر دیا، دیکھو پھر اگر میں کوئی بات خلاف شرع کہوں تو مجھے قتل کر دیا جائے، بخلاف مرزا کے کہ یہ تو ان خلاف شرع باتوں کو کتابوں میں شائع کرتا ہے اور بڑی آب و تاب سے ان کی اشاعت کرتا ہے اور ان پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

پہلی پیشینگوئی: مرزا کی موت سے متعلق:

مرزا قادیانی نے اپنی موت سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ، مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی اور خود اپنی پیش گوئی کے بموجب ذلیل و رسوا ہوا اور جھوٹا قرار پایا۔ مرزا قادیانی کی پیشگوئی ملاحظہ فرمائیں:

”ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا اور زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲)

اسی طرح سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ مرزا کی موت لاہور، میں قے اور اسہال کی حالت میں دستوں والی جگہ ہوئی...... لہٰذا مکہ یا مدینہ میں مرنے کی بابت مرزا کی پیشگوئی سراسر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دوسری پیشینگوئی: زلزلہ اور پیر منظور محمد کے لڑکے کی پیش گوئی

پیر منظور محمد، مرزا قادیانی کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو

مرزا نے ایک پیش گوئی کردی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کی پیشگوئی کے الفاظ "پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے، اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا، اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا"۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ در روحانی خزائن ص۱۰۳، ج۲۲)

تیسری پیش گوئی: ریل گاڑی کا تین سال میں چلنا

عبارت ملاحظہ فرمائیں: "یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہو جائے گا تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہو جائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آ جائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوہ کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۳، روحانی خزائن، ص۱۹۵، ج۱۷)

اب قادیانی بتائیں کہ کیا ریل گاڑی (TRAIN) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چل گئی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا یہ پیش گوئی جھوٹی ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ۱۹۰۵ء میں یہ ریل گاڑی چل جانی چاہیے تھی۔ ۹۲ سال اوپر گزر گئے ہیں مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلتی تھی وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہوگئی۔

چوتھی پیش گوئی: غلام حلیم کی بشارت:

مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود، عمر پانے والا، کان اللہ نزل من السماء (گویا خدا آسمان سے اتر آیا) وغیرہ الہامات کا مصداق بتایا تھا اور وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔

محمدی بیگم:

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا۔

اس کی دھمکی کے الفاظ یہ ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے۔ (آئینہ کمالات)

مرزا قادیانی کے مرتے دم تک بھی محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے جو جھوٹی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج ا، ص ۶۱)

مرزا قادیانی نے کہا: ''میری اس پیشینگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں، اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج ۵، ص ۳۲۵)

تضادات مرزا

ایک سچا نبی جو کچھ کہتا ہے وہ وحی الٰہی کے تحت کہتا ہے۔

(۲)...... ''ختم المرسلین کے بعد میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کاذب اور

کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔" (مجموعہ اشتہارات ص۲۳۰ ج۱)

(۴)..... "میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا، بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔" (ازالہ اوہام ص۱۹۹، روحانی خزائن ص۱۹۷ ج۳)

اس کے برخلاف دوسری جگہ کہتا ہے کہ:

"اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔"

(تحفۃ الندوہ ص۵ روحانی خزائن ص۹۸، ج۱۹)

"ستارۂ قیصریہ" میں لکھتے ہیں:

"دلائل قاطعہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے..... آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔" (ستارۂ قیصریہ ص۱۲، ۱۳)

"اور لطف تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔" (اتمام الحجہ ص۱۹)

پھر اپنی تائید میں مولوی محمد سعید طرابلسی کا ایک عربی خط نقل کیا ہے جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس میں موجود ہے۔" (اتمام الحجہ ص۲۲)

مرزا قادیانی بد اخلاق، بدزبان اور بدکردار انسان تھا۔

یہ اس کا مشغلہ تھا جیسا کہ اس نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

الف "اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص۳۰، روحانی خزائن ص۳۱ ج۹)

ب..... "جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح حاشیہ ص۴ روحانی خزائن ص۳۸۲ ج۱۸)

ج:...... ’’میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، روحانی خزائن ص ۵۴۷، ۵۴۸، ج ۵)

د:...... ’’دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔‘‘

(نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

ہ:...... ’’اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔‘‘ (تذکرہ ص ۱۶۸ طبع دوم)

و:...... ’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔‘‘ (تذکرہ ص ۶۰۰ طبع دوم)

اس کی بدزبانی صرف عامۃ المسلمین تک کو شامل نہیں، بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق بھی بدزبانی کیا کرتا تھا جیسا کہ ملاحظہ ہو:

ز:...... ’’میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ص ۵۷۳، ج ۲۲)

ح:...... ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔‘‘

(کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳، خزائن ص ۷۱، ج ۱۹)

ن:...... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸)

س:...... ’’ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

دیکھئے یہ بدزبانی وہ شخص کر رہا ہے جو خود شراب کا رسیا تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے ’’خطوط امام بنام غلام‘‘ ص ۵) اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں دبواتا تھا۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰)

(۱)......میاں محمود احمد صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق الٰہی دوا، خدا تعالیٰ کی ہدایت کے تحت بنائی اور اس کا بڑا جز افیون تھا، اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اور (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔ (الفضل" ۱۹۔ جولائی ۱۹۲۹ء، افیون" تذکرہ" ص ۱۱۱، ج ۳، افیون کا استعمال" تذکرہ ص ۶۱۷، طبع ۳" سیرت المہدی" ص ۲۸۴، ج ۳)

(۷)......آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ ("مسیح موعود کے مختصر حالات" ملحقہ براہین" طبع اول، ص ۶۷" مرتبہ معراج الدین قادیانی")

دریائے خون بہانے سے اے چشم فائدہ! دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

یہ منہ اور مسور کی دال

بادہ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے!

حملِ مرزا قادیانی

استقرار حمل:

مرزا نے لکھا" مریم کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا"۔ ("کشتی نوح" ص ۴۷" روحانی خزائن" ص ۵۰، ج ۱۹)

دردزہ:

مرزا رقم طراز ہے:" پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنا کھجور کی طرف لے آئی۔" ("کشتی نوح" ص ۴۷" روحانی خزائن" ص ۵۱، ج ۱۹)

مرزا جی کے مخلص مریدو!

" بتاؤ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے سچ بتاؤ، کہ موجودہ زمانے میں اسلام

کی تبلیغ کے لئے انہیں حقائق و معارف کی ضرورت تھی۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر　　　بندہ پرور منصفی کیجئے خدا کو دیکھ کر

اے فرزندان اسلام!

آج فیصلہ کرلو کہ شیزان اور اسی طرح کی دوسری قادیانی مصنوعات کے مشروبات نہیں پیئو گے اور شیزان کے کھانے نہیں کھاؤ گے۔

مرزا قادیانی کی ہیضہ کی حالت میں منہ مانگی موت

چونکہ بعض مخالفین نے اس وقت بھی یہ شور مچایا تھا کہ آپ کو "ہیضہ" ہوگیا ہے۔ اس لئے صاحب سول سرجن نے یہ لکھ دیا کہ آپ کو ہیضہ نہیں ہوا، اور وفات کے بعد آپ کی نعش مبارک ریل میں بٹالہ تک پہنچائی گئی، اگر ہیضہ ہوتا تو ریل والے نعش مبارک کو بک نہ کرتے۔ پس مخالفین کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ حضور "ہیضہ" سے فوت ہوئے۔"

(مفتی محمد صادق ربوہ، ۲۲۔ جنوری ۵۱ء "الفضل" ۱۱۔ فروری ۵۱ء، ص ۵)

جلوے میری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں　　　مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی، مگر ضعف بہت ہوگیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔"

("سیرت المہدی" مرتبہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے طبع دوم، ص ۱۱، جلد اول)

مرزائیو!

بتاؤ کہ دست اور قے دونوں تھے یا نہیں؟ اگر آپ اس "قادیانی معجون مرکب" کو ہیضہ کے نام سے موسوم نہیں کرتے، تو فرمایئے کہ "مرزائی نبوت" کی اصطلاح میں دست و قے کی اس مہلک بیماری کا نام ہے؟ رہا قادیانی مفتی صاحب کا فرمان کہ:

(الف)......انگریز ڈاکٹر نے لکھ دیا کہ ہیضہ نہیں ہوا۔

(ب)......اگر ہیضہ سے موت ہوتی تو ریل والے نعش کو بک نہ کرتے۔ یہ دونوں عذر لنگ ہے۔ نہ معلوم قادیانی مفتی نے بہتر سالہ عمر کس جنت الحمقاء میں بسر فرمائی ہے۔

مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب خودنوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے، اس رات کو اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے'' اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی، دوسری طرف لاہور کے شورہ پشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر برپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگہاں سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آن پہنچی'' (''حیات ناصر'' ص ۱۴۔۱۵ تاریخ اشاعت دسمبر ۱۹۲۷ء)

''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں، تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں، جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں، تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون (۳) و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے'' (''مجموعہ اشتہارات'' ص ۵۷۹،۵۷۸، ج ۳)

مرزا جی کے مندرجہ بالا الفاظ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے لئے طاعون اور ہیضہ کی دعا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ صاحب کی بجائے خود متنبی قادیان کی طرف پھیر دیا۔ ہیضہ نے مرزا جی کو آدبوچا اور وہ ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سمیت اگلے جہان کی طرف کوچ کر گئے۔ کسی زندہ دل شاعر نے مرزا صاحب آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے۔

یوں کہا کرتا تھا، مرجائیں گے اور ‌ ‌ ‌ ‌ اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا

اس سے بیماروں کا ہوگا کیا علاج　　کالرا (۴) سے خود مسیحا مر گیا

مرزائیو! اللہ کے لئے غور کرو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی شائع کرنا، بعدہ انعام، رشوت اور روپے کے لالچ سے نکاح کی کوشش کرنا کسی راست باز انسان کا کام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ خود مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

''ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیش گوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے، اپنے مکر سے، اپنے فریب سے ان کی پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

(''سراج منیر'' مصنفہ مرزا غلام احمد، طبع سوم، ص۲۳، ''روحانی خزائن'' ص ۲۷، ج ۱۲)

غلام احمد کی'' کیا ہی صحیح مقولہ ہے۔ حق بحق دار رسید (اختر)

(۳)......طاعون نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے دست پنجہ لیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے سیٹھ عبدالرحمٰن مدارسی کو لکھا: ''اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ سنا ہے ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں۔ چند روز ہوئے ہیں، میرے بدن پر بھی ایک گلٹی نکلی تھی۔ پہلے کچھ خوفناک آثار معلوم ہوئے، مگر پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا زور جاتا رہا۔ یہ ایک جدا ہاتھ میں غدود پھول گئے تھے اور یہ طاعون جوڑوں میں ہوتی ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، حصہ اول، ص ۱۵)

(۴)......انگریزی میں ''کالرا'' (Cholera) ہیضہ کو کہتے ہیں۔

قادیانی زندیق ہیں جو اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہتے ہیں اور شریعت کے مطابق زندیق واجب القتل ہوتا ہے۔ (حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

کنواری اور بیوہ
مرزا قادیانی کی ایک پیشگوئی

بقول مرزا غلام احمد یہ ''الہام'' ۱۸۸۱ء کا ہے۔ جس میں مرزا جی کو بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا۔ ''ایک کنواری اور دوسری بیوہ'' بقول مرزا کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوا اور وہ اس انتظار و حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ کسی بیوہ کے ساتھ نکاح کی ناکامی نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی کا بیوہ کے نکاح کا ''الہام'' شیخ چلی کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے کہ جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا۔ اور احمد بیگ (مرزا جی کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم کا والد۔ ناقل کے حصہ کا ابھی نام و نشان نہ تھا...... پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا، جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم، ص ۱۴)

مرزا کا یہ الہام جھوٹ اور بھنگڑ خانے کی گپ ثابت ہوا۔

مرزا جی تو لکھتے ہیں: ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری اور دوسری بیوہ''

پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا جی کا نکاح ہوا؟ جب کسی بیوہ سے مرزا غلام احمد کا نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا کو کاذب اور مفتری علی اللہ ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟

مرزا نے خود تحریر کیا ہے: ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(''چشمہ معرفت'' ص۲۲۲، ''روحانی خزائن'' ص۲۳۱، ج۲۳)

شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے کھٹکتی خار بن کر ہے مہک پھولوں کی بستر کی

(ج)...... ''ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔'' (''آئینہ کمالات اسلام'' ص۲۸۸)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(الف)...... ''بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں اور بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں...... بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گزری ہے۔ کبھی سچے خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جو وہ بادہ بہ سرد آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی اور وہ سچی نکلتی ہے۔'' (توضیح مرام، ص۸۳۔۸۴، روحانی خزائن، ص۹۴۔۹۵، ج۳)

(ج)...... ''اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں، جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلی۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔'' (حقیقت الوحی، ص۳، روحانی خزائن، ص۵، ج۲۲)

وفاقی وزیر قانون کی خدمت میں

عرضداشت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب عزت مآب میاں محمود علی قصوری بار ایٹ لاء وزیر قانون حکومت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ایک نمائندہ وفد، جس میں راقم الحروف اور مولانا عبدالحکیم ایم۔این۔اے شامل تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور آپ سے عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی مسئلہ کے متعلق گفتگو کی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس سلسلہ کی اہم اور ضروری باتیں، مجھے تحریری طور پر بھجوادی جائیں، زیر نظر عرض داشت، ان اہم نکات پر مبنی ہے، جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔

مطالبات ونکات!

ختم نبوت اور قادیانی مسئلہ کے متعلق مجلس تحفظ ختم نبوت تین مطالبات پیش کرتی رہی ہے۔ یہ وہ متفقہ مطالبات ہیں، جنہیں مختلف مسلمہ اسلامی فرقوں اور تمام مسلمانوں کی تائید حاصل ہے۔

۱-حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نوع کا دعویٰ نبوت قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

۲-مرزا غلام احمد قادیانی کے جملہ متبعین کو دیگر اقلیتوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۳-قادیانیوں کو کلیدی اسامی پر متعین نہ کیا جائے۔

دلائل اور شواہد!

حضور نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نوع کا دعوائے نبوت قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ چونکہ عقیدہ ختم نبوت، دین کا بنیادی عقیدہ ہے، قرآن مقدس، احادیث

صحیحہ اوراجماع امت سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔قرآن مقدس کی ایک سو سے زائد آیات اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں،جن میں سے دو آیتیں درج ذیل ہیں۔

(الف)...... **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین**۔(الاحزاب)(ترجمہ)حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں،بلکہ خدا کے رسول اورنبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

(ب)...... **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (المائدۃ)(ترجمہ)آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے۔اوراپنی نعمتیں تم پر پوری تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا ہے۔دین کامل ہونے کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔

احادیث شریفہ!

اسی طرح دوسو سے زائد احادیث پاک میں ختم نبوت کا ثبوت موجود ہے۔صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

(الف)حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"**یاابا ذر اول الانبیاء ادم و اخرھم محمد**"(''کنزالعمال'' ج۶ص۱۳۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

(ترجمہ)اے ابوذر!سب سے پہلے نبی آدم اورسب سے آخر میں محمد ہیں۔

(ب)حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کنت اول النبیین فی الخلق و اخرھم فی البعث (''کنزالعمال'' ج۶ص۱۱۲)

(ترجمہ)میں خلق میں سب سے اول اوربعثت میں سب سے آخر ہوں۔

اجماع امت

صحابہ کرام اورپوری امت کا اس پراجماع ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اورآپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا کفر ہے۔چودہ سو سال کے دوران مسئلہ کے متعلق کبھی اختلاف نہیں ہوااورنہ مسلمانوں نے کبھی کسی مدعی نبوت کو برداشت کیا۔اگرکسی نے بقائمی ہوش

وحواس دعوائے نبوت کیا تو اسے ارباب اقتدار نے قتل کروادی، ورنہ پاگل سمجھ کر قید کردیا۔

دعویٰ النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالا جماع

(''شرح فقہ اکبر'' ملا علی قاری'' ص۲۰۲)

(ترجمہ) ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبوت کا دعویٰ کرنا اجماع امت کی رو سے کفر ہے۔

(۴)...... مرزا غلام احمد قادیانی کے جملہ متبعین کو دیگر اقلیتوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کرتے ہوئے اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس طرح وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

اس کی اپنی کتابوں کے بیسیوں حوالہ جات میں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں، جن میں اس نے اپنی نبوت کا صراحۃً دعویٰ کیا۔

(الف)......**قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔**

(ترجمہ) کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ طبع سوم ص۳۵۲)

(ب)......**انک لمن المرسلین** (اے مرزا) تو خدا کا رسول ہے۔

(''الہام'' مرزا غلام احمد، مندرجہ ''حقیقت الوحی'' ص۱۰۷، ''روحانی خزائن'' ص۱۱۰، ج۲۲)

(ج)......''سچا خدا وہی خدا ہے، جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(''دافع البلاء'' ص۱۱، روحانی خزائن، ص۲۳۱، ج۱۸)

(د)......''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(اخبار بدر قادیان، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، حقیقت النبوۃ مرزا محمود، ص۲۷۲)

(۵)......''میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود کے ہونے کا دعویٰ تھا۔'' (''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم، ص۵۵، روحانی خزائن، ص۶۸، ج۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کھلم کھلا دعویٰ نبوت کے باعث امت مسلمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی

(ہذا حدیث "صحیح ترمذی" ص۴۵، ج۵)

وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ایضا مشکوٰۃ) کتاب الفتن۔ مسند احمد ج۵ ص۲۷۸

بخاری شریف کی کتاب "الفتن" میں اسی حدیث میں "دجالون کذابون" کے الفاظ وارد ہیں۔

(ترجمہ) "یقیناً میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔" (ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے) اس بنا پر مشہور محدث اور فقیہ امام ابن تیمیہؒ نے اس متفقہ عقیدہ کی وضاحت ان لفظوں میں فرمائی ہے۔

ومن انبت نبیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فھو شبیہ باتباع مسیلمۃ الکذاب و امثالہ من المتنبین.

(ترجمہ) "اور جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرے تو وہ مسیلمہ کذاب اور اس کی مانند دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کی پیروی کرنے والوں کی طرح ہے۔" (منہاج السنۃ، ج۳، ص۱۷۴)

چونکہ دعوائے نبوت کرنا اور یہ کہنا کہ مجھے وحی الٰہی ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد افتراء علی اللہ ہے اس لئے یہ اعلانیہ کفر ہے۔

چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

(الف)......آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ، ص۳، روحانی خزائن، ص۲۰۷، ج۱۸)

(ب)...... "میں نے تیرا نکاح محمدی بیگم سے پڑھا دیا۔" لاتبدیل لکلمات اللہ!

(انجام آتھم، ص۶۱-۶۰، روحانی خزائن، ص۶۱-۶۰، ج۱۱)

اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی، ص۱۳۲، روحانی خزائن، ص۵۷۰، ج۲۲)

(ج)...... ''مولانا ثناء اللہ مرحوم کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ وہ میری زندگی ہی میں مرجائے گا'' (اشتہار مرزا صاحب، ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء و ''اخبار بدر'' ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء، ''مجموعہ اشتہارات'' ص ۵۷۸، ج ۳)

حالانکہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کا انتقال مرزا صاحب کی موت کے چالیس برس بعد ہوا اور محمدی بیگم سے شادی کی حسرت بھی مرزا صاحب کے دل میں رہ گئی۔

توہین انبیاءؑ:

توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے توہین انبیاء کے حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(الف) ''مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے''

(ج)...... مرزائیوں کے خلیفہ اول حکیم نوردین نے لکھا تھا۔

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند — آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں

گر کسے آرد شکے درشاں او آں کافر است — جائے او باشد جہنم بیشک و ریب و گماں

(اخبار، الحکم، قادیان، ۱۷۔ اگست ۱۹۰۸ء)

(د)...... ایم ایم احمد کے والد ہی کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص ۱۶۹، مصنفہ مرزا بشیر احمد)

(ز)...... آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک عربی شعر سن لیں جن میں انہوں نے اپنے مخالفوں کے بارے میں یہ گوہر افشانی کی ہے کہ:

'' ان العدی صار و اخنازیر الفلاء ونسائوھم من دونھن الاکلب.

(ترجمہ) دشمن ہمارے بیابانوں (جنگل) کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ، ص۱۵، روحانی خزائن، ص۵۳، ج۱۴)

(۳) قادیانیوں کو کسی کلیدی اسامی پر متعین نہ کیا جائے

مندرجہ ذیل چند ایک حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں اور پیروکاروں کی ہمدردیاں اور وفاداریاں کسی صورت مملکت پاکستان سے نہیں ہو سکتیں۔ ان کی وفاداری کا مرکز قادیانی خلیفہ اور قادیانیت کا مرکز بھارتی شہر قادیاں ہے۔

سیاسی اور مذہبی وجوہ کی بناء پر پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے نقطۂ نگاہ سے کسی قادیانی کو کسی کلیدی اسامی پر متعین کرنا قومی اور ملکی مفاد کے سراسر خلاف اور بالکل غلط ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک دراصل برطانوی سامراج کی اسلام دشمنی حکمت عملی کی پیداوار ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب کی بے شمار تحریریں اس کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

(الف) مرزا غلام احمد قادیانی، لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے نام اپنی ایک چٹھی میں لکھتے ہیں:

''سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔'' (''تبلیغ رسالت'' ص۱۹، ج۷، ''مجموعہ اشتہارات'' ص۲۱، ج۳، روحانی خزائن ص۳۵۰، ج۱۳)

(ب)...... علامہ اقبال مرحوم نے اپنے مشہور مضمون ''قادیانی اور جمہور مسلمین'' میں قادیانی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

''گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ روح مسیح کا تسلسل یہودی باطنیت کا جز ہے۔'' (''حرف اقبال'' مرتبہ لطیف احمد خاں شیروانی، ص۱۲۳)

علامہ اقبال کے اس تجزیہ کی روشنی میں تحریک احمدیت اور تحریک صیہونیت دونوں میں

اسلام دشمنی قدر مشترک کے طور پر موجود ہے۔ چنانچہ یہ امر قابل غور ہے کہ پاکستان کی تمام گزشتہ حکومتوں نے اپنی حکمت عملی کے اختلاف کے باوجود آج تک اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اور اس میں سب سے بڑا عامل (Factor) اسلام دوستی اور عربوں سے دینی اخوت کا رابطہ ہے لیکن قادیانیوں نے مملکت پاکستان میں رہتے ہوئے حکومت پاکستان کی اس حکمت عملی کو مسترد کیا ہے اور تل ابیب میں اپنا مشن قائم کیا ہوا ہے۔ جس کا ثبوت قادیانیوں کی ایک کتاب (Our Foreign Missions) میں موجود ہے۔

(ج)...... جہاد، اسلام کا ایک مقدس دینی شعار ہے اور مسلمان قوم کی بقاء و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، ص ۴۱، روحانی خزائن، ص ۷۷۔۷۸، ج ۱۷)

(۲)...... مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے لڑائیاں کی جائیں۔" ("تریاق القلوب" ص ۳۳۲ طبع سوم اشتہار واجب الاظہار" روحانی خزائن ص ۵۱۸، ج ۱۵)

(د)...... قادیانی فرقہ شروع ہی سے تقسیم ملک کے خلاف تھا اور اکھنڈ بھارت کے برہمنی نظریہ کا زبردست حامی تھا جبکہ مرزا محمود خلیفہ قادیان نے اپنے ایک بیان میں اس کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا:

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت، ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی

تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔" (بیان مرزا محمود خلیفہ ربوہ "الفضل" ۱۷مئی ۱۹۴۷ء)

مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین، اردو ص ۵۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں: "پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔" (بروایت مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ، مندرجہ، حقیقت الرویا، ص ۴۶)

مرزا محمود خلیفہ قادیاں نے اپنی ایک تقریر میں کہا: "میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔" (تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، ۱۱۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ہر قادیانی کے لئے اطاعت امیر فرض ہے اگر کسی ایسے احمدی کو جو سرکاری ملازم ہو۔ بیک وقت دو متضاد احکام موصول ہوں ایک حکومت پاکستان کی طرف سے دوسرا جماعت احمدیہ کے امیر کی جانب سے تو وہ امیر جماعت احمدیہ کے حکم کی اطاعت کا پابند ہے اور حکومت پاکستان کے حکم کو نظر انداز کر دے گا۔ جہانگیر پارک کراچی میں ہونے والے احمدیوں کے جلسہ میں یہی صورت چوہدری سر ظفر اللہ خاں سابق وزیر خارجہ کو پیش آئی تھی۔ جب خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم کی طرف سے جلسہ میں شرکت نہ کرنے کے حکم کو انہوں نے مسترد کر دیا اور خواجہ ناظم الدین صاحب سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنی جماعت احمدیہ کے جلسہ کی شرکت سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا۔ حکومت پاکستان کی وزارت خارجہ سے میرا استعفا منظور کر لیں۔ امیر جماعت کے حکم کے مطابق وہ اس جلسہ میں شریک ہوئے ، اگرچہ ان کی شرکت کی وجہ سے جلسہ گاہ میں اور پورے شہر میں عظیم فساد برپا ہوا اور حکومت کی پوزیشن بے حد خراب ہوئی۔

اس پورے واقعہ کا تذکرہ منیر انکوائری رپورٹ ۱۹۵۳ء (اردو) کے صفحہ ۷۷۔۷۶ پر تفصیل سے موجود ہے۔ ان تینوں مطالبات کے حق میں جو کچھ اوپر کہا گیا اس میں بہت زیادہ اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ ''قادیانی مذہب وسیاست'' کا مطالعہ بھی فرمایا جائے۔ اس کے علاوہ اگر کسی مطالبہ کے دلائل میں کوئی شبہ ہو یا مزید معلومات اور دلائل کی ضرورت ہو تو بے شمار چیزیں مستند کتابوں میں موجود ہیں۔

آپ کے قیمتی وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصراً یہ معروضات پیش کی گئی ہیں۔ آپ کی ذہنی صلاحیتوں اور قدرت کی ودیعت کی ہوئی فہم وفراست سے توقع ہے کہ آپ ان چند حوالہ جات ہی سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی مسئلہ کے حل کی ضرورت کو پوری طرح سمجھ لیں گے اور اپنی اسلام دوستی حب الوطنی اور ملک وملت کی خیر خواہی کے پیش نظر اور اپنے اعلیٰ منصب کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پاکستان کے مستقل دستور میں اس مسئلہ کے حل کے لئے مناسب اقدامات کی سعی فرمائیں گے۔

المخلص لال حسین اختر

صدر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان ۷۔ جولائی ۱۹۷۲ء

سقوط مشرقی پاکستان پر محمود الرحمٰن کمیشن میں تحریری بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب مولانا لال حسین صاحب اختر امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔

واجب الاحترام جناب عالی مقام جسٹس محمود الرحمٰن صاحب صدر تحقیقاتی کمیشن برائے سقوط مشرقی پاکستان

جناب عالی!

سقوط مشرقی پاکستان صرف پاکستان ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے عظیم المیہ ہے۔ اس سلسلہ میں چند گزارشات پیش خدمت کرتا ہوں۔

(۱)...... صدر یحییٰ، ریٹائرڈ جنرلوں کے علاوہ صدر کے مشیر جناب ایم ایم احمد بھی سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ جناب ایم ایم احمد ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نزدیک (الف) مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے سب لوگ کافر ہیں (جناب ایم ایم احمد نے اپنے فوجی عدالت کے بیان میں اس کی تصدیق کی ہے۔) لہٰذا ان کے نزدیک پاکستان اسلامی ملک نہیں۔

صدر یحییٰ کے افواج بحریہ پاکستان کے لیے منظور کردہ دس کروڑ روپے ادا نہ کر کے جناب ایم ایم احمد نے پاکستان کی بحریہ قوت کو کمزور رکھا۔

جناب ایم ایم احمد جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی قادیان (بھارت) کی شاخ نے بنگلہ دیش کی حمایت کی اور بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ جب کہ قادیان میں مقیم ان کے ممبران کو خلیفہ ربوہ ہی مقرر کرتے ہیں اور ان کے مصارف ادا کرتے ہیں۔

''جناب والا شان'' بحریہ کے بجٹ کے متعلق شہادت کے لئے جناب مظفر وائس ایڈمرل کو طلب فرمایا جاوے۔ دیگر تمام امور کے متعلق تحریری شہادت موجود ہے جو عندالطلب پیش کی جاسکتی ہے۔ لال حسین اختر فیض باغ لاہور۔ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان تغلق روڈ ملتان، دلائل متعلقہ جز و(ا)...... سقوط مشرقی پاکستان یحییٰ خان اینڈ کو کی حرکات قبیحہ، فرض ناشناسی، ملک وملت سے غداری کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ یحییٰ خان کے ساتھ شریک کار تھے ان میں سب سے زیادہ یحییٰ خان کو ایم ایم احمد پر ہی اعتماد تھا اور مسٹر احمد نے ہی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا پلان تیار کیا۔

محترم صاحبزادہ ایم۔ ایم۔ احمد بطور قائم مقام صدر کام کر رہے تھے۔

(ماہنامہ ''الفرقان'' ربوہ، ستمبر ۷۱ء، ص۲)

مشرقی پاکستان سے علیحدگی

قومی اسمبلی کی بساط لپیٹ دینے کے ساتھ مشرقی پاکستان کی قسمت کا فیصلہ ذہنی طور پر کرلیا گیا تھا۔ یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ جناب ایم ایم احمد نے ایک مضبوط رپورٹ تیار کی جس میں اعداد وشمار سے ثابت کیا گیا کہ مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہوجانے سے مغربی پاکستان کی حیثیت قائم رہے گی اور اس میں استحکام پیدا ہوگا۔ (''اردو ڈائجسٹ'' ص۳۰، فروری ۷۲ء) دلائل متعلقہ جز و نمبر۲

ذیلی دفعہ (ا) ایم ایم احمد نے اپنے مبینہ حملہ آور محمد اسلم قریشی کے مقدمے میں فوجی عدالت کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ میرا دادا نبی تھا اور جو شخص اسے نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ مندرجہ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک رمضان ۹۱ھ ایم ایم احمد کے والد مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰) پر لکھا ہے کہ ہر ایک ایسا شخص، جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں

کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (از بشیر الدین محمود خلیفہ دوم ''انوار خلافت'' صفحہ ۹۰)
مسٹر ظفر اللہ نے بے باکی اور جرأت سے کہا، بے شک میں نے قائد اعظم کا جنازہ عمداً نہیں پڑھا۔ مولانا نے پوچھا کیوں؟ مسٹر ظفر اللہ نے جواب دیا کہ میں اس کو سیاسی لیڈر سمجھتا تھا۔ حضرت مولانا نے دریافت فرمایا کیا تم مرزائے قادیانی کو پیغمبر نہ ماننے والے سارے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہو؟ حالانکہ تم اسی حکومت کے وزیر بھی ہو۔ سر ظفر اللہ نے کہا کہ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔ تم کو بھی ایسا سمجھنے کا حق ہے۔ سر ظفر اللہ بجواب مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد (زمیندار مورخہ ۸۔ فروری ۱۹۵۰ء بحوالہ ''الفلاح'' پشاور ۲۸۔ اگست ۱۹۴۹ء)

جب پاکستان کے تمام اسلامی فرقے مرزائیوں کی نظر میں مسلمان ہی نہیں تو پاکستان اسلامی حکومت بھی نہیں۔

ذیلی دفعہ (ب) ...... ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور کہتے تھے کہ اگر ملک تقسیم بھی ہوگیا تو وہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، مرتبہ جسٹس محمد منیر، صفحہ ۲۰۹)

قادیان جماعت احمدیہ کا مرکز ہے، جس کی شاخیں ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کی وجہ سے متعدد احمدیوں کو مجبوراً قادیان چھوڑنا پڑا تھا اور وہ واپس آ کر یہاں بسنے کے لئے بے قرار ہیں۔ (کارروائی، قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۵۹ واں اجلاس، مندرجہ ''الفضل'' لاہور، ۳۱۔ دسمبر ۱۹۴۹ء)

یہ علاقہ ہمارے (پاکستان) کے حصہ میں آ گیا ہے لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت ہمارے لئے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔ (بیان جسٹس محمد منیر ''اخبار نوائے وقت'' لاہور ۶۔ جولائی ۱۹۶۴ء)

دلائل متعلقہ جزو نمبر (۳) ...... یحییٰ۔ مجیب مذاکرات ۷۱ء میں ایم ایم احمد کی حرکات کے باعث مشرقی پاکستان کے انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ ۲۳۔ مارچ کو ڈھاکہ میں ایم ایم احمد کی موجودگی پر انتہائی ذمہ دار حلقوں نے شکوک کا اظہار کیا کہ

انہوں نے اقتصادی امور کے سیکرٹری منصوبہ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین، صدر کے اقتصادی امور کے مشیر اور مشرقی پاکستان میں طوفان زدہ افراد کی آبادکاری کی رابطہ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ہمیشہ مشرقی پاکستان کو اقتصادی طور پر محروم کر دیا۔

(بحوالہ ''جنگ'' کراچی، ۲۶۔مارچ ۱۹۷۱ء) صفحہ ۸ کالم نمبر ۵)

''سازش کا پانچواں حصہ'' ہماری بحریہ کو جس طرح نظر انداز کیا گیا، وہ بڑا ہی تکلیف دہ المیہ ہے۔ یحییٰ خان نے وائس ایڈمرل مظفر کو اختیار دیا تھا کہ وہ ہر سال دس کروڑ روپے اپنی مرضی سے خرچ کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس کے متعلق پلان تیار کیا گیا تھا، مگر آخری وقت پر جناب ایم ایم احمد نے جواب دیا کہ ہم یہ رقم نہیں دے سکتے (''اردو ڈائجسٹ''، جنوری ۱۹۷۲ء، ص ۵۵)

دلائل بابت جزو (۵)...... جناب ایم ایم احمد جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی قادیان (بھارت) شاخ نے بنگلہ دیش کی حمایت کی اور بھارت سرکار کو مکمل تعاون کا یقین دلایا اور بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کی حمایت کے علاوہ مالی امداد دینے کا بھی اعلان کیا گیا۔ (اڈیٹر کا مضمون روزنامہ ''جسارت'' کراچی، مورخہ ۱۳۔ ستمبر ۱۹۷۱ء)

انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی

حضرت موصوف دام مجدہم کی مساعی جمیلہ سے انگلستان کے آٹھ مرکزی شہروں میں تحفظ ختم نبوت کی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور سینکڑوں مسلمان ممبر بن چکے ہیں، حضرت اقدس جہاں بھی تشریف لے گئے، بفضلہ تعالیٰ کامیابی نے قدم چومے اور تائید و نصرت ایزدی شامل حال رہی۔

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے ارشاد کے پیش نظر مجلس تحفظ ختم نبوت کا مدت سے عزم تھا کہ انگلستان میں (جو کہ مرزائیت کا حقیقی گہوارہ ہے) تردید مرزائیت کا محاذ قائم کیا جائے۔ بفضل ایزدی گذشتہ سال مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب مدظلہ، ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ان ہی ایام میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد بھی انگلستان آئے ہوئے تھے، مسلمانان انگلستان نے احقاق حق کے لئے موقع غنیمت جانتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا جو درج ذیل ہے۔

"بخدمت جناب مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ قادیانیہ حال وارد انگلینڈ..... معلوم ہوا ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان ہی ایام میں ہندو پاکستان کے مشہور مبلغ و مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر، ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان بسلسلہ تبلیغ یہاں تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کے لئے بہترین موقعہ عطا فرمایا ہے۔ حضور سرور کائنات سید الاولین والاخرین شفیع المذنبین، خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران سے مناظرہ کیا تھا اور آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں آریوں، عیسائیوں اور مسلمانوں سے مناظرے کیے تھے۔ مناظرہ تبلیغ دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ لہٰذا ہم آپ سے التماس کرتے ہیں کہ آپ خود یا آپ کا نمائندہ جناب مرزا غلام احمد کے صدق و کذب، کے موضوع پر مولانا لال حسین صاحب اختر سے مناظرہ کر کے مسلمانان انگلستان کو احمدیت کی حقیقت سے روشناس کرائیں، شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں"۔

(حاجی محمد اشرف گوندل امیر انٹرنیشنل تبلیغی مشن ۲۵۔ کلوفرڈ روڈ ھنسلو ویسٹ میڈیکس یو۔ کے انگلینڈ)

لیکن مرزائیوں کے خلیفہ کو ہمت نہ ہوئی کہ مسلمانوں کا چیلنج قبول کرتا۔ اس نے مولانا لال حسین صاحب اختر مدظلہ کے اس مشہور مقالہ کی تصدیق کر دی کہ صداقت اسلام، تردید تثلیث کفارہ و تردید الوہیت وابنیت مسیح علیہ السلام پر ڈیڑھ سو سے زائد تقاریر ہو چکی ہیں ایک پادری سے کامیاب مناظرہ بھی ہوا ہے۔

ووکنگ مسجد میں تردید مرزائیت

ووکنگ انگلستان کا مشہور شہر ہے اور لندن سے پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں بیگم صاحبہ بھوپال نے شاہجہاں مسجد کے نام سے وسیع اور خوبصورت مسجد بنوائی تھی۔ (مرزائی دعویٰ کرتے رہے کہ یہ مسجد ہماری تعمیر کردہ ہے) انگلستان میں یہ پہلی مسجد تھی۔ تقریباً پچپن برس سے یہ مسجد مرزائیت کے پروپیگنڈہ کا مرکز رہی ہے۔

چنانچہ ۱۱۔ فروری ۱۹۶۸ء بروز اتوار تین بجے تقریر کا اعلان کر دیا گیا۔ وقت مقررہ پر

مقامی حضرات کے علاوہ لندن ساؤتھ ہال اور ھنسلو سے اہل اسلام کا ایک سیلاب امنڈ آیا اور مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھر گئی۔ مولانا بشیر احمد صاحب نے مولانا لال حسین صاحب کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ جلسہ کی صدارت جناب ظہیر احمد صاحب سیکرٹری پاکستان مسلم ایسوسی ایشن نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مناظر اسلام مدظلہ نے مسئلہ ختم نبوت اور تردید دعاوی مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد مولانا بشیر احمد صاحب مصری نے تقریر کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میں مرزائی یا احمدی نہیں ہوں بلکہ میں مسلمان ہوں اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کذاب اور کافر سمجھتا ہوں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الزماں پیغمبر مانتا ہوں۔ مولانا لال حسین مدظلہ نے سوال کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ مولانا بشیر احمد صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا مانتا ہوں۔ اس پر حاضرین نے جذبہ مسرت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی کہ پچپن سال کے بعد محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مسجد میں کلمہ حق بلند ہوا اور مرزا غلام احمد کی تردید ہوئی۔ نماز عصر اور مغرب کی امامت کے فرائض مناظر اسلام مدظلہ العالی نے انجام دیئے۔ مولانا بشیر احمد صاحب نے اعلان فرمایا کہ جب تک میں اس مسجد کا امام ہوں یہ مسجد مرزائیوں کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہے۔ عامۃ المسلمین نے جناب مناظر اسلام مدظلہ کی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس عظیم کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

ایک درخواست

آخر میں ایک درخواست ہے کہ کیا تم باپ کے قاتل کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے ہو؟
(غیر مہذب الفاظ کہنے کی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں)

اگر کوئی کسی کی بہن بیٹی کو اغوا کر کے لے جائے کیا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے ہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ آپ کی دوستی اور یارانہ رہا کرتا ہے؟ اگر ہمیں اپنے باپ کے قاتل کے بارے میں غیرت ہے اور ہمیں اپنی بہو بیٹی کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والے کے بارے میں غیرت ہے کہ ہماری اس کے ساتھ کبھی صلح نہیں ہو سکتی، کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ان

موذیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے اور ان سے کوئی لین دین نہیں کریں گے۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں ایمانی غیرت نصیب فرمائیں اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور نبی کریم رحمت للعالمین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں اٹھائیں اور ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرما کر ہماری بخشش فرمائیں۔ آمین! (محمد یوسف لدھیانویؒ)

شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کا پیغام

محترم عزیزی جناب ملک فیاض اختر قادیانیت کی اعلیٰ عدالتوں میں پسپائی کی عدالتی کارروائی یعنی ہائیکورٹ، سپریم کورٹ، اپیلٹ بنچ، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلوں کو جمع کر کے کتابی شکل میں امت کے سامنے لا رہے ہیں۔ اس پر مجھے قلبی فرحت اور سکون حاصل ہوا ہے۔

(دعا گو) فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ، از خانقاہ سراجیہ، کندیاں، ضلع میانوالی)

میں نے انصاف کے اعلیٰ ایوانوں میں اسلام اور قادیانیت کے مابین لڑے گئے چند مقدمات کے فیصلوں کو اکٹھا کر کے مرتب کیا ہے۔ یہ فیصلے اعلیٰ عدالتوں کے ذہین و فطین جسٹس صاحبان کے محقق اور طاقتور قلموں سے نکلے ہیں۔ یہ فیصلے حق و باطل کے درمیان ایک حد فاصل قائم کر کے کفر و اسلام کی جدا جدا نشاندہی کرتے ہیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

(طالب شفاعت محمدیؐ بروز محشر فیاض اختر ملک، 15-اکتوبر 1993ء، لاہور)

مقدمہ

قادیانیت اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے، جس پر تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی شہادت موجود ہے۔ اس فتنہ ابلیس کے تخم کو فرنگی سامراج نے اپنے استعماری مقاصد کے استعمال کے لئے، سرزمین قادیان میں ڈالا تھا، کیونکہ اس کے اقتدار کو اگر کسی سے خطرہ لاحق تھا تو وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد و آزادی سے تھا، جو ان کے پیغمبر برحق علیہ التحیۃ والسلام کی میراث ہے۔ جنہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے عم زاد، ورقہ بن نوفل نے آپؐ پر پہلی نزول وحی

کا واقعہ سنتے ہی بشارت انجیل دیتے ہوئے آپؐ کو "نبی الجہاد" کہا تھا۔

صلیبی جنگوں کے بعد اٹھارہویں صدی میں اقوام یورپ اور بالخصوص برطانیہ کو افریقہ اور شرق اوسط میں مسلمان مجاہدین سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مغل دور حکومت میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھیس میں انگریزوں نے برصغیر ہند میں آہستہ آہستہ قدم جمانے شروع کر دیئے۔ عالمگیر اورنگزیب رحمہ اللہ کے جانشینوں جب سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہوئی اور بعد میں سلطان ٹیپو کی شہادت نے کشور ہند میں برطانوی اقتدار کے لیے راہ ہموار کر دی، لیکن اس کے بعد 1857ء میں انگریزی سامراج کے خلاف ہندوستان کے مسلمانوں نے علم بغاوت بلند کیا اور بڑے بڑے شہروں میں جنگ آزادی کے شعلے بھڑک اٹھے، جس کو افرنگ کی عیاری اور اپنوں کی سازش اور غداری سے کچل دیا گیا، لیکن مسلمانوں کی باغیانہ روش اور جذبہ جہاد سے انہیں کھٹکا لگا ہوا تھا۔

انیسویں صدی کے آخر میں بلاد اسلامیہ میں برطانیہ کی توسیع پسندانہ اور جارحانہ کارروائیوں کے خلاف ہر طرف شورش برپا ہونے لگی۔ ادھر یورپ میں ترک، انگریزوں کے خلاف جہاد کے لئے کمربستہ تھے، ادھر مشرق میں خلیج عرب، بحرین، عدن اور مصر میں مجاہدین، انگریزی فوجوں کو للکار رہے تھے۔ افغانیوں کی غیرت ملی نے برٹش افواج کو مسلسل پسپائی پر مجبور کر دیا تھا۔ مغرب میں مہدی سوڈانی اور ان کے سربکف درویش مجاہدین کی فوج نے انگریزی جنرل گارڈن کی فوج کا صفایا کر دیا تھا۔ انگریز مسلمانوں کے اس عقیدے سے اچھی طرح واقف تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد اور ظہور مہدی کا عقیدہ باقی ہے، ان کی سلطنت کو استحکام نصیب نہیں ہو سکتا۔

اسی خدشہ کے پیش نظر 1864ء میں مسیحی رہنماؤں اور سیاسی مفکرین پر مشتمل ایک کمیشن ولیم ہنٹر کی سربراہی میں لندن سے ہندوستان اس غرض سے بھیجا گیا کہ وہ ان تمام عوامل کا جائزہ لے، جو مسلمانوں کو برطانیہ عظمیٰ کے خلاف اکساتے رہتے ہیں، انہیں کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے اور انہیں برطانوی حکومت کا وفادار بنانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

1870ء میں اس کمیشن نے جو رپورٹ وہائٹ ہاؤس لندن میں پیش کی، اس میں

حکومت کو مشورہ دیا گیا کہ جب تک مسلمانوں کے دل و دماغ سے عقیدہ جہاد اور دینی پیشواؤں سے وابستگی کو ڈپلومیسی کے ذریعہ دین ہی کے نام پر ختم نہ کیا جائے، حکومت کے خلاف بغاوت کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہے گی، اس لئے حکومت برطانیہ کے انتہائی وفادار کسی ایسے شخص کو اس کام کے لیے تیار کیا جائے، جو مہدوی نبوت (Apostolic Prophet) کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو آہستہ آہستہ سرد کرتے ہوئے ان کے دلوں میں تحریص اور ترغیب کے ذریعہ حکومت برطانیہ کے لئے جذبہ وفاداری مضبوط کرے۔ اسی رپورٹ کا ذکر ہمیں برطانوی دستاویز (The Arrical of British Empire In India) میں ملتا ہے۔

اس کام کے لئے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے حکیم نور دین، جو کشمیر میں حکومت برطانیہ کی خفیہ ایجنسی کے لئے شاہی طبیب کے طور پر کام کر رہا تھا، کے مشورہ سے سیالکوٹ کی ضلع کچہری کے لئے ایک سابق اہلکار مرزا غلام احمد کا نام تجویز کیا، جس کا خاندان پہلے خالصہ راج میں سکھوں کی طرف سے سید احمد شہید اور ان کے مجاہدین کے خلاف لڑتا رہا، پھر 1857ء کی جنگ آزادی میں آنجہانی مرزا کے والد نے انگریزی فوج کا ساتھ دیا۔ پچاس گھوڑوں اور سواروں سے سرکار انگلشیہ کو بروقت کمک پہنچائی۔ جس کا اظہار اشتہار واجب الاظہار میں خود مرزائے قادیان نے اپنی تصنیف "کتاب البریہ" میں کیا ہے اور انگریزی حکام نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کا یہ مراسلہ کمشنر لاہور کی وساطت سے گورنر کو بھیجا گیا، جس نے اسے وائسرائے ہند کی خدمت میں ارسال کیا، جہاں سے یہ حکومت لندن میں حکومت برطانیہ کی وزارت خارجہ کے Confidential Cell کے پاس انتہائی رازداری کے ساتھ پہنچایا گیا۔ حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کیا کیونکہ اس زمانہ میں حکومت کو مرزا غلام احمد جیسے وفادار غلام سے بہتر اور کون شخص دستیاب ہو سکتا تھا، جو ان کے عزائم کی تکمیل کے لئے ان کا آلہ کار بن سکے، چنانچہ یہ خلعت نبوت سرکار انگریزی کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی کو عطا ہوئی، جس نے آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے (خود انگریزوں اور حکیم نور دین کے اشاروں پر) مناظرے کرتے کرتے علم تاویلات میں

درک حاصل کرلی تھی۔ اس سرفرازی کے ملتے ہی ایک حدیث کا سہارا لے کر، جس میں بتلایا گیا ہے کہ "مسیح موعود" "باب لد" سے برآمد ہوں گے۔ "مرزائے قادیان" ضلع پنجاب کی ایک بستی لدھیانہ میں وارد ہوئے اور لدھیانہ ہی کو "باب لد" بتلا کر 1901ء میں اپنے "مسیح موعود" ہونے کا اعلان کردیا۔ حالانکہ اس حدیث کے مطابق "لد" فلسطین میں واقع جہاں اسرائیل نے اپنا ایئرپورٹ بنالیا ہے جو Ledya Airport کے نام سے مشہور ہے۔

اسی طرح نئی صدی کے آغاز سے ایک خودساختہ نبوت وجود میں آئی، جسے بانی جماعت نے، حکومت انگریزی کا "خودکاشتہ" پودا کہتے ہوئے اپنے آقائے نامدار کو بار بار اپنی خدمت گزاری اور وفاداری کا یقین دلایا ہے اور اسے یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اس نے "خونی مہدی" اور "جنگجو مسیح" کے عقیدہ کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے پچاس ہزار کتابیں اور اشتہارات نہ صرف ہندوستان میں، بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں شائع کرائے ہیں اور سرکار انگریزی کی اطاعت کو ان کا دینی فریضہ بتلایا ہے...... سرکار انگریزی کی اس حمایت اور غیر مشروط وفاداری کی بدولت اس کا یہ خودکاشتہ پودا خوب پھلتا پھولتا رہا۔ کمزور عقائد کے لوگ اس کے دام تزویر میں پھنستے چلے گئے، جس کی بابت علامہ اقبال نے فرمایا ہے:

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

اس نومولود نبی اور اس کی امت پر انعام واکرام کی بارشیں ہونا شروع ہوگئیں۔ انہیں اعزاز ومناصب سے نوازا جانے لگا۔ عامۃ المسلمین اور خاص طور پر علماء کو حکومت کا باغی اور معتوب طبقہ سمجھا گیا اور ان پر نہ صرف ذرائع معاش کے تمام دروازے بند کردیئے گئے، بلکہ ہر قسم کی سختیاں ان پر روا رکھی گئیں۔ اس کے باوجود اس پرآشوب دور میں مشائخ عظام اور علمائے امت اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھے۔ مشائخ عظام کی طرف سے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، پیر سید جماعت علی شاہؒ، حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور دیگر صوفیائے کرام نے امت مسلمہ کو اپنے دینی اور روحانی تصرفات سے قادیانیت کی گمراہی سے بچالیا۔ علمائے امت سے امام العصر سید انور

شاہ کاشمیریؒ، شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم مولانا محمد شفیعؒ، رئیس المتکلمین مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور ان کے رفیقان محترم نے قادیانیوں کا ہر میدان میں تعاقب کیا۔ تحریر میں، تقریر میں، خطاب میں، سیاست میں، قانون اور عدالت میں، غرض کہ ہر میدان میں انہیں شکست فاش دی۔ سب سے پہلے قادیانیوں سے فیصلہ کن قانونی معرکہ آرائی سرزمین بہاولپور میں ہوئی، جہاں جناب محمد اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے مقدمہ تنسیخ نکاح میں مسماۃ عائشہ بی بی کا نکاح عبدالرزاق قادیانی سے فسخ کر دیا کہ ایک مسلمان عورت مرتد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اس مقدمہ میں وکلاء کی جرح اور علمائے کرام کی شہادت نے قادیانیت کے تار و پود بکھیر دیئے اور اس کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کر دیا۔ اس مقدمہ کا آغاز سال 1926ء میں اور اس کا فیصلہ 7 فروری 1935ء میں ہوا۔ جس کے خلاف اپیل سر ظفر اللہ خاں اور دیگر قادیانی وکلاء کی ایما پر عدالت عالیہ میں دائر نہیں کی گئی۔ اس مقدمہ میں دو باتیں بڑی قابل ذکر ہیں۔ حکومت برطانیہ نے جس کے پرستار بھی اس کے عدل و انصاف کے گن گاتے ہیں، فرماں روائے ریاست بہاولپور نواب صادق محمد خان عباسی کو مجبور کیا کہ وہ اس مقدمہ میں مداخلت کر کے اسے خارج کرا دیں۔ نواب صاحب موصوف نے اس بات کا ذکر خضر حیات ٹوانہ کے والد نواب سر عمر حیات ٹوانہ سے لندن میں اپنے دوران قیام کیا۔ عمر حیات خان ٹوانہ نے ان سے کہا:

"ہم انگریز اور گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار ضرور ہیں مگر ہم نے ان سے اپنے دین و ایمان اور عشق رسول کا سودا تو نہیں کیا ہے"۔ اس مقدمہ کی دوبارہ سماعت کی منظوری خود والیٔ ریاست نے جوڈیشل کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے دی ہوئی تھی اور اس کا تعلق دین و ایمان سے تھا، اس لئے انہوں نے حکومت برطانیہ کی فہمائش کے باوجود کسی مرحلہ پر کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کی۔ دوسرا ایک عجیب واقعہ کارروائی مقدمہ کے دوران عدالت میں اس وقت پیش آیا جب حضرت انور شاہ کاشمیریؒ نے جلال الدین شمس قادیانی کی جرح پر گرج کر فرمایا: "اگر تم چاہو تو میں یہیں عدالت میں کھڑے ہوئے تم کو دکھلا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی اس وقت جہنم کی آگ میں جل رہا ہے۔" شاہ صاحب نے یہ بات اس یقین اور جلال کے

4 ساتھ فرمائی کہ حاضرین عدالت سہم گئے اور وہاں موجود قادیانیوں پر ہیبت طاری ہوگئی۔

قادیانیوں اور ان کے سرکردہ لیڈروں کی تقسیم ہند کی مخالفت کے باوجود جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو انہوں نے یہاں احمدی ویٹیکن سٹیٹ کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے، جس کا علمائے امت نے بروقت نوٹس لیا اور سال 1953ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تحریک پر مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی ملک گیر سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا۔ لیکن قادیانیوں نے اندر ہی اندر سازشوں کا جال پھیلایا ہوا تھا اور وہ سول انتظامیہ، فارن سروس، فوج اور ایئر فورس میں کلیدی عہدوں پر قابض ہو گئے تھے اور ربوہ میں انہوں نے سٹیٹ در سٹیٹ (State Within State) بھی قائم کر لی اور نشہ اقتدار میں بدمست ہو کر سال 1974ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر چناب ایکسپریس کے ذریعہ سفر کرنے والے ملتان نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا، جس پر سارے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ سیاسی و دینی جماعتوں کے مطالبہ پر کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی دوران قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد اور ان کے ساتھیوں نے متفقہ طور پر اپوزیشن کی طرف قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے علماء متحد ہو کر سرگرم عمل ہو گئے، جس کے نتیجہ میں اسلامیان پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ملک کے گوشہ گوشہ سے آواز اٹھائی۔ اس وقت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت برسر اقتدار تھی، جس نے پاکستان کے مسلم عوام کے جذبات اور احساسات کا صحیح طور پر اندازہ کرتے ہوئے حکومتی بنچوں کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی، جس کی منظوری کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 260 میں قومی اسمبلی میں 17 ستمبر 1974ء کی منظور کردہ قرارداد کو آئینی ترمیم کے ذریعہ شامل دستور کر لیا گیا۔ جس کے بعد لاہوری اور قادیانی گروپ اور ہر وہ شخص، جو ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، آئینی طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت کی طرح پرامن زندگی بسر کرنا چاہیے تھی

ختم نبوت دستاویز—45

، لیکن ان کی فتنہ ساماتیوں کو قرار نہیں آیا اور ان کے سربراہ مرزا طاہر کی ایما پر 17 فروری 1983ء کو مجلس ختم نبوت کے سرگرم کارکن اور مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کرلیا گیا، اس پر ایک مرتبہ پھر علمائے پاکستان نے عالمی مجلس ختم نبوت کے سربراہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد کی مومنانہ قیادت میں مولانا اسلم قریشی کی بازیابی اور قادیانیوں کی اسلام کی آڑ میں تبلیغی سرگرمیوں کے خلاف پوری قوت کے ساتھ تحریک چلائی، جس پر صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے 27- اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جس کی رو سے قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا اور خود کو بطور مسلمان پوز (Pose) کرنے بالفاظ دیگر مسلمانوں کا بہروپ اختیار کرنے سے بھی منع کر دیا گیا۔ اس آرڈیننس کی وجہ سے ان کے عزائم اور منصوبوں کی تکمیل کے راستے مسدود ہو گئے۔

شریعت اپیلیٹ بنچ جو جناب جسٹس محمد افضل ظلہ، جناب جسٹس نسیم حسن شاہ، جناب جسٹس شفیع الرحمٰن، جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ، جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی پر مشتمل تھا، انہوں نے ان نکات کو زیر غور لانے سے احتراز کیا جو فیڈرل شریعت کورٹ میں اٹھائے گئے تھے، چونکہ اپیل واپس لے لی گئی تھی، لیکن فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھا۔

آخر میں، میں ان تاریخی مقدمات کے فیصلوں کی تالیف پر عالمی مجلس ختم نبوت اور اس کے قائدین محترم مولانا خان محمد اور محترم مولانا اللہ وسایا بالخصوص محترم ملک فیاض اختر، جنہوں نے یہ جاں گسل فریضہ انجام دیا اور اس تحریک کے روح رواں عزیز گرامی جناب محمد متین خالد صاحب اور ان کے رفقاء جناب طاہر رزاق صاحب اور محمد صدیق شاہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کی بدولت ان فیصلوں کی روشنی گھر گھر پہنچے گی جو کہ منارۂ نور کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اللہ رب العزت ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(دعا گو) محمد اسماعیل قریشی، سینئر ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ آف پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے ان فیصلوں کا ترجمہ کرنے کے بعد خوبصورت انداز سے، ان کو زیور طباعت سے آراستہ کیا اور اہل اسلام تک اس حقانیت کے مظہر فیصلہ جات کو پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حبیب پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اجر عظیم عطا فرمائیں۔

(نذیر احمد غازی) اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل لاہور ہائیکورٹ)

لاتوں کے بھوت

ایوب خان کے مارشل لاء کے بعد لاہور ہائیکورٹ میں قادیانیت کو وہ تحفظات حاصل ہوگئے کہ الامان والحفیظ، دہریہ، کمیونسٹ اور آزاد خیال لوگوں کا طوطی ہر طرف بولتا تھا، اعجاز بٹالوی، عابد منٹو، مشتاق راج، اور اس قبیل کے لوگ گستاخی رسول کے مرتکب ہوتے اور نہ کوئی ملامت کرنے والا کھڑا ہوتا نہ ٹوکنے والا۔ اگر کوئی عاشق رسول مزاحمت کرتا تو سب مل کر اس کی وہ درگت بناتے کہ وہ بیچارا اپنا سامنہ لے کر کہیں رہ جاتا۔

عدالتوں کا یہ حال تھا کہ آغا شورش کشمیری کے کیس میں ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ پر مشتمل جسٹس کرم الٰہی چوہان اور قاضی گل نے فیصلہ صادر فرمایا کہ قادیانی بہت اچھے مسلمان ہیں اور کسی کو انہیں برا بھلا کہنے کی اجازت نہ ہونی چاہیے۔

بھٹو صاحب کے دور میں مرزائی اور بھی پر پرزے نکالنے لگے۔ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف ٹھٹھا اور مذاق، لیکن کون انہیں روکے؟ ایسے میں یکا یک کایا پلٹی، مرزائیوں نے روایتی گیدڑ کی طرح لاہور شہر کا رخ کیا اور اپنی ایک "سیرت کانفرنس" YMCA ہال میں کرائی۔ پھر کیا تھا، لاہور کے وکلاء کو غیرت آئی اور ہمارے اس وقت کے نائب صدر حضرت اسماعیل قریشی صاحب نے ہائیکورٹ بار کی تاریخ میں ججوں کے وسیع و عریض لان میں "سیرت کانفرنس" کرائی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مرزائیت کی وہ شامت آئی کہ ان کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا اور پھر مرزائیوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طالب علموں پر حملہ کر کے اپنی موت کا سامان پیدا کر دیا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ اسی زمانے میں جب ہم سب 1974ء کی تحریک ختم نبوت چلا رہے تھے تو میرے پاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی صاحبؒ تلمبہ والے تشریف لائے اور قادیانیوں کے خلاف تقریر کرنے پر جو کیس ان کے خلاف بنا تھا، اس کی ضمانت کروائی۔ میں حضرت کو باہر کنٹین میں لے آیا اور ان سے پوچھ بیٹھا کہ "حضرت 1953ء میں ہماری

بہترین ٹیم مرزائیوں کے خلاف میدان میں اتری تھی مگر ناکام رہی۔

غضب ناک آواز میں فرمایا: ''پہلے امام کار اولیاء اللہ کے ہاتھ میں تھی، اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہاتھ میں ہے۔''

ایسا لگتا تھا جیسے کوئی وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کا علمبردار میرے سامنے بیٹھا ہے اور ابھی اپنی برچھی نکال کر ربوہ و قادیان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا۔

خاص طور پر لاہور ہائیکورٹ میں ہنود و یہود کے سائے میں بیٹھ کر سر ظفر اللہ اور خواجہ نذیر احمد ایسے قادیانی، کبھی سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر قتل کے جھوٹے مقدمے بنوا کر پھانسی پر لٹکوانا چاہتے تھے اور کبھی آغا شورش کشمیری کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی سازشیں کرتے۔ عدالت کے ان ایوانوں میں بیٹھ کر قادیانیوں کے پیر و مرشد انگریز ججوں نے حضرت غازی علم الدین شہید کو قہقہوں کی گونج میں پھانسی کے تختے پر لٹکایا، جس عدالت میں بیٹھ کر شراب کے نشہ میں دھت اور مرزائی حوروں سے زنا کرنے کے بعد جسٹس منیر، علماء اور اولیاء کا مذاق اڑاتا تھا اور ہاں وہ عدالت جہاں مرزا بشیر احمد جس نے 1953ء کی تحریک میں اپنے ہی لعنتی ہاتھوں سے کئی نوجوانوں کو شہید کیا، وہ وقت آن پہنچا ہے کہ اب قلمی اور علمی جہاد کو خیر باد کہا جائے اور دین کے ان دشمنوں کو بمع ان کے ہندو گروؤں و یہودی مربیوں سمیت ہندوستان، انگلستان اور اسرائیل جا جا کر اور چن چن کر قتل کیا جائے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رشید مرتضیٰ قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

جس کو شعاع عشق محمدؐ عطا ہوئی مسرور اس کا راستہ آساں ہو گیا

اے امن کے علمبردارو!...... دنیا کے اس عظیم ظلم پر فیصلہ دو ------ ظالم کے خلاف آواز اٹھاؤ ------ تمہارے ہاں کتوں کے حقوق بھی ہیں ------ تم بلیوں کے حقوق کے بھی محافظ ہو ------ تم نے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے قانون بھی بنائے ہیں ------ کسی انسان کی توہین ہو تو ہتک عزت پر تم مجرم کو لاکھوں ڈالر جرمانہ کرتے ہو

------کوئی کسی کی ماں بہن کو گالی دے تو تمہارا قانون فوراً حرکت میں آتا ہے
------ کوئی جعل سازی کرے تو تم اسے عبرتناک سزا دیتے ہو------کوئی کسی مصنف کی کتاب میں ردوبدل کرے تو تمہارا قانونی شکنجہ اس کے گلے تک پہنچتا ہے
------ !!!لیکن آمنہؓ کے لالؐ کی توہین پر تم خاموش رہتے ہو۔

مرزا قادیانی اپنی جعلی نبوت چلائے تو تم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

مرزا قادیانی، رسولؐ رحمت کی بیٹی اور آپؐ کے نواسوں کی شان میں ہرزہ سرائی کرے تو تم گونگے بہرے بنے رہتے ہو۔

مرزا قادیانی اللہ کی کتاب میں ردوبدل کرے تو تم ٹک ٹک دیکھتے رہتے ہو۔

شریک جرم نہ ہوتے تو مخبری کرتے ہمیں خبر ہے لٹیروں کے ہر ٹھکانے کی

پھر ملک فیاض، مرزائی نوازوں کے پاس یہ مقدمہ لے کر جاتا ہے اور ان سے پوچھتا ہے:

قادیانیوں سے تمہاری دوستیاں کیوں!

گستاخان رسولؐ کے شادی بیاہوں میں تمہاری شرکت کیوں؟

شعار اسلامی کی توہین میں پکڑے گئے قادیانی مجرموں کے لئے عدالت میں مسلمان وکیل کی وکالت کیوں؟

اخبارات ورسائل میں باغیان ختم نبوت کی حمایت کیوں؟

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت محمد طاہر رزاق

آئین پاکستان میں ترمیم کے لئے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج اغراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔ (2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2...... آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعدازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ 106 کی شق، (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

3...... آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (3) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرتا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔ (عبدالحفیظ پیرزادہ، وزیر انچارج)

جنرل ضیاء الحقؒ کا نافذ کردہ آرڈیننس مجریہ 1982ء

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گذشتہ ماہ کی بارھویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء (صدارتی فرمان نمبر 8 مجریہ سال 1982ء) جاری کیا تھا۔ جس کی رو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں۔ تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، 1973ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) ''غیر مسلم'' کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی اور نہ ہوگی، اور وہ بدستور ''غیر مسلم'' ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیاں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہیے تھا، مگر بایں ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا مؤثر طریقے سے سدباب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ کے گذشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق، قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور نے قاری سعید الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق، ممبران وفاقی کونسل کی جانب سے قادیانی کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التواء کے متعلق مورخہ 12- اپریل 1982ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی

جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کے آرٹیکل 260 میں شق (3) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال 1976ء میں دفعہ 47، الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ 47۔ الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو "غیر مسلموں" کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور "غیر مسلم" اقلیت متعین ہو جانے کی بناء پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمانی و صوبائی اسمبلیوں کے (انتخابات) کے فرمان مجریہ سال 1977ء (فرمان صدر بعد از اعلان نمبر 5 مجریہ سال 1977ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر 17 مجریہ سال 1978ء ترمیم کر کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نااہلیت کے متعلق "مسلم" اور "غیر مسلم" کے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے۔ جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لئے اہل قرار نہیں پا سکتا۔ جب تک کہ اس کا نام "مسلمانوں" یا "غیر مسلموں" کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔

بعد ازاں فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل 2 میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء جو فی الحال معطل ہے، کے کچھ آرٹیکل کو فرمانِ عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل 260 کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لئے فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء میں آرٹیکل نمبر 1۔ الف کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ 1973ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان

مجریہ سال 1982ء میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ 1981ء سال کے آرٹیکل 1۔الف میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یالاہوری گروپ کے اشخاص کو (جوخودکو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال (1981ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارت قانون وقتاً فوقتاً ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو، جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہو اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں، منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکر بالا وفاقی قوانین (نظرثانی و استقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال 1897ء کی دفعہ 6۔الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود موثر رہتی ہے، بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذ العمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور موثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقاء کے لئے یکساں ہے اس لئے یہ کہنا قطعاً بجا نہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہرحال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی وفاقی قوانین (نظرثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکور ترمیمی قانون کے ذریعہ سے کی جانے والی ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ ان سب امور کے باوصف اس مسئلہ کو پھر سیاسی رنگ دینے اور ابہام پیدا کرنے کی ناجائز کوشش جاری رہی۔ لہٰذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے ''ان مقامات سے بھی بچنا چاہیے جہاں تہمت لگنے

کا اندیشہ پایا جائے'' مذکورہ بالا شک وابہام کو دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان نمبر 8 مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، 1973ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو، یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو، دستور یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر 17 مجریہ سال 1978ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو ''احمدی'' کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لئے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی بدستور 1981ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر 1 مجریہ سال 1981ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جز قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ ''مسلم'' کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ''غیر مسلم'' سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی

شخص (جو خود کو 'احمدی' یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا بدستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کرلیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں، مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا اب 5- جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

ا۔..... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار کا فرمان مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہوگا۔(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔استقرار..... بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء، (نمبر 27 مجریہ سال 1981 کی جدول میں اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 19 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے، جس کی رُو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، 1973ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف)..... مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہوگا جو مذکورہ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں یا

(ب)..... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو 'احمدی' کہتے

ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم قطعی طور پر مسلمہ اور قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں، لہٰذا ان کے منسوخ ہوجانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر 1۔الف میں بیان کی گئی ہے بھی ختم ہوجائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1947ء) جس کی رُو سے 1973ء کے دستور میں ترامیم کرکے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا، وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کے ذریعے منسوخ ہوچکا ہے۔اس لئے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی وآئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جاچکا ہے۔دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی رُو سے جو ترامیم 1973ء کے دستور کے آرٹیکل 260 وآرٹیکل 106 میں عمل میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ: وزارت اطلاعات ونشریات

محکمہ فلم ومطبوعات، اسلام آباد 18- مئی 1982ء

نئے آرڈیننس کا اجراء (1984ء)
قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پیش لفظ

صدر مملکت نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کے خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اور قانون میں ترمیم کے لئے ایک آرڈیننس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) 1984ء نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈیننس 26-اپریل 1984ء کو نافذ کیا گیا ہے۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298۔ بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رُو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو ''امیر المومنین'' یا ''صحابہ'' یا اس کی بیوی کو ''ام المومنین'' یا ان کے خاندان کیا فراد کو ''اہل بیت'' کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہے، تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

اس دفعہ کی رُو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لئے جمع کرنے یا بلانے کے لئے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے جس طرح کی مسلمان دیتے ہیں۔

ایک نئی دفعہ 298۔ سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کی رُو سے متذکرہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہوگا۔

اس آرڈیننس نے قانون فوجداری 1898ء کی دفعہ 99۔ اے میں بھی ترمیم کردی ہے جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو تعزیرات

پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، کو ضبط کرسکتی ہے۔

اس آرڈیننس کے تحت سب پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 میں بھی ترمیم کردی گئی ہے جس کی رُو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کردے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کردے۔ جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرلے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رُو سے پابندی ہے۔

آرڈیننس فوری طور پر نافذ ہوگیا ہے۔ آرڈیننس کا متن مندرجہ ذیل ہے۔

آرڈیننس نمبر 20...... مجریہ 1984ء

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے۔ اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ لہٰذا اب 5- جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

حصہ اول

ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ:

(1)...... یہ آرڈیننس قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کے خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

(2)...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔ (۲) آرڈیننس، عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔ اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیرات پاکستان

(ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

۳۔ ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات (298۔ب اور 298۔ج کا اضافہ)

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45، 1860ء میں باب 15 میں، دفعہ 298۔ الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی......

۲۹۸۔ بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لئے مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

(1)...... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے)

الف...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المومنین ،خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

ب...... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

ج...... اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے، تو اسے کسی ایک قسم کی سزا قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

د...... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸۔ج: قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے، یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہو یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، گو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء

(ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی ترمیم)

۴۔ ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی دفعہ ۹ ۹۔ الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ 99، الف میں ذیلی دفعہ (1) میں۔

الف...... ''الفاظ اور سکتہ'' ''اس طبقہ کے'' کے بعد الفاظ، ہندسے، قوسیں، حرف اور ''سکتے'' اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے'' شامل کر دیئے جائیں گے اور

ب...... ہندسہ اور حرف '' 298۔ الف کے بعد الفاظ، ہندسے اور حرف '' یا دفعہ 298۔ ب یا دفعہ 298۔ ج'' شامل کر دیئے جائیں گے۔

ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ 298۔ الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسب ذیل اندراجات شامل کر دیئے جائیں گے۔ یعنی............

1	2	3	4	5	6	7	8
298 ب	بعض مقدس شخصیات کیلئے مخصوص القاب اوصاف اور خطابات وغیرہ جائز استعمال	ایضاً	ایضاً	ناقابل ضمانت	ایضاً	تین سال کیلئے کسی ایک قسم کی سزا قید اور جرمانے	ایضاً

298 ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء

(مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) کی ترمیم

6- مغربی پاکستان آرڈیننس 1963 کی دفعہ 24 کی ترمیم

مغربی پاکستان میں پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) میں دفعہ 24 میں ذیلی دفعہ (ا) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کردی جائے گی یعنی.........

''(ی ی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی دفعات 298۔الف، ب یا 298۔ج میں دیا گیا،''یا''

شائع کردہ: محکمہ فلم و مطبوعات، وزارت اطلاعات و نشریات، اسلام آباد پاکستان

۶۔۶۔۱۹۸۴

از کتاب ناقابل یقین سچے واقعات ۲۲۸ تا ۲۴۴

قادیانیوں کے عبرت ناک انجام کے واقعات

مرزا قادیانی کا انجام

مرزا قادیانی کو انتہائی خوفناک ہیضہ ہوا۔ منہ اور مقعد دونوں راستوں سے غلاظت بہنے لگی۔ اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ رفع حاجت کے لئے لیٹرین تک جا سکے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی غلاظت کے ڈھیر لگ گئے۔ مسلسل پاخانوں اور الٹیوں نے اس قدر نچوڑ کر رکھ دیا کہ اپنی ہی غلاظت پر منہ کے بل گرا اور زندگی کی بازی ہار گیا۔ کائنات میں شاید ہی کسی کو ایسی ہولناک اور عبرت ناک موت آئی ہو۔ تدفین تک منہ سے غلاظت بہتی رہی جسے بڑی کوشش کے باوجود بند نہ کیا جا سکا۔ جس تابوت میں مرزے کا جنازہ لاہور سے قادیان گیا اس تابوت اور تابوت میں پڑے بھوسے (توری) کو حکومت نے آگ لگوا کر خاکستر کرا دیا تاکہ اس تابوت سے علاقہ میں کوئی بیماری نہ پھیل جائے۔

حکیم نورالدین کا انجام

سب سے پہلے جس خبیث الفطرت انسان نے مرزا قادیانی کی نبوت کو تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی وہ حکیم نورالدین تھا۔ قادیانی جماعت میں مرزا قادیانی کے بعد اس کا مقام ہے۔ مرزا قادیانی کی موت کے بعد وہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پہلا خلیفہ کہلایا۔ قادیانی اسے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)

ساری زندگی سائے کی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ رہا اور بناسپتی نبوت کی منصوبہ سازی میں پیش پیش رہا۔ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر پٹخا، جس سے ٹانگ ٹوٹ گئی۔ زخم ٹھیک نہ ہوا اور بگڑ کر بےکار ہو گئی۔ اسی حالت میں اس کی بیوی کسی کے ساتھ فرار ہو گئی۔ جوان بیٹے کو بشیر الدین نے قتل کرا دیا اور اسی قاتل نے خلافت حاصل کرنے کے لئے اس کی بیٹی سے شادی رچائی۔ مرزا بشیر الدین نے باقی بیٹوں کو دھکے

دے کر جماعت سے نکال دیا۔ آخری وقت میں زبان بند ہوگئی اور چہرہ مسخ ہوگیا۔ اسی حالت میں ختم نبوت کا غدار اس جہان فانی سے اپنی بقایا سزا پانے کے لئے اس دار باقی میں پہنچ گیا۔

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمہ اللہ کا کشف

حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمہ اللہ نے ایک دفعہ مراقبہ کیا اور مرزا قادیانی کو قبر میں باؤلے کتے کی شکل میں دیکھا کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور وہ انتہائی خوفناک آوازیں نکال رہا ہے۔ بڑی پھرتی سے گھوم گھوم کر منہ سے دم پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ غصہ میں آکر کبھی اپنی ٹانگوں کو کاٹتا ہے اور کبھی سر زمین پر پٹختا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لعین کے عذاب میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین۔

پھگلہ میں مباہلہ اور مرزائیوں کا انجام

آپ مانسہرہ سے اگر بالاکوٹ کی طرف جائیں گے تو ''عطر شیشہ'' کے قریب ایک گاؤں پھگلہ نامی ہے جس میں اکثر آبادی سادات کی ہے۔ اس قصبہ میں سب سے پہلے عبدالرحیم شاہ نامی ایک شخص نے مرزائیت قبول کی اور مرزائیت کا مبلغ بن کر مرزائیت کی تشہیر شروع کر دی لیکن علماء کرام نے ہر دور میں باطل کے خلاف زبان و سنان سے جہاد کیا۔ خدا کی شان ہے اس علاقہ میں علماء حق علماء دیوبند کثیر تعداد میں رہتے تھے۔ خاص کر پھگلہ میں بھی مولانا قاضی عبداللطیف فاضل دیوبند سے اکثر و بیشتر مرزائیوں کا بحث مباحثہ چلتا رہتا تھا۔ شدہ شدہ معاملہ مباہلے تک جا پہنچا۔

اب سنئے! مباہلہ کرنے والے قادیانی لوگوں کے ساتھ کیا بیتی اور ان کا انجام کیا ہوا' عبدالرحیم قادیانی نے دوران مباہلہ خود کہا تھا کہ خدا جھوٹے کو پاگل کر دے۔ ایک ماہ کے بعد وہ پاگل ہو گیا اور اول فول بکنے لگا۔ قریب ''جابہ نامی بستی میں فوج کا کیمپ تھا۔ وہ وہاں بغیر اجازت داخل ہوا اور شور شرابا شروع کر دیا۔ انگریز کمانڈر تھا۔ اس نے عبدالرحیم قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا اور کافی دنوں تک جیل میں رہا۔ جب جیل سے رہا ہوا تو خود کہنے لگا کہ میں نے مرزا قادیانی کو سور کی شکل میں دیکھا ہے اور قادیانی عقیدے کو ترک کر

کے اسلام قبول کیا۔ غلام حیدر نامی قادیانی کو اس کے بھتیجوں نے ٹھیک ایک مہینہ کے بعد جمعہ کے دن ۲۶ مارچ ۱۹۷۳ء کو بالکل معمولی سی بات پر جہنم واصل کر دیا۔ غلام حیدر کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بھتیجوں کو سیشن کورٹ کے سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ چند مہینے ہی گزرے تھے کہ پولیس نے بغیر کسی سزا اور جرمانہ کے بری کر دیا۔

تیسرے قادیانی عبدالرحیم شاہ کو ۱۹۷۴ء میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مہلک بیماری میں مبتلا کیا کہ اس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور عام لوگ اس کے کمرہ میں نہ جا سکتے تھے۔ کمرے میں داخل ہونے سے ہی بدبو آتی تھی۔ بالآخر کافی مدت ایسی کیفیت میں رہنے کے بعد عبدالرحیم شاہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

مباہلین علماء میں سے صرف مولانا کریم عبداللہ صاحب مدظلہ بقید حیات ہیں۔ بقیہ دو حضرات کچھ عرصہ قبل اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ میں نے یہ روداد مولانا کریم عبداللہ صاحب سے سن کر قلم بند کی ہے۔ (مولانا منظور احمد شاہ آسی۔ تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۳۰۷ تا ۳۱۰)

قبر پھٹ گئی

ڈیرہ غازی خان کے قصبہ اللہ آباد میں ایک منہ پھٹ اور انتہائی بدزبان قادیانی ماسٹر رہتا تھا۔ اس شاطر کو جہاں موقع ملتا وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور ختم نبوت کے بارے میں بک بک کرتا۔ آخر ایک دن وہ اسی طرح بک بک کرتا مر گیا۔ قادیانیوں نے اسے مسلمانوں کے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا خفیہ پروگرام بنایا۔ لیکن کسی ذریعہ سے یہ خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس ملعون کی تدفین نہ ہونے کا بندوبست کر لیا اور علاقہ پولیس کو بھی اطلاع کر دی۔ قادیانی خوفزدہ ہو گئے اور انہوں نے مجبوراً اس کو اس کی اپنی زمین میں دفن کر دیا۔ تدفین کے بعد قبر میں زبردست آگ لگ گئی اور یہ کیفیت تین دن تک مقامی لوگ دیکھتے رہے۔ آخر قبر پھٹ گئی اور وہاں ایک بہت بڑا گڑھا بن گیا۔ لوگ دور دور سے اس عبرت گاہ کو دیکھنے آتے۔ قادیانیوں نے اپنی بے عزتی ہوتے دیکھ کر پتھروں سے اس گڑھے کو بھروا دیا اور اس کے اوپر قبر کا پختہ چبوترہ قائم کر دیا لیکن بدبختوں نے اس ہولناک واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔

شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ

شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ سے علماء لدھیانہ کی ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے قادیانی کے متعلق استخارہ کیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ شخص بھینسے پر اس طرح سوار ہے کہ منہ دم کی طرف ہے۔ جب غور سے دیکھا تو اس کے گلے میں زنار نظر آیا' جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے۔ (فتاویٰ قادریہ)

جب ایک قادیانی کی قبر کھولی گئی

کوٹ قیصرانی' تحصیل تونسہ' ضلع ڈیرہ غازی خان میں امیر مند نامی قادیانی مر گیا۔ اس مردود کو قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد کے صحن میں دفن کر دیا۔ مقامی مسلمان اس حادثہ سے چیخ اٹھے۔ ان غریبوں کی احتجاجی آواز کو بااثر قادیانیوں نے دبانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کی پکار پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی مدد کے لئے بجلی کی سرعت سے پہنچی۔

خانقاہ تونسہ کے چشم و چراغ خواجہ مناف صاحب بھی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار سے مسلح ہو کر خم ٹھونک کر میدان سے آ گئے۔ جلوس نکالے گئے۔ کانفرنسیں ہوئیں اور حکومتی حکام سے مطالبہ کیا کہ قادیانی مردے کو مسجد سے نکالا جائے۔ حکومت نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ لیکن عوام کے طوفانی احتجاج کے سامنے حکومت بے بس ہو گئی اور اسے مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑا۔

چوہڑوں کی ذریعے مردود کی قبر کشائی کی گئی۔ جونہی قبر کھلی بدبو کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس شدت کی بو کہ لوگوں کے سر چکرا گئے اور آنکھوں سے پانی نکل گیا۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ غلیظ اور کتا پھٹا لاشہ باہر نکلا تو مارے خوف کے چوہڑے بھی کانپ گئے۔ لاش قادیانیوں کے حوالہ کر دی گئی۔ جنہوں نے چوہڑوں کے ذریعے ہی اسے اپنے گھر کے صحن میں دفن کر دیا۔ لیکن چند دنوں میں گھر میں ایسا تعفن پھیلا کہ گھر رہنا مشکل ہو گیا۔ آخر قادیانیوں نے تنگ آ کر اسے وہاں سے اکھیڑ کر اپنے کھیتوں میں دفن کر دیا۔

چشم دید گواہ کہتے ہیں کہ جب دوسری مرتبہ قادیانی کی لاش کو نکالا گیا تو اس کی بدبو کئی

میل دور تک گئی اور لوگ کئی دنوں تک اس بدبو کو محسوس کرتے رہے۔ اس عبرت ناک واقعہ کو دیکھ کر کئی قادیانی مسلمان ہوگئے جن میں سے کچھ مردے کے خاندان میں سے بھی تھے۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

مرزا قادیانی کو چوہڑے کی شکل میں دیکھا

مجھ کو ضلع خوشاب کے جناب ظفر اقبال صاحب کہتے ہیں کہ میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ہمارے گھر کے قریب ہی ایک قادیانی مبلغ غلام رسول رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھے قادیانیت کی دعوت دی اور پڑھنے کے لئے قادیانی لٹریچر بھی دیا۔ میری عمر بھی پختہ نہ تھی اور مذہبی تعلیم بھی واجبی سی تھی۔ اس کی وجاہتی گفتگو سننے اور گمراہ کن لٹریچر پڑھنے کے بعد شیطان نے میرے دل میں وسوسہ پیدا کر دیا کہ کہیں قادیانی جماعت سچی ہی نہ ہو۔ عشاء کی نماز پڑھ کر بستر پر لیٹا یہ سوچتے سوچتے سو گیا۔ رات میں میں نے خواب میں مرزا قادیانی کو انتہائی غلیظ اور کریہہ الصورت چوہڑت کی شکل میں دیکھا۔ صبح بیدار ہوا تو زبان پر استغفار کے جملے جاری تھے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا اور قادیانی مبلغ کے گھر جا کر اس کا لٹریچر اس کے منہ پر دے مارا۔

ظفر اللہ کا ہولناک انجام

فتنہ قادیانیت کا پوپ ظفر اللہ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کبھی کبھی معمولی سی آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو ہلکی سی نظر دیکھ لیتا ہے۔ کھانے پینے سے عاجز ہے غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے گلوکوز کی بوتلیں چڑھا رکھی ہیں۔ لیکن گلوکوز کا پانی پیلے رنگ کا محلول بن کر منہ کے راستے باہر نکل جاتا ہے اور اس پیلے رنگ کے محلول سے پاخانے جیسی بدبو اٹھ رہی ہے۔ ڈاکٹر ٹشو پیپر سے بار بار اس غلاظت کو صاف کر رہے ہیں لیکن غلاظت رکنے کا نام نہیں لیتی۔ ظفر اللہ خان بستر پر پیشاب کر رہا ہے کمرے میں اس شدت کی بو ہے کہ ٹھہرنا مشکل ہے۔

روشنی مل گئی

سرحد کے نامور عالم دین دار العلوم پشاور صدر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن

جان صاحب فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ تبلیغی جماعت کا ایک وفد غلطی سے قادیانیوں کے مزراڑے میں چلا گیا۔ قادیانیوں نے جب تبلیغی جماعت کو دیکھا تو انہیں وہاں سے نکال دیا۔ جس پر جماعت کے امیر نے قادیانیوں سے کہا کہ ہم آپ کو بالکل دعوت نہیں دیتے مگر آپ لوگ ہمیں یہاں صرف تین دن قیام کرنے کی اجازت دے دیں۔ ہم اپنی نمازیں پڑھیں گے اور تمہارے کسی کام میں دخل نہیں دیں گے۔ جس پر قادیانیوں نے اجازت دے دی۔

جب تین دن ہو گئے تو جماعت کے امیر نے اللہ کے حضور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے اللہ ہم سے وہ کون سا گناہ ہو گیا کہ ہمیں یہاں بیٹھے تین دن ہو چکے ہیں۔ ایک آدمی بھی ہمارے ساتھ جماعت میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ ابھی وہ مصروف دعا تھے کہ ایک شخص آیا جو قادیانی جماعت کا امیر تھا۔ اس نے جب امیر صاحب کو روتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟ جناب امیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اللہ کے راستے میں اس کے سچے دین کی تبلیغ کے لئے تین دن سے یہاں قیام پذیر ہیں لیکن کوئی ایک شخص بھی ہمارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ جس پر اس قادیانی نے کہا کہ یہ تو معمولی بات ہے میں تین دن کے لئے آپ کے ساتھ جاتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے کہ آپ مجھے کسی قسم کی دعوت نہ دیں گے۔

چنانچہ معاہدہ ہو گیا اور وہ قادیانی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ تیسری رات اس نے ایک خواب دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو اس قادیانی نے جماعت کے امیر صاحب سے کہا کہ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور مسلمان بنائیں۔ جس پر امیر جماعت نے کہا کہ ہم معاہدے کے پابند ہیں۔ آپ کو کلمہ پڑھنے پر مجبور نہیں کر سکتے مگر آپ یہ بتائیں کہ یہ تبدیلی کیوں آئی؟ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تم میرے عاشقوں کے ساتھ پھرتے ہو اور اس کتے کو بھی مانتے ہو۔ وہ کتا مرزا قادیانی تھا۔

جس پر امیر جماعت نے اسے کلمہ پڑھایا اور سینے سے لگایا۔ جب اس شخص نے اپنے گاؤں واپس جا کر یہ واقعہ کچھ اور قادیانیوں کو سنایا تو وہ بھی مسلمان ہوئے۔

یہ واقعہ مولانا حسن جان نے حضرت مولانا قاری محمد طیب سے سنا۔

قبر میں زلزلہ

بھارت کے صوبہ بہار کے حکیم محمد حسین نے خواب میں دیکھا کہ مرزا قادیانی کی قبر میں تدفین ہوگئی ہے۔ لوگ مٹی ڈال کر گھروں کو چل رہے ہیں۔ قبر میں سخت اندھیرا اور خوف ہے۔

اللہ کے فرشتے سوال و جواب کے لئے آ پہنچے ہیں۔ مرزا قادیانی سخت گھبرایا ہوا ہے اور تھر تھر کانپ رہا ہے۔ اللہ کے فرشتے اس سے سوال کر رہے ہیں اور جواب میں وہ اول فول بک رہا ہے۔ قبر میں قریب ہی شیطان کھڑا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو کہہ رہا ہے کہ اے مرزا قادیانی! تو میرا بہترین ساتھی تھا۔ تو نے میرے مشن کے لئے بہت کام کیا۔ شب و روز محنت کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ مجھے تیری موت کا بہت دکھ ہوا لیکن آج اس مشکل میں میں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ یہ عذاب تو اب تجھے سہنا ہی پڑے گا۔ یہ کہا اور شیطان غائب ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگیا اور اس کی چیخوں سے قبر میں ایک زلزلہ بپا ہوگیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے جسم تروتازہ تھے

چند سال قبل مسجد نبوی کی جنت البقیع کی طرف جب توسیع کی گئی تو راستے میں چند صحابہ کی قبریں موجود تھیں۔ ۱۹۶۸ء میں جب میں مدینہ منورہ گیا تو ان حضرات کی قبروں کو دیکھا اور صدیوں پرانی کچی دیواروں کے نشانات بھی موجود تھے مسجد نبوی کے توسیع کے مراحل میں ان قبروں کو کھولا گیا اور ان صحابہ کرام کو جنت البقیع میں منتقل کیا گیا جس کی تفصیل اس سال نوائے وقت نے بھی دی۔ حج کا زمانہ تھا جب ان اصحاب کی قبروں کو کھولا گیا اور یہ عمل رات کے وقت کیا گیا تاکہ لوگوں کو کم سے کم پتہ چل سکے میرے چند عزیز ان دنوں میں حج پر گئے ہوئے تھے انہوں نے ان اصحاب رسول کی زیارت کی۔ جب ان کے جسموں کو نکالا گیا تو ویسے ہی تروتازہ تھے کیڑے مکوڑے کا نام تک نہ تھا۔ کافی لوگوں نے ان پاک جسدوں کی زیارت کی اور تابعین میں اپنے آپ کو شمار کرا لیا۔

بحمد اللہ تم

نغمات ختم نبوت

سید امین گیلانی رحمہ اللہ

ختم نبوت

ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد
جسم میں جب تک جاں رہے یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

ختم نبوت ہے ایمان ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

اس سے کرے گا جو انکار وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہوا اس کا برباد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

بات یہ ہے بالکل ظاہر کہیں گے ہم اس کو کافر
جو بھی کرے منسوخ جہاد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

یہی ہے مومن کی پہچان کرتا ہے حق کا اعلان
سہ لیتا ہے ہر افتاد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد

حق منوا کر چھوڑیں گے باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد ختم نبوت زندہ باد

بجا گفت

ختم رسل کے بعد پیمبر' غلط غلط
نازل ہو اب کتاب کسی پر' غلط غلط
ہے باعث نجات فقط مصطفیٰؐ کی ذات
ہو اور کوئی شافع محشر' غلط غلط
نشہ یہ معرفت کا کہیں سے نہ مل سکا
تجھ سا ہو کوئی ساقی کوثر' غلط غلط
ہاں ہاں ہزار بار بپا ہوں قیامتیں
اٹھے گا تیرے در سے مرا سر' غلط غلط
میں اور عدوئے دیں کی سنوں پھر بھی چپ رہوں
گردن بھی ہو' اگر تہ خنجر' غلط غلط
ہاں ہر قدم پہ خوف خدا بجا بجا
غیر از خدا کسی کا کوئی ڈر ' غلط غلط

قادیانی فتنہ

قادیانی فتنہ اٹھا ہے مسلمانو! اٹھو
خواب سے بے دار ہو اللہ دیوانو! اٹھو
حرمت دین محمد کے نگہبانو! اٹھو
شعلہ سامانی دکھاؤ' شعلہ سامانو! اٹھو
مٹ رہا ہے دین وحدت اور ہم دیکھا کریں
آؤ پھر پہلا سا جوش زندگی پیدا کریں
آ گیا ہے "روسیا" تخت نبوت کے قریب
کفر صف آرا ہوا ہے نور وحدت کے قریب
چھا رہی ہیں ظلمتیں شمع رسالت کے قریب
خیمہ زن ہیں بجلیاں باران رحمت کے قریب
فتنہ دجال کی قربت کا پیغام آ گیا
لو خبر اسلام کی' نرغے میں اسلام آ گیا
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لئے
مشعل نور محمدؐ کو بجھانے کے لئے
یہ بلا آئی ہے تم سب کو جگانے کے لئے
غیرت دینی تمہاری آزمانے کے لئے
تم ہو ناموس محمدؐ کے نگہبان یاد ہے
تم مسلماں ہو' مسلماں ہو' مسلماں یاد ہے
خواب سے بے دار ہو روح الامین کا واسطہ
متحد ہو' رحمۃ للعالمین کا واسطہ!

پستیوں کو چھوڑ دو دین مبیں کا واسطہ　　رفعتوں کو ڈھونڈ لو عرش بریں کا واسطہ
فتنے جتنے اٹھ رہے ہیں سب فنا ہو جائیں گے　　تم جو چونکو گے حوادث خود فنا ہو جائیں گے

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

پر محمدؐ کی جہاں توہین ہو کٹ جائیں گے　　وہ قدم دوزخ میں جائیں گے اگر ہٹ جائیں گے
تم بھی اس جانؐ دو عالم سے وفاداری کرو　　اس کے دشمن سے کھلا اظہار بیزاری کرو
ان کی عزت کے محافظ ہو تو عزت آپ کی　　آپ کے ہم آپ کا سکہ حکومت آپ کی
آپ اگر ان کے نہیں پھر کرسیاں خالی کریں　　ملک کی ملت کی مذہب کی نہ پامالی کریں

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

اف یوں ہو توہین محمدؐ اور پھر ملک ہمارا ہو　　کیوں نہ جگر ہو ٹکڑے ٹکڑے اور دل پارہ پارہ ہو
صبر کی حد ہوتی ہے کوئی کب تک آخر صبر کریں　　اس بے شرمی کے جینے سے بہتر ہے ہم ڈوب مریں
قید ہو اب یا دار کا تختہ جو گزرے گی جھیلیں گے　　نام پہ تیرے جانؐ دو عالم جان کی بازی کھیلیں گے
تو ہے ہم کو جان سے بڑھ کر مال اور ملک سے پیارا ہے　　تیری محبت کامل ایماں یہ ایمان ہمارا ہے
ہاں اب ہم سے صبر نہ ہوگا لاکھ کہیں غدار ہیں ہم　　یا مانیں یا جان ہے حاضر جینے سے بیزار ہیں ہم

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو!　　یہ موقع کھو دیا تم نے تو پچھتاؤ گے نادانو
ابھی کل گولیاں کھا کھا کے کتنے نوجواں تڑپے　　تڑپتا دیکھ کر جن کو زمین و آسماں تڑپے
تم ان کی آرزو سمجھو تم ان کا مدعی جانو　　اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو
دلائے جو یقیں ختم نبوت کی حفاظت کا　　جو یہ کہہ دے کہ دے گا ساتھ وہ حق و صداقت کا
جو یہ وعدہ نہ دے اس شخص کو تم بے وفا سمجھو　　اسے غدار ملت دشمن دیں بے حیا سمجھو
تمہارے در پہ لاکھوں بار آئے تم نہ پہچانو　　اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو
رسولؐ اللہ کی ختم نبوت کی قسم مجھ کو　　ترپین کے شہیدوں کی شہادت کی قسم مجھ کو
نجات دین و دنیا ہے اسی میں تم یقیں جانو　　اٹھو ختم نبوت کا علم کھولو مسلمانو

یہ موقع کھو دیا تم نے تو پچھتاؤ گے نادانو　　　اٹھو سب مل کے ناموس رسالت کے نگہبانو

(تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں رضا کاروں کا جوش و جذبہ دیکھ کر)

یہ سرمست و بے خود' جری اور جیالے　　　یہ خوددار ماؤں کی گودوں کے پالے
ترے نام پر سر کٹا دینے والے　　　یہ ختم نبوت کا پرچم سنبھالے

بڑھے جا رہے ہیں بڑھے جا رہے ہیں

نہیں ان کو پرواہ کچھ بیش و کم کی　　　انہیں روک سکتی ہے جھڑکی نہ دھمکی
انہیں فکر ہے گولیوں کی نہ بم کی　　　کفن سر پہ جائیں خدا کے حوالے

بڑھے جا رہے ہیں بڑھے جا رہے ہیں

جب کوئی تصویر دکھاتا ہے تیری　　　ڈر جاتے ہیں بال' ترے کیا کہنے ہیں
پیدا ہو نہیں سکتا رہتی دنیا تک　　　اب کوئی تجھ سا لال' ترے کیا کہنے ہیں
بیوی کہتی ہوگی جب تو پی آئے　　　جاتی سرت سنبھال' ترے کیا کہنے ہیں
نظم انوکھے ڈھب کی لکھ کر گیلانی　　　تو نے کیا کمال' ترے کیا کہنے ہیں

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

مرکز ملت ' ختم نبوت　　　نکتہ وحدت ختم نبوت
جس کی حفاظت' فرض ہے سب کا　　　وہ ہے امانت ' ختم نبوت
چھن گئی جس سے وہ ہوا مفلس　　　ایسی ہے دولت ' ختم نبوت
دین سلامت ہے' جو اب تک　　　اس کی ہے علت ' ختم نبوت
جس کے لئے صدیقؓ لڑے تھے　　　وہ ہے صداقت ' ختم نبوت
منکر کاش اس بات کو سمجھیں　　　حق کی ہے رحمت ' ختم نبوت
میرا امیں ایمان یہی ہے　　　وحدت امت ' ختم نبوت

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے　　　وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر　　　سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے

وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے

پر پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو
ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے

خدا شاہد یہ ان کے فیض صحبت کا نتیجہ تھا
شہنشہ گر پڑے قدموں میں جب انکے غلام آئے

وہ آئے جب تو دنیا اس طرح سے جگمگا اٹھی
کہ خورشید درخشاں جس طرح بالائے بام آئے

وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

کیا جب بھی کسی کذاب نے دعویٰ نبوت کا
تو جھٹ میدان میں ختم نبوت کے غلام آئے

بروز محشر ایں جب نفسا نفسی کا سماں ہوگا
وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

ختم نبوت کے دیوانے ہیں ہم لوگ
شمع رسالت کے پروانے ہیں ہم لوگ

حق کے لئے میدان میں ہم ڈٹ جاتے ہیں
آپ کے جانے اور پہچانے ہیں ہم لوگ

نیا نہ کوئی مذہب ہم چلنے دیں گے
دین پرانا' اور پرانے ہیں ہم لوگ

اہل زمانہ ہم لوگوں کی قدر کرو
حسن حقیقی کے دیوانے ہیں ہم لوگ

لعل حسین ہو' اشعر ہو یا گیلانی
اور ہیں کچھ دن پھر افسانے ہیں ہم لوگ

[1] مولانا لعل حسین اختر ..... [2] مولانا عبدالرحیم اشعر

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

جو سچی بات ہے وہ برملا کرتے رہیں گے ہم
سزا دیتے رہے ہو تم' یہ خطا کرتے رہیں گے ہم

ہمیشہ حق سے باطل کو جدا کرتے رہینگے ہم
یہ حق حق ہے اہل کا حق ادا کرتے رہینگے ہم

نبوت تخت ان کا خاتمیت تاج ہے ان کا
یونہی تعریف شاہ دوسرا کرتے رہیں گے ہم

رسول اللہ ہم کو جان سے پیارے ہیں نادانو
رسول اللہ پر جانیں فدا کرتے رہیں گے ہم

بجز اسلام ہر آئین نامنظور ہے ہم کو
زباں ہے منہ میں جب تک یہ صدا کرتے رہینگے ہم

جئیں اسلام کی خاطر' مریں اسلام کی خاطر
امین اللہ سے یہ التجا کرتے رہیں گے ہم

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

تو مجھ کو آزما ظالم' میں تجھ کو آزماؤں گا — تو خنجر تیز کر' میں حریت کے گیت گاؤں گا
تو جتنا جبر کر سکتا ہے کر لے باوجود اسکے — میں طوفاں بن کے اٹھوں گا' میں آندھی بن کے چھاؤں گا
پرستش کیلئے جتنے بھی بت تم نے تراشے ہیں — میں اک اک کر کے توڑوں گا' میں اک اک کر کے ڈھاؤں گا
رسول پاک ختم المرسلیں ہیں جو نہ مانے گا — وہ بے ایمان ہے' میں اہل ایمان کو بتاؤں گا
اگر چڑتے ہیں کافر نعرۂ ختم نبوت سے — میں یہ نعرہ لگاتا ہوں' میں یہ نعرہ لگاؤں گا
خوشا' قاتل تو مجھ کو قتل کر نام محمدؐ پر — رسولؐ اللہ کے آگے سرخرو ہو کر تو جاؤں گا

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ہم یوں بھی عبادت کرتے ہیں
ناموس رسولؐ اکرم کی جاں دے کے حفاظت کرتے ہیں
اپنا نہ کوئی سمجھے ان کو دشمن ہیں یہ دین اور ملت کے
یہ ختم نبوت کے منکر' توہین نبوت کرتے ہیں
جینے کا ہمیں کچھ شوق نہیں' مرنے کی ہمیں کچھ فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں
حق پر تو کڑی نگرانی ہو باطل پہ کوئی بھی قید نہیں
افسوس مسلماں ہو کر کیا ارباب حکومت کرتے ہیں
ہم میں جو وطن کا مجرم ہو' سر اس کا جدا تن سے کردو
للہ خبر لو ان کی جو ''ربوے'' میں خلافت کرتے ہیں
ہم برسرمیداں کہتے ہیں' سچ جھوٹ میں حاکم فرق کریں
ہم وہ تو نہیں ہیں' چھپ چھپ کر جو ان کی شکایت کرتے ہیں

یادداشت

آپ اس صفحہ پر دورانِ مطالعہ اہم نکات اور انکے بارہ میں حسبِ ذوق اپنے تاثرات لکھ سکتے ہیں۔ دورانِ مطالعہ اگر کہیں کمپوزنگ یا دوسری طباعتی اغلاط نظر سے گذریں یا آپ کوئی مفید مشورہ دینا چاہتے ہوں تو وہ بھی نوٹ فرما کر ہمیں مطلع کریں ہم ایسی اغلاط کو محفوظ رکھتے ہیں۔ تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کا تدارک کیا جاسکے آپ کے تعاون پر مشکور (انتظامیہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)